

کمیشن برودہ

یعنی

مھاراجہ ملھراؤ گایکوار رئیس برودہ کی طرف سے کرنل فیروز صاحب
ریڈنٹ برودہ کے زہر دینے کے مقدمے میں تحقیقات

جسمین

سرچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس بنگال پرنیڈنٹ کمیٹی و عالیجناب مھاراجہ
جیاجی راؤ سیندھیاجی سی ایس آئی و عالیجناب مھاراجہ سوامی رام سنگھ جی صاحب
جی سی ایس آئی و کرنل سرچرڈ میڈر صاحب چیف سروس و مسٹر ملول صاحب سی
ایس آئی جج چیف کورٹ پنجاب راجہ سردنکر راؤ سی ایس آئی مجلس کمیٹی کے جج تھے

جسکو

معاملات پولیٹیکل و قانونی عدالت کے شائق عام و خاص سرداران ہندوستان
کے لیے آغا کمیشن سے مآخیر کیا کر کے منشی نول کشور مالک مطبع اودہ اخبار کی تجویز سے
بابود اودہ مدرس جہانم دیافتہ اگرہ کالج نے انگریزی کتاب مطبوعہ ٹمپس آف انڈیا
سے بمطابقت ترجمہ اودہ اخبار ترمیم و اضافہ کر کے اردو میں ترتیب دیا

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھاپا گیا

ماہی سنہ ۱۳۹۶

فہرست تحقیقات کمیشن برودہ

نمبر شمار	روزنامہ کارروائی	نمبر شمار	روزنامہ کارروائی
۱	تہمید	۱	اجلاس وزراء اول
۲	کارروائی کمیشن تحقیقات زہر خورانی یا عدم زہر خورانی۔	۲	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب۔
۳	اسپیج وکیل سرکار بمقدار زہر خورانی کا یکواڑ	۳	ایڈوکیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار کیے۔
۴	مسماہ ایٹا کا اظہار۔	۴	صندل خان پھر کیا یا گیا۔
۵	سرخٹ بیلن ٹانن صاحب کے سوالات جبرج	۵	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب۔
۶	انالی کچری کے جلسہ اور گفتگو کا بیان	۶	بہر دوبارہ اظہارات کیے گئے۔
۷	اجلاس روز دوم	۷	شیخ عبداللہ کے اظہار۔
۸	آیات سے سوالات جبرج کرنا۔	۸	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب
۹	وکیل سرکار نے پھر کیا ایٹا کے اظہار کیے۔	۹	نئے شیخ عبداللہ سے پوچھے۔
۱۰	فیضو رمضان کا اظہار۔	۱۰	شیخ عبداللہ کے دوبارہ اظہارات کیے گئے۔
۱۱	سرخٹ بیلن ٹانن صاحب کے سوالات جبرج	۱۱	عبدالرحمن کے اظہار۔
۱۲	وکیل سرکار نے ہر فیضو کا اظہار کیا۔	۱۲	سوالات جبرج برٹین صاحب۔
۱۳	کابینہ کی پونجا بھائی کے اظہارات۔	۱۳	مسماہ ایٹا کو ہر بلایا۔
۱۴	سرخٹ بیلن ٹانن صاحب کے سوالات جبرج	۱۴	سوالات جبرج برٹین صاحب۔
۱۵	شیخ کریم کے اظہار۔	۱۵	شیخ عبداللہ کے دوبارہ اظہار۔
۱۶	سرخٹ بیلن ٹانن صاحب نے سوالات جبرج کریم سے کیے۔	۱۶	بیدر ڈوئیوزا کے اظہارات۔
۱۷	اجلاس روز سوم	۱۷	سوالات جبرج بیلن ٹانن صاحب۔
۱۸	صندل خان ولد بختیار خان کا اظہار۔	۱۸	کرنیل فیروز صاحب کے اظہار۔
۱۹	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب۔	۱۹	صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کرنیل فیروز صاحب کا اظہار کیا۔
۲۰	صندل خان ولد بختیار خان کے دوبارہ اظہار کیے گئے۔	۲۰	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب۔
۲۱	چھوٹے اظہار۔	۲۱	کرنیل فیروز صاحب سے کیے۔
۲۲	سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹانن صاحب۔	۲۲	دوبارہ اظہار فیروز صاحب سے کیے گئے۔
۲۳	چھوٹے دوبارہ اظہار کیے گئے۔	۲۳	ڈاکٹر سیوڑ صاحب کے اظہار۔
۲۴	اجلاس روز ششم	۲۴	مقام برودہ ہم سٹینڈ-آج کے روز صرف

روزانہ کارروائی	تاریخ	روزانہ کارروائی	تاریخ
ڈاکٹر سید رحیم اور ڈاکٹر لری صاحب کے اظہار	۱۰	سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن حبہ	۱۰
یہ گئے		دوبارہ اظہار جو ایڈوکیٹ جنرل نے	
سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	۱۱	نرسو کے لیے	
ڈاکٹر سید رحیم صاحب کے دوبارہ اظہار	۱۲	اظہار جبرج بلین ٹائن گواہ	
ایڈوکیٹ جنرل نے بیٹے		اظہار سیدی کا بہائی آئن سنگد کے	
اظہار ڈاکٹر لری صاحب	۱۳	سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	
اجلاس روزہ مفت		سوالات جو صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کیے	
عید اظہار ڈاکٹر صاحب کے سہ جلد بلین ٹائن صاحب	۱۴	اجلاس روزہ مفت	
نے اون اظہاروں میں سوالات جبرج کیے		آج اظہار حاجی باندہ گواہ کوٹہ نورانی صاحب کی	
ڈاکٹر لری صاحب کے دوبارہ وکیل سرکار نے		سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	
اظہار یہ		اظہار شیو لال دت	
اظہار سید عبد اللہ گواہ		اظہار دولیب موداس	
سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب		اظہار دلپت گوہند رام	
اظہار گوہند بالو		اظہار چنگن لال دامودر داس گواہ	
اظہار بابا گواہ		اظہار میرام علی گواہ	
اظہار کشتن		اظہار منی بہائی جس بہائی	
اظہار جوبن میان گواہ		اظہار ہودر ترسی	
سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب کے		اظہار اکیر علی	
اظہار رانا جگت گنہ		سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	
سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب کے		سوالات ایڈوکیٹ جنرل	
اظہار محمد علی بخش گواہ		اظہار سہنت رام بیکاری رام	
اظہار راجی گواہ		سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	
اجلاس روزہ ہشتم		اظہار مٹھو جوی صاحب	
راجی کا اظہار ہر شہر و ہوا		سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب	
سوالات جبرج سہ جلد بلین ٹائن صاحب		سوالات ایڈوکیٹ جنرل	
سوالات جو ایڈوکیٹ جنرل نے دوبارہ کیے		اجلاس روزہ یازدہم	
اجلاس روزہ نهم		آج کے روزہ دامودر دت کے اظہار ایڈوکیٹ	
آج ترسوراجا گواہ بلایا گیا		جنرل نے بیٹے	
اظہار سیدی ترسوراجا گواہ		اجلاس روزہ دوازدہم	

نمبر شمار	روزانہ کارروائی	تاریخ	نمبر شمار	روزانہ کارروائی	تاریخ
۱	گیارہ بجے آئیڈو کیٹ جنرل فزڈامور پینٹ سے اظهار لینا شروع کیا۔	۱۵۱	۱	ہر چیون داس پر شوکم دس کے اظہارات	۱۵۱
۲	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۰	۲	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۰
۳	آئیڈو کیٹ جنرل نے پراس کے اظہار لیے	۱۶۱	۳	آئیڈو کیٹ جنرل نے پراس کے اظہار لیے	۱۶۱
۴	اظہارات مسٹر سور صاحب	۱۶۱	۴	اظہارات مسٹر سور صاحب	۱۶۱
۵	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۲	۵	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۲
۶	گجاندہ قتل پر بلا لایا گیا	۱۶۲	۶	گجاندہ قتل پر بلا لایا گیا	۱۶۲
۷	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۳	۷	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۳
۸	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار لیے	۱۶۴	۸	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار لیے	۱۶۴
۹	اظہار سرہ لویس پیل صاحب	۱۶۴	۹	اظہار سرہ لویس پیل صاحب	۱۶۴
۱۰	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۵	۱۰	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۵
۱۱	اجلاس روز چار و دسم	۱۶۵	۱۱	اجلاس روز چار و دسم	۱۶۵
۱۲	مسٹر اورمانی صاحب اظہار پر ختم ہونے کے شروع کیے	۱۶۶	۱۲	مسٹر اورمانی صاحب اظہار پر ختم ہونے کے شروع کیے	۱۶۶
۱۳	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۷	۱۳	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۷
۱۴	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار لیے	۱۶۸	۱۴	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار لیے	۱۶۸
۱۵	اظہار ناہمی و تکل گواہ	۱۶۸	۱۵	اظہار ناہمی و تکل گواہ	۱۶۸
۱۶	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۹	۱۶	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۶۹
۱۷	آئیڈو کیٹ جنرل نے پراس ناہمی و تکل کے اظہار لیے	۱۶۹	۱۷	آئیڈو کیٹ جنرل نے پراس ناہمی و تکل کے اظہار لیے	۱۶۹
۱۸	اجلاس روز چار و دسم	۱۷۰	۱۸	اجلاس روز چار و دسم	۱۷۰
۱۹	اتوارام ولد رکنا تہ کے اظہار شروع ہوئے	۱۷۱	۱۹	اتوارام ولد رکنا تہ کے اظہار شروع ہوئے	۱۷۱
۲۰	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۱	۲۰	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۱
۲۱	عزت راو راو کی کے اظہار	۱۷۲	۲۱	عزت راو راو کی کے اظہار	۱۷۲
۲۲	راشٹر موراکے اظہارات	۱۷۲	۲۲	راشٹر موراکے اظہارات	۱۷۲
۲۳	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۳	۲۳	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۳
۲۴	راشٹر موراکے دوبارہ اظہار لیے گئے۔	۱۷۳	۲۴	راشٹر موراکے دوبارہ اظہار لیے گئے۔	۱۷۳
۲۵	دیترا رام چند کے اظہارات	۱۷۴	۲۵	دیترا رام چند کے اظہارات	۱۷۴
۲۶	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۴	۲۶	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۴
۲۷	دیترا رام چند رکاو دیارہ اظہار لیا گیا۔	۱۷۵	۲۷	دیترا رام چند رکاو دیارہ اظہار لیا گیا۔	۱۷۵
۲۸	اظہار رہا پونا کر	۱۷۵	۲۸	اظہار رہا پونا کر	۱۷۵
۲۹	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۶	۲۹	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۶
۳۰	اظہار مسٹر رچی صاحب	۱۷۶	۳۰	اظہار مسٹر رچی صاحب	۱۷۶
۳۱	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۷	۳۱	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۷
۳۲	اظہار عبدالعلی	۱۷۷	۳۲	اظہار عبدالعلی	۱۷۷
۳۳	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار کر نیل فرما کر لیا	۱۷۸	۳۳	آئیڈو کیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار کر نیل فرما کر لیا	۱۷۸
۳۴	اظہار گجاندہ قتل	۱۷۸	۳۴	اظہار گجاندہ قتل	۱۷۸
۳۵	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۹	۳۵	سوالات جریج سرخٹ بیلن ٹائن صاحب	۱۷۹
۳۶	گجاندہ قتل کے پھر دوبارہ اظہار ہوئے۔	۱۸۰	۳۶	گجاندہ قتل کے پھر دوبارہ اظہار ہوئے۔	۱۸۰
۳۷	اجلاس روز پانچ و دسم	۱۸۰	۳۷	اجلاس روز پانچ و دسم	۱۸۰
۳۸	۱	۱	۳۸	۱	۱
۳۹	۲	۲	۳۹	۲	۲
۴۰	۳	۳	۴۰	۳	۳
۴۱	۴	۴	۴۱	۴	۴
۴۲	۵	۵	۴۲	۵	۵
۴۳	۶	۶	۴۳	۶	۶
۴۴	۷	۷	۴۴	۷	۷
۴۵	۸	۸	۴۵	۸	۸
۴۶	۹	۹	۴۶	۹	۹
۴۷	۱۰	۱۰	۴۷	۱۰	۱۰
۴۸	۱۱	۱۱	۴۸	۱۱	۱۱
۴۹	۱۲	۱۲	۴۹	۱۲	۱۲
۵۰	۱۳	۱۳	۵۰	۱۳	۱۳
۵۱	۱۴	۱۴	۵۱	۱۴	۱۴
۵۲	۱۵	۱۵	۵۲	۱۵	۱۵
۵۳	۱۶	۱۶	۵۳	۱۶	۱۶
۵۴	۱۷	۱۷	۵۴	۱۷	۱۷
۵۵	۱۸	۱۸	۵۵	۱۸	۱۸
۵۶	۱۹	۱۹	۵۶	۱۹	۱۹
۵۷	۲۰	۲۰	۵۷	۲۰	۲۰
۵۸	۲۱	۲۱	۵۸	۲۱	۲۱
۵۹	۲۲	۲۲	۵۹	۲۲	۲۲
۶۰	۲۳	۲۳	۶۰	۲۳	۲۳
۶۱	۲۴	۲۴	۶۱	۲۴	۲۴
۶۲	۲۵	۲۵	۶۲	۲۵	۲۵
۶۳	۲۶	۲۶	۶۳	۲۶	۲۶
۶۴	۲۷	۲۷	۶۴	۲۷	۲۷
۶۵	۲۸	۲۸	۶۵	۲۸	۲۸
۶۶	۲۹	۲۹	۶۶	۲۹	۲۹
۶۷	۳۰	۳۰	۶۷	۳۰	۳۰
۶۸	۳۱	۳۱	۶۸	۳۱	۳۱
۶۹	۳۲	۳۲	۶۹	۳۲	۳۲
۷۰	۳۳	۳۳	۷۰	۳۳	۳۳
۷۱	۳۴	۳۴	۷۱	۳۴	۳۴
۷۲	۳۵	۳۵	۷۲	۳۵	۳۵
۷۳	۳۶	۳۶	۷۳	۳۶	۳۶
۷۴	۳۷	۳۷	۷۴	۳۷	۳۷
۷۵	۳۸	۳۸	۷۵	۳۸	۳۸
۷۶	۳۹	۳۹	۷۶	۳۹	۳۹
۷۷	۴۰	۴۰	۷۷	۴۰	۴۰
۷۸	۴۱	۴۱	۷۸	۴۱	۴۱
۷۹	۴۲	۴۲	۷۹	۴۲	۴۲
۸۰	۴۳	۴۳	۸۰	۴۳	۴۳
۸۱	۴۴	۴۴	۸۱	۴۴	۴۴
۸۲	۴۵	۴۵	۸۲	۴۵	۴۵
۸۳	۴۶	۴۶	۸۳	۴۶	۴۶
۸۴	۴۷	۴۷	۸۴	۴۷	۴۷
۸۵	۴۸	۴۸	۸۵	۴۸	۴۸
۸۶	۴۹	۴۹	۸۶	۴۹	۴۹
۸۷	۵۰	۵۰	۸۷	۵۰	۵۰
۸۸	۵۱	۵۱	۸۸	۵۱	۵۱
۸۹	۵۲	۵۲	۸۹	۵۲	۵۲
۹۰	۵۳	۵۳	۹۰	۵۳	۵۳
۹۱	۵۴	۵۴	۹۱	۵۴	۵۴
۹۲	۵۵	۵۵	۹۲	۵۵	۵۵
۹۳	۵۶	۵۶	۹۳	۵۶	۵۶
۹۴	۵۷	۵۷	۹۴	۵۷	۵۷
۹۵	۵۸	۵۸	۹۵	۵۸	۵۸
۹۶	۵۹	۵۹	۹۶	۵۹	۵۹
۹۷	۶۰	۶۰	۹۷	۶۰	۶۰
۹۸	۶۱	۶۱	۹۸	۶۱	۶۱
۹۹	۶۲	۶۲	۹۹	۶۲	۶۲
۱۰۰	۶۳	۶۳	۱۰۰	۶۳	۶۳

تمہید

برٹش گورنمنٹ کی عہداری جب سے ہندوستان میں ہوئی تب سے اس کا محکمہ کمیشن جو واسطے تحقیقات مقدمہ والی بڑودہ کے سن گذشتہ میں مقرر ہوا تھا نہیں مقرر ہوا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جسکی شہرت تمام ہندوستان و یورپ میں بذریعہ اخبارات ہو چکی ہے۔ بنا اور اصل اس مقدمہ کی یہی کہ آیا کرنل فیہ صاحب برٹش رزیڈنٹ بڑودہ کو شہرت میں ہر دیا گیا یا نہیں۔ اور اس جرم کا اشتباہ ہمارا جو ملھار راؤ کا لکوار بڑودہ پر ہوا۔ کہ زہر دہنی سازن یا ترغیب سے دیا گیا۔ چنانچہ گورنمنٹ ہند نے اس مقدمہ کی تحقیقات کیواسطے ایک کمیشن تجویز کی جس میں تین صاحبان یورپین یعنی سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس بنگال پریسیڈنٹ اور سر رچرڈ میڈ صاحب چیف کمشنر ملک میور اور سر طول صاحب کنستبل اور تین صاحبان ہندوستانی یعنی دو عالیشان ہمارا جہ ہندوستان یعنی عالیجناب ہمارا جہ صاحب بہادر جے پور اور عالیجناب ہمارا جہ صاحب سیندھی والی گوالیار اور راجہ سر دکر اور سابق وزیر ریاست گوالیار مقرر ہوئے۔ بعد تحقیقات کے صاحبان جج ہندوستانی نے ملھار راؤ والی بڑودہ کو جرم سازن یا ترغیب زہر خورانی سے بری کیا۔ مگر صاحبان جج یورپین نے والی بڑودہ پر جرم سازن یا ترغیب زہر خورانی کا ثبوت کیا۔ مگر ان کا یہ ثبوت گواہوں کے بیان پر تھا جنہیں سے دو شخص ایسے تھے جو ادنیٰ ملازم رزیڈنسی بڑودہ کے تھے۔ ہر چند کہ گورنمنٹ ہند نے صاحبان یورپین کی رایوں سے اتفاق کیا۔ لیکن مارکوئیس آف سالبرجھیم سکریٹری آف اسٹیٹ آف انڈیا نے بسبب اختلاف اُرداے ممبران کمیشن کے یہ تصور فرمایا کہ ملھار راؤ کا لکوار پر جرم سازن یا ترغیب زہر خورانی کا ثبوت نہیں ہوا۔ پس انہوں نے ملھار راؤ والی بڑودہ کو جرم گورنمنٹ جناب ملکہ مغلیہ کے اس وجہ سے گدی بڑودہ سے علیحدہ کیا کہ ان کا چال چلن اچھا تھا اور ان کا ملکی انتظام نہایت خراب اور رعایا بے بڑودہ اون سے نہایت ہی ناراض تھی۔

سال گذشتہ میں مختلف اخباروں میں اس مقدمہ پر بحث ہوئی۔ بعض اخبار نویسوں نے گورنمنٹ انگریزی کی اس کارروائی پر بڑے بڑے اعتراض کیے اور الزام لگائے۔ اور بعض نے

گورنمنٹ انگلشیہ کی کارروائی کی تابعدار کی۔ چونکہ اب یہ مقدمہ ختم ہو چکا پس اب اس بارہ میں
 لکھنا کہ وہ کارروائی کیسی تھی مفصل ہے۔ لیکن جو کہ اخبارات میں متفرق کارروائیاں
 اس مقدمے کی چھپی ہیں۔ اور اکثر اہل الرائے و رؤساء و ناظرین اخبارات ملک کی خوشنودی
 گئی کہ ترجمہ کل کارروائی اجلاس کمیشن کا ابتداء سے تا اختتام حکم اخیر بطور مجموعہ مرتب ہو کر چھپا
 جاوے۔ چونکہ رقم دیباچہ ہذا بھی واسطے ملاحظہ کارروائی کمیشن بڑودہ کے باجلاس کمیشن
 حاضر رہا اسلئے ارادہ ہوا کہ مشتاقان مقدمہ کو اس کارروائی سے جو یادگار تاریخی ہے
 آگاہ کرے۔ گو اخبارات میں ترجمے ہوئے مگر جاننے کے وقت اون ترجموں میں کیسے
 اختلاف پایا گیا۔ ہندو محنت کے ساتھ مکرر کہہ کر یہ نظر ثانی ایک عمدہ اور لائق اگر نیرنگی ان
 سے ترجمہ اردو و ناگری شائع ہوتا ہے اور انہی کا کہ ہمارے ہندوستان کے اکثر اطراف
 و جہات میں ہندی دیوناگری کے پڑھنے والے بھی کثرت سے ہیں۔ اور اکثر شہروں اور
 مقاموں سے ایسی خواہش دریافت ہوئی اس واسطے امید ہے کہ ترجمہ دیوناگری کو زیادہ تر
 پسند کریں گے اس کتاب کے دیکھنے والوں کو چاہیے کہ اخیر تقریر مسٹر بلن ٹائن صاحب سرجنٹ
 وکیل اعظم محابا جی بٹوہ و اور تقریر مسٹر اسکول صاحب ایڈووکیٹ جنرل کو دیکھیں۔ اسی سے
 تمام مقدمہ کا خلاصہ ان کو معلوم ہو جاوے گا۔ اور تجویز صاحبان جج یو۔ پین اور ہندوستانی
 اور زردیوشن گورنمنٹ انڈیا بھی دیکھنے کے لائق ہے اور جو تجویز اخیر میں صاحب سرکاری
 آف اسٹیٹ ہند نے اپنی چٹھی میں کیا ہے وہ بھی پڑھنے اور ملاحظہ اور غور کرنے کے قابل ہے۔
 غرض کہ یہ ملکی مقدمہ ایک دقیق اور نازک مقدمہ تھا جس میں ایک رئیس اعظم و خود مختار کے مقدمے
 کی تحقیقات اسی کی دارالسلطنت میں ایک کمیشن کے ذریعے سے ہوئی۔ اس بڑے مقدمے
 کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ کس طرح پر صاحبان یو۔ پین اور ہندوستانی ائمہ شاف
 حالات مقدمے کو واسطے غور کرتے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ مقدمہ ایک سرکاری مقدمہ تھا
 بلکہ نہایت ہی پیچیدہ اور نازک مقدمہ تھا۔ اخیر میں مین انکسوز کزاسون کہ جوہر مطابقت ترجمہ
 ناگری کی توثیق ہو گیا۔ مگر مجھ کو امید ہے کہ شائقان مقدمہ میری اس محنت کو قدر وانی اور قدر وانی
 سے محروم نہ کریں گے۔

تحقیقات کمیشن ٹرودہ بمقدمہ ملہراؤ گکیوار ڈرباب

زہر خورانی کرنل فیروز خان واقع ۲۳ فروری ۱۹۶۱ء

مقام ٹرودہ
اجلاس روز اول

آج کارروائی کمیشن واسطے دریافت اس بات کے کہ ملہراؤ گکیوار نے کرنل فیروز خان کو زہر دیا یا نہیں شروع ہوئی۔ سر جے ڈی کوچ صاحب پریسیڈنٹ اور عالیجناب حضور ہمارا جہ صاحب سینڈہیا اور عالیجناب حضور ہمارا جہ صاحب بہادر والی جے پور اور خیرل سر جے ڈی صاحب اور سر ڈوگر راؤ اور مشرول صاحب وغیرہ ممبر مقرر ہوئے۔

ممبر ۲۔ ہندوستانی ملٹن کے سوسپاہی دروازے پر تعینات ہوئے تھے کمیشن کے شروع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے یہ سپاہی آگئے تھے اور چار گاڑیوں میں ان کی کمیشن آئے۔

اول گاڑی میں ہمارا جہ سینڈہیا تھے ان کے ہمراہ اکا باڈی گاڑو تھا۔ بعد میں منٹ کے سرلوئس پٹی صاحب اور ملہراؤ بھی آئے اور ان کے ہمراہ بھی اکا باڈی گاڑو تھا۔

سرلوئس پٹی صاحب نے گکیوار کو اپنے ساتھ لیجا کر ان کی جاسی مقررہ پر بٹھایا یہ جگہ بائیں جانب ان کی کمیشن کے پہلے سے جوڑ ہوئی تھی اور سو وقت ملہراؤ کا چہرہ زرد تھا اور خوف زدہ معلوم ہونے لگے تھے عہدہ پوشاک پہنے ہوئے تھے اور سرخ مٹی کی پگڑی زیب بھی اور سب پوشاک کے اوپر ایک نخل کا پتہ پہنے ہوئے تھے گلے میں موتی اور یاوت اور زرد

ہار تھا اون کے ماتھے میں کوئی انگوٹھی تھی مگر کانوں میں باجے جہین موٹی پڑے ہوئے تھے پہنے تھے۔

مسٹر اسکوبل صاحب وکیل خاص سرکار اور مسٹر انوار علی صاحب بموجب ہدایت مسٹر برن اور مسٹر کائیڈ اور مسٹر نیواؤ نے صاحب حضور گورنر جنرل دہلی کی طرف سے کئی تحقیقات مقدمہ کے اجلاس میں آنے اور سر جنٹ ہیلن ٹانن اور مسٹر برنیزم اور مسٹر برن اور مسٹر شتا رام نرائن ہدایت مسٹر جنرل اور پین صاحب کے واسطے جواب دیے گئے کیونکہ ان کی طرف سے موجود تھے اور مسٹر داسد پوجو ماتھے وکیل ہائی کورٹ ملہراؤ کی طرف سے کل کارروائی مقدمہ کو دیکھ رہے تھے۔

گیارہ بجے پریش منٹ گذرنے کے بعد باجرات اٹالی کمیشن ایک محرم نے وہ اشتہار سرکاری جکتا ترجمہ زبان مرٹھی اور ہندوستانی میں مسٹر فلن صاحب نے کیا تھا پڑا۔ خاص وکیل سرکار نے اٹالیان کمیشن کے روبرو کہا کہ اس کارروائی کے خلاصہ لکھنے کے لیے لوگ پہلے ہی سے مقرر ہو گئے ہیں جو کچھ اٹالی کمیشن کو سب سے ضرورت ہوگی فوراً اُسکی تعمیل کی جائے گی۔

سر جنٹ ہیلن ٹانن صاحب نے کہا کہ یہ ضرورت گواہوں کی ہوگی اور کا طلب کرنا آپ کو ضرور ہوگا کیونکہ ہمارے موکل کے واسطے انکی گواہی نہایت ضرور ہے اگرچہ انکے طلب کرنے کی تدبیر مینے کی ہے لیکن اگر وہ نہ آئے تو آپ یہ کہہ کر دین گئے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے جواب دیا کہ ہم سب طرح مدد دینے پر راضی ہیں سر جنٹ ہیلن ٹانن نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ چونکہ خلاصہ لکھنے والے دو نون طرف سے مقرر ہوئے ہیں لہذا در صورتیکہ احتمال غلطی کا ہو تو آپس میں اپنے اپنے اظہارات ملا لیں۔

اسپیچ وکیل سرکار بمقدمہ نہر خورانی گیکوار

مسٹر اسکوبل صاحب کھڑے ہوئے اور ایک اسپیش ملہراؤ گیکوار پر جرم قائم کر مین سرکار کی طرف سے پڑی۔ تیسرے لارڈ پریسیڈنٹ اور آپ ہمارا اجہ صاحبان اور اٹالی کمیشن سب صاحب میری تقریر پر خور و ماتین اب میں سرکار کی طرف سے اون جرموں کا خلاصہ

بیان کرتا ہوں جو ملہراؤ پر قائم کیے گئے ہیں اور جنکی تحقیقات کیواسطے یہ کمیشن مقرر ہوئی ہے میں نے اکثر لوگوں سے شہادتیں لی ہیں اور ان سے معلوم ہوا کہ ملہراؤ پر ایک جرم سنگین عاید ہوتا ہے اور چار حضور اور قائم کیے گئے ہیں مگر ان چاروں کو میں بہ اختصار بیان کرتا ہوں اول یہ کہ حضور ملہراؤ نے اپنے نوکروں کے ذریعے سے کرنل فیرو صاحب کے خدمتگاران اور رزیدنسی کے نوکروں کو درغلانا اور دوم یہ کہ انھوں نے خود اور بذریعہ اپنے نوکروں کے کرنل فیرو صاحب کو درغلانا اور ان کے خاص کر دینے زہر دلوایا میں کل شہادتوں کو جن سے مقدمہ ثابت ہوتا ہے اس جگہ بیان کرنا فضول سمجھتا ہوں کیونکہ رفتہ رفتہ آپ کے رد و رد مکمل گواہیان گذر جائیں گی میں مختصر حال اس مقدمہ کا آپ کے ذہن نشین کرتا ہوں کیونکہ کمیشن جو پیش نہیں ہے یہ رپورٹ بعد تحقیق مقدمہ کے حضور نواب گورنر جنرل کے اجلاس میں پیش ہوگی اٹالی کمیشن فیصلہ قطعی کے مجاز نہیں ہیں پس میں مجمل حال اس مقدمہ کا آپ کے زہر پیش کرتا ہوں۔ ابھی آپ کے سامنے جو ہشتار پڑا گیا ہے میں اس کے مطابق اپنی تقریر اس مقدمہ میں کروں گا میں رزیدنسی کے نوکروں کی ترغیب دیے جانے کی تاریخ اسوقت سے خیال کرتا ہوں جب پہلے کمیشن بڑودہ میں ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو شروع ہوئی تھی اور وہ پہلے نمبر و سمبر تک مقدموں کی تحقیقات ہوتی رہی ان میں ان بذر یہ سالم اور رشوت راؤ کے حضور ملہراؤ نے رزیدنٹ کے نوکروں سے سازش کر کے زہر دیے جانے کی تدبیر کی صرف رزیدنٹ کے نوکر ہی نہیں تھے بلکہ خاص صاحب رزیدنٹ کے ملازم بھی واسطے زہر دینے اپنے آقا کے آمادہ کیے گئے تھے اسوقت یہاں کے رزیدنٹ کرنل فیرو صاحب تھے یہ نوکروں زمانے کا ہے کجب انکی ہمبصاحبہ بھی ولایت نہیں گئی تھیں بلکہ مقام بڑودہ میں تھیں اول حضور ملہراؤ نے کرنل فیرو صاحب کے زہر دینے کی گفتگو آیا سے شروع کی یہ آیا کرنل فیرو صاحب کی لڑکی بی بی صاحبہ کی ہمبصاحبہ کے پاس نوکر تھی اس آیا کا نام امینہ ہے یہ ایک مدت سے کرنل فیرو صاحب کی نوکر تھی اسکو فیرو صاحب کی ہمبصاحبہ کے خراج میں اس قدر مل نھا کہ کل بائیں ہمبصاحبہ اس سے کہہ دیا کرتی تھیں یہ حضور ملہراؤ کے پاس تین مرتبہ گئی تھی اول مرتبہ اسوقت گئی تھی جب پہلے کمیشن شروع ہوئی تھی بعد ۳۱ مارچ کے اخیر میں

دوسری بار پہلی کمیشن کے اختتام کے وقت گئی تھی جبکہ حضور ملہراؤ مقام نوساری سے آئے تھے بنے ماہ مئی ۱۹۷۸ء میں اور تیسری مرتبہ کرنل فیہ صاحب کے زبردے جانے سے چند روز پیشتر گئی تھی مینون مرتبہ خاص ہماراج سے اور آیا سے تھلہ کی گفتگو رہی۔ اون دونوں مخبرون میں سے ایک کے ہمراہ جکا بن پہلے ذکر کر چکا ہوں گئی تھی اس سے جو گفتگو ہوئی وہ آپ کو خبر ہو اور اسکے اظہار میں نے کے معلوم ہوگی اول مرتبہ اسکے ہمراہ سسی فیضو بھی گیا تھا یہ گاڑی میں سوار ہو کر حضور ملہراؤ کے محل میں گئی تھی اور سالم اسکو ہماراج کے رو بروئے گیا تھا ہماراج نے اس سے کہا کہ تم اپنی بیوی صاحبہ سے ہماری سفارش کرو تاکہ صاحبہ بیوی صاحبہ کی نمائش سے جاسے حال پر چھبائی کرین دوسری بار اس کے ساتھ کریم گیا تھا اور ہماراج سے بڑی دیر تک گفتگو ہوئی رہی تیسری مرتبہ وہ ماہ رمضان میں داؤد کی گاڑی میں سوار ہو کر گئی تھی اور سالم اپنے ساتھ اسکو لے گیا تھا اٹالی کمیشن کو معلوم ہو کہ ان مینون دفعہ میں سوای آیا اور ہماراج کے اور اون دونوں مخبرون کے کوئی اور تھا اول دفعہ میں آیا کو کچھ حضور ملہراؤ نے نہیں دیا مگر سالم نے دو سو روپیہ کریم اور امینہ کو دیے دوسری مرتبہ پچاس روپیہ خاص ہماراج نے آیا کو دیے اسکی تحقیقات کیواسطے اگر آپ کی مرضی ہوگی تو بموجب دفعہ ۱۶۷- قانون شہادت کے میں آیا کے شوہر کو طلب کروں گا اور اس شخص کا نام عبد اللہ ہے اس شخص کے اقرار سے پچاس روپیہ کا دیا جانا ثابت ہو جائے گا عبد اللہ کی گواہی کی بھی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ آیا کے گھیر میں چند کاغذات ایسے پائے گئے جسے پچاس روپیہ کے دیے جانے کا ثبوت ہے یہ گواہ برآمد شدہ چار خط ہیں دو تو آیا نے اپنے شوہر کو لکھے ہیں اور دوس کے شوہر نے آیا کو لکھے ہیں ان خطوط میں مفصل کیفیت اس گفتگو کی جو ہماراج اور آیا سے ہوئی تھی درج ہے اٹالی کمیشن کو اون خطوں کے دیکھنے سے ہر تحقیقات کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

اس بات کو سنکر میر حبیب بلین مان صاحب نے نہایت اہستہ سے کہا کہ جو کچھ اٹالی کمیشن منظور کریں وہ سب بجا اور درست ہے مگر ان خطوں کو ابھی میں نے اختلاف معلوم ہوتا ہے ان بروقت حاضر ہونے آیا کے اگر خطوط میں کیے جائیں بشرطہ کہ اٹالی کمیشن اوکا پین میں ہوتا ہے سمجھیں تو مضائقہ نہیں ہے۔

مسٹر سکول صاحب نے بجاواب اسکے کہا کہ گو وہ خطوط لائق گو اہی کے ہیں مگر جب تک کہ ان کی کمیشن ادوں خطوط کو طلب نہ کریں ہم اون کو پیش نہ کریں گے۔

جب! مینہ آیا کے اظہار یہے ٹھکے تھے تو وہ نہایت بیار تھی اس بات سے ان کی کمیشن کو معلوم ہوا ہو گا کہ اس کے دل میں اپنے جرم کا بڑا خیال تھا اب میں دو اور نوکروں کا حال بیان کرتا ہوں یہ خاص پنج کے نوکر صاحب رزیدنٹ کے ہیں انہوں نے بھی بسبب سازش کے بہت سارے چہرے حضور ملہ راؤ سے پایا تھا اون میں سے ایک شخص پٹیر کوئیل فیصاحب کا خاندان تھا اس کو سچا پاس روپیہ ہمارا جنے دیے تھے اور یہ کیا کے ہمراہ گیا تھا مگر اب یہ وہاں کے جانے سے انکار کرتا ہے۔

اب میں وہ حال آپ کے رو برو بیان کرتا ہوں جس طرح کرنیل فیصاحب کو زہر دیا گیا خدا کا فضل شامل حال تھا جو ان کی جان عزیز تلف نہیں ہوئی ورنہ کوئی بات ہلاکت کی باقی نہیں رہی تھی ۹۔ نومبر ۱۹۴۷ء کو زہر دینے کا حال معلوم ہوا اس سے دور در پہلے بھی زہر دیا گیا تھا مگر کارگر نہیں ہوا اسی راؤ جی رزیدنسی کے حوالدار نے زہر دیا تھا راؤ جی سالم کے ساتھ حضور ملہ راؤ کے محل میں جاتا تھا اس سے کل کارروائی کمیشن سابق کی گیکو اور کو معلوم ہوتی تھی اس کو مانع ہو روپیہ ہمارا جنے دیے تھے جب ہمارا جن نو ساری سے شادی کر کے آئے تو اسی حوالدار کو ان کے روپیہ اور دیے تھے سالم کے گھر کی تلاشی ہوئی تو اس کے گھیر میں ایک ٹمٹا کا خدا کا جین چٹیاں بیز برآمد ہوا اس نے زہر کا دیا جانا اور بھی ثابت ہے بوقت ضرورت میں اون کو پیش کروں گا۔ ایک اور بات بھی گرفت کی ہے میں نے راؤ جی حوالدار کی تنخواہ نو کم ہے مگر جو صرف کرانے اس وقت میں کیا تھا وہ بہت زیادہ تھا اس سے بلکہ جو بی ظاہر ہو کہ ضرور اس کو روپیہ گیکو اور سے دستیاب کیا میں وہ چند خطوط بھی میں کروں گا جو راؤ جی نے اپنی زہر کو لکھے تھے جن میں اس شوت کا حال ج ہے۔

میں اب اس کیفیت کو بیان کرنا چاہتا ہوں جس طرح زہر دینے کا حال مجھے معلوم ہوا یہ تو میں پہلے ہی بیان کر چکا کہ راؤ جی حوالدار نے زہر دیا تھا۔ مگر اب اس کی کیفیت سننے کہ کرنیل فیصاحب ہمیشہ صبح کے وقت ہو خورسی کے واسطے جایا کرتے تھے اور وہاں سے ملاجبت کر کے ایک خاص کمرے میں

جہان کہ نہانے اور منہ دھونے کا سامان رہتا تھا آتے تھے عبداللہ خدنگاراؤ کے آئیسیہ سہیل
 چکو ترہ کا شربت تیار کر رکھتا تھا اور فیہ صاحب اوسکو ہر روز پیا کرتے تھے ۹۔ نومبر کو عبداللہ خدنگاراؤ
 بدستور شربت بنا کر رکھا راؤ جی حوالدار وٹان گیا اور کرنیل فیہ صاحب کے شربت میں ایک زہری
 پوڑیا ملا دی اس زہر میں سنکھیا اور ہیرے کا چور ملا ہوا تھا کہ نیل فیہ صاحب چپ آئے تو انہوں
 نے دو تین گھنٹہ شربت کے پیے چونکہ یہ شربت زہراؤد تھا اس سبب سے بد مزہ معلوم ہوا۔
 فیہ صاحب سمجھے کہ یہ خراب چکو ترہ کا شربت بنا یا گیا ہے لہذا شربت کو ہینک دیا مگر ان کے
 سر میں درد ہونے لگا اور جی متلایا کیا اتفاقاً اوس گلاس پر نظر جو پڑی تو دیکھا کہ سیاہ رنگ کی
 گاد اوسکی تین جہی ہوئی ہے انہوں نے فی الفور ایک چٹھی ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو اپنی ناہستی
 طبیعت کا حال لکھ بھیجی ڈاکٹر سیورڈ صاحب چٹھی کے دیکھتے ہی کرنیل فیہ صاحب کے پاس آئے
 اور دیکھا کہ سنکھیا اور کوئی اور شے چمکتی ہوئی برتن کے اندر نہ نشین ہے مگر اپنے تجوبے پر انکو
 اطمینان نہوا انہوں نے کل کیفیت لکھ کر ڈاکٹر گری صاحب کو مینبی میں بھیجی اور ایک پوڑیا اور
 سفوف کی بھی جو اوس برتن میں نہ نشین ہو گیا تھا بھیجی پس ڈاکٹر گری صاحب اور ڈاکٹر
 سیورڈ صاحب کی رائے متفق ہوئی جب دو ڈاکٹروں کی رائے متفق ہے تو ہمیں شک نہیں
 ہے کہ کرنیل فیہ صاحب کو ضرور سنکھیا دی گئی ہوگی سوائے اس بات کے ایک اور بھی ثبوت
 ہے کہ سالم اور شیونٹ راؤ صبح کو رزٹڈنسی میں گئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واسطے
 دریافت حال زہر دیے جانے کے گئے تھے انکو رزٹڈنسی میں کوئی خاص کام متعلق نہ تھا یہ ضرور
 زہر کا حال دریافت کرنے کے واسطے گئے ہوں گے جب ان دونوں سے اظہار یہ گئے اور پوچھا
 کہ تم رزٹڈنسی میں کیوں گئے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ہمارا جہ کی طرف سے ڈالی رے کر
 گئے تھے اگرچہ ہمیں شک نہیں ہے کہ فیہ صاحب کے پاس اوس دن ڈالی چھوٹی مگر یہ دونوں چہنگے
 سے پہلے گئے تھے اور ڈالی بعد اٹھ بجے کے ہو چکی ایک بات اور بھی لائق توجہ کے ہے جب ڈاکٹر
 سیورڈ صاحب کے نام فیہ صاحب نے چٹھی لکھی تھی تو اسکی اطلاع کو پہلی سالم راؤ جی حوالدار کے گھر پر
 گیا تھا۔ یہ پہلے بیان کیا ہے کہ زہر میں سنکھیا ضرور تھی کیونکہ سنکھیا کو سب زہر جانے میں
 ہیرے کی چور سے کی نسبت میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان میں یہ بھی زہر مشہور ہے۔

آپ کو ڈاکٹر سیورٹ صاحب کی کتاب کا حوالہ دیتا ہوں وہ تحریر کرتے ہیں کہ ہندوستانی آدمی سپرے کے جوڑے کو نہ پہناتے ہیں دامودر پنہتہ کی گواہی قابل لحاظ ہے کیونکہ یہ ہمارا اچھا گیکوار کا پریوٹ سکرٹری تھا اسکی تحویل میں خانگی حساب گیکوار کے تھے دامودر پنہتہ نے حکم ملے اور دو نو لہ سنگھیا پہلے فوجداری کے دفتر سے منگائی اور یہ تحریر کیا کہ گھوڑے کے علاج کے واسطے اس قدر سنگھیا کی ضرورت ہے وہاں سے سنگھیا نہ ملی لیکن ایک بوہرہ کے یہاں سے سنگھیا دستیاب ہوئی دامودر پنہتہ اپنے اظہار میں اقرار کرتا ہے کہ میں نے میرے کاچو راہیم خدیج خند کی دکان سے پایا تھا ہمارا راج نے بشونت راؤ کو دیدیا معلوم ہوتا ہے کہ نہر کی پوڑیہ میں سنگھیا اور میرے کاچو راہم ضرور ملتا تھا ہمارا راج وہ پوڑیہ پہلے سالم کو دی اور سالم نے راجی کو دی راجی نے چٹھی اور ساتوین نمبر کو یہ پوڑیا کرنل فیصاحب کے شہرت میں ملائی تھی مگر کرنل فیصاحب کو کچھ اثر نہ ہمارا راج نے اس بات کو دریافت کر کے ۹ تاریخ کو ایک بڑی دی اور اسی پوڑیا کا سفوف اس برتن کی زمین جم رہا تھا راؤ بی گاہا پڑنہ جو دیکھا گیا تو اور کسی پویمان سنگھیا کی برآمد نہیں جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں اسکی تصدیق دامودر پنہتہ اور راجی کے اظہار پر موقوف ہے گوان کے اظہارات علیحدہ علیحدہ ہیں تاہم متفق البیان میں اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں صحیح ہیں دامودر پنہتہ اور راجی نے بعد اپنے قصور کی معافی کا اقرار لینے کے اپنا اظہار دیا ہے مسمیٰ نیو کا اظہار بغیر تصور معاف کرنے کے لیا گیا ہے اس کے بیان سے بالکل استغنائی معلوم ہوتی ہے یہ زمینداری میں بہت دنوں سے نوکر تھا جو کہ اس سے کار بد سرزد ہوا تھا اندازے کنو میں میں گر کر خودکشی کا ارادہ سوجھ سے کیا تھا کہ اگر وہاں کمیشن اسباب میں خور فرما میں گئے تو انکو بخوبی معلوم ہوگا کہ اس شخص نے ضرور زہر دینے کی کوشش کی دامودر پنہتہ کی گواہی کی تصدیق گیکوار کے کاغذات سے ہوتی ہے کیونکہ ان کاغذات میں اکثر خرچ ایسے لکھے ہوئے ہیں جو گیکوار زمینداری کے نوکر دن کو روپیہ دیتا تھا ہمارا راج خانگی حساب میں اسے تحریر کیا ہے کہ میں ہزار روپیہ کے میرے خریدے گئے اور ایک جگہ تحریر ہے کہ اٹھارہ سو روپیہ کا ایک قیل گیکوار نے منگوا یا پس یہ سب فرضی حساب معلوم ہوتے ہیں ہم خدیج راجی کے اظہار بھی آپ کے سامنے لیے جاویں گے ان سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر تغلب اور تصرف دامودر پنہتہ کے حساب میں ہے اور کس قدر روپیہ کے میرے دامودر پنہتہ نے ہم خدیج سے گیکوار

کیواسطے خرید کیے تھے۔

اب میں وہ حال بیان کرتا ہوں جس سے گیگوار کے اوپر خاص مقدمہ ثابت ہوتا ہے ہمارا گیگوار ہر دو شنبہ اور پونشنہ کو کرنیل فیہ صاحب کی ملاقات کو زبردستی من جایا کرتے تھے اور نمبر پونشنہ کو بھی ہمارا حساب دستور کرنیل فیہ صاحب کی ملاقات کو گئے اگرچہ کرنیل فیہ صاحب کی طبیعت اور سبب زہر اور دُشرب پینے کے گتہ قدر ناساز بھی مگر ہمارا جس سے ملاقات کی اور کہا کہ آج طبیعت میری ناساز ہے ہمارا جس نے کہا کہ میری طبیعت بھی کچھ ناساز ہے اور آج کل تمام شہر کو ہی مایا ہے پسند کر کرنیل فیہ صاحب خاموش ہو رہے اگر دودھ دینے کا بیان صحیح ہے تو یہ بات گیگوار کو معلوم ہو گئی تھی کہ کرنیل فیہ صاحب کو زہر دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے وہیں آئے وقت راستہ میں یہ کہا تھا کہ کرنیل فیہ صاحب کو آج زہر دیا گیا ہے اٹلی کیشن کو یہ بھی بات معلوم ہو گئی کہ اسی باتیں پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں پس تمام شہر میں اسی دن اس بات کی افواہ اڑ گئی کہ کسی شخص نے کرنیل فیہ صاحب کو زہر دیا ہے جب گیگوار پونشنہ کے رونے کو ان کے جملہ مٹرا دوا دہائی اور جواب بھی تھے انہوں نے کہا کہ ہنسنے اسی افواہ شہر میں سنی ہے کہ آپ کو کسی شخص نے زہر دیا ہے تھوڑی دیر کے بعد ہمارا جس نے ایک یادداشت کرنیل فیہ صاحب کو اس مضمون کی کتبہ بھیجی کہ ہنسنے سنا ہے کہ آپ کو کسی بد معاش نے زہر دیا ہے اگر آپ فرمائیے تو ہم اسکی تحقیقات کریں اب یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ اگر گیگوار کو کچھ بناوٹ تھی تو اسنے روز بعد یہ یادداشت کیون بھیجی اور کو چاہیے تھا کہ جس روز زہر دیا گیا تھا یا جس دن اونہوں نے سنا تھا اسی روز یادداشت بھیجنے۔

میں نے کل کیفیت اس مقدمہ کی اٹلی کیشن کے روبرو بیان کی تا آپ سب لوگ اس پر غور فرماویں۔ جب آپ سب صاحب گواہوں کے اظہارات سماعت کر لیں گے اور سر جٹ بیلین مان صاحب بھی اپنے سوالات کر لیں گے تب میں اپنی رائے اس مقدمہ میں دوں گا اور اس وقت جن امور میں بحث کی ضرورت ہوگی بحث بھی کریں گی جھگڑا کر کہہ کہتا ہوں کہ میں اب آپشن سو گواہوں کو بلوائیے۔ قبل اسکے کہ وکیل سرکار اپنی تقریر رکھ کر بیٹھیں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہاں چند گواہ ایسے ہیں کہ جو انگریزی اور ہندوستانی کو مطلق نہیں جانتے ہیں پس ان کے اظہارات لینے کی واسطے ایک کافی بند و بست کرنا ضرور ہے سر جٹ بیلین مان صاحب نے جواب دیا

کہ جس زبان میں جو شخص اظہار دیکھا اور سکا دیا ہی بندہ رست کیا جا چکا اس بات کو صاحب پریسڈنٹ نے منظور کیا۔

مسماۃ امینہ یا کا اظہار

مسٹر انور ارنی صاحب نے آیا کا اظہار دیا اور فلن صاحب اسکا ترجمہ کرتے جاتے تھے۔
آیا نے کہا کہ میرا نام امینہ ہے مجھ کو وہ وقت یاد ہے جب مقام بڑودہ میں اول کیشن مقرر ہوئی تھی میں اس وقت کرنل فیض صاحب کی میمب صاحبہ کی نوکر تھی اور جب تک وہ پاکستان نہیں گئی تھیں میں انھیں کے پاس بیٹی تھی بعد ازاں کس پاکستان جانے کے میں انکی بیٹی یعنی بیوی صاحبہ کی میمب صاحبہ کے پاس نوکر رہی میں لیکچرار کو بوجہ جانتی ہوں اور ان کے محل میں میں مرتبہ گئی تھی۔
اول مرتبہ جب میں فیض صاحبہ کی میمب صاحبہ کے پاس نوکر تھی گئی تھی اور وہ مرتبہ جب میں بیوی صاحبہ کی میمب صاحبہ کے پاس نوکر تھی تب گئی تھی میں ان کے پاس پرانے محل میں گئی تھی اس وقت نو مجھے یاد نہیں ہے مگر جانتی ہوں کہ رات تھی پہلی مرتبہ میرے ہمراہ فضا گیا تھا اور پٹنسی کے اٹل میں جو کنواں ہے وہاں تک میں اور وہ پیدل گئی اور وہاں سے ایک گاڑی میں سوار ہوئے بعد طے مسافت کے ایک مالٹان مکان کے دروازے کے قریب ہماری گاڑی ٹھہری اور سالم ہمارے پاس آیا سالم اور ہم اور فیضو تنوین جو بی کے اندر زینہ پر چڑھ کے ایک مکان خاص میں جہاں ملکہ بیٹھے تھے گئے۔

اس مسٹر لول جیٹا نے پوچھا کہ وہ کس قطع کا مکان بنا ہوا تھا اور او میں کے دروازے تھے۔
راج مجھ کو یاد نہیں ہے اس مسٹر انور ارنی صاحب نے پوچھا کیا وہ مکان زینہ سے ملا ہوا تھا یا ملکہ زینہ پر چڑھ کے کچھ دور جانا پڑا تھا مگر مسٹر جیٹا ملین ٹاٹن صاحب نے آیا کو اس کے جواب دینے سے منع کیا کیونکہ یہ سوال محض فضول تھا اس مسٹر انور ارنی صاحب نے پھر پوچھا کہ تم زینہ سے اور چڑھ کے کہاں گئیں ج میں ایک کمرے میں گئی اور سالم ہمارا ج کو میرے آنے کی اطلاع کرنے گیا تھوڑی دیر کے بعد سالم اور ہمارا ج دونوں وہاں آ گئے ہمارا ج اگر ایک چوکی پر بیٹھ گئے اور میں اور فیضو فرین پر بیٹھے اور سالم کھڑا ہمارا ج نے مجھے پوچھا کہ کچھ میمب صاحبہ تو ہماری نسبت نہیں کرتی تھیں میں نے کہا مجھے آپ کی نسبت کوئی بات نہیں تھی ہمارا ج نے کہا کہ اگر کسی میمب صاحبہ کی نسبت

کیمین تو تمہارے سالہ اور بیٹوں راؤ کے ذریعے سے خبر دینا مجھے اور ہماراج سے صرف ہر قدر بہن
اول مرتبہ ہوئیں بعد اس کے فیضو نے اپنی لڑکی کیواسطے جو ہماراج کا نوکر تھانہ کی سہاراش کی
مگر مجھ کو یاد نہیں کہ ہماراج نے فیضو کو اسکا کیا جواب دیا بعد اس کے بہن اپنے گھر چلی آئی دوسری دفعہ
تب میں ہماراج کے پاس گئی تھی جب ہماراج نوساری سے آئے تھے۔

اسکو بل صاحب نے کہا کہ ہماری اور سرسٹ بلین بن صاحب کی راے ہے کہ ہم ۲۰ اپریل سے
لیکر ۱۶ مئی تک ان کے حالات کا جب ہماراج نوساری میں تھے اظہار لبس اور سواے اسکے
اور اظہارات لینے بہن ہمارا وقت ضایع ہوگا۔

ایضہ بیان کرتی رہے کہ ماہ جون میں ہماراج نوساری سے واپس آئے تب بہن بہر ہماراج کی حویلی میں
گئی کیونکہ سالہ اور کریم نے مجھے وہاں کے جانے کے واسطے بار بار کہا تھا اور کریم بھی میرے ہمراہ
گیا اور سوقت میں برس رہا تھا راہ میں مجھ کو سالہ ملا اور ہم تینوں اسی مکان میں جہاں پہلے
گئی تھی گئی سالہ نے بدستور میرے آنے کی ہماراج کو اطلاع کی ہماراج اسی چوکی پر آکر بیٹھ گئے
جس پر پہلے روز بیٹھے تھے میں اور کریم ہماراج کے سامنے فرین پر بیٹھے ہماراج نے مجھ سے پوچھا کہ
بیوی صاحب کی مہم صاحبہ تو میری نسبت کچھ بہن کتنی تھیں میں نے اور کریم نے جواب دیا کہ ہمارے
کچھ بہن کتنی تھیں بیوی صاحب کو کچھ اختیار نہیں ہے نہ اف کی مہم صاحبہ تھا ہے حق میں کچھ
کھ سکتی ہیں یہ کھ کر میں نے ہماراج کو سلام کیا اور وہاں سے رخصت ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
سالہ نے آکر مجھ سے کہا کہ بیٹوں راؤ کے گھر جا کر دوسروں سے آتا پانچو وہ روپوں میں آئی ہوں
سے سو روپیہ میں نے لیے اور سو روپہ کریم کو دیے۔

تھن کہانے کے واسطے اجلاس میں خاصت ہوا۔

بعد تھن کھانے کے پھر اجلاس شروع ہوا ملہ راؤ لیکو راؤ بعد تھن کے اجلاس میں موجود تھے۔

ایضہ بدستور اپنا اظہار بیان کرتی ہو کہ تیسری مرتبہ ماہ رمضان میں ہماراج کی حویلی میں گئی اس مرتبہ
میرے ہمراہ ایک لڑکا چٹو نامی تھا میں بدستور گاڑی میں بیٹھ کر ہماراج کی حویلی میں چوٹی سالہ کو بیٹے
ہماراج کی حویلی کے دروازے پر پایا سالہ نے بدستور جا کر ہماراج کو میرے آنے کی اطلاع کی ہماراج
اوی مکان میں جہاں دو مرتبہ سابق مجھے ملے تھے تشریف لائے چونکہ میں نے سرکار انگریزی کا نام

کھایا ہے سو اسطے میں راست بہت بران کرنی ہوں میں کچھ بھی نہ چھپاؤنگے اس مرتبہ ہمارا ج سے مجھے پہلے یہ پوچھا کہ بیوی صاحب کی ہمیں صاحبہ نو میری نسبت کچھ نہیں کہتی تھیں میں نے جواب دیا کہ جب ہماری بیوی ہمیں صاحبہ بیان آدین گی تب ہم آپ کی سفارش کریں گے اور بیوی صاحبہ کی ہمیں صاحبہ آپ کو اسطے کچھ نہیں کر سکتی ہیں بعد اسکے سالم نے کہا کہ صاحب کے اوپر جاؤ اور اشارہ کرتے ہوئے یانہیں بنے ہمارا ج اور سالم دونوں سے کہا کہ جادو کا نام نہ لو صاحب لوگوں پر جادو کرنا اگر تم کچھ دینے اور کر گزرتو بہتر ہوگا مجھ کو جادو کا نام سنکر بہت خوف ہوا اور میں ہمارا ج سے رخصت ہو کر چلنے لگی مگر سالم نے مجھ کو بٹھالیا اور کہنے لگا کہ یہی جلدی نہ کرو ذرا ہماری بات سنو تم کو عمر بھر کی روٹیاں ہمارا ج کے یہاں سے ہو جائیں گی اور ہمارا ج تم کو نہال کر دیں گے ہمارا ج کے دل کی حسرت کو بھرا کر دو اور ہمارا ج تمھارے شوہر کو بھی نوکری دیں گے یہ سنکر میں نے جواب دیا کہ اب تک میں بھوکے نہیں مرنے تھی میں نے انگریزی نوکری کی ہے مجھ کو کچھ ہمارا ج کی نوکری کی خواہش نہیں ہے میں وہاں سے چلی اور چلنے وقت کہا کہ تم کسی کے کھنے سے صاحب پر کچھ مت کرنا اگر صاحب پر کچھ نقصان پھونچے گا تو تمھارے حق میں بُرا ہوگا یہ سنکر ہمارا ج خشک ہوئے اور سالم سے کہا کہ آبا کو یہاں سے لیجاؤ بعد اسکے سالم نے تھوڑی دیر کے بعد پچاس روپیہ مجھ کو دے دیے جو کچھ دیکھ گذرا تھا میں نے تمام وکمال اپنے شوہر کو کہہ دیا وہ مجھے بہت دور تھا خط کے ذریعے سے اطلاع دی اور اسکو اپنے پاس بلوالیا اور جو خطوط میں نے اپنے شوہر کو لکھے تھے وہ سب عبد الرحمن سے لکھوائے تھے۔

س۔ مسٹر انور اعلیٰ صاحب نے آیا ہے پوچھا کہ تم نے سوٹر صاحب کے سامنے اظہار دیے تھے یا نہیں۔
ج۔ ہاں میں نے سب اظہار دیے تھے لیکن میں بیاہ تھی ڈاکٹر سیورٹ صاحبہاں کو بخوبی جانتے ہیں اور انھوں نے میرا معاملہ کیا تھا۔

محرط بلین ٹامن صاحب کے سوالات جس طرح
میں نے پچاس روپیہ کیا کیے ج۔ میں نے رمضان کے مہینے میں فقیروں کو کھانا کھلایا تھا۔
س۔ کیا اس وقت تم اور تمھارے شوہر ایک ہی مکان میں رہتے تھے ج۔ ہاں صاحب ایک ہی مکان میں رہتے تھے س۔ کیا اسکو اس تمھارے پچاس روپیہ کا حال معلوم ہو گیا تھا ج۔ ہاں

صاحب میں نے کلمہ دیا تھا اس۔ جسے کل کیفیت ان بچا پس روپیوں کی بیان کر دی تھی ج۔ نہایت رو کر جواب دیا اور ایک موٹھ کاغذوں کا کاٹا کہ یہ میرے سرٹفلٹ میں صاحب میں جھپٹ نہیں بولتی ہوں میں پانچ مرتبہ انگلستان ہوئی ہوں اس بات کو سن کر تمام اجلاس ہنسنے لگا۔

س۔ وہ جو سو روپیے پہلے ٹکڑے ہمارا ج سے وصول ہوئے تھے اوسکا بھی حال تھے اپنے شوہر سے بیان کیا تھا۔ ج۔ ان میں نے کہا تھا کہ اگر یہ کو او جھکو دو سو روپیوں میں سے آدھا آدھا ملا ہے اور یہی کہا تھا کہ یہ روپیہ ہمارا ج سے لے چکی تھا وہی لے گئے۔ انام میں تجھ کو دیا ہے اس۔ یہ کو معلوم ہو کہ اتنے اپنے شوہر سے یہ نہیں کہا کہ ہمارا ج نے، روپیہ واسطے زہر دینے فی صاحب کے بطور سازش کے ترغیب دیا ہے ج۔ زہر دینے کا تو ہمارا ج نے سبھی کے تجھ کو کہہ دیا تھا۔ س۔ جسے ہمارا ج نے اشاری میں کہا تو تھا کہ کرنل فی صاحب کو زہر دے دو ج۔ مجھے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی اس جب تم نے گئی تھیں تو تم سے کچھ اسکے بارے میں کہا تو تھا۔ ج۔ یہ مجھے نہیں کہا تھا کہ زہر دو مگر ان کے کہنے سے کی قدر شک ہو اتھا اس لئے اپنے شوہر سے صاف صاف کیوں نہ کہا کہ ہمارا ج ہم سے یہ کہتے تھے۔ ج۔ مجھ کو ایک بازاری افواہ معلوم ہوئی اس باعث سے یہ بات میں نے ظاہر نہ کی۔

س۔ اچانک یہ بتاؤ کہ ہمارا ج کے کہنے سے تم کیا سمجھیں ج۔ میں کچھ زہر کی نسبت نہیں سمجھی تھی۔

س۔ اچھا ہمارا ج اور سالم کی طرز گفتگو سے تم کو زہر دینے کا خیال گذرا تھا۔ ج۔ ہاں مجھ کو کس قدر گمان ہوا تھا اور میں ایسا واسطے نہایت خائف اور ہراساں ہوئی تھی۔ س۔ اچھا جب تم نہایت خائف ہوئی تھیں تو مجھ کو واسطے اپنے شوہر سے تھے اطلاع نہیں کی ج۔ میں نے صرف اتنا ہی اپنے شوہر سے کہا تھا کہ صاحب کے دل چھپنے کی واسطے ہمارا ج تجھ دینا چاہتے ہیں بابت زہر دینے کے مجھے کچھ بیان نہیں کیا اس۔ تم کو یقین تھا کہ صرف ہمارا ج کرنل فی صاحب کے دل کو چھپنا چاہتے تھے یا اور مطلب زہر دینے سے بھی تھا۔ ج۔ میں اذکا مطلب زہر دینے سے سمجھی تھی کہ وہ میں نے پتہ رو اور راؤ جی حوالدار کو بتا دیا تھا۔ س۔ کیا تم کو پتہ رو اور راؤ جی کے کہنے سے معلوم ہوا تھا کہ ہمارا ج زہر دینا چاہتے ہیں یا تم کو ہمارا ج اور سالم کے خود طرز کلام سے ثابت ہوا تھا۔ ج۔ یقین مجھ کو قطع پتہ رو اور راؤ جی کے کلام سے معلوم ہوا تھا۔ س۔ اگر یہ دونوں نے مجھے بات نہ کہتے تو تم کو کیا گمان ہوتا۔ ج۔ اگر یہ دونوں نہ کہتے تو مجھ کو زہر کی نسبت کچھ گمان نہ ہوتا۔ س۔ تم کو پتہ رو اور راؤ جی

اور راؤ جی نے زہر کے بارے میں کب کہا تھا ج۔ وہ مھاراج کے بڑے رفیق ہیں میں اس میں مجھ پر چھتا ہوں کہ اون دونوں نے تم سے کب کہا تھا ج۔ پیدرو اور راؤ جی نے مجھ سے کچھ نہیں کہا تھا وہ دو شخص اور میں جنوں نے مجھ سے کہا تھا اس لئے ابھی ہے کہا تھا کہ پیدرو اور راؤ جی نے مجھ سے کہا ج۔ میں نے سوچ مجھ کے نہیں کہا تھا اس۔ کیا تم اس وقت بدحواس ہو ج۔ میں ابھی ہوں مگر میرے ہاتھ پاؤں گرے جاتے ہیں۔ اس۔ اچھا اگر پیدرو اور راؤ جی نے مجھ سے نہیں کہا تو بھراؤن دو شخصوں کا نام بتاؤ ج۔ اون دو شخصوں کا نام کریم اور قاضی ہے میں۔ اونھوں نے مجھ سے کب کہا تھا ج۔ جب میں مھاراج کے پہان میسرے میں تھی اوس سے ایک مجھ سے ہنسناؤن نے مجھ سے فقط اس قدر بیان کیا تھا کہ مھاراج کسی صاحب کو زہر دینا چاہتے ہیں۔ میں۔ تم فقط اس کلام سے کہ کسی صاحب کو زہر دینا چاہتے ہیں فیصلہ صاحب کے نام کی تخصیص کو نہ کر سکتے ہیں۔ ج میں ایک فریضے سے مجھ کی مھاراج کو سوسے کرنیل فیصلہ صاحب کے اور کسی سے مطلب نہیں ہے۔ میں۔ پھر صاحب سے کیوں نہ کہا کہ مھاراج آپ کو زہر دینا چاہتے ہیں ج۔ یہ بات تو ایسی تھی کس استبار پر میں صاحب سے بیان کرتی۔ میں۔ مجھ کو جواب دو کہ تم نے صاحب سے کیا نہیں۔ ج میں کہہ۔ میں۔ کیا تم کو یہ خیال نہوا کہ اپنے آقا کی جان کو اس قدر اطلاع کر دینے سے گو کہ وہ خیالی ہو چکا ہیں۔ ج۔ مجھ کو یہ خیال نہیں تھا کہ کوئی نوکر دن میں سو زہر دیاؤں میں ضرور اطلاع کر دوں گی۔ میں۔ کیا تم کو مطلق اسکا خیال تھا کہ فیصلہ صاحب کے نوکر صاحب کو زہر دین گئے۔ ج۔ ان میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ مجھ کو اسکا خیال تھا اس لئے پیدرو اور راؤ جی کا جو نام لیا تھا وہ اس واسطے لیا تھا ج۔ میں نے اس وجہ سے اونکا نام لیا تھا کہ وہ مھاراج کے بڑے رفیق اور محرم راز ہیں مگر مجھ کو یہ یقین نہیں تھا کہ پیدرو اور راؤ جی صاحب کو زہر دینگے۔ میں۔ تم کو کیوں یقین نہ تھا ج۔ میں نے آج تک نہیں سنا تھا کہ کسی نوکر نے اپنے آقا کو سرکاری عملداری میں زہر دیا ہو اس۔ پھر تم کو کس بات کا خوف ہوا ج۔ مجھ کو اس بات کے سننے سے خوف ہوا۔ میں۔ جب تم اس بات کو غلط سمجھتی تھیں تو پھر تم کو خوف کیوں ہوا۔ ج۔ میں اس واسطے ڈری تھی کہ کہیں مھاراج مجھ کو ہلاک نہ کر دیاؤں میں اس۔ اگر تم کو اپنے مارے جا کا خوف تھا تو تم پھر فیصلہ صاحب سے اس واسطے اطلاع نہیں کی۔ ج۔ میں نے اس سے اطلاع نہیں کی کہ مجھ کو یقین تھا کہ کوئی سنگاپور صاحب کو نہیں مارے گا۔ میں۔ تم نے اپنے شوہر سے زہر دینے کی نسبت

کچھ کہا تھا۔ جان میں نے کہا تھا کہ محاراج کو نیل فیر صاحب کو زہر دینا چاہتے ہیں۔ سن
متنے یہ کب کہا تھا۔ ج۔ مجھ کو نہیں معلوم۔ س۔ اچھا خیال کر کے یا کرو کہ کیا تھا۔ ج۔ اپنے
شوہر سے زہر دینے کے بارے میں کبھی نہیں کہا تھا۔ س۔ اچھا خیال کرو کہ کبھی متنے کہا تھا نہیں
ج۔ مجھ کو بالکل یاد نہیں پڑتا کہ میں نے زہر کے بارے میں کچھ کہا تھا یا نہیں۔ س۔ اچھا تم کو کیا
یاد پڑتا ہے۔ ج۔ اتنا میں نے اپنے شوہر سے بیان کیا تھا کہ مجھے محاراج نے خط اس قدر کہا
کہ صاحب کو کوئی ایسی چیز دینا چاہیے جس سے اوکا دل بھر جائے۔ یہ متنے کب کہا تھا۔ ج۔ حیرت
میں میری مرتبہ محاراج کے یہاں گئی تھی اس کے ایک روز بعد میں نے کہا تھا۔

اب ساڑھے چار بجے کا وقت ہو گیا تھا سرٹنٹ میلن جان صاحب نے مخاطب ہو کر انالی کمیشن سے
کہا کہ اجلاس کا برخاست ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر سوالات جریج آیا میں اور زیادہ کروں گا تو
شام ہو جاگی پس صاحب پریسڈنٹ نے اجلاس کو برخاست کیا۔

انالی کچہری کے جلسہ اور گفتگو کا بیان ٹائمس آف انڈیا کے خالص
کار سپانڈنٹ کی تحریر سے نقل ہوا *

اس مکان میں جہاں اجلاس کمیشن کا شروع ہوا پہلے صاحب کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کی کچہری تھی مگر
واسطے کمیشن کے کچھ کسے جدید بنایے گئے ہیں مکان کچہری کا ٹرٹ فلٹ لمبا اور چیس فلٹ چوڑا ہے
اور مشرق کی جانب ایک اونچا چوترہ بنا ہوا جہاں ممبران کمیشن کے بیٹھنے کی جگہ مقرر ہے ساڑھے دو
بجے سلامی کی نوٹیں سہ ہونے اور اس سے معلوم ہوا کہ اب ممبران کمیشن واسطے اجلاس کے
آنے والے ہیں۔ پہلے ہمارا جہر سینڈھیا و بان آئے۔ تھوڑی دیر
کے بعد سر لوہیں پٹی صاحب اور پھر رادو ایک ہی گاڑی پر سوار ہو کر آئے اور جو خاص جگہ لگوا ڈی
کیواسطے پہلے سے مقرر ہوئی تھی وہاں بیٹھے۔ سر چرڈ کوچ صاحب کی کرسی بیچ میں تھی دہنی طرف
ہمارا جہر سینڈھیا اور بائیں طرف ہمارا جہر پورنٹھے ہمارا جہر سینڈھیا نقبیں پوشاک پہنے ہوئے تھے
ہمارا جہر پور اپنے ملک کی خوش انتظامی میں مشہور ہیں انھوں نے حقیقت میں انتظام معقول

کر رکھا ہے اور نئے بشرے سے ذہانت اور عقلمندی اور ہوشیاری پائی جاتی ہے آنکھوں پر چشمہ لگائی
لگائے ہوئے تھے اور انکی متانت طرز اور وقار دانش سے معلوم ہوتا تھا کہ انکا تشریف لانا اس
مقدمے کے لیے نہایت نافع ہوگا آج پہلی گواہ ائینہ تھی قبل دیکھنے کی صورت کے جب بیٹے اسکا پیارا
نام نہ تو بین سمجھا کہ کوئی پرستان کی پرری یا جنت کی حور ہوگی مگر افسوس! ائینہ اگرچہ تیری نگاہیں
سیاہ ہیں مگر اسکی سیاہی ایسی بدنہا ہے کہ زناغ شب کی سیاہی کو بھی اس سے کچھ نسبت نہیں ہے
ائینہ من ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقیقتی ہے کیونکہ بوقت اظہار اسنے یہ بیان کیا کہ میری قوت
اور انکو نہایت ضعیف ہے یہ پانچ مرتبہ انگلستان گئی ہے اس کے پاس بہت سے سرٹیفکیٹ ہیں

اجلاس روز دوم

۲۴ فروری شنبہ ۱۴۔ مقام بڑودہ۔ آج وقت مقررہ پر سب ممبران کمیشن موجود ہوئے ہیں
دن زیادہ آج آڈیون کی کثرت تھی اور آفتاب کی تہاڑت سے دن بھر گرمی بہت ہی گیارہ بجے
سر لوئیس پٹی صاحب کے ہمراہ لیکو آئے محاراجہ سیندھیا سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور زررد بگڑی
مہرٹی سر پر بندھی باقی اور ممبران کمیشن ٹیبل روز اول کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ سر جنرل بلین ٹان
یہ دستور آیات سوالات جرح کرنے رہے خاص اظہارات جو ائینہ سے بیگئے وہ یہ تھے کہ آیا خان بھلور
اکبر علی یا انکو لڑکی عبدالعلی نے ائینہ کو دھمکا کر اس سے اظہارات لیے ہیں آج آیا کے اظہارات
میں مہنتی اور مذاق ہوتا رہا جب سر جنرل بلین ٹان صاحب نے آیات پوچھا کہ نگو گیکو اڑے پاس
جانے سے کیوں انکار تھا تو مسماہ ائینہ نے اجلاس کے روبرو اپنے خوارفہ کے علم کو ظاہر کیا اسنے کہا
کہ میں بڑودہ کو نہیں جانتی یہ کچھ کر زار زار رونے لگی اور کہنے لگی کہ بیٹے کا پورے پنج میل پورے اور
شملہ اور انگلستان کو دیکھا ہے اور ان مقاموں میں بہت دن رہی ہوں یہاں تک کہ وہ عرب
تک چھوچ گئی تھی۔ سر جنرل بلین ٹان صاحب اسکو ٹھہرا کر پھر بڑودے میں لے آئے ائینہ نے
کہا کہ میں سفر کے حق میں سر جنرل بلین ٹان صاحب سے کچھ کم تھیں ہوں جب اکبر علی کی نسبت اس سے
پوچھا گیا تو بولی کہ میں اکبر علی کو مدت سے جانتی ہوں بعد اس کے فیضو گواہی کی جگہ پر آیا اسکی اڑی
نہایت خوبصورت اور سیاہ تھی اور سب گواہوں میں ہی گواہ بہت خوبصورت تھا اسے کہا کہ میں
ایک مرتبہ آپا کے ساتھ گیکو اڑے کے یہاں گیا تھا میرے سامنے محاراج نے کچھ ذکر جادو کا نہیں کیا

اسکے بعد ایک ایسا انداز گاڑی بان کو اچھی کے لیے آیا اور اسے صاف صاف جس طرح اسکی گاڑی کرایہ کی گئی تھی اور جس طرح اسے مہاراج کے یہاں گئی تھی سب بیان کیا بعد اس کے اپنی مخلصی کی ذمہ داری کی برصیت بلین ٹان صاحب نے گاڑی بان سے پوچھا کہ تم کو سرکار نے کون عید کیا تھا اور اسے جواب دیا اس نے مجھے عید کیا تھا تاکہ میں اس کیفیت کو کسی سے بیان نہ کروں چونکہ میرے اظہارات سرکار کے ذمہ گذار گئے اب مجھ کو کچھ برائے کی اجازت ہے ایک نہایت ہنسی کی بات اس کے اظہار میں ہوئی تھی جب برصیت بلین ٹان صاحب نے پوچھا کہ تمھارے گھیر من کون ہے اور تمھاری شادی ہوئی یا نہیں پہلے تو اس نے جواب دیا کہ میری شادی نہیں ہوئی ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد یاد کر کے کہا کہ میری شادی ہو گئی ہے شیخ کریم کا انھار اس طرح پر ہوا کہ میں آیا کے ساتھ ایک مرتبہ مہاراج کے یہاں گیا تھا مگر مجھے کو یاد نہیں کہ مہاراج نے آیا سے کیا کہا۔

ان دو روز میں چار گزہوں کے پورے اظہارات یہ گئے ایک گواہی تو نہایت اس مقدمے کو پہلے مفید ہے اور باقی تین گواہوں کے اظہارات آپس میں مختلف ہیں اور ایک دوسرے کی تردید کرتا ہے یہ بات اٹالی کمیشن کے بخوبی ذہن نشین ہو گئی کہ آیا ضرور مہاراج کے پاس گئی مگر ہم یہ نہیں کھ سکتے ہیں کہ آیا اسے کو مہاراج نے غیر من جب کے زبردستی کے صلاح اور مشورے کو اسطو پر لایا تھا یا ہم صاحب کے منفق کرنے کے واسطے لکھا تو آج کے روز زیادہ متروک معلوم ہوتے تھے آیا سے بلین ٹان صاحب نے پھر سوالات کرچ کر پتا کیا۔ اے عیسے۔ اس نے لکھا یا وہ ہے کہ کس روز غیر صاحب کو زبردیا گیا تھا۔ ج۔ مجھے کو یاد نہیں۔ اس نے لکھا اس دن کی کیفیت معلوم ہے۔ ج۔ مجھ کو نہیں معلوم۔ اس۔ ج۔ میں ان کو کو زبردیا گیا تھا اتنے اوی روز خبر پائی تھی یا نہیں۔ ج۔ نہیں مجھے کو چند روز کے بعد معلوم ہوا تھا۔ اس۔ تم اور بدلت کہ ان تین جو وقت تکو خبر ملی تھی۔ ج۔ میں رڈینسی میں تھی۔ اس۔ تو تم کو ضرور یاد ہونا چاہیے۔ ج۔ میں صاحب میں اس کیفیت سے واقف نہیں ہوں اور مجھے کو اس دن خبر نہیں ملی تھی۔ اس۔ جب تکو خبر ملی تھی تو تم نے کسی اور سے بھی بیان کیا تھا۔ ج۔ میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔ اس۔ تم کو معلوم ہے کہ تمھارے شوہر کے اظہارات کو نبل غیر صاحب نے یہ تھے۔ ج۔ میں مجھ کو معلوم ہے۔ اس۔ تم کو یہ یاد ہے کہ تم نے اپنے شوہر سے بیان کیا تھا کہ فیصلہ کو زبردیا گیا ہے۔ ج۔ مجھے کو یاد نہیں۔ اس۔ اچھا کل جو وقت سے تمھارے اظہارات یہ گئے ہیں

تھے اپنے شوہر سے ملاقات کی یا نہیں ج چھ کو اسکی بیوی عافیت ہے اس۔ کہنے تکو عافیت کی ہے۔ ج۔ خان بہادر نے۔ اس۔ کل سے کوئی پولیس والا بھی تھا ہے پاس آیا ہے۔ ج۔ نہیں کوئی خدین میں سچ کہتی ہوں کہ مجھے اور کسی سے یا نہیں نہیں ہوئے۔ اس۔ تھے کل یہ بات جو کہی تھی کہ میں نے قاضی اور کریم سے سنا تھا کہ محاراج چاہتے ہیں کہ فی صاحب کو زہر دیا جائے یہ بات سچ ہے۔ ج۔ مان یہ بات سچ ہے اور جو کچھ بتے کہہ رہے ہیں وہ سب بد لونگی۔ اس۔ یہ بات سچ ہے کہ جب محاراج سے تھے تیسری ملاقات ہوئی تھی تو محاراج نے تھے کہ تھا کہ کرنل فی صاحب کو نکھارے اتھ سے زہر دیا جائے۔ ج۔ نہیں صاحب مجھ سے نہیں کہا صحیح حال میں نے پہلے ہی آپ سے گذارش کیا۔ اس۔ تھے جو محاراج کے سوال کے جواب میں غصہ سے انکار کیا تھا تو وہ غصہ اور انکار کس سبب سے تھا۔ ج۔ میں نے نقطہ یہ کہا تھا کہ تم صاحب کے ساتھ کس طرح کی بد سلوکی کرنا ورنہ پشیمان ہوگی۔ اس۔ تھے جو بد سلوکی کی نکتہ کہی اس سے کہا مطلب تھا۔ ج۔ میرا مطلب اسی سے وہ تھا جو محاراج نے مجھے کہا تھا۔ اس۔ کس کو تھے اپنے اظہارات پہلے بھی دیے ہیں۔ ج۔ مان میں نے سوٹر صاحب اور خان بہادر کے سامنے اپنے اظہارات دیے تھے۔ اس۔ تھے کہ اپنے اظہارات اون کے روبرو دیے تھے۔ ج۔ جب سوٹر صاحب بیسی سے آئے تھے۔ اس۔ تکو یاد ہے کہ تمہارے اظہارات سوٹر صاحب کے روبرو لکھے گئے تھے۔ ج۔ پہلی مرتبہ میرے اظہارات نہیں لکھے گئے تھے۔ اس۔ پہلی مرتبہ جب تمہارے اظہارے گئے اور قلعہ نہیں ہوئے اس وقت کون کون لوگ تھے۔ ج۔ خان بہادر اور گارڈیابان اور ایک لڑکا۔ اس۔ خان بہادر میں سے کون تھا کیا اکبر علی تھا۔ ج۔ میں تو صرف خان بہادر کو جانتی ہوں میں اس کے نام سے آگاہ نہیں ہوں۔ اس۔ کیا وہ باپ تھا یا بیٹا تھا۔ ج۔ میں اس بات کو نہیں جانتی۔ اس۔ میں تو خان بہادر کو غور جب صاحب کے وقت سے جانتی ہوں میں نے اس کو بیٹی میں دیکھا ہے۔ اکبر علی واسطے شناخت کے اجلاس میں بلائے گئے اس وقت وہ ان کو پہچان لیا سر جنٹ بلن ڈائن صاحب نے اکبر علی سے کہا کہ آپ اس گرم کچری میں زیادہ دیر تک رہتے اس بات کو سنکر اجلاس میں قہقہہ ہوا۔ اس۔ تم کے روز تک سوٹر صاحب کو اپنے اظہارات دیا کہیں۔ ج۔ دور واز تک اس سر جنٹ بلن ڈائن صاحب نے اجلاس کی طرف مخاطب کر کہا

کہ مجھ کو آیا کہ اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قید کی گئی تھی۔ مترجم صاحب آپ اس سے پوچھیے کہ آیا یہ قید رہی تھی یا نہیں۔ مترجم صاحب نے اس سے پوچھا۔ س۔ کیا تو قید تھی۔ ج۔ ہاں میں قید رہی تھی۔ س۔ اگر علی کے رد واپس اپنے اظہارات دینے سے پہلے تم قید رہی تھیں۔ ج۔ ہاں میں اپنے اظہارات دینے سے پہلے قید ہوئی تھی۔ س۔ مٹر طول صاحب نے کہا کہ آیا تم پہلے اپنے اظہار دینے سے قید ہوئی تھیں۔ یا بعد۔ اسکو مفصل بیان کرو۔ ج۔ میں نے ابلی سے کہا کہ میں بہت بیمار ہوں اور مجھ کو جب آرام ہو جائیگا تب میں اپنے اظہارات دوں گی۔ س۔ یہ ہمارا جواب تھیں ہے ہمارے سوال کا جواب دو۔ ج۔ میں اسی دن قید کی گئی تھی۔ س۔ مترجم صاحب نے آیا سے پوچھا کہ جب تم نے اکبر علی کو اپنے اظہار دیے تو اس سے پہلے قید ہو گئی تھیں یا نہیں۔ ج۔ میں نے اکبر علی سے کہا کہ میں بہت بیمار ہوں جب مجھ کو آرام ہو جائیگا تب میں تمکو جواب دوں گی۔ س۔ سرخٹ بلین ٹان صاحب نے کہا کہ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے جب تم نے اکبر علی کے رد واپس اپنے اظہار دیے تھے تو تم بیمار تھیں مگر یہ بتاؤ کہ پہلے تم کو قید کیا تھا یا اس کے بعد۔ ج۔ میں قید تھی میں اپنے گھر میں آرام سے سو رہی تھی۔ اسٹر طول صاحب نے کہا کہ یہ سوال کے جواب کو نہیں سمجھی اس سے پھر پوچھو کہ اس حالت میں کہ جب یہ بیمار تھی قید بھی تھی۔ س۔ سرخٹ بلین ٹان صاحب نے کہا کہ صرف میں اس سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اکبر علی نے اپنے اظہار دیے تھے اس وقت تم قید نہیں یا آزاد۔ ج۔ میں اپنے پٹنگ پر سبب بیماری کے بہت پریمی تھی مجھ کو خبر نہیں۔ س۔ اسکا جواب دو کہ اس وقت اکبر علی نے اپنے اظہارات دیے اس وقت تم قید نہیں یا نہیں۔ ج۔ جب اکبر علی میرے پاس آیا تو اس نے میرے اظہارات لینا چاہے چونکہ میں بہت بیمار تھی میں اسکو اپنے اظہارات نہ دے سکی۔ مجھے وہ کھ گیا کہ تم یہاں سے نہ جانا۔ پھر میرے صاحب نے کہا کہ اس کے جواب سے عیاں ہے کہ وہ قید تھی۔ س۔ سرخٹ بلین ٹان صاحب نے پھر پوچھا کہ تم نے جب اپنے اظہارات دیے اس کے بعد تم اپنے گھر میں رہیں یا سرکار کی حوالات میں سپرد کی گئیں۔ ج۔ میں اپنے مکان میں تھی اور میرے مکان کے باہر پرہ تھا میرے پاس میرا شوہر نہیں مل سکتا تھا اور دور دور کے عید میں ہسپتال گئی۔ س۔ تم نے اکبر علی سے کہا کہ میں نہایت بیمار ہوں۔ ج۔ ہاں میں نے کہا تھا۔ س۔ تم نے اپنے اظہارات اکبر علی کو پہلے دیے تھے یا سویرے

کوئٹہ۔ میں نے اکبر علی سے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ س۔ اچھا ابھی تو تنے کہا تھا کہ میں نے اکبر علی کو انظار دیے اور اس وقت ایک دم کا اور گاڑ بیان موجود تھا۔ ج۔ ہاں یہ بات سچ ہے۔ س۔ ابیت اچھا کیا تنے اپنے بیٹوں مرتبہ جانے کا حال اکبر علی سے نہ کہا ہوگا۔ ج۔ نہیں میں نے کل حال بخین کہا۔ س۔ تنے کو واسطے نہیں کہا۔ ج۔ میں اس وقت بہت بیمار تھی آپ ڈاکٹر سیورڈ صاحب سے پوچھتے بھیجے۔ س۔ تنے سوٹر صاحب کو کے روز بعد اکبر علی کے دکھایا۔ ج۔ دور در بعد۔ س۔ تم اس وقت کہاں تھیں۔ ج۔ میں اسپتال میں تھی۔ س۔ وہاں کوئی سپاہی تھا۔ ج۔ وہاں کوئی تھا لیکن جب میں بیوی صاحب کی جگہ میں آگئی تھی اس وقت میرے اوپر ایک سپاہی متعین تھا۔ س۔ جو سوٹر صاحب آئے اس وقت اور کوئی تھا۔ ج۔ وہاں کئی سپاہی تھے اور اکبر علی اور عہد اعلیٰ تھے۔ س۔ کتنے سپاہی تھے۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں ہے۔ س۔ سوٹر صاحب نے تمہارے انظارات لکھ دیے تھے۔ ج۔ لکھ دیے تھے۔ س۔ کیا تنے اپنے کل انظارات دیے۔ ج۔ ہاں صاحب دیے۔ س۔ کچھ سوٹر صاحب نے زبرد دیے جانے کے بارے میں تم سے پوچھا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب پوچھا تھا۔ س۔ تنے اس کی نسبت کیا جواب دیا۔ ج۔ میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی۔ س۔ تنے سوٹر صاحب نے بھی پوچھا تھا کہ مہاراج نے زبرد دینے کے بارے میں تنے کچھ کہا تھا۔ ج۔ ہاں پوچھا تھا اگر تنے کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ س۔ اب یہ بناؤ کہ اکبر علی یا عہد اعلیٰ نے تم سے کہا تھا کہ مہاراج نے زبرد دینے کی نسبت کچھ تنے کہا ہے جلد بتاؤ۔ ج۔ مجھ کو ادھنوں نے دہکا یا تھا کہ تنے اگر کہا ہے تو جلد بتاؤ اور مجھے اقرار کرانا چاہا مگر مجھ کو کچھ معلوم تھا وہ بیان کیا۔ س۔ سوٹر صاحب کے روز و ادھنوں نے نکو دہکا یا تھا۔ ج۔ مجھ کو ادھنوں نے نہیں دہکا یا۔ س۔ تنے ابھی کیوں کہا تھا کہ مجھ کو دہکا یا تھا۔ ج۔ میں نے نہیں کہا۔

سر جیٹ بلین ٹان صاحب نے اس کے پہلے انظارات کو مترجم صاحب کے انظارات سے ملایا اور حسب پریمیڈنٹ کے انظارات بھی ملائے گئے تو اس میں پایا گیا کہ اس نے بیان کیا تھا کہ مجھے دہکا یا تھا۔ س۔ سر جیٹ بلین ٹان صاحب نے پھر آیا سے پوچھا کہ میں کیوں کہا تھا کہ اکبر علی اور عہد اعلیٰ مجھ کو دہکا یا تھا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ۔ ج۔ وہ بات جھوٹ ہے مجھے تو کبھی بھی نہیں دہکا یا

میں نے شاید کہا ہو گا مگر مجھے تو خیال پڑتا ہے کہ مجھے اکبر علی اور عبد اعلیٰ نے صرف تین سو ال
 ہی پوچھے تھے وہ کیا یا نہیں تھا۔ س۔ اب تمہارا گھبران کون ہے۔ ج۔ میں اب قید ہوں۔
 س۔ کیا تم اکبر علی اور عبد اعلیٰ کی جرأت میں ہو۔ ج۔ ہاں میں ان کی جرأت اور چند سپاہیوں
 کے پرے میں ہوں۔ س۔ جب تمہارے اظہارات سوٹر صاحب نے غلبہ دیکھے تھے وہ چلنے وقت
 ٹکڑے سنبا تھا یا نہیں۔ ج۔ اوٹھوں نے مجھے اظہارات نہیں سنائے۔ س۔ پھر تمہارے اظہارات
 اور کسی کے روبرو بھی سوٹر صاحب کے بعد یے گئے تھے۔ ج۔ ہاں ایک وکیل اور بریٹر کے روبرو
 میں نے اظہارات دیے تھے میں وکیل اور بریٹر میں فرق نہیں جانتی ہوں۔ س۔ نئے سوٹر صاحب
 کے روبرو اور بھی کبھی اظہارات دیے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب دیے تھے جبکہ میں اسپتال میں تھی۔
 میں آپ کے روبرو بھی جھوٹا بولوں گی میں اس اجلاس کو خدا کے برابر جانتا ہوں۔ س۔
 کیا سوٹر صاحب تمہارے پاس اسپتال میں آئے تھے۔ ج۔ میں نے خود سوٹر صاحب کو اسپتال
 میں بلو بھیجا تھا اور میں نے ان سے کہا کہ جب مجھ کو آرام ہو جائیگا تو میں کل اپنے اظہارات دیتی
 س۔ میں نے کسو سوٹر صاحب کے بلائے کو بھیجا تھا۔ ج۔ میں نے ڈاکٹر سوٹر صاحب سے کہا تھا
 مجھے نصیحتیں خبر کروٹھوں نے کسو کو بھیجا تھا۔ س۔ کیا وہ اکبر علی تھا یا عبد اعلیٰ تھا جو کہنے بھیجا تھا۔
 ج۔ صاحب میں سپاہیوں کے پرے میں تھی مجھے کوئی خبر نہیں کہ سوٹر صاحب کے بلائے کو کون گیا
 س۔ اب مجھ کو چند سوالات تم سے اور کرنے باقی میں تمہارا ج کے پاس اول کے مرتبہ کوئی کوئی
 ج۔ میں بڑوہ میں پہلے کبھی نہیں آئی اور مجھ کو بڑوہ کے حالات نہیں معلوم اور روکر
 کہنے لگی کہ میں انگلستان پانچ بار جاتی ہوں اور کانپور اور جیل پور اور شملہ اور نیوج اور اور
 جگہ بہ مدت تک رہی ہوں اور عرب بھی ہوا آئی ہوں سر جٹ بیلن ٹان صاحب نے پرسنل کہا
 اسپنٹنگ نہیں کہ تمہارے منہ سے ان مقاموں کی رونق میں فرق آگیا ہے اور اگر تم اسٹی
 سے ہمارے سوال کا جواب دو گی تو تم پھر ان مقاموں میں چلی جاسکتی ہو مگر اب یہ بتاؤ کہ تم پہلے
 تہ مہاراج کی حویلی میں کیونکر گئیں۔ ج۔ سالم اور فیضو مدت سے قضا کر رہے تھے کہ مہاراج
 کے پاس چلو گئے انکار کیا۔ س۔ تم کو اسٹے مہاراج کے پاس جانے سے انکار کرتی نہیں۔ ج۔
 میں نہیں جانتی تھی کہ راجہ کے ہاں کیونکر جانے میں اسٹے میں نے انکار کیا تھا میں نے سالم

سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تم دامو در پنتھ کو جانتی ہو۔ ج۔ میں نہیں جانتی ہوں۔
 س۔ یہ بات سچ ہو کہ تم فیضوادر رالم کے کھنے سے زبردستی لگتی نہیں۔ ج۔ ہاں صاحب۔

وکیل سرکار نے پھر آیا اپنے کے اظہار سے

س۔ میں نے بھی کہا تھا کہ میں نے کسی وکیل یا بیرسٹر کے رو برو اپنے اظہارات دیے تھے یا
 سچ ہے سٹر کلک بلینڈ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر آیا ہے جو چا گیا ہی دیکھیں تھے۔ ج۔ ہاں
 صاحب ہی دلیل تھے۔ س۔ جب تم اسپتال میں تھیں تو تمہارے پاس ایکیر علی یا عبد العلی آئے
 تھے۔ ج۔ ہاں صاحب آئے تھے۔ س۔ سوٹر صاحب کو اظہار دیئے تھے پھر پھر بھی ایکیر علی
 تمہارے پاس آئے تھے۔ ج۔ کبھی نہیں آئے۔ س۔ کوئی اور پولیس کا آفسر بھیجا ہے یا اس آفیتا
 ج۔ کوئی نہیں آیا میں پولیس کے پاس ہوں کے پہرے میں تھی۔ س۔ تم سی اسپتال میں نہیں۔
 ج۔ میں رحمت کے اسپتال میں تھی۔ س۔ تمہارا کون ڈاکٹر طالع کرنا تھا۔ ج۔ مجھے کو نام اسکا
 نہیں معلوم مگر وہ رجسٹر کا ڈاکٹر تھا۔ اور ڈاکٹر سوٹر صاحب بھی آیا کرتے تھے۔ س۔ میں نے پہلے
 کہا تھا کہ خان بہادر جارسے پاس اسپتال میں ایک لڑکے کو عہدہ لے کر آیا تھا یہ بات درست ہے۔
 ج۔ ہاں صاحب یہ بات درست ہے۔ س۔ کیا تم نے پہلی مرتبہ خان بہادر کو دیکھا تھا۔ ج۔ ہاں
 صاحب پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ میں نے اس کو کہاں دیکھا تھا۔ ج۔ میں اس وقت اپنی چارپائی پر
 اپنے گھیر میں پڑی تھی۔ س۔ تم اس گاریبان کو جانتی ہو جو ایکیر علی کے ساتھ آیا تھا۔ ج۔
 ہاں صاحب جانتی ہوں۔ س۔ اس کا کیا نام ہے۔ ج۔ اس کا نام سبی یا کوئی ہے۔ س۔
 ایکیر علی کے ساتھ کون لڑکا تھا۔ س۔ میرا نوکر تھا اس کا نام چھوٹا ہے۔ س۔ اچھا وہ باقیں باؤ
 جو ایکیر علی سے اور میں سے اس وقت ہوئیں۔ ج۔ میں نے ایکیر علی سے کہا کہ میں بہت پیار ہوں
 جب مجھ کو آرام ہو جا بگا تو میں سب کیفیت بتاؤں گی۔ س۔ کیا عبد ایکیر علی کے باقیں کرنے کے
 ملک پہرے میں کر دیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب مجھ کو پہرے میں کر دیا تھا۔ س۔ عبد اسکے میں
 اپنے شوہر سے ملاقات کی یا نہیں۔ ج۔ میرے پاس میرے شوہر کے آنے کی مافقت ہو گئی تھی۔
 س۔ جب کہ تم میری مرضی مہاراج کی ملاقات کو گینن تو تم مہاراج سے خوف زدہ کیوں ہوئیں۔
 ج۔ مجھے قاضی اور کریم سے جو بات کہی تھی اس کا خیال ہوا۔ س۔ جو بات کہ مہاراج نے

تسے کی اوس سے اور قاضی اور کریم کی بات سے ایک ہی مطلب پایا جاتا تھا۔ ج۔ اول تو مین
 خین سمجھی مگر بعد اوس کے مجھ کو وہی مطلب معلوم ہوا۔ س۔ کیا تم انگریزی بولتی ہو۔ ج۔ مین انگریزی
 خین بولتی مگر کس قدر سمجھ لیتی ہوں ہماری میم صاحبہ کبھی انگریزی بولتی ہیں اور کبھی ہندوستانی۔
 س۔ تم مین مرتبہ جو محاراج کے پاس گئی تھیں تو تینوں مرتبہ اپنی میم صاحبہ سے رخصت لے کے گئی
 تھیں یا بغیر حاضر ہو کر گئی تھیں۔ ج۔ مین نے دو مرتبہ رخصت لے لی اور ایک مرتبہ بغیر حاضری کی
 س۔ تم نے بیان کیا ہے کہ مجھے قاضی اور کریم کی زبانی زبردیے جانے کا حال سنا تھا اچھا یہ بات
 تم نے سوٹر صاحب کے روبرو بھی کہی تھی۔ ج۔ ہاں صاحب کہی تھی۔

صاحب پریسیڈنٹ نے پوچھا کہ گاڑی بان کا نام تم جانتے ہو۔ ج۔ مین گاڑی بان کو خین جانتی۔
 اور نہ مین اوسکا نام جانتی ہوں بعد تھوڑی دیر کے یاد کرنے کے کھا کہ شاید اوسکا نام صندل ہو
 س۔ تم نے کبھی صندل کو دیکھا ہے۔ ج۔ مین نے صندل کو کبھی نہیں دیکھا مگر ایک روز جب
 وہ گاڑی کا کرایہ کریم سے لینے کو آیا تھا تب دیکھا تھا اس نے بھی ہنسے کہا ہے کہ مین نے زہر
 دیے جانے کی نسبت سنا تھا اچھا تم بتاؤ کہ تم نے اپنی میسری مرتبہ محاراج کے یہاں جانے سے
 کتنے روز پیشتر سنا تھا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں مگر مین جانتی ہوں کہ مین چپس روز پیشتر مین نے
 سنا تھا۔ س۔ یہ بات تم نے ماہ رمضان کے درمیان مین سنی تھی یا آخر مین ج۔ مجھ کو اوس وقت
 یاد نہیں مگر کرنل فیہ صاحب کے زہر دیے جانے سے مین چپس روز پیشتر مین نے سنا تھا۔
 س۔ پھر رچرڈ میڈ صاحب نے پوچھا کہ تم ماہ رمضان مین محاراج کے پاس کتنے روز پیشتر
 فیہ صاحب کے زہر دیے جانے سے گئی تھیں۔ ج۔ مین خین بتا سکتی کہ مین کتنے روز پیشتر
 گئی تھی کیونکہ مجھ کو یہ بات یاد نہیں ہے مگر مین نے پیشتر زہر دیے جانے کے یہ بات سنی تھی۔

فیضو رمضان کا اظہار

فیضو رمضان نے بیان کیا کہ مین جو کبدار زڈلنسی کا ہوں اور مینل پرس سے نوکر ہوں
 مجھ کو وہ وقت معلوم ہے کہ جب اول کیشن یہاں ہوئی تھی مین اوس آبا کو جانتا ہوں جو ابھی
 گواہی دے چکی ہے مین آبا کے ہمراہ ایک مرتبہ گاڑی مین سوار ہو کر محاراج کے یہاں گیا تھا
 ہم دونوں چپا نیر دروازے سے محاراج کی حویلی مین زبے پوچھ کر ایک ادھر کے کمرے مین

گئی اور ہم فرس پر جا کر بیٹھ گئے اوس کمرے میں ایک بڑا آئینہ رکھا ہوا تھا اور ایک چوکی بھی رکھی تھی سالم نے جا کر ہمارا ج سے ہمارے آنے کی اطلاع کی مھاراج آ کر اوس چوکی پر بیٹھ گئے مھاراج نے آیت کہا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتی تو آیائے خواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں ہے پھر مھاراج نے آیت کہا کہ تم میرا صاحبہ ہمارے سفارشی کرو آیائے خواب دیا کہ میں میرا صاحبہ سے تمھاری نسبت کچھ نہیں کھ سکتی بعد اسکے میں نے سلام کیا اور کہا کہ مجھ سے بہت سے آدمی تمہیں رکھتے ہیں آپ میرے اوپر مھربانی کیا کریں پھر میں نے اپنے لڑکے کی سفارش کی اور ہم اور آیا مھاراج سے رخصت ہو کر گھر آئے۔

سر جنٹ بلین ٹامن صاحب کے سوالات حسب راج

فیض نے کہا کہ میرا لڑکا سوار و ن میں مھاراج کھڑے راو کے وقت سے نوکر ہے سولہ ماہ سے برس کی عمر ہے اوسکو تروہ کے سکے کے دن روپیہ ماسواری ملنے میں کرنل فیض صاحب نے میرا اظہار کیا تھا مگر چونکہ میں زہریے جانے کی نسبت کچھ نہیں جانتا تھا میں نے اوسکی نسبت کچھ نہیں بیان کیا بعد اسکے میرے اظہار کرنل فیض صاحب نے قلمبند کر لے س بول جواب دے پوچھا کہ بعد تمھارے اظہار قلمبند کرنے کے کیا ہوا۔ ج۔ میں حوالات میں نظر بند کیا گیا اور جب سے حوالات میں آ گیا۔ علی اور عبد العلی کی حرمت میں ہون میں راوچی کو جانتا ہوں میرے اوپر کرنل فیض صاحب کے رو برو زہر دینے کا الزام لگایا تھا اور مجھ سے رزیدنسی کے نوکر سب حد کرتے ہیں میں سر جنٹ بلین ٹامن صاحب نے کہا کہ جو گفتگو درمیان تمھارے اور مھاراج کے ہوئی اوسکو بیان کرو۔ ج۔ سالم نے اور آیائے مجھ سے کہا کہ مھاراج کے پاس چلو اوس دن وہ صاحب کیواسطے ڈالی لایا تھا اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اوسنے ہمارا ج کے یہاں چلنے کے لیے مجھ سے کہا تھا آیا بھی میرے ساتھ چلنے کو تیار ہوئی کچھ مینے اوس سے نہیں کہا تھا کہ آیا کوئی کچھ نہیں تھی جب کو میں ترغیب دیتا۔ س۔ سر ملویل صاحب نے پوچھا کہ تم آیائے مجھ سے اسکا اقرار کرتے ہو۔ ج۔ اوسنے کہا میں اقرار کرتا ہوں۔ س۔ تم یہ بات کیوں کہتے ہو کہ میں نے آیائے کو ترغیب نہیں دی تھی تم آیائے کے ساتھ گئے تھے۔ ج۔ میں تو نہیں برس سے سرکار کو رہنمائی کر رہا ہوں۔ سر ملویل صاحب نے کہا کہ جانتا ہوں اگرچہ مجھ کو یہ نہ جانتی ہو میں کہتا ہوں

سوٹر صاحب کے۔ جو بروڈہ نے انظار دیے تھے کہ میں آیا کے ساتھ گیا تھا۔

وکیل سرکار نے پھر مینو کا انظار لیا

فیضویان کرتا ہے کہ میں اور آیا اور گاڑی بان مینو اسپتال میں گئے آیا سے ملاقات نہیں ہوئی میں نے اسپتال میں بھی کوئی بات اوس سے نہیں کی اور میرے روبرو اوس سے انظار بھی نہیں دیکھے تھے یا وہ نہیں کہ میں نے کتنے دنوں بعد آیا کے انظار دینے کے اپنے انظار پر حیرت کو دیس پر سیدنت صاحب نے فیضو سے پوچھا کہ تم مھاراج کے کون سے محل میں گئے تھے۔ ج۔

جوبلی میں۔ س۔ کیا تمھاری درخواست سے تمہارا لڑکا نوکر ہوا تھا۔ ج۔ نہیں صاحب وہ نوکھڑے راوے کے وقت سے نوکر تھا۔ س۔ کیا تمھارے کہنے سے کھڑے راوے نوکر رکھا تھا۔ ج۔ جب کرنل اٹس صاحب انگلستان کو جانے لگے تب میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ اگر میرا اسم ہمارا جے یہاں کرادین تو میرے واسطے اچھا ہوگا کیونکہ میرا تھوڑی سے درما ہے میں یہاں گذرا اچھی طرح سے نہیں ہو سکتا ہے میری درخواست کو جناب والس صاحب نے منظور کیا اور مجھ کو مھاراج کے یہاں نوکر رکھا یا دو برس تک میں برابر مھاراج کے یہاں نوکر رہا جب کرنل بار صاحب آئے تب مجھے کہ پھر ریڈنسی میں نوکر رکھا اور مہاراج سے کچھ کر میری جگہ پر میرے لڑکے کا اسم کرادیا۔

کار بہانی پونجا بہانی کے انظارات

اس شخص نے انظار دیے کہ میں راجندر حلوا کی شکرم کو ہانکتا ہوں میں بروڈہ کی صد بازار میں رہتا ہوں میں اور فیضو اور آیا کو جانتا ہوں وہ میری گاڑی میں سوار ہو کر گئی تھی اس کو پرس ہوا برس گذرا ہوگا آیا میری گاڑی میں شاید آٹھ بجے رات کو سوار ہو کر گئی تھی یہ میری گاڑی سے اتر کر جوبلی کے دروازے پر گئی میں جوبلی کے سامنے جو میدان ہے اپنی گاڑی کو لیے کھڑا ہوا مینا آیا کو شناخت کیا اسے بلایا اوس کو اس نے پہچان لیا۔

سر جنٹ بلین ٹائن صاحب کے سوالات جسرج

یہ شخص بلین ٹائن صاحب کے سوال کا جواب دیتا ہے کہ میں باٹن صاحب کے جگہ سے جہان میں اتناک نظر بند ہوں آیا ہوں مجھے کہ سوٹر صاحب نے اوس جگہ میں بعد مھاراج کے نظر بند کر دیا

گرفتار کر کے جھکو قید کیا تھا جھکو اس واسطے حراست میں رکھا تا کہ مین اپنے راز کو کسی سے نہ کہوں
مین نے سوائے اسکے کہ ان دونوں کو مھاراج کی جوہلی میں پھونچا دیا تھا اور کوئی بڑا کام نہیں کیا
مین نے صرف اپنے آقا سے اس امر کی اطلاع کر دی تھی مین آیا اور فیض کو پشت پر سے جاتا تھا
جب آیا ہسپتال میں تھی اور میرے اطہارات لیے گئے تب بھی مین نے یہی اطہار لیے تھے۔
سوٹر صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آیا کو بتا دو مین نے اسکو پہچان لیا ہسپتال میں صرف مین آیا ہی
پایا جیسے مین قید ہوں بنے اپنے آقا کو نہیں دیکھا۔ س۔ کیا تھے کہدیا تھا کہ جب تم اپنی گواہی
دیدو گی تب چھوڑ دیے جاؤ گے۔ ج۔ ناں مجھے کہدیا تھا کہ جب تم اپنی گواہی دیدو گے تو سرکار
نکو چھوڑ دے گی۔ س۔ کیا یہ بات تم سے اکبر علی نے کہی تھی۔ ج۔ ٹھین مجھے اکبر علی نے
ٹھین کہی تھی میرے اطہارات صاحب نے لیے تھے اور صاحب ہی نے مجھے یہ بات کہی تھی۔
وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مین قید خانے میں انتہا سرکار نے جھکو کھانا دیا اور کمین آنے جانے
نپاتا تھا۔ س۔ یہ تو بہت اچھی بات تھی کہ سرکار نے نکو بلا مشقت کھانا دیا مگر اب نکو سرکار چھوڑی
یہ بات سرخٹ بلین ٹان صاحب کی سنکر سب جمع ہوئے لگا۔

سرخٹ بلین ٹان صاحب نے اس سے پوچھا کہ تمہاری نشاوی ہوئی ہے یا ٹھین پہلے اسنے
جواب دیا کہ ٹھین پھر تھوڑی دیر کے بعد باور کر کے کہنے لگا کہ ہوئی ہے۔

شیخ کریم کے اطہار

اس شخص نے کہا کہ مطرب موی صاحب کے پاس میں چپرسون میں نوکر تھا مین اسوقت بھی
موجود تھا کہ جب وہ نوساری کو گئے تھے اور نوساری سے برسات کی شروع میں آئے تھے
جب مین وہاں سے آیا تو اس کے آٹھ روز کے بعد ایند کے ساتھ مین مھاراج کے یہاں گیا تھا پہلے
ہی آبانے ایک صندل نامی گاڑی بان کو واسطے وہاں جانے کے ٹھہرایا تھا ہم اور آیا صندل
کی گاڑی مین بیٹھ کر مھاراج کے یہاں گئے مھاراج کا جاسوس سلم جھکو رہستہ مین ملا اور مھاراج
کی جوہلی میں لے گیا ہم زینہ پر چڑھ کر ایک کمرے میں گئے سلم نے مھاراج کو بلا لیا مھاراج اگر ایک
چوکی پر بیٹھے آیا مھاراج کے روبرو فریش پر بیٹھ گئی اور مین ایک طرف کھڑا رہا مھاراج اور آیا
سے گفتگو ہوئی رہی مھاراج اور آیا کے درمیان مین نوساری کی نشاوی کا ذکر نہ مھاراج آیا

پوچھتے تھے کہ صاحب بسبب ہماری شادی کے جسے ناخوش تو نہیں ہیں آیا نے جواب دیا کہ میں اب کچھ کچھ نہیں سکتی ہوں جب ہماری میم صاحبہ آؤنگی تو ہم اسکا جواب دیں گے ہم اولن کے ذریعے سے آپکی سفارش صاحبے کرینگے صاحب کو فرارح میں ہلو خوش نہیں ہے اولن کے دل میں جو آتا ہے سو کرتے ہیں اوتنی روز سالم نے دو سو روپے ہلو دیے اور کہا کہ تم اور آبا نصف نصف لے لو یہ معمارح کی شادی کا انعام ہے سو روپے میں نے آیا کو دیے اور سو روپے میں نے خود رکھے ہیں۔

سر جنٹیلین ٹان صاحب نے سوالات جبرج کریم سے کیے :
یہ شخص امن کے سوال کا جواب دیتا ہے کہ میں نے آیا کو اس کے شوہر کے رد پر روپیہ دیا تھا میرے اظہارات بیوی صاحب نے بعد فی صاحب کے زہر دیے جانے کے لیے تھے مجھے صرف سالم کے بارے میں بیوی صاحب نے سوالات کیے تھے اور مجھے سالم نے قطع ہی کہا تھا کہ تم کمیشن کی کارروائی کو تباہ کرو اور معمارح تمکو اس کے عوض میں انعام دیں گے میں نے سالم سے کہا کہ اگر ایسی بات پھر تم مجھے کہو گے تو میں اپنے آقا سے کہہ دوں گا تب سے سالم میرے ساتھ دھمپنی رہتا ہے بنے بیوی صاحب سے معمارح کی نسبت کچھ نہیں کہا مگر میں نے سوٹر صاحب کے سامنے پورا اظہار دیا۔

س۔ سننے کوئی بات سوٹر صاحب سے کہی تھی جو تم نے معمارح اور آیا کی گفتگو میں سنی تھی۔
ج۔ ہاں صاحب جو کچھ میں نے سنا تھا کہا تھا۔ س۔ تم سے کہ مرتبہ سوٹر صاحب نے ظہار لیا۔
یہ۔ ج۔ صرف ایک دفعہ۔ س۔ جو کچھ تم نے کہا تھا وہ بالکل لکھ لیا گیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب لکھ لیا گیا تھا اور مجھکو سنا بھی دیا گیا تھا۔ س۔ سالم اگر تمہارا دوست تھا تو تم اس کے ساتھ معمارح کیے ہرمان کیوں گویں۔ ج۔ آبا مجھکو لوگئی تھی کہ ہم معمارح کی شادی کا انعام لے آویں۔ س۔ کوئل سرکار۔ نوپچا کہ آبا سوٹر ملاقات کل ہوئی یا نہیں ج کل سوچے کسی پر ملاقات نہیں ہوئی آج ساڑھے چار بجے جلسہ برخواست ہوا۔

اجلاس روز سیدوم

جب اجلاس جمع ہوا تو سر جنٹیلین ٹان صاحب نے کہا کہ مجھکو ایک نہایت عمدہ بات

اجلاس کے روبرو کہنی ہے اور وہ یہ ہے کہ مترجم صاحب ترجمہ لفظی اظہار ہون کا نہیں کرتے ہیں بلکہ اختصار کو کہہ چکے جواب دیتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ تین روزے لفظی ترجمہ اظہار کا سوا کرے صاحب پر یہ پیدائش نے اس بات کو منظور کیا۔

صنہرل خان ولد بختیار خان کا اظہار

صنہرل خان ولد بختیار خان نے اظہار دیا کہ میں شکر موالا ہوں اور میں شیخ محمد برغر کی شکر موالا ہوں میں بڑی مدد جب کی آپ کو جانتا ہوں مگر اس کا نام نہیں جانتا ہوں اور میں کریم کو بھی جانتا ہوں میں کریم اور آپ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر گیا اور جو یہ میں گیا تھا میں سالم کو بھی جانتا ہوں یہ شخص مھاراج کے ساتھ رہتا رہتا میں آیا کرتا تھا سالم بھی چارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر گیا تھا میں ان لوگوں کو سوار کر کے ۹ بجے رات کو لے گیا تھا اور وہاں سے دس بجے واپس ہو کر آئے جب میں گیا تھا تو کب قدر میں برس رہتا تھا اس بات کو نو سمجھنے ہوئے ہوں گے کہ میں نے مجھ کو دوسرے روز گاڑی کا کرایہ دیا کریم اور یادو نون جلاہن بلائے گئے اور اس شخص نے دونوں کی شناخت کی۔

سوالات جس طرح سر حنیف بیلین ٹان صاحب

س۔ تین دن اظہار کب دیے۔ ج۔ سوٹر صاحب کے روبرو دیے تھے۔ س۔ میرے ہاں کا جواب دو کب دیے۔ ج۔ جب پولیس میں ہی کے افسر بڑے میں آئے اور تحقیقات شروع کرنے لگے۔ س۔ یہ کب کی بات ہے۔ ج۔ صاحب میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں میں کیونکر جاسکتا ہوں کہ کب کی بات ہے۔ س۔ تنکو آٹھ مھینہ کی بات تو یاد ہے اور اس بخوری مدت کی بات کو بھول گئے۔ ج۔ ٹان صاحب مجھ کو یاد نہیں ہے۔ س۔ کیا پھل کی بات ہے ج۔ نہیں۔ س۔ کیا یہ پرسوں کی بات ہے۔ ج۔ نہیں صاحب جب یہی کے پولیس کے افسر آئے تھے۔ س۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس کے کتنے روز ہوئے۔ ج۔ صاحب دو دن سمجھنے ہوئے ہوں گے۔ س۔ تین دن اپنے اظہارات سوٹر صاحب کو دیے تھے۔ ج۔ بان صاحب سوٹر صاحب کو دیے تھے اور یہ میں نے کھد دیا تھا کہ تم اس کے بارے میں کسی سے نہ کہنا ورنہ مجھ کو مشکل ہوگی میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ س۔ کیا سوٹر صاحب نے یہ اظہار

لکھ لیے تھے۔ ج۔ ٹھین۔ س۔ کیا تم حوالات میں رکھے گئے تھے۔ ج۔ ٹھین۔ س۔
 کیا تم کبھی حوالات میں رکھے گئے تھے۔ ج۔ کبھی ٹھین۔ س۔ کیا اب تم حوالات میں ہو۔
 ج۔ ٹھین۔ س۔ تھے پتھر اس سے کسی شخص کو اپنے اظہار دیے تھے۔ ج۔ کبھی ٹھین۔
 س۔ تھے بعد اس کے کسی کو اپنے اظہارات دیے تھے۔ ج۔ ان ایک صاحب کو دیے تھے
 اور وہ صاحب وکیل ہیں س۔ کیا تم نے کل اظہارات اپنے اس کو دیے تھے۔ ج۔ ان۔
 س۔ سو امی اول صاحب کے اور بھی کوئی تھا۔ ج۔ کوئی نہیں۔ س۔ تم زبان انگریزی
 میں بات چیت کر سکتے ہو۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تھے اظہار اپنے کس زبان میں دیے تھے۔ ج۔
 ہندوستانی زبان میں۔ س۔ تم عبد اعلیٰ کو جانتے ہو۔ ج۔ نہیں۔ مگر جب عبد اعلیٰ حلاکین
 بلا گیا تو اس نے کہا کہ ان صاحب ہی تھے جنہوں نے میرے اظہار سوڑ صاحب کے رد پر لکھے
 تھے۔ س۔ عبد اعلیٰ نے تم سے کیا سوال کیا تھا۔ ج۔ مجھے پوچھا تھا کہ صاحب تم سے پوچھتے ہیں
 کہ تم کس کو اپنی گاڑی میں بٹھا کرے گئے تھے۔ س۔ تم سے یہ بھی پوچھا تھا کہ تم جو وقت بٹھا کرے گئے
 تھے۔ ج۔ مجھے نہیں پوچھا تھا۔ س۔ جو وقت اونہوں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم کس کو اپنی گاڑی
 میں بٹھا کرے گئے تھے۔ تو سنئے یہ بھی اون سے پوچھا تھا کہ آپ کی نسبت کتنی ہیں ج۔ بنو پوچھا تھا
 اونہوں نے جواب دیا کہ ہم کریم بخش اور آیا کی نسبت پوچھتے ہیں۔ س۔ تم کو آیا پہلے سے
 جانتی تھی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تم کو کریم جانتا تھا۔ ج۔ ان جانتا تھا۔ س۔ تھے کبھی پہلے بھی
 کریم کو سوار کیا تھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تھے اسے کل رات کو دیکھا تھا۔ ج۔ ٹھین۔ س۔
 عبد اعلیٰ نے کچھ کریم کی نسبت تم سے کہا تھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ کل رات کو تم کہاں سوئے تھے۔
 ج۔ میں اپنے گھر میں سو رہا تھا۔ س۔ ان کوئی پولیس کا آدمی تھا۔ ج۔ کوئی ٹھین۔ س۔
 کبھی تم حوالات میں رہے تھے۔ ج۔ کبھی نہیں مگر ایک دن جب پہلے اظہار دیے تھے۔ س۔
 کیا تم نے کریم کی نسبت اظہار اول ہی میں دے دیے تھے۔ ج۔ نہیں صاحب بہت دیر بعد دیے تھے
 اور یہ بھی میں نے کہہ دیا تھا کہ میرے اظہارات کسی پر ظاہر ہونے۔ س۔ تھے یہ کیوں کہا تھا۔
 ج۔ میں بردہ سی تھا اور مجھ کو جان کا اندیشہ تھا۔ س۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ تم نے اپنے اظہار اس
 کے دو مہینہ بعد دیے تھے۔ ج۔ ان صاحب دواڑ فانی چھنے بعد دیے تھے۔ س۔ وہ ان

اور بھی کوئی موجود تھا۔ ج۔ کوئی نہیں۔ س۔ تھے آیا اور کریم کے جانے کے بارے میں
 بھی سوٹر صاحب سے کچھ کہا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب میں نے کہا تھا لیکن اس وقت کہ جب
 او ان سے بیٹے اپنی جان کے بچے کا اتوار لے لیا تھا۔ س۔ تم بچے گردن کر کے نہ بکھو اور میری
 طرف دیکھتے آیا اور کریم کی نسبت کہا تھا۔ ج۔ بھین صاحب صرف آیا کی نسبت میں نے
 کہا تھا۔ س۔ تھے آیا کی نسبت کیا کہا تھا۔ ج۔ میں نے کہا تھا کہ میری گاڑی کے اندر بیٹھ کر
 آیا شہر کی طرف گئی تھی۔ س۔ ننو آیا کو جانتے ہی تھے۔ ج۔ صاحب مگر اتو میں جان گیا۔
 س۔ تھے کیونکر جانا۔ ج۔ صاحب میں نے اس کو پوی صاحب کے بچکے میں رہتے ہوئے دیکھا
 س۔ کیا تم پشتر آیا کو نہیں جانتے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب نہیں جانتا تھا۔ س۔ سوٹر صاحب
 نے تم سے کریم کے بارے میں کچھ پوچھا تھا۔ ج۔ کچھ نہیں پوچھا تھا۔ س۔ پھر تھے کیونکر سب حال
 سوٹر صاحب سے کہا۔ ج۔ صاحب مجھ کو اپنی جان کا خوف تھا۔ س۔ تھو کی کا خوف تھا۔
 ج۔ مجھ کو بھاراج کا خوف تھا۔ س۔ تم اس دن قید ہو گئے تھے۔ ج۔ میں تو کبھی بھی
 قید نہیں ہوا۔ س۔ تھے ابھی کہا ہے کہ جب تک میں نے کریم کا نام نہیں لیا جب تک میں قید رہا۔
 ج۔ میں نے تو یہ نہیں کہا اس کو اس کے اظہارات سنائے گئے اسے کہا کہ سب درست ہیں
 میں نے اپنی جان کے بچے کا جب اقرار حاصل کر لیا اس وقت میں نے تمام ماجرا اون سے کھدیا۔
 میں تھے سوٹر صاحب کو کب دیکھا تھا۔ ج۔ جب وہ حالات دریافت کرنے کو آئے تھے۔ س۔
 کیا تم سوٹر صاحب کے پاس گئے تھے۔ یا سوٹر صاحب تمہارے پاس آئے تھے۔ ج۔ میں سوٹر صاحب
 کے پاس گیا تھا۔ س۔ تم اکیلے گئے تھے یا کوئی تھا۔ ج۔ سید ساربان
 میرے ہمراہ تھا۔ س۔ کیا وہ اونٹ بانگتا ہے۔ ج۔ نہیں صاحب اب نہیں گریہ رہے اس کے
 پاس اونٹ تھے۔ س۔ کیا وہ وہی شخص ہے جسے گیکو اڑکے اوپر زالش کی تھی۔ ج۔ مجھ کو خبر نہیں۔
 صندل خان ولد بختیار خان کے دوبارہ اظہار ایم کو
 وہ گواہ بیان کرتا ہے کہ جب میں پہلے سوٹر صاحب کے ردبر و گیا تو میرے ہمراہ صندل خان
 تھا میرے اوصوں نے اظہار یہ کریم بخش میرے پاس چھ بچے تمام کو گاڑی لینے آیا تھا اور
 میں اس کو سوار کر کر بھاراج کے محل میں لے گیا۔ س۔ تھے سوٹر صاحب کو اپنے اظہار

کب دیے تھے۔ ج۔ دو جھینے یا اڑ بانی جھینے ہوئے ہوں گے۔ س۔ کیا تھے پہلے ہی مرتبہ اپنی جان بچنے کا اقرار لیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب پہلے ہی مرتبہ لیا تھا۔ س۔ تم 'بان' کا نام جانتی ہو۔ ج۔ او سکنا نام سعادت علی ہے۔ س۔ کیا وہ احمد آباد سے آیا ہے۔ ج۔ جھکو خیر نہیں۔ س۔ او سکواں مقدمے سے کیا سر و کار تھا۔ ج۔ وہ اپنے گھبر بن بیٹھا تھا اور وہاں بات چیت بڑودہ کے محلے میں ہو رہی تھی۔ س۔ پھر وہ تمہارے ساتھ کون گیا۔ ج۔ سو بڑ صاحب سے اونے کہا تھا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ س۔ کیا تھے سعادت علی سے پوچھا تھا کہ وہ کریم اور بابا کو جانتا ہے۔ ج۔ ہاں صاحب اونے کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اور میں اس مقدمہ کو ثابت کر دوں گا۔ س۔ جب تم ڈرتے تھے تو تھے سعادت علی سے کہوں پوچھا تھا۔ ج۔ صاحب نہ کر ڈر آگیا تھا۔ س۔ تھے سعادت علی کو حال میں بھی دیکھا ہے۔ ج۔ ہاں صاحب دیکھا ہے۔ س۔ تھے کب دیکھا ہے۔ ج۔ بہت روز ہوئے۔ وہ کہاں رہتا ہے۔ ج۔ کچھ میں رہتا ہے۔ س۔ صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ کس وجہ سے تمکو اپنی جان کا خوف تھا۔ ج۔ صاحب میں پریسی تھا اور مجھ کو مھاراجہ سے خوف تھا کہ وہ مجھ کو مروا ڈالیں گے۔ س۔ سر ذکر آونے پوچھا۔ تم پریسی آدمی ہو تے آیا اور کریم کو کیوں کر جانا۔ ج۔ صاحب میں بن برس سے یہاں نوکر ہوں مجھ کو چھپانے سے یہ مطلب تھا کہ بہادری کو مھاراجہ نے ماتھی کے پاؤں سے کچلا کر مروا ڈالا تھا تو پھر میری کیا حقیقت تھی۔

چھوٹے اظہار

اونے بیان کیا کہ میں چار جھینے ایمنے کے پاس نوکر ہوں مجھ کو یاد ہے کہ میں اوکے ساتھ ایک مرتبہ شام کو بوقت شہر کو گیا تھا پہلے ہم عرب خانے میں گئی وہاں سے سالم ہمارے ہمراہ ہوا میں نے سالم کو نہیں جانتا تھا میں گاڑی میں سوار تھا مجھ کو نہیں معلوم کہ آیا اور سالم کہاں گئے تھے صاحب اینڈ وکیٹ جنرل نے پوچھا پھر اس جلسے سے تم کس قدر عرصے سے آیا کے پاس نوکر تھے۔ ج۔ مجھ کو یہ نہیں معلوم مگر میں چار جھینے سے آیا کے پاس نوکر ہوں۔

سوالات جمع سر خٹ بیلن ٹائن صاحب

س۔ کیا تم کو حالات میں رکھا تھا۔ ج۔ نہیں صاحب مجھے کہ حالات میں نہیں رکھا

س۔ مطلق حوالہ بین زمین رکھا تھا سرج۔ نچھن کھا تھا س۔ تم بات کو کہاں سوئے تھے
 ج۔ میں خافض صاحب کے ہمان سویا تھا س۔ خافض صاحب کا نام تباؤ۔ ج۔ نام مجھ کو نہیں معلوم
 (اکبر علی کو اجلاس میں بلایا اور اس نے اذکی شناخت کی) س۔ کبھی پیسے بھی کوئی سپاہی
 تھا س۔ ساتھ رہا ہے سرج۔ نچھن صاحب س۔ تھا س۔ ساتھ خیمہ میں اور کون رہتا ہے
 ج۔ تمام گواہ رہتے ہیں س۔ کیا وہ سب ایک جگہ رہتے ہیں۔ ج۔ صاحب کل سے وہ ایک
 جگہ رہے ہیں اور پہلے تو علیحدہ علیحدہ رہتے تھے س۔ تم جانتے ہو کہ سب گواہ علیحدہ علیحدہ
 کیوں رہتے تھے سرج۔ سرکار کو گواہی دینی تھی س۔ تم راوی کو جانتی ہو۔ ج۔ ہاں صاحب
 میں جانتا ہوں س۔ کیا وہ تھا س۔ خیمہ میں رہتا ہے سرج۔ نچھن صاحب علیحدہ خیمے میں رہتا ہے
 س۔ اس کے پاس کون رہتا ہے۔ ج۔ خافض صاحب س۔ خافض صاحب اس کے ساتھ جیب سے
 وہ قید ہوا رہتے ہیں۔ ج۔ ہاں صاحب س۔ کب سے وہ قید ہوا ہے۔ ج۔ دو
 مہینے سے قید ہوا ہے۔

چھٹو کے دوبارہ اظہار پے گئے

س۔ تھا س۔ خیمہ میں گئے آدمی ہیں۔ ج۔ مجھ کو تفصیل نچھن معلوم مگر گاڑی بان ہیں اور راوی لوگ
 بھی ہیں س۔ گاڑی بان گئے ہیں۔ ج۔ تین س۔ تم اول کے نام جانتو ہو۔ ج۔ میں نچھن
 جانتا میں صرف اس گاڑی بان کا نام جانتا ہوں جبکی گاڑی میں سوار ہو کر گیا تھا س۔ تھے
 جو ابھی کہا کہ کل گواہ علیحدہ علیحدہ کر دیے گئے ہیں وہ کون کون ہیں سرج۔ میں ان کے نام نہیں
 جانتا۔ آیا اور کریم۔ اور راوی گواہ ہیں جو گواہی دے چکے ہیں۔

شیخ داؤد کے اظہار

اسے بیان کیا کہ میرے باپ کا نام شیخ رحیم ہے اور میں شکر کم کو ہانگتا ہوں میں بیوی صاحب
 کی آیا کو نہیں جانتا ہوں میں آیا کے شوہر اور چھٹو لڑکے کو جانتا ہوں میں آیا اور اس لڑکے
 کو شکر کم میں بہا کر مھاراجہ کے محل میں لگایا تھا۔ پانچ چار روز دیوالی سے پیشتر کا ذکر ہے سالم بھی
 اس گاڑی میں تھا۔ بعد تھوڑی دیر کے پھران کو سوار کر کے واپس لایا عبداللہ خان نامان
 نے میری گاڑی کر لیا کوئی تھی۔

سوالات جنرل رحمرٹ میلن گائن حسب

س۔ اب تم کہاں ہو۔ ج۔ کمپوین ہوں۔ س۔ تم کہاں رہتی ہو۔ ج۔ اپنے ماں باپ کے پاس گھبرین رہتا ہوں۔ س۔ کوئی سپاہی تمہارے پاس تھا۔ ج۔ کوئی نہیں۔ س۔ پختہ کس سے کہی تھی۔ ج۔ کسی نہیں۔ س۔ تم نے اسکا حال پہلے کس سے کہا۔ ج۔ ایک آدمی سے کہا تھا۔ س۔ آدمیوں کے نام پوچھنے میں تم اسکا نام جانتے ہو۔ ج۔ صاحب میں نہیں جانتا ہوں۔ س۔ کیا اسکا نام مندل ہے۔ ج۔ ہاں صاحب مندل ہے۔ س۔ تم نے کیونکر اس سے باتیں کیں۔ ج۔ میں بازار میں روٹی لینے جاتا تھا تو وہ ایک دکان پر بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے باتیں کیں وہ مجھے پوچھنے لگا میں نے سب باتیں اس سے کہیں اور اسکو سب حال معلوم ہو گیا۔ س۔ تم نے اس سے کیا کہا تھا صاف بیان کرو۔ ج۔ اس نے پوچھا کہ تم رات کو کسکو سوار کر کے لے گئے تھے۔ میں نے اس سے کہہ دیا۔ س۔ تم اسکو پوچھنے سے یہ کیونکر سمجھے کہ اسکا مطلب آیا ہے کیا تم اور کسکو رات کو وقت سوار کر کے نہیں لیجائے تھے۔ ج۔ صاحب میں اور وہ ایک سے گھبرا گاری انکے تھے چلے آئے تھے اور اسنے دیکھ لیا تھا اگر وہ مجھکو نہ دیکھتا تو یہ پوچھتا۔ س۔ کیا اسوقت تم سے باتیں ہوئیں۔ ج۔ ہاں کوئی نہیں۔ س۔ منٹ بعد اس سے باتیں ہوئیں۔ س۔ تم نے کہا بار ایک کے جانے کا تذکرہ اس سے کیا۔ ج۔ مجھکو پتہ نہیں۔

ایڈولٹ جنرل نے دوبارہ اظہار فرمایا۔

س۔ تمہارے آقا کا کیا نام ہے۔ ج۔ چٹو نام ہے۔ س۔ مندل کے آقا کا کیا نام ہے۔ ج۔ سلا مت نام ہے۔ س۔ کیا وہ دونوں گاڑیاں کمرہ پر دیتے ہیں۔ ج۔ ہاں صاحب۔ س۔ کہاں پر گاڑیوں کو رکھتے ہیں کیا ایک ہی جگہ پر دونوں گاڑیاں ہیں۔ ج۔ نہیں حسب علیحدہ علیحدہ دونوں گاڑیاں ہیں۔ س۔ وہ دونوں کہاں رہتے ہیں۔ ج۔ ایک قصبات میں رہتا ہے اور دوسرا انٹر انجانے کے قریب رہتا ہے۔ س۔ پہلے تم نے اس سے باتیں کی تھیں یا اسنے تم سے باتیں کی تھیں۔ ج۔ پہلے اسنے مجھ سے باتیں کی تھیں۔ س۔ کیا اسنے یہ پوچھا تھا کہ تم کسکو سوار کر کے لے گئے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب یہ پوچھا تھا۔ س۔ یہی کی پولیس برودہ میں کسوقت آئی تھی معلوم ہے۔ ج۔ ہکو نہیں معلوم۔

صنڈل خان پھر بلا گیا

س۔ تم شیخ داؤد کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں صاحب جانتا ہوں ہم اور وہ ایک ہی کام کرنے ہیں۔ میں چھٹو کے یہاں نوکر ہوں اور میرے اور اس کے ایک دفعہ بائین ہوئی تھیں میں اس وقت اپنے بیٹوں کو پانی پلانے جاتا تھا اور وہ شہر کی طرف گویا یہ جاتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کو لیے جاتے ہو وہ اس وقت نہ بولا مگر دوسرے روز میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کو لے گئے تھے اس نے مجھے بیان کر دیا۔

سوالات جرمیح سرخٹ بلین ٹائن صاحب

س۔ تھے کریم کا نام لیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب لیا تھا۔ س۔ تھے اپنے اطہارات میں سوچنا سے سب بیان کر دیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب بیان کر دیا تھا۔

پھر دوبارہ اطہارات لیے گئے

س۔ تھے شیخ داؤد سے کریم کی نسبت کیا پوچھا تھا۔ ج۔ میں نے پوچھا کہ رات کو تم کہاں گئے تھے۔ اس نے مجھے بیان کر دیا۔ س۔ مگر تھے کریم کی نسبت کیا کہا تھا۔ ج۔ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ سرخٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ میری طرف دیکھو تھے تو ابھی بیان کیا ہے کہ میں نے کریم کی نسبت کہا تھا کہ وہ بیوی صاحب کا نوکر ہے۔ ج۔ صاحب میں نے نہیں کہا اور اگر آپ نے پوچھا ہوگا تو میں انگریزی زبان میں سمجھتا۔ صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ تھے کریم کی نسبت کچھ بھی نہیں کہا۔ ج۔ کچھ بھی نہیں کہا۔ س۔ کبھی کچھ نہیں کہا۔ ج۔ کبھی کچھ نہیں کہا۔ س۔ تم کو اچھی طرح یاد ہے کہ تھے کبھی بھی کچھ نہیں کہا۔ ج۔ صاحب جیسا آپ کہتے ہیں شاید کہا ہوگا۔ (اجلاس میں مقدمہ ہوا) اس جب تمہیں ٹور صاحب کو دروہا مل رہی تھی اس وقت بیوی صاحب موجود تھی۔ ج۔ ہاں موجود تھے اور اس وقت داؤد بھی تھا۔

شیخ عبد اللہ کے اطہار

اس نے بیان کیا کہ مسافہ امین کا میں نو ہر ہوں اور میرے بلکشی صاحب کا سات مہینے سے نوکر ہوں دو مہینے مقام بڑودہ میں رہا اور پہلے جمالیٹ میں تھا، اٹھایا میں یا اونٹنیوں مارچ کو میں بڑودہ میں آیا ہم اور آیا ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ تھے

چٹھیاں آیا کو بھیجی تھیں۔ ج۔ ان صاحب مجھے اور آیات سے خط کتابت ہوتی تھی۔ صاحب
 سکرٹری نے خطوط دیکھائے اور انکی شناخت کی حوت (بی) اور ایک کانٹان اوپر دیا گیا اور سنے
 بیان کیا کہ میں نے یہ دونوں چٹھیاں آیا کو بھیجی تھیں اور بروقت خانہ تلاشی کے چار چٹھیاں
 برآمد ہوئیں وہ سرکار میں موجود ہیں۔ س۔ پہلی چٹھی کون سی ہے۔ ج۔ پہلی چٹھی سرحد
 (رای) کانٹان پر چٹھی آیا کو بھیجی تھی۔ سرحد بلین میں صاحب نے ذکر فرمایا کہ ہم ان چٹھیوں کو داخل
 شہادت نہیں کر سکتے ہیں اور والد قانون شہادت کا دیا صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ ہم ان چٹھیوں کو پڑھیں
 اور دیکھیں کہ قابل شہادت ہیں یا نہیں۔ حکومت ثابت ہوا ہے کہ چٹھی آیا نے تحریر کی ہے۔ بلین میں صاحب نے
 کہا کہ آپ کو یہ کیونکر ثابت ہوا اسکو ثابت کرنا چاہیے صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ جہاں ہم اس پر بحث کر رہے
 اب اسکو ملوی کر دیا چنانچہ ملوی رکھی گئی اور چونکہ وقت ٹھن کھانے کا تھا اس سبب سے اجلاس مناسبت ہو گیا
 بعد ٹھن کھانے کے پھر اجلاس شروع ہوا عبد اللہ سے پوچھا کہ تم ٹیونٹ راؤ اور سالم کو
 جانتے ہو۔ ج۔ ان میں کب بعد رہتا ہوں اور مجھے ٹیونٹ راؤ اور سالم سے گفتگو بھی ہوتی
 ہے سالم کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جیسے وہ محاراجہ کے محلہ رزڈلنسی میں آکر مضبوط
 پاس پانی پینے جاتا تھا ماہ جون میں میری زوجہ محاراجہ کے پاس گئی تھی محاراجہ نے اس سے
 پہلی کمیشن کے بارے میں پوچھا پہلی مرتبہ سو اے اسکے اور کچھ گفتگو میں بی بیو تم میم صاحبہ کو سمجھا دو کہ وہ
 جس کے جاری سفارش کر رہا تھا کہ وہ ہم پر مبنی کر رہا تھا دوسری مرتبہ جب میں ہمالیہ میں تھا تو
 وہ گئی تھی اور سنے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں کریم بخش کے ساتھ گئی تھی محاراجہ نے پوچھا تھا
 کہ میم صاحبہ جاری شادی کی نسبت تو کچھ نہیں کہتی تھیں میں نے جواب دیا کہ کچھ نہیں کہتی تھیں
 پھر محاراجہ نے کہا کہ تم میم صاحبہ کو سمجھا دو کہ وہ صاحب سے جاری سفارش کہ میں اس مرتبہ
 سو روپے محاراجہ نے میری زوجہ کو دیے بعد اسکے میری زوجہ میم صاحبہ کے ساتھ پونا کو چلی گئی
 اس میں محاراجہ نے زوجہ پونا کی تھی تو ٹیونٹ راؤ کہاں تھا۔ ج۔ وہ یہی گیا تھا۔ ایڈووکیٹ
 جنرل نے پریسڈنٹ سے کہا کہ جب آیا پونا کو گئی تھی تو ٹیونٹ راؤ چٹھی لکھا کہ راؤ تھا مجھ کو
 معلوم ہوا ہے کہ آیا کی اس مقدمہ میں سازش تھی۔ سرحد بلین میں صاحب نے کہا کہ
 مجھ کو اسکا ساز نہیں معلوم ہوا میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ چٹھیاں شہادت میں کیونکر پیدا ہوئی ہوں

یہ چٹیان خاگی ہیں شوہر نے زوجہ کو کھین اور زوجہ نے شوہر کو پس اٹکا کیونکہ ثبوت ہو سکتا ہے
ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ اوکا ثبوت یوں ہو سکتا ہے کہ بابائے جو کچھ اظہار دیے ہیں اوسکی
نقصیت اس سے ہوتی ہے۔ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ اچھا ان چٹیان کو شہادت میں داخل
نہ کرو لیکن اس قدر معلوم ہوا کہ آیا اور خاٹا مان کی اس مقدمہ میں سازش تھی ایڈوکیٹ
جنرل نے یہ بات منظور کی اور کہا اچھا پھر ان چٹیان کو شہادت میں داخل کیوں نہیں کرتے
بلین ٹائن نے کہا کہ سازش کا لفظ بہت بُرا ہے اور سازش کے نام سے ان چٹیان کو شہادت میں
داخل کرنا مناسب نہیں ہے۔ پریسیڈنٹ نے کہا کہ یہ عذر تمہارا لائق سماعت نہیں ہے اچھا
سازش کا نام جانے دو مگر ان چٹیان کو شہادت میں داخل کرنا واجبات سے ہے چنانچہ چٹیان
شہادت میں لی گئیں۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ ہم شہادت میں پہلے مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۴۷ء
کی چٹھی داخل کرتے ہیں جس میں شیخ عبداللہ نے امینہ کو لکھا ہے کہ میں خدا کے فضل اور تمہاری دعا
سے اچھا ہوں جیسے کہ تم بڑودہ سے گئی ہو کچھ خبر تمہاری نصین آئی اس سبب سے مجھ کو نہایت
فکر ہے تم کو ایسی غفلت نہ چاہیے تھی یہ خدا کی مرضی ہے تمہارا امین کچھ قصور نصین ہے ہمارے
کے پاس جانے کی اب قطعی ممانعت ہو گئی ہے مجھ کو اب تمہارا جے کے دربار کی خبر نہیں ملتی بلکہ
سب مامورین نے تم کو سلام کہا ہے۔ بشونت راویہی گیا ہے اور شہاب الدین بھی جاویگا۔
مگر ابھی تک مجھ کو تحقیق خبر معلوم نصین ہوئی ہے اس چٹھی کے دیکھتے ہی تم جواب لکھنا۔

روستخط) شیخ عبداللہ خاٹا مان —

یہ چٹھی شیخ عبداللہ کو اتھہ کی لکھی ہو ایڈوکیٹ جنرل نے عبداللہ کو پوچھا کہ اس چٹھی میں جو بلکہ کا لفظ آیا ہے
کیا مراد ہے اس سے مراد بلین کا بلکہ مراد ہے۔ بعد اس کو چٹھی تمہارا بلگان کے سائے کی واسطے ہندوستانی
زبان میں پڑھی گئی۔ سر جیٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ اس چٹھی کی آپ کے پاس کوئی
نقل بھی ہے اور انھوں نے جواب دیا کہ ابھی تک اسکی نقل سو اسٹے نصین کی گئی تھی کہ یہ چٹھی شہادت
میں داخل نصین ہوئی تھی چونکہ اب یہ چٹھی داخل شہادت ہوئی ہے لہذا اب اسکی نقل تم کو
مل سکتی ہے۔ س۔ بشونت راویہ کون شخص ہے بلکہ چٹھی میں ذکر ہے کہ وہ یہی گیا ہے۔ ج۔
یہ شخص ہمارا جے کا جاسوس ہے۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا دوسری چٹھی کو ہم

پیش کرتے ہیں اس چٹی پروڈاکھانہ کی نمبر ۱۹۔ اگست ۱۹۷۱ء کی ہے اور دسویں تاریخ
 خنیں لکھی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکھانہ کی نمبر سے دو ایک روز پیشتر چٹھی لکھی گئی ہوگی
 یہ چٹھی بھی شیخ عبد اللہ نے امینہ کو تحریر کی ہے۔ میں خدا کے فضل اور تمہاری دعا سے بھی
 طرح سے ہون تم کوئی فکر نہ کرنا کر نیل فیہ صاحب مقام پونا میں ۱۰ تاریخ کو گئے ہیں اور مقام
 گر کی میں رہیں گے تم کو معلوم ہو کہ دیوان موقوف ہو گئے دو سر شخص ان کی جگہ ابھی مقرر
 نہیں ہوا ہے تم وانا کی خبرین لکھتی رہنا جو حضرت بھی گئے تھے اون کے بارے میں دریافت
 کرنا اور جب تم وہاں سے آنا تو اپنے ہمراہ اون کو ضرور لیتی آنا تم ضرور اون کو اس امر کی اطلاع
 دینا اور وقتاً فوقتاً اپنے حالات سے ہم کو اطلاع کرتی رہنا جیسے تم یہاں سے گئی ہو ہم کو کل
 بھول گئیں۔ امین تمہارا کچھ تصور خنیں ہے ہماری قسمت کا تصور ہے بیوت رادیمی کو عبد اللہ
 خاں صاحب کے ساتھ گیا ہے پیڈر وکاسلام بچو بچے ہماری اور پیڈر وکی طرف سے اپنے
 خاں مان کو سلام کہہ دینا جس قدر جلد ممکن ہو اسکا جواب بھیجنا۔ فقط سو خط۔ شیخ عبد اللہ
 صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ ان چٹیوں کی نقل کیجیے۔

گواہ نظر ہے کہ جب میری زوجہ پونا سے آئی تو پھر ایک دفعہ محاران کے پاس ماہ رمضان
 گئی میں خود اوسکو واسطے گاڑی کرایہ کی کر کے لایا تھا ایک لڑکا چھوٹا بھی اوسکے ہمراہ گیا تھا۔
 محاران سے جو کچھ گفتگو ہوئی صبح کو مجھ سے اسنے بیان کیا اس سے محاران نے کہا کہ صاحب کو
 کوئی ایسی چیز دو کہ جس سے صاحب کا دل پھر جائے میری زوجہ نے کہا کہ ایسی چیز مرگزیٹ دینا
 اگر صاحب کو کچھ ہو گیا تو تم تباہ ہو جاؤ گی اس مرتبہ سالم نے پچاس روپے اوسکو دیے۔
 محاران نے اوس سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم ایسا کام کرو گی تو تم کو اور تمہارے شوہر کو نوکری
 بلجائے گی۔ چونکہ ساڑھے چار بجے تھے لہذا اجلاس پر خاست ہوا۔

اجلاس روز چہارم

آج گیارہ بجے پھر اجلاس شروع ہوا تمام ممبران کیشن موجود تھے ہمارا جہاں لہراؤ نہیں ہے
 شیخ عبد اللہ سے سوالات جرح و جرح میلن ٹائن صاحب نے پوچھے۔ س۔ تمہاری شادی
 کو کتنی مدت ہوئی سچ۔ دس یا گیارہ برس ہوئے۔ س۔ جب تم پردیس جایا کرتے تھے

تو اپنی بی بی کو خط لکھا کرتے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب۔ س۔ کیا وہ بھی تمکو جواب لکھتی تھی۔
ج۔ ہاں لکھا کرتی تھی۔ س۔ تم سوائے اپنے خانگی حالات کے اور بھی کچھ لکھتی تھی۔ ج۔ ہاں صاحب
جو ہکو ضروری معلوم ہوتا تھا لکھا کرتی تھی۔ س۔ اچھا کبھی تمھاری بی بی نے کسی مفید امر کی
نسبت لکھا تھا۔ ج۔ شاید لکھا ہوگا۔ س۔ ان چٹھوں کے علاوہ جو نمونہ دکھائی ہیں کوئی اور چٹھی
بھی تمھاری بی بی نے لکھی ہے۔ ج۔ شاید میرے کاغذات میں ہوگی۔ س۔ ماہ جون اور جولائی
۱۹۴۷ء میں تمکو کوئی چٹھی بھجی تھی۔ ج۔ کوئی نہیں۔ س۔ کیا وجہ ہے۔ ج۔ اس زمانہ میں
ہم اور وہ ایک ہی جگہ تھے۔ س۔ کیا تم نومبر اور دسمبر ۱۹۴۷ء میں بھی ایک جگہ تھے۔ ج۔
نہیں صاحب۔ میں بمبئی میں تھا اور وہ بڑودہ میں تھی۔ س۔ جون ۱۹۴۷ء میں تم کہاں تھے۔
ج۔ میں مقام مہابلیشیر کو گیا تھا اور میری بی بی بمبئی میں تھی۔ س۔ تمھاری بی بی کرنل
فیروز صاحب کی سیم صابھ کے پاس کتنے روز نوکر رہی۔ ج۔ سات آٹھ مہینے۔ س۔ تم نے زہر دیے جانے
کی نسبت پہلے کیا سنا تھا۔ ج۔ بنگلہ پر اکثر آدمی گفتگو کرتے تھے کہ یہ معلوم کس شخص نے صاحب
کو زہر دیا ہے۔ س۔ تم کچھ زہر کی نسبت جانتے تھے۔ ج۔ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ س۔ تم جانتے
ہو کہ شربت کون بنایا کرتا تھا۔ ج۔ میں نہیں جانتا۔ س۔ اب میں ۱۲۔ نومبر کے حالات میں کچھ
سننے پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم نے کرنل فیروز صاحب کے روبرو دکھار دیے تھے۔ ج۔ میں نے کرنل صاحب
کے روبرو دکھار نہیں دیے تھے بلکہ بیوی صاحب کے روبرو دکھار دیے تھے۔ س۔ جو کچھ
تمھاری بی بی نے تم سے کہا تھا تم نے صاحب سے وہ بیان کیا تھا۔ ج۔ میں نے نہیں کہا۔
س۔ پہلے تم نے کس کے سامنے کہا تھا۔ ج۔ بوٹر صاحب کے سامنے میں نے بیوی صاحب کے
روبرو کون نہیں دکھار دیے۔ ج۔ مجھ کو خوف معلوم ہوا۔ س۔ تم کیون خوف زدہ ہوئے۔
ج۔ مجھے پوچھا نہیں گیا میں کیونکر کہتا۔ س۔ میرے سوال کا جواب دو تم نے ہر دکھار کیون
ندیا کہ میری بی بی بھی محاراج کے ہاں گئی تھی اور محاراج نے اس سے کہا کہ کوئی ایسا جادو کرو
کہ فیروز صاحب کا دل پھر جاے۔ ج۔ مجھ کو خوف معلوم ہوا۔ س۔ تم کو کیا خوف تھا۔ ج۔
صاحب میری بی بی کو دمان جانے کی ممانعت تھی اور وہ بغیر میری اجازت کے دمان گئی
تھی شاید وہ اس پر بہت خفا ہوئے۔ س۔ کیا تمھاری بی بی نے تم سے کہہ پاتا تھا

کو اس بارے میں کمی سے مذکرہ نہ کرنا۔ ج۔ مجھے غصین کہا تھا اس اچھا نام کو سوٹر صاحب کے روبرو
 کیون خوف معلوم ہوا۔ ج۔ میرا ایک لڑکا چھٹو نامی نوکر تھا اور اسے سب حال کھ دیا پھر
 کیونکر پوشیدہ کر سکتا۔ س۔ وہاں اس وقت کون کون تھا۔ ج۔ ۲۔ ونون خاں صاحب گچاند
 پھل۔ چھٹو۔ اور ایک گاڑی بان۔ س۔ یہ سب آدمی تم سے پہلے چھوچ گئے تھے۔ ج۔ غصین فقط
 اکبر علی اور عبد اعلیٰ مجھے پہلے چھوچ گئے تھے۔ س۔ اون پولیس کے آدمیوں نے تم سے
 کیا کہا۔ ج۔ مجھے پوچھا کہ تم اس مقدمہ کی نسبت کیا جانتے ہو میں نے کہا کہ مقدمہ کی نسبت کہا
 تھا راج کے مقدمے کی نسبت بنے کہا میں کچھ غصین جانتا کہ نام سچ کہتے ہو میں نے کہا میں سچ کہتا
 ہوں۔ س۔ تم مجھے جو کہا کہ چھٹو اور گاڑی بان بھی پہلے سے موجود تھے۔ اور میں نے اس کے روبرو
 اظہارِ حیرت کیا۔ ج۔ ان صاحب وہ موجود تھے۔ س۔ جب تم نے کہا کہ میں اس مقدمہ
 کی نسبت کچھ غصین جانتا۔ تو سوٹر صاحب نے کیا کہا۔ ج۔ سوٹر صاحب نے اس لڑکی اور گاڑی بان
 کو بلایا اور میرا مقابلہ کرایا مجھے کہا کہ تم نے گاڑی منگوائی تھی میں نے جواب دیا کہ مان منگوائی
 تھی اور غصین نے کہا کہ یہی گاڑی بان ہے میں نے کہا کہ یہی گاڑی بان ہے جس کی گاڑی
 میں نے کرایہ کو لی تھی۔ س۔ اظہارِ دے کہ تم بھر کھان گئے۔ ج۔ میں چار سپاہیوں کی حراست
 میں تھا۔ س۔ بعد اسکے پھر کیا ہوا۔ ج۔ میں اپنے کچھ چلا گیا۔ س۔ کیا تم ایک ساتھ رہتے ہو اور
 اسکے اظہارِ حیرت سے تم موجود تھے۔ ج۔ ان صاحب۔ مگر جبکہ ہمارے اور اسکے اظہارِ غصین
 بے گئے تھے ہم علیحدہ علیحدہ تھے۔ س۔ تم نے اپنی چھٹی میں شہاب الدین کا ذکر کیا ہے وہ کون شخص
 ہے۔ ج۔ صاحب وہ قاضی ہیں اور شہر میں رہتے ہیں اور معراج کے یہاں کام کرتے تھے۔
 س۔ اب تم جانتے ہو کہ سروس میں پلی صاحب کے پاس نوکر ہیں۔ ج۔ مجھ کو غصین معلوم۔

شیخ عبد اللہ کے دوبارہ اظہارات یہ گئے

ادسے کہا کہ میں نے سوٹر صاحب کے روبرو اپنے اظہار دیے تھے۔ سوٹر صاحب اس وقت
 سفر فی کسے میں بیٹھے ہوئے تھے جو وقت میرے اظہار کے زمانے میں میری زوجہ
 بیوی صاحب کی مہربان صاحبہ کے پاس نوکر تھی۔ س۔ تم نے بیان کیا کہ اظہار دینے کے بعد میں صحت
 میں تھا۔ ج۔ پہلے روز میں نے چند سوالوں کا جواب دیا تھا اور دو تین روز تک میرے

اٹھارہ ہوتے رہے جس دن سے نئے اپنے اظہارات دینا شروع کیے تھے اور عبدالن
تک ختم ہوئے اس عرصہ میں کبھی اپنی بی بی سے نئے کچھ باتیں کی تھیں۔ ج جنھیں اس جبہ
وہ اسپتال میں تھی تو تمہارے کو دیکھنے لگی تھی۔ ج۔ ان گیتا تھا۔ اس سے وہ کہتے دن اسپتال میں
رہی۔ ج۔ پانچ روز۔ اب ڈاکٹر جنرل نے کہا کہ آیا کے اظہار ۱۸۔ تاریخ کو یہ گئے تھے اور اس کے
خاوند کے اظہار ۱۹۔ تاریخ کو۔

عبدالرحمن کے اظہار

سید عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میں ڈاکخانہ کا چپری ہوں میں چھ برس سے آیا کو جانتا ہوں
جب آیا اپنی لگی تھی تو مجھے کہا تھا کہ میں ہمیشہ کے ہمراہ بیان آئی ہوں وہ ولایت
جانیو اے میں بہتی میں نے اس کے خاوند کو کہی چٹیان لکھو اوی تھیں یہ چٹیان عبدالرحمن
کو دکھائی گئیں اس نے کہا کہ ان یہ چٹیان میں نے لکھوائی تھیں۔ اس کو بل صاحب نے ان چٹیان کو
شہادت میں داخل کیا تاکہ یہ ثابت ہو کہ شہادت راؤ اور سالم اور ہمارا جہ میں خط کتابت ہوئی
تھی مسٹر فورانی صاحب نے ان چٹیان کو شہادت میں داخل کیا۔ مسٹر برٹین صاحب نے
کہا چونکہ اس وقت سر جنرل بلین ٹائن صاحب موجود تھیں میں ہم ان چٹیان کو شہادت میں داخل
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پریسیڈنٹ صاحب نے کہا کہ تم لو انکار کرنا نہ چاہیے کیونکہ ایک چٹھی
تو داخل شہادت ہو چکی ہے اس میں تم کو کیا عذر ہے۔ برٹین صاحب نے کہا کیا اس سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ ابھی آبا کی گواہی تھیں ہوئی ہے جب تمہارے ساتھی نے کل ایک چٹھی کو داخل شہادت
کر لیا تو پھر تم لو اس چٹھی کے داخل شہادت کرنے میں کیا عذر ہے اگرچہ یہ چٹھی بھی لگی تھی مگر اس کے
پاس تھیں بھونچھی۔ پریسیڈنٹ صاحب نے کہا کہ یہ چٹھی بھی لگی تھی مگر اس نے اس کو دی اس
چٹھی پر نشان جن ڈی کا بنا یا گیا اور چٹھی داخل شہادت کی گئی گواہانہ طور پر کہ مجھ کو یہ یاد نہیں
کہ میں نے کس وقت یہ دونوں چٹیان لکھی تھیں البتہ تیسری چٹھی کا لکھا جانا یا وہ یہ شیخ عبداللہ
خاں سامان کے نام لکھی گئی تھی اگرچہ مضمون اس کا مجھ کو کیا ہوں لیکن مطلب یاد ہے اس میں
ایک چٹھی مہاراج کے نام بھی تھی۔

سوالات جبرئیل برٹین صاحب

س۔ تم انگریزی جانتے ہو۔ ج۔ کچھ تھوڑی سمجھ سکتا ہوں مگر بول نہیں سکتا ہوں۔ س۔
 تم میری مین کمان رہتے ہو۔ ج۔ ٹھیک والی کے محلے میں۔ س۔ تم کے برس سے وہاں رہتے ہو۔
 ج۔ میں چار برس سے وہاں رہتا ہوں۔ س۔ آیا میری مین کمان رہتی تھی۔ ج۔ میرے ہی
 گھروں رہتی تھی۔ س۔ تم اکبر علی اور عبد العلی کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں صاحب جانتا ہوں۔ س۔
 تم نے کبھی انکو میری مین دیکھا تھا۔ ج۔ میری کے پولیس مین نوکر ہی ہیں وہ میری انکا مقام ہے۔
 س۔ تم سے ان لوگوں نے کس مقام پر انٹرویو کیا تھا۔ ج۔ کالابا دی کے ڈاکخانے میں میرے
 انٹرویو سے تھے۔ س۔ تمہیں کون بلاتے گیا تھا۔ ج۔ ایک جعفر احمد علی گیا تھا۔ س۔ کیا وہ اکبر علی
 کا رشتہ دار ہے۔ ج۔ ہاں صاحب وہ رشتہ دار ہے۔ س۔ جب احمد علی تمہارے پاس آیا تو تم سے
 کیا کہا۔ ج۔ احمد علی نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا مگر خان بہادر نے میرے انٹرویو سے۔ س۔ میرے
 سوال کا جواب دو احمد علی نے تم سے کیا کہا اور اس وقت کون کون موجود تھا۔ ج۔ سوای میرے
 اور احمد علی کے اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ س۔ تمہارے انٹرویو کس جگہ پر گئے تھے۔ ج۔
 احمد علی نے اپنے گھر پر جا کر انٹرویو کیا تھا۔ س۔ تم سے خان بہادر نے کیا پوچھا تھا۔ ج۔ خان بہادر
 نے مجھے پوچھا کہ کوئی چٹھی تمہارا راج کو لکھی ہے مین نے کہا کہ کوئی چٹھی نہیں لکھی مگر آیا کو ایک
 چٹھی لکھی ہے پھر مجھے پوچھا کہ تم نے کب شیخ عبد اللہ کے نام چٹھی لکھی تھی مین نے اسکو بتا دیا۔
 س۔ کیا وہ ہولی کے بعد چٹھی لکھی تھی۔ ج۔ میں ہولی کو نہیں سمجھتا ہوں مسلمان ہوں۔ س۔
 کیا عید منی کے بعد لکھی تھی۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں۔ س۔ تم شہر کے کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں صاحب
 جانتا ہوں۔ س۔ اچھا یہ بتاؤ کہ شہر کے کے دن پہلے یا بعد چٹھی لکھی تھی۔ ج۔ صاحب مین
 نہیں بتا سکتا کیونکہ مجھ کو یاد نہیں ہے۔ س۔ اس وقت اور بھی کوئی تھا اس وقت سے چٹھی
 لکھی تھی۔ ج۔ اور کوئی نہ تھا۔ س۔ تمہارا راج کو نے کیا لکھا تھا۔ ج۔ اسنے یہ لکھا یا تھا کہ مجھ کو
 خرچ بھیج دو گورنر میری نے صاحب لوگوں کی دعوت کی تھی اس مین کچھ تمہارا تذکرہ نہیں آیا کوئی
 فکر کی بات نہیں ہے۔ آئیڈو کیٹ جنرل نے کہا تمہارا راج کو اور کیا تمہاری چٹھی مین لکھا تھا۔ ج۔
 مین نے اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ س۔ یہ چٹھی تمہاری کیا آیا کی اور چٹھیوں کے ساتھ لکھی تھی۔ ج۔
 ہاں صاحب اور چٹھیوں کے ساتھ لکھی تھی۔ س۔ تم ڈاکخانے میں کتنے دنوں سے نوکر ہو اور کیا

کیا خواہ ہے۔ ج۔ جنہیں برس سے نوکریوں اور مدرسہ روپیہ یا سواری ملتا ہے۔

مسافہ امینہ کو پھر بلایا

ایسے بیان کیا کہ بن عبدل کو جانتی ہوں میں اور وہ ایک ہی مکان میں بی بی میں تھی
تھی جب بن بی بی میں تھی تو اس سے چہنیاں لکھوا لیا کرتی تھی وہ چٹی جیسر ڈوی کا نشان
دیا گیا تھا پڑھی گئی وہ حضرت شیخ عبد اللہ کے نام کی تھی۔ بعد سلام کے۔ امینہ آپ کو خبر یہ
کرتی ہے کہ میں نے ایک چٹھی لکھ کر تمہارے پاس بھیجی تھی مجھ کو بڑی فکر ہے کہ وہ چٹی پہنچی
یا نہیں اگر نہ ہو تو میں انگلستان کو جاؤں ایک مہیصا مجھ کو یہ جانتی ہیں میں نے خبر
کے واسطے لکھوا لکھا مگر کچھ سبب تھے نہیں بھیجی۔ بیثوث راؤ کو سلام کہ دینا چھوٹکی ماں سے
ایک روپیہ لینا تحریر کرنا کہ نئے ڈگریکٹر سے پانچ روپے قرض یہ میں وہ روزا کریم سے
تقاضا کرتا ہے اگر یہ ہوں تو میں اس کو ادا کر دوں تھے وہ چٹھی جو ملفوف تھی اس شخص کو
دی یا نہیں مجھے اس بارے میں بڑی فکر ہے اور زیادہ کیا لکھا جاے جلد جواب لکھنا فقط۔
گواہ نظر ہے کہ یہ چٹھی بموجب میری ہدایت کے لکھی گئی ہے اور میں نے اس میں لکھا تھا کہ قاضی
اور بیثوث راؤ اور سالم کو سلام کہ دینا قاضی ایک بہت بڑا موثر شخص ہے اور وہ میرے
کمرے میں پانی پینے کو آیا کرتا تھا سالم بیثوث راؤ کو میں اسوجہ سے جانتی ہوں کہ وہ دونوں
سمراہ محاراج کے زیر نگرانی میں آیا کرتے تھے۔ س۔ وہ چٹی جو تھے ملفوف کی تھی کسے نام کی
تھی۔ ج۔ محاراج کے دینے کے واسطے سالم کی نام کی تھی وہ چٹی کہ جس پر نشان حرف (ری)
کا تھا اجلاس میں پڑھی گئی اور میں لکھا تھا۔ میں تمہارا مطلب سمجھی تم حدیث اسطرح چہنیاں
لکھتے رہو سالم میرے پاس آیا تھا اب میں کیس قدر اچھی ہوں میں نے سالم کو چٹی لکھ دی ہے
کہ میں ۲۰ تا ۲۵ تک دن آنکلی پانچ روپیہ ذریعہ محمد کو دیے گئے۔ تمہارے خسر کے گھر میں
تو جگہ رہنے کی نہیں ہے میں کہان رہوں مجھ کو بڑی تکلیف ہے۔ امینہ احمد دار کے ہاتھ میں
چھوٹے ہیں عہد اوس مار واری کو جلد دیدنیامیر اندون میں بڑا نقصان ہوا۔ جاری
کے باعث مجھ کو خست لینی پڑی۔ میں بیثوث راؤ کے گھر پر گئی تھی وہ بیان کرتا تھا کہ محاراج
نے دو تین مرتبہ ملکو پوچھا تھا سالم تو تمہارے مکان پر نہیں آیا تھا مجھ کو لکھو یا یا شکر اور سب

لوگوں کی طرف سے سلام پھرنے۔ مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۹۴۷ء۔

گواہ منظر ہے کہ چٹپی مین نے آپ لکھنوالی تھی اس فقرے سے کہ سالم مجھ کو ملا بھیہ مطلب ہے کہ سالم مینی گیا تھا اور وہاں مجھے ملاقات ہوئی تھی مین نے اوسکو نیشنل راؤ کے مکان میں مینی مین دیکھا تھا وہاں مھاراج کی باتیں ہوئی تھیں مین نے اوس سے کہا کہ مھاراج سے انعام لے لو اور گے اوس سے کہا کہ مھاراج کے کام فرست کی وقت ہوئی مین نیشنل راؤ نے مجھے کہا کہ اب جو مین بہان سے جاؤں گا تو تمھارے انعام دلانے مین کو دشمن کر دو گا جب مین بڑودہ مین تھا تو مھاراج نے ٹکوتین چار مرتبہ پوچھا تھا صاحب ابد کیٹ جنرل نے اوس سے پوچھا کہ کیا مین اپنے شوہر سے یہ دونوں چٹپان پانی تھیں۔ ج۔ ہاں صاحب پانی تھیں۔

سوالات جرمج برینس حسب

س۔ جیسے تمھارا پہلا اظہار کیا گیا تم کہاں تھے۔ ج۔ صاحب مین خان بہادر کے پاس تھی۔
س۔ اظہار کے بعد تم نے خان بہادر کو دیکھا ہے۔ ج۔ دیکھا ہے۔ س۔ کیا چھوٹے خان بہادر کو بھی دیکھا ہے۔ ج۔ ہاں صاحب دیکھا ہے۔ س۔ تم راؤ صاحب گجائندوئل کو جانتی ہو۔ ج۔ پہلے تو کہا کہ نہیں جانتی ہوں پھر یاد کر کے کہا کہ ہاں جانتی ہوں۔

شیخ عبد اللہ کے دوبارہ اظہار ہوئے

شیخ عبد اللہ کے دوبارہ اظہار پریسیڈنٹ نے یہ وہ منظر ہے کہ میری چٹپی مین ایک چٹپی مھاراج کے نام آیا ہے یہی تھی جب مین محالہ شہر جانے لگا تو مین نے کل چٹپان اپنی بی بی کو دیدین تھیں پھر مجھ کو تھیں معلوم کہ اوس چٹپی کا کیا ہوا۔

پیڈرو ڈی سوزا کے اظہارات

سٹر انورارٹی صاحب نے پیڈرو ڈی سوزا کے اظہار یہ اوسے کہا کہ جب کرنل فیہ صاحب بڑودہ مین آئے تو مین انکی ملازمی مین حاضر تھا کرنل فیہ صاحب ماہ مارچ ۱۹۴۷ء مین بڑودہ مین آئے تھے مین برابر بڑودہ مین رہا مگر توڑے دنوں کے یہے نو ساری گیا تھا اور ایک مینے کی خدمت لیکر لگا لگا مین سالم کو جانا ہوں وہ اکثر مجھے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مھاراج کے پاس آؤ تو تمھارے واسطے اچھا ہوگا اور ہم تمھاری سواری کے واسطے گاڑی بھیج دیا کریں گے یہ کہ مین مین نہیں آنا

چاہتا ہوں جب میں گوا کو جانے لگا تو میں نے سالم سے کہا کہ میری زارواہ کو واسطے کچھ خرچ لاؤ وادوسنے مجھکو ساتھ روپیے چلن بڑودہ کے لادے جسکے چہرہ دار پچاس روپے ہوتے ہیں یہ روپیے مجھکو مقام رزٹرنسی میں سالم دے گیا تھا اور دیتے وقت کہا کہ مجھ ساتھ روپیے سرکار نے ٹکون زارواہ کے واسطے دیے ہیں اور رانی صاحب نے پوچھا کہ سرکار سے کیا مطلب ہے ج۔ مھاراج۔ اس تم کتنی مدت سے کزنیل فیر صاحب کے پاس کر رہے ج۔ پچیس سال سے۔

سوالات جبرج سرخربٹ بلین ٹاٹن صاحب

س۔ کیا تمھاری گوا ہی جی میں جوتی تھی۔ ج۔ ہاں صاحب ہوئی تھی۔ اس۔ کس کے روبرو ہوئی تھی ج۔ ایڈگنٹن صاحب کے روبرو ہوئی تھی۔ اس کیا تھے سب حال اون سے کہہ دیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب کہہ دیا تھا۔ اس کیا تھے سالم سے اپنے گوا کے جانے کا حال کہا تھا۔ ج۔ یخین صاحب اور کئی شخصوں سے کہا تھا۔ اس کیا فقط سالم نے تھے کہا تھا کہ گیکوڑ کے پاس چلو۔ ج۔ ہاں صرف سالم نے کہا تھا۔ اس۔ تم سالم کو کب سے جانتے ہو۔ ج۔ جیسے میں بڑودہ میں آیا ہوں وہ مھاراج کے ہمراہ ہفتہ میں دو مرتبہ آیا کرتا تھا۔ اس۔ سالم نے تھے کچھ کہا تھا کہ مھاراج ٹکوں کیوں بلائے ہیں ج۔ صرف یہ کہا کہ اگر تم مھاراج کے پاس چلو گے تو تمھارے واسطے ہتھوڑ گا س نئے انکار کیا تھا۔ ج۔ ہاں صاحب میں نے انکار کیا تھا کیونکہ اون دن مجھکو بالکل فرصت تھی۔ اس۔ یہ بات صحیح ہے کہ تم کبھی یخین گئے۔ ج۔ میں کبھی یخین گیا اس جب نے ایڈگنٹن صاحب کو اظہار دے تھے تم کہاں ٹھہری ہو تھے ج۔ میں اپنے صاحب کے یہاں گیا تھا۔ اس۔ تم کب سے پولیس کی حراست میں ہو۔ ج۔ چالیس روز سے اس تم راوجی کو جانتے ہو ج۔ ہاں صاحب میں جانتا ہوں۔ اس۔ تم کب سے جاتے ہو۔ ج۔ جیسے صاحب میں یہاں آیا ہوں۔ اس۔ تمھارے اور راوجی کے ملاقات تھی۔ ج۔ صاحب ہم صرف بات چیت کیا کرتے تھے کچھ دوستی نہیں تھی۔ اس۔ کبھی راوجی نے نئے مھاراج کے یہاں چلنے کی واسطے کہا تھا۔ ج۔ کبھی یخین کہا اس اچھا اوسنے تم سے کبھی نہیں کہا۔ مگر نئے کبھی اوس سے افوار کیا تھا۔ ج۔ یخین صاحب کبھی یخین۔ اس۔ کبھی نئے راوجی سے

کہا تھا کہ چلو مھاراج کے یہاں چلیں۔ ج۔ میں نے راجی سے سوئے اون ساتھ روپیوں کے
 سکے بڑودہ کے جو میں نے مھاراج سے پائے تھے کبھی اور مھاراج کے یہاں کا تذکرہ بھی نہیں کیا
 س۔ کبھی تنے اور راجی نے مھاراج کے یہاں جانے کا ارادہ کیا تھا۔ ج۔ کبھی نہیں۔ س۔
 کبھی تم اور راجی سالم کے ساتھ مھاراج کے یہاں گئے تھے۔ ج۔ کبھی نہیں۔ س۔ کبھی راجی
 کے سامنے تھے اور گیکوارٹ سے بائیں ہوئی تھیں۔ ج۔ کبھی نہیں ہوئیں۔ اور میں کبھی نہیں گیا
 س۔ تو اب اس بات سے میں سمجھا کہ کبھی تم مھاراج کی جو بی بی نہیں گئے۔ ج۔ کبھی نہیں
 گیا اس تم سے کبھی مھاراج سے گھٹگو نہیں ہوئی۔ ج۔ کبھی نہیں ہوئی۔ س۔ اگر راجی بھار
 منہ پر کھ دے کہ تم مھاراج کے یہاں گئے تھے تو یہ بات غلط ہے۔ ج۔ بالکل غلط ہے۔ س۔
 اگر راجی تمہارے منہ پر کھ دے تو نگو تعجب ہو گا۔ ج۔ ان صاحب ضرور تعجب ہو گا۔ بات
 محض غلط ہے۔ س۔ تم کبھی گو کو گئے تھے۔ ج۔ ان صاحب ایک مہینہ کی رخصت لے گئے تھے۔
 س۔ کیا تم جب وہاں سے واپس آئے تھے تو تم راجی کے ساتھ مھاراج کے یہاں گئے تھے۔ ج۔
 میں کبھی نہیں گیا۔ س۔ اچھا ایک بات مجھ کو اور تم بناؤ کہ تنے کوئی پڑیا مھاراج سے پائی تھی۔
 ج۔ میں کو تو کو پڑیا پانا جیکہ میں مھاراج کے پاس گیا ہی نہیں۔ س۔ اچھا فرض کرو کہ تم مھاراج
 کے پاس نہیں گئے مگر کوئی پڑیا مھاراج سے تنے پائی۔ ج۔ کوئی پڑیا نہیں پائی۔ س۔ تنے
 ایڈگنٹن کے سامنے کیا اظہار دیے تھے۔ ج۔ صاحب جو کچھ میں نے اظہار دیے تھے وہ کاغذین
 کھ دیے گئے ہیں۔ س۔ کیا اونھوں نے تم سے پوچھا تھا کہ تنے مھاراج سے کچھ پایا۔ ج۔ ان
 صاحب مجھے پوچھا تھا لیکن میں نے ان کا جواب دیا۔ س۔ تم اکبر علی کو جانتے ہو۔ ج۔ ان
 صاحب جانتا ہوں۔ س۔ جب تنے ایڈگنٹن صاحب اظہار سے پچھے تھے تو تنے کوئی سوال اکبر علی
 نے کیا تھا۔ ج۔ ان صاحب اونھوں نے بھی اظہار لیا تھا میں نے وہی اظہار جو ایڈگنٹن صاحب کو دیا
 تھا اون کے روبرو بھی کھ دیا۔ س۔ تنے یہ کہا تھا کہ اگر تم سچ کہو گے تو تمہارے واسطے اچھا ہو گا
 ج۔ ان صاحب مجھے کہا تھا اور میں نے بھی جو کچھ سچ تھا کھ دیا۔ س۔ رخاں بہادر نے
 تنے پوچھا تھا کہ تم مھاراج کے یہاں گئے تھے۔ ج۔ ان صاحب پوچھا تھا۔ س۔ نگو معلوم ہے
 کہ راجی نے تمہاری نسبت کیا کہا۔ ج۔ مجھ کو نہیں معلوم۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا

کہ میرے دوست پانچوین تاریخ کو اظہار کی تاریخ مقرر کرتے ہیں اگر صاحب پریسڈنٹ کی بھی رائے متفق ہو تو یہی تاریخ مقرر کی جائے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا۔ اچھا یہی تاریخ قرار دی جائے۔ جو اظہار اسے دیے تھے وہ صاحب پریسڈنٹ کو سنائے گئے اور نقش کھانے کے لیے اجلاس برخواست ہوا۔ بعد نقش کھانے کے اجلاس پھر شروع ہوا اور فیہ صاحب اسطے گواہی کے بنائے گئے۔

فیہ صاحب نے قسم کھا کر بیان کیا کہ میں یہی کی فوج کا کرنل تھا میرا نام رابٹ فیہ صاحب سے جھکو تھے کہ پانچ باتھ اور ایڈیکٹنگ ملکہ نظیر کے بیچ میں ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو بڑودہ میں آیا اور یہاں کا پولیٹکل رزیڈنٹ مقرر ہوا ۲۰ دسمبر تک اس عہدہ پر مقرر رہا مارچ ۱۹۰۸ء میں میری ہم صاحبہ ولایت کو گئی تھیں اینڈ آیا یہی تک اڈو کو بھیجے گئے گئی اوسکو ایک جھینگی رخصت یعنی بن ملی تھی جب میں یہی میں گیا تو جنرل گیل صاحب کے مکان میں ٹھہرا تھا اور میں اس کے ساتھ راج کے ساتھ ۲ اپریل ۱۹۰۸ء کو گیا تھا مگر میری صاحب میرے ساتھ نوساری کو تھیں میں نوساری میں ۱۶ مئی ۱۹۰۸ء تک مقیم رہا اور میرے آنے کے دو مین روز کے بعد مھاراج بھی بڑودہ میں آئے پہلی صاحب کے کام دینے تک میں بڑودہ میں تھا اور مھاراج لگی کوڑ بھی بڑودہ میں تھے۔ مھاراج ہر دو شنبہ اور پچھنبہ کو اکثر گونہ راؤ اور بابو بہائی کے ساتھ میری ملاقات کو آیا کرتے تھے اور چند سوار بھی اردولی میں ہوتے تھے میں اون کو اور پنجابی جانتا ہوں کبھی نیت راؤ اور رسالہ اون کے ساتھ آتے تھے یا مھاراج اور اسے کالی اور نیت راؤ کا لڑکا آیا کرتا تھا جبکہ میں مقام نوساری میں تھا جب بھی یہ لوگ آیا کرتے تھے میری کچھری رزیڈنسی کے منسربی جانب تھی وہ میں ایک کمرے میں میرا غسل خانہ تھا اس غسل خانے کے باہر ایک برآمدہ تھا وہاں ایک تپانی رکھی رہتی تھی وہاں راوی اور نرسو بیٹھے رہتے تھے کہ میری صاحب کے کمرے میں باہر بیٹھا تھا ٹیسی گونہ بابو میری کچھری میں آتا تھا میں ہمیشہ صبح کو موہو خوری کے واسطے جایا کرتا تھا اور وہاں سے اگر ایک گلاس چکونڑہ کے شراب کا جو پینہ عبداللہ جو کیدار بنایا کرتا تھا پینا تھا میں ماہ ستمبر سے مارچ تک پینتی کے ہوار میں بہت علیل تھا میرے سر میں چھوڑا نکلا تھا میں اکیس روز تک اچھا نہ ہوا۔ ۹ دسمبر کو

شریت پینے سے سر میں درد ہونے لگا۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب ہر روز پلاسٹراؤسمین لگایا کرتے تھے یہ پلاسٹر میری میز پر رکھا رہتا تھا۔ اس پھوٹے کی وجہ سے میرے سر اور آنکھوں میں درد ہوتا تھا رات کو جب میں سوتا تھا تو مجھ کو بخار معلوم ہوتا تھا۔ ۶۔ نومبر کو میں گو بنڈا رو کے مکان پر گیا اور دو تین گھنٹے شریت کے پیے میں تمام روز علیل رہا دوسرے روز پھر مینے ٹھوڑا سا شریت پیا اور تاریخ کو بھی میں نے شریت پیا اس دن میں سو خوری سے جلد واپس آیا راجی حوالدار نے مجھ کو برآمدے میں آکر سلام کیا یہ بات سنی تھی کہ چونکہ کبھی اس قدر جلدی راؤ جی نہیں آتا تھا بعد دو تین گھنٹے میں کو بنڈا منٹ تک میں چھٹی لکھا گیا مگر میرے سر میں درد بہت تھا میری نگاہ جو گلاسز پر پڑی تو اوسمین سپاہ رنگ کی ٹیچٹ دینشن نظر آئی مینے فوراً ایک چھٹی ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو کھٹی ڈاکٹر صاحب آکر اس ٹیچٹ کو لے گئے چونکہ وہ روز دوشنبہ کا تھا مھاراج بھی تھوڑی دیر کے بعد آئے پنے اونکی زبردستی کی اونھوں نے کہا کہ میں دیوالی کی مٹھائی کھانے سے علیل ہو گیا ہوں تھوڑی دیر کے بعد وہ چلے گئے یسوت راو دیوالی کی ڈالی میرے واسطے لایا اور مجھ کو ایک مٹھائی اوسمین تائی کہ یہ مٹھائی بہت خراب ہے اسکو نہ کھانا پھر جب مھاراج میرے پاس سے چلے گئے تو مینے غرضی کھائی اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو چھٹی لکھی۔ صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ تنے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو بعد مھاراج کے جانے کے چھٹی لکھی تھی یا قبل اون کے آنے کے۔ ج۔ مھاراج کے جانے کے بعد پہلے میں نے کھانا کھا یا پھر ڈاکٹر صاحب کو چھٹی لکھی۔

ساڑھے چار بجے اجلاس برخاست ہوا۔

اجلاس روزِ جمعہ

آج گیارہ بجے کمیشن شروع ہوئی مھاراج سینڈھیا بلیمب علالت کے تشریف نہیں لائے بوقت شروع ہونے اجلاس کے صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ آج مھاراج سینڈھیا نہیں آئے ہیں لہذا اولن کے پاس کل کارروائی آج کی بھونچا ناچا ہے۔ سر جٹ بیلن ٹاٹ صاحب نے کہا کہ ضرور کل کارروائی آج کی بھونچا ناچا ہے۔ بعد اسکے گواہ کے اظہار شروع ہوئے۔ صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ کل آپ نے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کی چھٹی لکھنے تک

اظهار دے دے مین اب یہ بتاؤ کہ سٹنڈ ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے آنے اور مصحاح کے جانے کے بعد کسی سے اپنے مزاج کی علالت کا حال بیان کیا تھا یا نہیں راج۔ مینے بیوی صاحب سے کہا تھا بعد اسکے وہ چھٹی جوڈاکٹر سیورڈ صاحب کو فیہ صاحب نے لکھی تھی اجلاس مین پڑھی گئی۔ مقام پڑودہ ۹- نومبر ۱۹۰۶ء مانی ڈیورڈ۔ اپنی علالت کا حال مینے صبح کو تسے بیان کیا تھا سچہ منفرد تم یہاں سے لے گئے اور کو تھے دیکھا ہو گا مھر بانی کر کے بتاؤ کہ آیا وہ منفرد زہر ہے یا کوئی اور شے ہے اگرچہ مین دو تین گھنٹے شربت کے پینے پایا تھا مگر آدہ گھنٹے تک میرے پیٹ اور میرے درد و ہوتا رہا اور میرا جی مثلاً تارنا اور میری بیتائی کم ہوتی گئی میری زبان مین کانٹے پڑ گئے اور ایک کسلا مین تھا پہلے مین یہ سمجھا تھا کہ بھارے سبب سے میرا یہ حال ہے یا خراب چکو ترے کا شربت بنایا گیا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ زہر کا سبب ہے اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ امین زہر ہے تو مین اسکو ذرا نہ پھینکتا جب مین نے اسو گلاس مین پلچھٹ دیکھی تو مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ زہر ہے۔ دستخط۔ کرنل آر فیر۔

یہ چھٹی شہادت مین لی گئی اور اوپر نشان حرف راجت کا لگا یا گیا اسکے تھوڑی دیر کے بعد پھر ڈاکٹر سیورڈ صاحب میرے پاس آئے اور اونھوں نے بیان کیا کہ مجھے پلچھٹ مین سنکھیا معلوم ہوئی ہے مین نے یہ شکر فوراً گورنمنٹ کو بذریعہ تار برقی کے مطلع کیا کہ مجھ کو زہر دیا گیا چونکہ اسوقت تک مجھ کو یہ معلوم نہوا تھا کہ مجھ کو کسے زہر دیا ہے لہذا تار برقی مین یہ لکھا کہ مجھ کو کسی شخص نے زہر دیا ہے مگر مین خدا کے فضل سے سچ گیا یہ تار برقی مین نے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کی گفتگو کرنے کے بعد مابین ایک اور ۲ بجے کے بھیجی تھی پھر مینے اس پر غورانی کی تحقیقات شروع کی اور چند ملازمین کو اس مین قید کیا مینے لاؤ جی والدار اور یلا بلا اور شین اور گو بند رام بابو وغیرہ تمام کے وقت حراست مین بھیجے گئے تھے رزیدنسی مین سب کو انکو معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل فیہ صاحب کو کسی نے زہر دیا ہے مین نے اس پلچھٹ کو گری حساب کے پاس بھیج دیا اور بیوی صاحب نے اور مین نے اسکی تحقیقات شروع کی مصحاح پھر ۱۴- تاریخ کو میرے گھر مین آئے اور سدن اون کے ساتھ اونٹ و زبرداد ابھائی فوری جی تھے اور اونھوں نے کہا کہ مین نے مناسب ہے کہ آپ کو کسی شخص نے زہر دیا ہے تھی الامکان ہم بھی اسکی تحقیقات مین

کوشش کرینگے واداد بھائی نوروجی نے کہا کہ میں نے ۱۰ تیارخ کو یہ خبر سنی تھی مگر حکو نقین تھا۔
 ۱۲ تیارخ کو پہنچے تحقیق جان کر آپ سے پوچھا بعد اسکے مھاراج گھر چلے گئے اور ایک یادداشت
 لکھ کر بھیجی۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے پوچھا کہ تھے کتنا شربت پھینکا یا تھا اور جو کچھ پھینکا یا
 تھا کیا وہ ان کی مٹی گری صاحب کے کھنڈے سے کھود کر بھیج دی تھی۔ ج۔ ہاں صاحب بھیج دی
 تھی۔ س۔ کیا ڈاکٹر گری صاحب نے خاص تلو لکھا تھا یا ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو۔ ج۔
 ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے ذریعے سے مجھ کو لکھا تھا میں نے خود زمین کھودی اور ایک پیکج بنایا
 اوپر اپنی مہر کر کے بھیج دی تھی۔

سوالات جریح سرخربٹ بلین ٹان صاحب

س۔ کرنل فیر صاحب تم ۱۸ مارچ کو مقرر ہو کر بڑودہ میں آئے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب۔
 س۔ پہلے تم کہاں مقرر تھے۔ ج۔ پالن پور میں۔ س۔ پالن پور سے پہلے تم کہاں تھے۔ ج۔
 بن گجرات میں تھا۔ س۔ تمہارا کیا عہدہ تھا۔ ج۔ پولیسک سپرنٹنڈنٹ س ۲ س سے پہلے
 کہاں تھے۔ ج۔ بن سندھ میں تھا۔ س۔ نئے وہ جگہ کب چھوڑی۔ ج۔ ۱۹۸۴ء میں جب
 بن ولایت گیا تھا۔ س۔ کیا اس سے مجھ سے طلب ہے کہ تم آپ وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ج۔
 تمہارا اس سے کیا مطلب ہے۔ س۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم رخصت کے گئے تھے یا اس پر
 ولایت کو گئے تھے۔ ج۔ بن رخصت کے کر گیا تھا۔ س۔ بعد انفضاء ایام رخصت جب تم
 واپس آئے تو پھر اپنی جگہ پر کیوں نہ مقرر ہوے۔ ج۔ اسکا کوئی سبب نہیں ہے۔ س۔
 کیا وہ جگہ تمہاری تخفیف میں آگئی تھی۔ ج۔ تخفیف میں نہیں آئی اور پھر ٹھوڑی دیر سوچ کر
 کہا کہ ان تخفیف میں آگئی تھی۔ س۔ مہربانی کر کے وہی الفاظ کہو جو اپنی اس جگہ کی نسبت
 تم کہنے کو تھے۔ ج۔ مجھے کچھ غمی کرنا منظور نہیں ہے۔ س۔ تخفیف کا کہنا تو محض غلط ہے تم
 اس جگہ سے موقوف ہو گئے تھے۔ ج۔ مجھ کو نہیں معلوم کہ میں موقوف ہو گیا تھا۔ س۔ کیا
 تمہارے پاس کوئی سند گورنمنٹ سے ایسی نہیں چھوچی تھی جس سے تم کو اپنی موقوفی معلوم ہوتی
 ج۔ جو سند میرے پاس چھوچی تھی اسکا جواب میں نے گورنمنٹ کو لکھ بھیجا تھا اس کو معلوم ہے
 کہ وہ دست آویز مھاراج یا جوئی ایس کے وزیر کے پاس ہے۔ ج۔ مجھے گمان ہے کہ اس کے

پاس نہوگی کیونکہ وہ گورنمنٹ کا رزرویشن ہے اسکو یہ ایمانداری سے حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ س۔ ہمارے مطلب ایمانداری اور بے ایمانی سے انھیں بے دنیا میں سب طرح کے لوگ جوتے ہیں اب یہ بتائیے کہ اون کو پاس ہر سند ہے یا انھیں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ کرنل فیروز صاحب آپ ناراض نہوجے اور سوال کا جواب بتائیے۔ ج۔ اگر وہ دستاویز تھاران ایمانداری سے حاصل کرتے تو رزرویشن کی معرفت لیتے۔ س۔ صاحب مطمئن یہ جواب ہمارے سوال کا انھیں ہے آپ کو ایمانداری اور بے ایمانی سے کیا کام ہے سب بات کا اجلاس کو اختیار ہے آپ صاف صاف ہمارے سوال کا جواب دیجیے کہ کبھی آپ نے سنا ہے کہ اون کے پاس کوئی سند ایسی ہے۔ ج۔ انھیں۔ س۔ کیا انکو یہ بات معلوم انھیں ہے کہ اونھوں نے سرورس پہلی صاحب کو سی سند دیکھا کی تھی۔ ج۔ انھیں۔ س۔ اچھا پھر بانی کر کے اس کاغذ کو ملاحظہ فرمائیے اس بات کو دیکھ کر ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ سر جنٹ بلین ٹائن صاحب مجاز نہیں ہیں کہ سندہ کی کارروائی یہاں کی کمیشن میں پیش کریں۔ سر جنٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ میں نے خوب سوچ سمجھ کر اس کاغذ کو پیش کیا ہے اور میں اس کے اخیر میں ایک بڑا مطلب لکھا ہوا ہے مکالموں کا۔ صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے کہا۔ مافی لارڈ۔ آپ کی توجہ میں گورنر جنرل کے اس ایشٹنار پر رجوع کرنا ہوں جن میں حضور محترم الہیہ نے تحریر کیا ہے کہ پھر اس کے جوام سابقہ پر لحاظ نہوگا پس کرنل فیروز صاحب کی بھی کچھلی کارروائی قابل غور انھیں ہے۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ تمھاری رائے صاحب انھیں ہے۔ سر جنٹ بلین ٹائن صاحب اس کارروائی کو پیش کر سکتے ہیں۔ سر جنٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ اس کارروائی کے ظاہر کرنے سے میرا مطلب یہ انھیں ہے کہ کرنل فیروز صاحب مطعون ہوں بلکہ میں اس قدر چاہتا ہوں تاکہ مجھ بات کرنل فیروز صاحب دریافت کر لیں کہ سندہ کی کارروائی کو تھاران بخوبی جاننے ہیں۔ س۔ صاحب پریسیڈنٹ نے سر جنٹ بلین ٹائن صاحب سے پوچھا کہ آپ یہ کھ سکتے ہیں کہ یہ رزرویشن براہ۔ است تھاران کے پاس آیا ہے۔ ج۔ میں انھیں کھ سکتا۔ س۔ جب تم شہر سب میں تھے تو نے کسی قریب کے مقدمے کی تحقیقات کی تھی۔ ج۔ مان کی تھی۔ س۔ اچھا اس مقدمے کی تحقیقات کی تھی۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں۔ س۔ اچھا ان باتوں کا سوال

جواب پھر ہم تم کر لیں گے یہ بتاؤ کہ وہ رز دیوشن ٹھیک وقت پر ملکو ملا تھا۔ ج۔
 بخین ٹھیک وقت پر بخین ملا تھا۔ میں اس وقت انگلستان میں تھا ابدو کیٹ جنرل نے
 کہا کہ ہم ابھی تار برقی بمبئی کو دیتے ہیں اور وہ ان سے کل فیمل منگائے بیٹے ہیں اور پھر اس
 رز دیوشن پر گفتگو کریں گے۔ سر جنٹ بلن ٹان نے کہا کہ اچھا یہ بہت خوب بات ہے۔ س۔
 ماہ نومبر ۱۹۶۱ء میں کوئی کیشن مقرر ہوئی تھی۔ ج۔ ٹان ہوئی تھی۔ س۔ اسکا پریسڈنٹ
 کون تھا۔ ج۔ جنرل میڈ صاحب تھے۔ س۔ وہ کب ختم ہوئی۔ ج۔ ۲۴۔ دسمبر کو ختم ہوئی۔
 س۔ کیا، می کو لیکواری کی شادی ہوئی تھی۔ ج۔ ٹان، می کو لیکواری کی شادی ہوئی تھی
 س۔ تو پھر بھی تاریخ آپ کی تاراضی کی معلوم کرنا چاہیے۔ ج۔ ٹان بخین تار بخون میں
 خریطہ لکھا گیا تھا۔ س۔ تلو خبر سے کہ حضور دہلی کے پاس، ایسی کو کوئی خریطہ لیکواری
 بھیجا تھا۔ ج۔ ٹان بھیجا تھا۔ س۔ جواب اس خریطہ کا گورنر جنرل کے پاس سے کب آیا تھا۔
 ج۔ صاحب ۲۵۔ نومبر ۱۹۶۱ء کو میرے ذریعے سے آیا تھا۔ صاحب پریسڈنٹ نے سر جنٹ
 بلن ٹان صاحب سے کہا کہ آپ نے خریطہ اور اس کے جواب کا سبب مضمون پڑھا ہے یا نہیں۔ ج۔
 صاحب میں نے بخین پڑھا وہ سب پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ س۔ سر لوئس ہاپی صاحب نے
 کہا کہ اگر ضرورت ہو تو آپ پولیس سے منگا لیجے۔ ج۔ بخین اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔
 س۔ اچھا یہ بتائیے کہ مھاراج کے یہاں لڑکا کس تاریخ پیدا ہوا تھا۔ ج۔ ۱۶۔ اکتوبر کو پیدا
 ہوا تھا اور وہ می کو شادی ہوئی تھی۔ س۔ اچھا اس بات سے ہکو تعلق نہیں ہے۔ یہ
 قانونی بحث ہے کیا آپ کے پھوڑا او بخین روزوں میں ہوا تھا۔ ج۔ ٹان صاحب انہیں
 روزوں میں ہوا تھا اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب میرے معالج تھے۔ س۔ کیا تمہارے پلاسٹر
 لگایا تھا۔ ج۔ ٹان صاحب۔ س۔ یہ جھٹے بتایا کہ میں علیل تھا اور میرے سر میں درد نا
 کرتا تھا اور میرا جی ملتا تھا کیا مجھ او بخین ایام کا ذکر ہے۔ ج۔ ٹان صاحب۔ س۔
 کیا یہ تلو گمان ہوا تھا کہ شربت کا سبب ہے۔ ج۔ بخین کچھ یہ خیال نہیں تھا۔ س۔ کیا تم
 شبہ بہت ہر روز فی جا یا کرتے تھے۔ ج۔ کبھی سب پی لیا کرتا تھا اور کبھی سب پھینک دیتا
 تھا۔ س۔ کیا تلو کچھ شبہ ہوا تھا جو تم پھینک دیا کرتے تھے۔ ج۔ مجھ کو چلو ترہ خراب

معلوم ہوتا تھا میں نے کئی مرتبہ عبد اللہ کو تاکید کی تھی اور چکو ترے منگا کر دیکھے بھی تھے کئی مرتبہ خراب چکو تر و ن کو دیکھا۔ س۔ منو کتے ہو کہ ۶۔ نومبر سے مجھ کو تنگ ہوا اور میرے صفحہ کا نہ لفظ بدل گیا۔ ج۔ بھین یہ میں نے نہیں کہا تھا۔ س۔ منے کہا تو ہے کہ میں نے دو تین گھنٹے پی کر باقی بھینڈ دیا۔ س۔ پس معلوم ہوا کہ بھاری طبیعت ۶۔ نومبر کو بھی ایسی ہی کی جیسے ستمبر اور اکتوبر میں رہ کر تھی۔ ساتویں تاریخ بھی منے شربت پی کر کچھ بھینڈ پٹھا۔ ج۔ ان صاحب ہینڈ پٹھا تھا۔ س۔ منے آٹھویں تاریخ کا ذکر نہیں کیا کیا منے آٹھویں تاریخ شربت بھین پٹھا۔ ج۔ آٹھویں تاریخ میں نے بالکل شربت بھین پٹھا۔ س۔ منے جو بیان کیا کہ اس شے میں گہرا رنگ تھا یہ صحیح ہے۔ ج۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ س۔ اچھا نام بتاؤ کہ پھر کیا رنگ تھا۔ ج۔ سوین ہلکا بھورا رنگ تھا۔ س۔ ۱۳۔ نومبر کی چٹی اجلاس میں ہے وہ کئی لکھی ہوئی ہے۔ ج۔ اس کا مضمون کیا ہے۔ س۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ منے کسی سے سنا ہے کہ ٹکوز ہر دیا گیا ہے اور ادوہین الماس سائیدہ اور کھیا تانبہ ہے۔ ج۔ چٹھی میں نے اپنے مختصر پانی تھی جو مجھ کو خبرین دیا کرتا تھا۔ س۔ اچھا نام بتاؤ کہ وہ کون شخص تھا۔ ج۔ ایک شخص نہیں ہے بہت سے شخص خبرین دیا کرتے تھے۔ س۔ یہ خبرین کس کے باری میں ٹکوز دیا کرتے تھے۔ ج۔ جو باہن زیر تجویز میرے ہونی نہیں اون باتوں کی یہ لوگ خبرین دیا کرتے تھے اور اکثر اون لوگوں سے زیادہ معلوم ہوتا تھا کہ جو گیکوٹ پر مستغث ہوا کرتے تھے۔ س۔ وہ لوگ کس جگہ رہتے ملاقات کرتے تھے۔ ج۔ کوئی خاص جگہ نہ تھی۔ س۔ وہ لوگ ان خبروں کی وجہ سے پوچھ پاتے تھے۔ ج۔ کبھی نہیں۔ س۔ رزور یا دیکھیے شاید کبھی ایسا ہوا ہو ج کبھی ایسا نہیں ہوا۔ س۔ ٹکوز خوب نہیں ہے۔ ج۔ مجھ کو نہیں کامل ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ س۔ منے اس چٹھی میں لکھا ہے کہ مجھ کو معتبر طور سے خبر چھوٹی ہے وہ کون شخص معتبر تھا۔ ج۔ صاحب بہت سے آدمی ہیں۔ س۔ جس شخص نے منے کہا تھا کہ ٹکوز میں چیزوں سے نہر دیا گیا ہے منے اس کا نام کیوں نہ لکھ لیا۔ ج۔ اس کا نام اس وجہ سے نہیں لکھا کہ وہ معتبر آدمی تھا اور پوشیدہ خبر تھی اور سوائے اسکے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ س۔ تم بھالو کو نہ کہو کہ جانتے ہو۔

رج۔ بان میں جانتا ہوں س۔ کیا وہ شخص تھا جسے ٹکو خبر دی تھی۔ ج۔ شاید وہی
 ہو گا میں دریافت کروں گا۔ س۔ ٹکو ذرا سی بات یاد نہیں ہے۔ ج۔ صاحب بہت
 سے آدمی خبر دینے والے تھے مجھ کو نام یاد نہیں ہے۔ س۔ اور کون کون آدمی ہیں جو ٹکو
 خبر دیے جاتے تھے۔ ج۔ ایک بشونت راو تھا میرے پاس کل آدمیوں کی فہرست ہے جو
 مجھ کو خبریں دیا کرتے تھے۔ س۔ مجھ کو فہرست آپ کی درکار نہیں ہے مگر یہ بتاؤ کہ بہاؤ کو پونا کر
 برہشونت راو میں سے کون سا آدمی تھا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں مگر انھیں دونوں میں سے
 ایک نے کہا تھا۔ س۔ اب یہ بتاؤ کہ اول کیشن میں بہاؤ کو پونا کرنے کچھ کارروائی برخلاف
 گیگاوارٹ کے کی تھی۔ ج۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ س۔ میرا سوال تو بالکل صاف ہے
 مگر مجھ کو نہیں معلوم کہ آپ میرا سوال کیوں نہیں سمجھے۔ ج۔ بیک بھاؤ کو پونا کرنے اور کیشن
 میں برخلاف گیگاوارٹ کے خبریں دی تھیں وہ بہت بڑا معزز شخص ہے۔ س۔ میں تسلیم کرتا ہوں
 کہ وہ معزز شخص ہے مگر یہ بتائیے کہ اس نے خبریں برخلاف گیگاوارٹ کے دی تھیں یا مفید مطلب
 گیگاوارٹ کے۔ ج۔ اس نے برخلاف گیگاوارٹ کے ایک بھی خبر نہیں دی تھی۔ س۔ بیشل آپ کے رتبہ کا
 آدمی ہمارے سوال کا جواب بخوبی دے سکتا ہے آپ یہ بتائیے کہ وہ خبریں برخلاف گیگاوارٹ کے
 تھیں یا گیگاوارٹ کے۔ س۔ سب سے نیک شخص۔ ج۔ گیگاوارٹ بڑا ظالم شخص تھا اور بھانپو بکرا و سدا
 اور خیر شاہ ہاشم نہ گان شہر کا تھا۔ پس واسطے ہودی اون لوگوں کے خبریں دیا کرتا تھا۔
 س۔ اسے وال کا جواب نہیں ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ ہمارے سوال کا
 جواب نہیں دیتے ہیں۔ ج۔ یہ شخص جو خبریں دیا کرتا تھا تو ہمیشہ برخلاف گیگاوارٹ کے نہیں
 ہوا کرتی تھیں میں کرنیل فیہ صاحب آپ اپنے رتبہ پر خیال کریں اب ایسا عالم شخص ہمارے
 سوال میں کا ایسا جواب دے بڑے افسوس کی بات ہے۔ ج۔ میں نے جواب تو دیا کچھ خصوصیات
 تھیں کہ ہمیشہ وہ برخلاف خبریں دیا کرتا تھا۔ س۔ کیا سعادت علی سربان کی شکایت
 اس کے واسطے اسی شخص نے اسے بیان کی تھی۔ ج۔ سعادت علی نے خود بیان کی تھی میں۔
 یہاں کرنیل فیہ صاحب ہوشیاری سے جواب دو کیا سعادت علی کے مقدمہ کی اس نے بروی
 نہیں کی تھی۔ ج۔ گورنمنٹ سے رپورٹ کرنے کے واسطے ایک حکم آیا تھا۔ س۔ کرنیل فیہ صاحب

ذرا توجہ میرے سوالوں پر کیجئے کہ آیا بھلاؤ پر کمر نے سعادت علی کے مقدمہ کی پیروی کی تھی یا نہیں۔
 ج۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کچھ سکتا ہوں کہ اس نے پیروی نہیں کی کیونکہ لفظ پیروی کا معنی
 ہے اس کا مقدمہ تو بہت دن سے پیشی میں ہوا اکثر وہ اس مقدمہ کی بابت خبریں دیا کرتا تھا۔
 میں۔ تمکو اس بات کے کچھ میں کوئی شک تو نہیں ہے۔ ج۔ بلکہ کچھ شک نہیں ہے بیشک
 سعادت علی کے مقدمہ میں بھلاؤ پر ناکر نے اکثر پیروی نہیں کی۔ میں۔ تانے کی نسبت تم سے
 بھلاؤ پر ناکر نے کیا کہا تھا۔ ج۔ عجیب کیا وہ ہے اس نے کہا تھا کہ تمہارے زہر میں سنگھیا ویراؤہ
 الداس اور نامیشہ ایک تھا۔ میں۔ کیا صرف ہی خبر تمکو ملی تھی۔ ج۔ ہاں ہی خبر ملی تھی۔
 میں۔ تم نے بھلاؤ پر ناکر سے پوچھا تھا کہ تمکو یہ خبر کون کی ملی۔ ج۔ میں نے نہیں پوچھا بلکہ میں اس
 خبر کو ایک بازاری گپ سمجھا۔ میں۔ ابھی تو تم نے کہا تھا کہ وہ بہت معتبر خبر تھی پھر وہ باری
 گپ کیوں کر تھی۔ ج۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں اس کو ظاہر نہ کروں۔ میں۔ کیا تم نے
 شربت میں نامہ بھی تھا۔ ج۔ تانا نہیں تھا مگر میرے منہ میں تانے کا مزہ آ گیا تھا۔ میں۔
 کیا بعد شربت پینے کے تمہارے منہ میں مزہ آ گیا تھا۔ ج۔ ہاں بعد شربت پینے کے جب میں نے
 چرٹ پیا ہے اس کے بعد تانے کا مزہ آ گیا تھا۔ میں۔ کیا چرٹ میں بھی تانے کا مزہ ہوتا ہے۔
 ج۔ نہیں چرٹ میں تو نہیں ہوتا ہے مگر شاید بعد سنگھیا کھانے کے چرٹ پینے سے مزہ آ یا
 ہو گیا ہو۔ میں۔ یہ مزہ تمہارے منہ میں کیوں آ رہا۔ ج۔ میں منٹ تک۔ میں۔ تم نے شربت پینے
 کے کتنی دیر کے بعد باقی شربت پینا کیا تھا۔ ج۔ شاید آدھ گھنٹہ کے بعد۔ میں۔ معلوم ہوتا ہے کہ
 تم نے سبب بدو اللہ ہونے کے باقی شربت پینا کیا دیا ہو گا۔ ج۔ ہاں۔ میں۔ کیا چھ اور سات کو
 تمہارے منہ کا ذائقہ مثلہ کے ہو گیا تھا۔ ج۔ نہیں۔ میں۔ پھر تم نے آٹھویں تا دسویں شربت کیوں
 نہیں پیا۔ ج۔ خدا کا فضل تھا کہ میں نے نہیں پیا ورنہ میں مرجاتا۔ میں۔ خدا تعالیٰ میں تو بہت
 پوچھا جاتا ہے تم بھی کوئی سبب بتاؤ۔ ج۔ کوئی سبب نہیں۔ میں۔ تو کیا تم نے بے سبب
 نہیں پیا۔ ج۔ ہی سبب ہے کہ ۶۔ اور ۷۔ کو میری طبیعت اچھی تھی۔ میں۔ سبب سے ۸۔ کو میں نے
 نہیں پیا۔ کوئی اور سبب نہیں ہے۔ ج۔ میری دانت میں کوئی سبب نہیں ہے۔ میں۔ تم نے
 راوی جی کے اظہار سے تھے۔ ج۔ ہاں بے شک۔ میں۔ کیا اس نے فیضو کا نام دیا تھا۔ ج۔

مان لیا تھا۔

بعد اسکے یقین کا وقت آگیا اور جلسہ برخواست ہوا۔ بعد یقین کھانے کے پہر سوالات جزیعہ شریعہ سے بھٹاؤ پوچھا کہ تمہارے پاس کیوں آیا کرتا تھا۔ ج صاحب ملاقات کرنے کو آیا کرتا تھا۔
 اس کیادہ تمہارے پاس دفتر کے وقت آیا کرتا تھا۔ ج۔ آیا کرتا تھا۔ اس کیانہ ماری غیر ضروری کے وقت بھی آیا کرتا تھا۔ ج۔ یقین آیا کرتا تھا۔ اس کیبھی تنے اوکو اپنی غیبت میں بھی آکر پاتا تھا۔ ج۔ یقین۔ اس صاحب ذرا سوچ کر جواب دیجیے۔ ج۔ مان بھی ایسا ہوتا تھا کہ اگر میں اسکول گیا تو وہ آکر میری ملاقات کیو وسطے ٹھہر جاتا تھا۔ اس سے کیا یہ بات ثابت ہے کہ اگر تم کیبھی باہر گئے اور وہ تمہاری ملاقات کے لیے آیا تو اوکو تم گھر پر آ کے پاتے تھے۔ ج۔ کیبھی صبح کو جب میں ہو خوری سے آیا تو اوکو میں نے آیا ہوا یقین پا پاس میرا مطلب آپ کی صبح کی ہو خوری سے یقین ہے میرا مطلب یہ ہے کہ کیبھی آپ نے باہر سے آکر اسکو بٹھا ہوا پایا یقین۔ ج۔ کیبھی یقین۔ اس اچھا یہ بتاؤ کہ اگر وہ تمہاری غیبت میں کیبھی آتا تھا تو وہ برآمدے میں تمہارے آکر بیٹھا کرتا تھا یا یقین۔ ج۔ مان بیٹھا رہتا تھا۔ اس تو معلوم ہوا کہ کیبھی وہ تمہارے پیچھے تمہارے خاص کمرے میں بھی چلا آتا ہو گا۔ ج۔ نہیں میرے کمرے میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس ۲۰۔ نومبر کے خریطہ کی نسبت کچھ بھٹاؤ پوچھا کہ کرتے کہا تھا۔ ج۔ مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ اس۔ تنے اوکی نسبت کب سنا تھا۔ ج۔ میں نے سنا تھا مگر یاد یقین کہ کب سنا تھا۔ اس۔ اچھا آپ یاد کیجیے۔ ج۔ ایک دور فرشتہ سنا تھا مگر میں ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اس بھٹاؤ پوچھا کہ کو کچھ اوکی نسبت خبر تھی۔ ج۔ مجھ کو خبر یقین۔ اس ایک خریطہ جو نواب گورنر خیرل کے یہاں سے آیا تھا اوکے جواب کے بارے میں کچھ اسنے کہا تھا یا یقین۔ ج۔ مان کہا تھا۔ اس۔ او سے کہاں سے خبر ملی۔ ج۔ یہ بات میں نے اس سے نہیں پوچھی۔ اس او سے تم سے کیا کہا تھا۔ ج۔ اسنے کہا تھا کہ ایک خریطہ گورنر خیرل کے یہاں سے آیا ہے اوکا جواب مجھار کے یہاں لکھا جاتا ہے۔ اس کیا اس جواب میں تمہاری نکات کی تھی۔ ج۔ مجھ کو خبر نہیں۔ اس کیا بھٹاؤ پوچھا کہ اسکی اطلاع تمکو نہیں دی۔ ج۔ اسکی اطلاع یقین دی۔ اس۔ گزیرل صاحب کیا آپ قسم کھا سکتے ہیں کہ اسکی اطلاع اسنے آپ کو یقین دی۔ ج۔ مان میں

قسم کہہ سکتا ہوں کہ سبکی اطلاع اوسنے غصین دی۔ جس پھر آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ اوسین
 آپ کی شکایت تھی سچ مجھے اسیا گمان ہے۔ جس بھانؤ پونا کر گیا جاسوس تھا جو ٹکڑی خبریں دیا
 کرتا تھا۔ ج نہیں وہ ایک بڑے رئیس کا اچھیٹ ہے اور بہت مغز شخص ہے۔ جس وہ کس
 رئیس کا اچھیٹ ہے۔ ج۔ میرا رہا سہم علی کا اچھیٹ ہے۔ جس وہ ٹکڑیوں خبریں دینے آیا
 کرتا تھا۔ ج وہ اکثر ریڈیسی بین میرزو و الفقار علی کے کام کے واسطے آیا کرتا تھا اور اوس
 ذکر میں اسکا بھی تذکرہ کیا کرتا تھا۔ جس دن ٹکڑیوں دیا گیا ٹکڑیوں معلوم ہے کہ وہ آیا تھا سچ
 ہاں وہ آیا تھا۔ جس کیا تھے اوس سے کل حال کھ دیا تھا۔ ج غصین کہا تھا۔ جس تھے تانے
 کی نسبت اوسنے کس تابع کو کہا تھا۔ ج بارہوین یا تیرہوین تاریخ کہا تھا۔ جس بھانؤ پونا کر گیا
 دیکھے ہوئے اب کتنے روز ہوئے۔ ج کل ہی مجھے اوس سے ملاقات ہوئی تھی۔ جس تھے اوس
 کچھ کہا تو غصین۔ ج۔ میں نے اوس سے یہ پوچھا کہ تھے مجھ کو خبر دی تھی کہ ٹکڑیوں سن لیا اور اسیا
 ساندہ اور تانے سے زبردیا گیا ہے اوسنے کہا کہ ہاں میں نے کہا تھا۔

سوالات جس طرح سر جنٹ بلین ڈائین صاحب کے ختم ہوئے۔

ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ میں یہی کو قیل کے منگل کے لیے تار دیا ہے اب میں کوئیں فیہ
 سے دوبارہ جب سوال کروں گا کہ جب سر جنٹ بلین ڈائین کے سوالات بالکل ختم ہو جائیں گے
 پریسڈنٹ نے کہا کہ نہیں تم اپنے سوالات کرو اور سر جنٹ بلین ڈائین صاحب فیہ صاحب سے
 دوبارہ سوالات جریج کر لین گے۔

دوبارہ اظہار فیہ صاحب سے یہ گئے۔

س۔ خریطہ کون سی تاریخ لکھا گیا تھا۔ ج ۹۔ تاریخ کو۔ جس کیا تم نو سازی کو حسب ان حکم
 گورنمنٹ کے نہیں گئے۔ ج ہاں بموجب حکم گورنمنٹ کے وٹان میں نہیں گیا۔ جس تھا اس
 بجائے کو گورنمنٹ نے پسند کیا۔ ج ہاں پسند کیا۔ جس مھاراج نے جو داوا بھائی نو زوجی کو اپنا
 دیوان کیا تھا تو اس میں تم سے صلاح لی تھی یا نہیں۔ ج ہاں صاحب پہلے انہوں نے
 مقرر کر لیا تھا بعد اوس کے خریطے کے ذریعے سے مجھ کو اطلاع دی تھی۔ جس جب سے داوا بھائی
 نو زوجی مقرر ہوئے تھے اور انہوں نے واسطے انتظام کے کی طرح کی مدد مانگی تو تھے انکو

برودہ وی تھی۔ ج۔ ان صاحب وی تھی۔ س۔ کبھی دادا بھائی نوروجی نے انکی شکایت
کی تھی کہ فیہ صاحب مہکودہ نہیں دیتے ہیں۔ ج۔ کبھی نہیں بلکہ کئی مرتبہ انھوں نے میرے
برودہ کوئی شکر گزاری کی تھی۔ س۔ تھے ابھی کہاتے کہ کئی آدمی میرے پاس خبریں لاتے
تھے کیا وہ خود بون ہیں آنے تھے یا تم انکو کچھ دیتے تھے۔ ج۔ میں کچھ بھی نہیں دیتا تھا۔ س۔
اوس خریطہ میں جو مالاج وختاری شکایت لکھی تھی صحیح تھی ج۔ بالکل غلط تھی۔ س۔ تو اوس خریطہ کی
نسبت مالاج سو کچھ گفتگو ہوئی تھی۔ ج۔ میں نے اون سے بڑا انوسس طلب کیا تھا کہ تم میری
شکایت بالکل دروغ لکھی اور انھوں نے بھی بڑا انوسس کیا اور کہا کہ جیتھن تین انکی شکایت
اور دروغ لکھی گئی مگر میرا کچھ قصور نہیں دادا اپنے اپنے اپنی شکایت میں سے جو انکو توڑ
کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ جب تک کل بکار وائی میرے سپرد نہ ہوگا جب تک اسکا مسئلہ ہم کل
نہوگا اس اوس شہریت میں سوائے شرق چکو ترے کے اور بھی کون سے تھے۔ ج۔ اور کچھ تھے
اتھی۔ س۔ جبٹ ملن مان نے پوچھا کہ کیا تھے اوس خریطہ کو مع اپنے جواب کے بھیجا تھا۔
ج۔ ان میں نے اپنے جواب کے ہمراہ خریطہ بھیجا تھا۔

ڈاکٹر سیورٹ صاحب کے اظہار

ڈاکٹر سیورٹ صاحب کے اظہار انورارٹی صاحب نے میرے اوفخون نے بیان کیا کہ میرا نام
جارح اوڈن سیورٹ ہے مین ہی کی فوج کا ڈاکٹر مہون اور مین بڑودہ کی چھاؤنی
کی محبہ بی کا کام کرتا ہوں ماہ ستمبر سے یہاں مقیم ہوں جب کرنل فیہ صاحب کے مین
پھوڑا تھا مین او سکامعاج تھا۔ صاحب پریسڈنٹ سے پوچھا کہ کیا پھوڑا ماہ ستمبر میں
نکلا تھا۔ ج۔ محکمہ یاد نہیں۔ گواہ ظہر ہے کہ مین اوڈن کے پھوڑے کا علاج کرتا تھا محکمہ
۹۔ نومبر کا حال معلوم ہے۔ ایک چھٹی فیہ صاحب نے لکھی تھی اوقت میرے پاس وہ چھٹی موجود
تھی جیب میں ریڈیسی میں آیا تو تھے دو نوکرون کو برآمدے میں بیٹھے ہوئے پابا نوٹس
محکمہ کو سلام نہیں کیا جیتھن جو میں آتا تھا تو میں نہ سوکی مزاج پرسی کرتا تھا اور وہ محکمہ
جھک جھک کر سلام کرتا تھا مگر اس مرتبہ اوسنے خلاف عادت کیا اور راجی نے میرا حجاب
اور ٹوپی جلدی سے لے لی راجی بھی چھاتہ نہیں لیتا تھا یہ بات بھی محکمہ کو ہی معلوم ہوئی

مین کرنیل فیہ صاحب کے کمرے میں گیا اور وہاں مین ڈاؤنکو پایا کرنیل فیہ صاحب نے مجھے
 کہا کہ مجھ کو کہتے زہر دیا ہے دیکھو اس گلاس میں تلچھٹ جمع ہے اور سب کیفیت اپنے مزاج
 کی بیان کی مین اس تلچھٹ کو لے کر اپنے گھر پر چلا آیا کرنیل فیہ صاحب نے مجھ کو وہ بھی گلجہ
 دکھائی جہاں باقی شہرت پھینک دیا تھا مین نے دیکھا کہ کوئی رقیقت سے وہاں پہنچی گئی ہے
 بعد اسکے مین نے راؤ جی اور نرسو کو باہر جانے کے وقت بھی اسی گلجہ پیٹھے ہوئے پایا اور
 راؤ جی نے پھر حلدی سے اٹھ کر میری ٹوپی اور چھاتہ دے دیا وہ آدمی جو کہ میرے بلانے
 کے واسطے گیا تھا اس کو مین نے رانی کے پل کے پاس پایا معلوم ہوا کہ وہ اوہ ہرے
 آتا ہے مین نے اس سے ایک دو سوال کیے اس نے مجھ کو جواب دے بعد اسکے مین نے دو
 سواروں کو مھاراج کی رزٹیرنسی مین آنے دیکھا اس مین سے مین ایک کو پہچانتا ہوں
 اس کا نام میٹونٹ راؤ ہے۔

جو کہ اسی وقت ساڑھے چار بج گئے تھے اس وجہ سے مسٹر انوارانی صاحب نے کہا کہ اگر اور
 سوالات کیے جاویں گے تو عرصہ زیادہ ہو جائے گا اس سبب سے جلسہ برخاست ہوا۔

اجلاس روز ششم

مقام ٹرودہ۔ یوم شنبہ۔ آج انسجے کمیشن کا اجلاس شروع ہوا کل ممبران کمیشن
 موجود تھے سر لوئس مہلی صاحب بوجہ علالت کے بغین آئے حضور پھر راؤ نقن کے بعد
 کمیشن مین آئے۔ حسب قاعدہ سابق کے ایڈوکیٹ جنرل پیٹھ وکیل اعظم سرکار اور
 اور مسٹر انوارانی صاحب بموجب ہدایت مسٹر برن صاحب اور مسٹر کلبولنیڈ صاحب اور
 مسٹر لیور صاحب حضور وکیل کی طرف سے موجود تھے اور سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب
 اور مسٹر بریمین صاحب اور مسٹر بریل صاحب اور مسٹر شنتارام نرائن صاحب ہدایت مسٹر
 صاحب اور میلن ٹاٹن صاحب گیکو اڑکی طرف سے تھے مسٹر واسود یو اجکت اتھ وکیل ٹائی کو
 حضور گیکو اڑکی طرف سے مقدمہ کی گمرانی کرتے تھے۔

مسٹر جارج ٹیلر صاحب اور مسٹر جی ایم ویکلی صاحب ہوائی اور ہمارا جہ صاحب کے بیٹے
 کی طرف سے حاضر تھے۔

کل کے روزمہ راجہ سپنہرہا بھی موجود تھے اور کس قدر جو انکو عدالت تھی وہ رنج ہو گئی
مہاراجہ سپنہرہا سفیر پوشاک پہنے ہوئے تھے اور اس کے کنارے پر سنہری کارچوبی کام تھا
مہاراجہ صاحب کے گئے مین دو ہار تھے ایک ہار بڑے زمرود کے ٹکڑوں کا تھا اور دوسرا ہار
موتیوں کا تھا جمین کئی لڑیاں تھیں اس ہار مین ایک دھندلی بڑے بڑے ہیروں کی
جرئی ہوئی تھی اس ہار مین ایک بڑا زمرود بھی تھا بائیں کان مین ایک گچھا قیمتی موتیوں کا
تھا اور دایہ کان مین صرف دو مین موتی تھے ہاتھوں مین ہیرے کے
جستہ اوکریے تھے اور دایہ ہاتھ مین ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی جمین ایک ہیرا
ماز دے برابر تھا بائیں ہاتھ مین ایک انگوٹھی تھی او سپنہرہا ایک زمرود بہت بڑا
جستہ موتی تھا غرض وہ بالکل جواہرات مین جگمگا رہے تھے۔
یہ پوشاک مہاراجہ صاحب کی وہی تھی جو روزمرہ پہنا کرتے ہیں اور مطلق کسی بات کا
خیال نہ تھا وہ کرنیل فیہ صاحب کے اظہار کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین ہوا تھا دیکھ
رہے تھے۔

آج کے روز صرف ڈاکٹر سیورڈ صاحب اور ڈاکٹر گری صاحب کے اظہار یہ گئے ان دونوں
ڈاکٹر صاحبوں کے اظہار سے ثابت ہوا کہ جو لمچٹ گلاس مین رہ گیا تھا اور گلاس کا
شرٹ کرنیل فیہ صاحب نے پھینک دیا تھا وہ سفید سنکھیا اور سیاہ الماس تھا ڈاکٹر
سیورڈ صاحب نے وہ حال بھی بیان کیا جو آیا ہے اسپتال مین کہا تھا۔
جو وقت عدالت جمع ہوئی تو ڈاکٹر سیورڈ صاحب طلب کیے گئے اور مسٹر انورانی صاحب
نے سوالات مندرجہ ذیل اون سے کیے۔

س۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب آپ کو یاد ہو گا کہ شنبہ کے روز آپ نے وہاں تک اظہار
دیے تھے کہ آپ گلاس لے کر جمین کہ تلچھٹ تھا اپنے مکان پر آئے آپ نے پھر اوسکو کیا کیا
آپ نے اوس تلچھٹ کے کیا جزو علیحدہ کیے تھے۔ ج۔ مین نے اوس گلاس کو کتاب
کی الماری مین بند کر دیا تھا۔ سارجنٹ ہلن ٹائن صاحب نے کہا کہ کس قدر زور سے بیان
کیجیے کیونکہ آپ کی شہادت نہایت ضروری ہے مجھ کو افسوس کہ مین آپ کی شہادت مین مغل تماہوں

س سٹراچور راجی صاحب ڈکھا کہ۔ کیا آپ نے گلاس کو اوس وقت تک بند رکھا جب تک آپ نے
 مچھٹ کے اجزا علیحدہ کرنے کے واسطے اوس کو منگایا تھا۔ ج۔ ہاں بند رکھا۔ س۔ کیا
 آپ نے علیحدہ کیا۔ ہنوز سوال ختم نہیں ہوا تھا کہ سارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے کھڑے ہو کر
 کہا کہ آپ دریافت کیجئے کہ اونہوں نے اس مچھٹ کو کیا کیا۔ ج۔ میں نے کچھ تازہ کو پیے
 منگائے لیکن کونوں کے منگوانے سے پہلے اس مچھٹ میں سے تھوڑی مچھٹ کو ایک شیشے
 کے ٹکڑے پر رکھا اور دین سے دیکھا۔ س۔ اس مچھٹ کی کیا صورت تھی۔ ج۔ مچھٹ کو
 سفید سفید ذرے کو نہ وارنظر آئے جیسے کہ سفید پتھر سیاہ ہوا ہوتا ہے۔ س۔ آپ کو کوئی شے
 اور بھی معلوم ہوئی۔ ج۔ ہاں جگنی سوہنی چیز تھی۔ س۔ پر بیڈنٹ ڈکھا کہ یہ چیز سفیدی
 ج۔ ہاں سفید اور بیضی اور ایک یا دو ذرہ سیاہی بال کسی چیز کے تھے سو اس کے
 خوردین سے اور کوئی شے معلوم ہوئی۔ بعد اسکے میں نے اس مچھٹ کو بلور کے ہاون تو
 میں جبکہ میں نے خوب صاف کر لیا تھا ڈالا اور تھوڑے کوئے بھی اوس میں ڈال کر دونوں
 کو پیا اور پھر ایک نے میں جو اس قسم کی شے کے امتحان کے واسطے مقرر ہے ڈالایے
 بالکل نئی تھی اور پہلے اوس میں کسی چیز کا استعمال ہوا تھا میں نے اس نے کو اسپرٹس آن
 و این ریبنے وہ شراب جو جلا کرتی ہے) میں گرم کیا اوس میں کب قدر نمی آگئی تھی میں نے
 اوس رطوبت کو بلا ٹانگ کا غندے جذب کیا بعد اس نے کو پیئے پھر گرم کیا جب خوب
 گرم ہو گئی تو ایک چھلہ مثل دھات کے اوس میں معلوم ہوا یہ چھلہ میرے پاس موجود ہے اور
 اوس کو میں پیش کرتا ہوں۔ س۔ پر بیڈنٹ ڈکھا کہ کیا آپ نے دھات کا چھلہ کہا تھا۔
 ج۔ ہاں۔ دھات کا چھلہ کہئے۔ یا یہ کہ گرم ہونے سے کل شے ایک جگہ جمع ہو گئی دیکھیے
 اس نے میں ایک چھلہ سا ہے جو ایک تھائی انچ کا چوڑا ہے اس نے پر حرف ایچ کا نشان
 ہے اس نے گرم کرنے کے بعد چھوڑنے دیکھا کہ کوئی صاف چیز چھلے کے دونوں طرف
 جمع ہو گئی ہے جب میں نے خوردین سے اوس کو دیکھا تو وہ شے نہایت چلتی ہوئی نظر آئی
 اس سے معلوم ہوا کہ وہ شہ کیا ہے یعنی یہ کوئلہ اسپتال سے منگوا یا تھا اس سے زیادہ اوس
 میں نے کچھ امتحان نہیں کیا میرے پاس اس قسم کی چیزوں کے امتحان کے واسطے کچھ

ادویہ نہیں ہیں۔ جو چٹنی کہ عدالت میں موجود ہے وہ کرنیل فیہ صاحب نے مجھ کو بھیجی تھی
 او سوقت میں رزٹرنسی کو جاتا تھا میں نے اپنے امتحان اور اس ٹچٹ کے اخرا علیحدہ
 کرنے کا نتیجہ کرنیل فیہ صاحب سے بیان کیا اور میں نے جو چٹنی کرنیل فیہ صاحب کو لکھی تھی وہ
 انھیں کے پاس بیٹھ کر مسٹر سوی صاحب کے روبرو تحریر کی تھی۔

مسٹر افزارٹی صاحب نے عدالت میں بیان کیا کہ یہ چٹنی رزٹرنسی کے سرجن کی طرف سے
 صاحب رزٹرنٹ کے نام ہے او سپر حرفت این کا نشان ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔

صاحب۔ بچو اب آپ کی چٹنی کے جو میں نے سوقت۔ بجے پانی رپورٹ کرتا ہوں کہ ہماٹک
 میں نے اس گلاس کی ٹچٹ کا امتحان کیا جو آپ نے آج مجھ کو امتحان کے واسطے دیا تھا
 تو معلوم ہوا کہ وہ ٹچٹ سنگھیا ہے۔ یہ سنگھیا اس قدر تھی کہ میں نے اس کا امتحان کونڈ
 سے کیا اور سنگھیا کا ہوا مجھ کو معلوم ہوا۔ وہ چھلہ جو نے میں پڑا ہوا ہے اور چھلے کے دونوں
 طرف جو شفاف چیز ہے یہ خاص سنگھیا ہونے کے اثر سے ہے۔

میرا ارادہ ہے کہ اس باقی ماندہ ٹچٹ گلاس کو بذریعہ ڈاک کے گورنمنٹ کے ڈاکٹر کے
 پاس روانہ کروں جو ایسی چیزوں کا امتحان کیا کرتا ہے۔ اگر آپ گلاس کا کل مشرب
 پی جاتے تو آپ کے مرے کی واسطے کافی تھا۔ دستخط۔ جی ایڈون سیورڈ۔

رزٹرنسی سرجن۔ و۔ نو بریکسٹا

بعدہ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ باقی ماندہ ٹچٹ کو میں نے بلاٹنگ کاغذ کے اوپر رکھ کے
 پھانا اور کب قدر ٹچٹ جو گلاس میں رہ گیا تھا اس کو بھی پانی میں ڈال کر چھپان لیا
 اس ترکیب سے پانی چھین گیا اور ٹچٹ کاغذ کے اوپر رہ گیا میں نے اس کاغذ کو ایک روشن لمپ
 کی چھٹی کے پاس رکھ کر خشک کیا جب یہ کاغذ بالکل خشک ہو گیا تو میں نے اس کو تھ کر کے

ایک گھانٹے میں رکھا اور یہ لفافہ جو عدالت میں موجود ہے وہی ہے اور یہی میری مہر ہے جو
 میں نے اوپر لگائی تھی۔ س۔ کیا یہی بلاٹنگ کاغذ ہے جس پر آپ نے ٹچٹ کو چھپانا تھا۔

ج۔ ہاں یہی ہے۔ اور اس لفافہ کی پشت پر جو تحریر ہے وہ میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے
 اور بروقت روانگی کے یہ لکھا تھا اور بذریعہ رسٹرنسی کے ڈاک میں بھیجا تھا اور یہ لفافہ

قبل روانگی کے ایک دوسرے بڑے لفافے میں بند کر کے اوپر اپنی ہر گائی اور ڈاکٹر صاحب گری صاحب کے پاس او سکورو اناہ کیا۔ میں نے ڈاکٹر گری صاحب کو خود چھٹی ٹھین لکھی تھی بلکہ کرنیل فیرو صاحب کی چھٹی ملفوف کر کے بھیج دی تھی بروقت روانگی لفافے کے سرخ سیاہی سے کرنیل فیرو صاحب کی چھٹی پر کیفیت لکھ دی تھی کہ گورنمنٹ کے ڈاکٹر کے پاس جو اخبار ہر سنے کی دریافت کرتے ہیں یہ لفافہ روانہ کیا جاتا ہے۔

دستخط۔ جی اے۔ سیورڈ صاحب۔ ۹۔ نومبر ۱۹۴۷ء

اس لفافہ کو بھی میں نے اوسی اُھر سے بند کیا جس سے کہ چھوٹے لفافہ کو بند کیا تھا۔

سٹرا فور ارنی صاحب نے عدالت کے روبرو بیان کیا کہ ان دونوں لفافوں پر جدا جدا حرفوں کے نشان کیے جائیں یعنی حرف او۔ اور پی۔ تاکہ آئندہ کو نشان رہے چنانچہ عدالت سے اجازت ہوئی اور حرف او۔ اور پی کا نشان اون لفافوں پر کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ اس چھٹی کا جواب مندرجہ ذیل میں ہے پاس آیا۔

مائی ڈیر سیورڈ۔ میں نے آپ کی چھٹی مع لفافہ ملفوفہ کے پانی یعنی موبی فیشیل چھٹی کرنیل فیرو صاحب اور ایک چھوٹی پوڑیہ حسین بھورے رنگ کی کچھ خیر تھی اور نیز اوہین کوئی خبر زرد زرد و مچکتی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ مہینہ سفید نکھیا اور کوئی نئے چمکتی ہوئی ہے خوردین سے معلوم ہوا کہ یہ سیاہوشینہ ہے یا سنگ خارا ہے۔ سنگ خارا سے وہ زیادہ مشابہ ہے۔ بعض بعض ذروں کا رنگ گلابی اور اودا تھا اگر آپ کو منظور ہو تو دوسرے کاری طور سے اسکا جواب دوں۔

میں کرنیل فیرو صاحب کی چھٹی دہس کرتا ہوں اور پوڑیہ کو با نظر جواب اپنی چھٹی کے رکھ لیا۔
دستخط۔ ڈیو گری صاحب۔ قائم مقام کیسل انیلانڈ گورنمنٹ۔
گرائنٹ کالج مقام ممبئی۔ مورخہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۴۷ء۔

ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے چند روز کے بعد تلچھٹ کی اور بھی آنبائش کی میں نے اس نئے کو جو بنے میں جمع ہو گئی تھی نکال کر تھوڑے پانی میں ڈالا اوہین جو خیر ورنی تھی وہ پانی کے نیچے بیٹھ گئی اور جو ہلکی تھی وہ پانی کے اوپر تیرنے لگی۔ جو چنپ پانی کے

اور پرنسپل تھی۔ اسکو مین نے دو تین مرتبہ کر کے اوتارا اور اب اسکو ٹینٹے کے ٹکڑے مین پیش کرتا ہوں۔ صاحب پریسڈنٹ نے سوال کیا کہ یہ کیانتے کہا کہ تین دفعہ کر کے اوتارا۔ ج۔ ٹھین مانی لارڈ کی مرتبہ۔ صاحب پریسڈنٹ نے اسوقت کہا کہ مسٹر انوزاری صاحب براہ معبر مانی تم ایک طرف ہو جاؤ تو ڈاکٹر صاحب کا بیان اچھی طرح ہم سنیں۔ پنکھے روک دیے گئے تاکہ وہ اجڑا جو ڈاکٹر صاحب پیش کرتے ہیں اوڑ نہ جائیں۔

ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے بیان کیا کہ یہ ٹینٹے کے ٹکڑے جواب مین پیش کرتا ہوں وہ مین جسپر مین نے گلاس کا ٹچھٹ رکھ کر خوردین سے دیکھا تھا کہ یہ مین ٹکڑے ٹینٹے کے ایک صندوق مین بند تھے جسپر حرف آر کا نشان ہے، اول ٹکڑہ ٹینٹہ کا وہ ہے جسپر کہ مین نے گلاس کا ٹچھٹ رکھا تھا دوسرا ٹکڑہ ٹینٹہ کا وہ ہے جسکو اول ٹکڑے پر رکھ کر ٹچھٹ کو رگڑا تھا دیکھے یہ ٹینٹہ چھل گیا ہے اور اسکا نشان موجود ہے رگڑنے سے بیشتر نشان ٹینٹے پر تھے اس سے یہ بات دریافت ہوئی کہ جو ذرے چکے تھے مین وہ کسی اور ٹکڑے کے مین ٹینٹے کے ذرے ٹھین مین اور غائبہ الماس سائبندہ ہے جسکا حال مین نے پہلے بھی سنا تھا سو اس کے یہ ذرے چکے چکے تھے۔ س۔ مین نے سنا ہے ڈاکٹر صاحب آپ کے پاس کچھ خبر آئی تھی اور اس خبر کی اطلاع ۱۰۔ نومبر کو کرنیل فیبر صاحب کو آپ نے کی تھی۔

صاحب پریسڈنٹ نے دریافت کیا کہ یہ خبر تینے پائی تھی یا ڈاکٹر گری صاحب نے۔ مسٹر مول صاحب نے کہا کہ مسٹر گری صاحب نہ کیے۔ مسٹر انوزاری صاحب نے کہا کہ ٹھین۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب۔ اسپر صاحب پریسڈنٹ بولے کہ ڈاکٹر گری صاحب کا نام آپ نے غلطی سے لیا تھا۔

مسٹر انوزاری صاحب۔ ٹان مین غلطی کی تھی معافی چاہتا ہوں میری غرض ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے کہنے سے تھی۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے بیان کیا کہ یہ جھٹی جو عدالت مین پیش ہے اسکی اطلاع کرنیل فیبر صاحب کو سرکاری طور سے بھیجی گئی تھی۔ مسٹر انوزاری صاحب نے کہا کہ مانی لارڈ۔ مین درخواست کرتا ہوں کہ ان سب چٹھون پر شناخت کے واسطے نشان کر دیا جائے۔

سارجنٹ میلن ٹائمن صاحب۔ ٹھہرے نزدیک اگر آپ ہوگا تو غلطی ہوگی جتیک لڑکے
چٹھی وغیرہ کی صداقت ہو جائے اور پر نشان نہ کیا جائے کیونکہ چٹیان بہت بین تھیں
نشان بے جا دیں گے۔

صاحب پریسیڈنٹ۔ بہتر ہے کہ جب تک صداقت نہ ہو نشان نہ کیا جائے۔

س۔ مسٹر انور ارنی صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر سوپر ڈو صاحب آپ نے مشن کے روز کہا تھا کہ
آپ نے جب کرنیل فیروز صاحب کا گلاس دیکھ کر بلایا تو وہ مین سے دھواں سا اٹھاتا تھا
تو کیا اوس دھو مین کے اٹھنے سے بھی کوئی بات معلوم ہوئی تھی۔ ج۔ جب سے یہ گلاس
میرے پاس آیا تھا اس وقت سے کسی نے اس گلاس کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ مین نے خود پتیر
آلات کے اوسکی آزمائش کی۔ س۔ مسٹر انور ارنی صاحب۔ اب مین دوسری بات آپ
سے پوچھتا ہوں۔ آپ کو یاد ہے کہ ایندہ آیا کا علاج آپ نے کیا تھا اگر آپ کے نزدیک مناسب
ہو تو اپنی کتاب دیکھ کر بیان کیجیے۔ ج۔ ایسا شاید ۵-۷-۱۹۰۸ء تاریخ کو میرے
زیر معالجہ رہی اوسکی دہائی طرف شدت سے درد تھا اور اوسکو بخار بھی تھا اور معلوم
ہو تا تھا کہ اوس کے کلیجے میں عارضہ تھا اور اسکا پیچھڑا بھی خراب ہو رہا تھا اور اسپتال
کے جانے سے پہلے مین نے اوسکو دیکھا تھا۔ مسٹر سوئی صاحب کے احاطے میں وہ رہا کرتی
تھی میری رائے سے وہ اپنے مکان سے اسپتال کو گئی اور مجھ سے اور اوس سے اسپتال میں
کچھ باتیں ہوئیں۔

سارجنٹ میلن ٹائمن صاحب نے کہا مافی لارڈ مین نہیں جانتا کہ آپ کے یہ سوالات کس طرح
اظہار میں داخل ہو سکے ہیں اس بارے میں کچھ سوال نہ کرنا چاہیے۔
س۔ مسٹر انور ارنی صاحب نے کہا کہ کوئی پیام آیا کا آپ کسی کے پاس لے گئے تھے۔ ج۔
مین کوئی پیام کسی کے پاس نہیں لے گیا صرف سوٹر صاحب کو بلایا تھا۔ س۔ سوٹر صاحب
کے پاس آپ کس واسطے گئے تھے۔ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آیا بہت بیمار اور بے قرار ہے مین سمجھا
کہ شاید اوس سے آیا کچھ کہے گی اور اپنا دل ہلکا کرے گی اور آیا سے مین نے یہ بھی کہا تھا کہ
اگر اپنے دل کا حال کوئی نوچلے آرام ہو جائے گا چنانچہ اس وقت آیا نے مجھ سے کہہ دیا تھا

اوس سوچتے ہیں مسٹر سوٹر صاحب کے پاس گیا مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے جانے کے بعد مسٹر سوٹر صاحب اسپتال میں آئے یا نہیں مجھ کو یاد نہیں کہ کس تاریخ مسٹر سوٹر صاحب کے پاس میں گیا تھا کیونکہ میں نے اپنی یادداشت کی کتاب میں نہیں لکھا تھا لہذا ۱۸ - نومبر سے دو تین روز بعد ہو گا۔ سارجنٹ میلن ٹامن صاحب کہہ گا کہ مائی لارڈ - ہمارے تاریخ پوچھو ۱۲ تاریخ مسٹر انور رانی صاحب کہہ گا کہ یہ تاریخ ہے جبکہ مسٹر سوٹر صاحب اسپتال کو گئے تھے مگر وہ تاریخ نہیں ہے جس تاریخ ڈاکٹر سوٹر صاحب مسٹر سوٹر صاحب کے پاس گئے تھے۔

سوالات جس طرح سارجنٹ میلن ٹامن صاحب

س۔ آپ جانتے تھے کہ آیا کے اظہار مسٹر سوٹر صاحب نے یہ ہنوز سوال پورا ہوا تھا کہ گواہ نے کہا ہاں۔ سارجنٹ صاحب نے کہا کہ تامل کر دیکھو سوال پورا ہونے دو اگر آپ سہرا سوال پورا ہوا جواب دین گے تو آپ کو اور مجھ کو دو نوٹ کو آسانی ہوگی۔

س۔ کیا مسٹر سوٹر صاحب آیا کو اظہار قبل از جانے اسپتال کے لیے تھے۔ ج۔ ہاں۔ س۔ کیا مسٹر سوٹر صاحب سے آپ کو معلوم ہوا کہ آیا نے مسٹر سوٹر صاحب سے کیا کہا تھا۔ ج۔ نہیں ایک لفظ بھی نہیں معلوم ہوا۔ س۔ آپ کو قیاساً معلوم ہو گا کہ آیا نے کیا بیان کیا ہو گا اور خلاصہ اس ہفتسار کا کیا تھا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ جب آیا اسپتال کو آئی تو وہ بیقرار تھی۔ ج۔ ہاں وہ بیقرار تھی۔ س۔ کیا اس کے پیسٹر رانا بلیم تھا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں کہ پیسٹر تھا۔ س۔ کیا نئے پیسٹر کہہ تھا کیونکہ آیا کہتی ہے کہ آپ نے پیسٹر رکھا تھا۔ ج۔ نہیں۔ رهندوستانی لوگ بلا سٹر کو پیسٹر کہتے ہیں میں نے پلاسٹر بلیٹڈنا دوا کا لگایا تھا لیکن اس وقت نہیں لگایا۔ س۔ اس کے کلیجے میں درد تھا۔ ج۔ ہاں اس کے کلیجے میں درد تھا اور اس کا علاج سرجن میجر لوس صاحب کرنے تھے۔ س۔ تم کہتے ہو کہ آیا بد فکر کے سبب بیمار ہوئی تھی کلیجہ کی بیماری سے اس کا یہ حال نہیں ہوا تھا۔ ج۔ ہاں مجھ کو اس وقت ایسا ہی معلوم ہوا تھا اور شاید ہی بات ہو۔ س۔ آپ کو ایسا ہی معلوم ہوا ہے اس کو نسبت عارضہ جسمانی کے اس کی طبیعت پر فکر زیادہ تھی۔ ج۔ ہاں۔ کیونکہ جو کچھ اس کا علاج ہو چکا تھا اس سے بہت کچھ اس کو فائدہ تھا۔ س۔ آپ کو معلوم ہوا ہو گا

کہ جہانی عارضہ کم ہے لیکن بوجہ فکر کے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہو گا۔ ج۔ ہاں۔
 س۔ کیا اس کا دل زیادتی فکر سے بے قرار تھا۔ ج۔ ہاں مجھ کو ابھی معلوم ہوا تھا۔
 س۔ میان کیجیے کہ یہ پلٹن کا اسپتال ہے۔ ج۔ ہاں پلٹن اور اسٹاف کا اسپتال ہے۔
 س۔ کیا آپ وہاں کام کرتے ہیں۔ ج۔ نہیں سرجن میجر لوئس صاحب کام کرتے ہیں۔
 س۔ پھر آپ وہاں کیون گئے تھے اور کیا وہاں آپ کا جانا صحیح ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر
 لوئس صاحب کو وہاں کا چارج ہے۔ ج۔ سارجن میجر لوئس صاحب میرے دوست ہیں
 اور چونکہ میں آیا کو جانتا تھا اور مجھ کو اس سے قلع تھا اس لیے میں اس کے دیکھنے کو گیا تھا۔
 س۔ کیا آپ نے قبل جانے کے سرجن لوئس صاحب کو اطلاع کی تھی۔ ج۔ نہیں۔ اس کی
 کوئی ضرورت تھی کیونکہ وہ میرے دوست ہیں۔ س۔ پس معلوم ہوا کہ آپ نے بغیر ڈاکٹر
 لوئس صاحب کے دیکھنے کے آیا کے مرض کی تشخیص کی تھی۔ ج۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں
 اس کے واسطے تشخیص کی تھی۔ س۔ مگر آپ نے پلستر تو لگایا۔ ج۔ ہاں باہر لگایا تھا۔ س۔
 کیا آپ اس کو تشخیص نہیں کتے۔ ج۔ یہ پلاسٹر میں نے قبل آنے اسپتال کے لگایا تھا۔ س۔
 میں نہیں سمجھا۔ اول میں سمجھا تھا کہ باہر لگانے سے کھال پر لگانے کا آپ کا منشا ہے۔ یہ سنکر
 تمام حاضرین کیشن نے فقہہ مارا جب آیا اسپتال میں گئی تو جو کچھ آپ سے ہو سکا آپ نے کیا۔
 ج۔ ہاں۔ اگر آپ اسپتال کے اسٹنٹ کو بلا کر دریافت کرینگے تو وہ آپ سے سب باتیں
 ظاہر کر دے گا۔ س۔ نہیں نہیں۔ اسٹنٹ کے بلائے کی کچھ حاجت نہیں ہے آپ کی سب
 باتوں کو میں نہیں کرتا ہوں۔ جب وہ شفا خانے میں گئے تو آپ نے اس کے لیے کچھ کیا تھا۔
 ج۔ شاید نہیں کیا۔ اگر آپ اسپتال اسٹنٹ کو بلائیں گے تو وہ آپ سے سب حال کہہ
 گا۔ س۔ میں اس کو نہ بلاؤں گا۔ آپ نے سب باتوں کی نسبت مشرح اظہار دیا ہے۔
 اگر آپ نے اس کا علاج بخوبی نہیں کیا تو آپ اس کے پاس کیون گئے تھے۔ ج۔ چونکہ میں اس کو
 پاس جاتا تھا۔ س۔ پس آپ کے نزدیک آیا کو فائدہ تھا اور جب آپ نے دیکھا کہ اس کو
 بول دل ہے تو آپ نے مدد کی اور دل کا حال اس کے ظاہر کر دیا۔ ج۔ ہاں ایسا ہی ہوا۔
 س۔ آپ اور آیا ابک دوسرے کی گفتگو کو بخوبی سمجھتے تھے۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ نے

اور اس کے درمیان کوئی مترجم تھا۔ ج۔ ٹھین س۔ آپ کو پھر بات خوب یاد ہے۔ ج۔
 ہاں کوئی مترجم تھا صرف ایک پولیس کا آدمی وٹان تھا۔ س۔ پس آپ جانتے تھے کہ یہ
 پولیس کا آدمی آیا کی طبیعت کو درست کر دے گا اور پولیس کا آدمی کون تھا۔ ج۔ خدا کا
 کون تھا۔ س۔ خدا کا نام نہ لو کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں خدا کو ٹھین بلا سکتا۔
 ج۔ آپ مجھے ایسی بات دریافت کرتے ہیں کہ میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ س۔
 مگر میں مجاز ہوں جو چاہوں آپ سے دریافت کروں۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ تم
 کسی پولیس کے آدمی کو جانتے ہو۔ ج۔ میں کسی پولیس کے آدمی کو ٹھین جانتا۔ س۔ آپ
 اگبر علی کو جانتے ہیں۔ ج۔ ہاں جانتا ہوں۔ س۔ کیا وہ اگبر علی تھا۔ ج۔ ٹھین۔
 س۔ یا عبد علی۔ ج۔ یہ ٹھین جانتا۔ ایک ادنیٰ پولیس کا آدمی تھا۔ س۔ وہ بیمار عورت
 کے کمرے میں کیا کرتا تھا۔ ج۔ میں جانتا ہوں کہ یہ عورت پولیس کے زیرِ حراست تھی۔
 س۔ جب آپ نے اس سے کہا تھا کہ اپنے دل کا حال کہو تو کوئی آدمی پولیس کا اس
 کمرے میں موجود تھا۔ ج۔ میں ٹھین جانتا کہ پولیس کا آدمی کمرے میں تھا یا دروازے پر۔
 س۔ میں بکمال ادب آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ڈاکٹر وٹن بن یہ بات ہے کہ ایک ڈاکٹر
 کے مریض کا علاج دوسرا ڈاکٹر کرے۔ ج۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا قاعدہ ہے مگر میرے
 لوہے صاحب سے میری دوستی ہے اور ان کے بغیر کہنے کے اس مریض کے پاس گیا تھا۔ س۔
 ڈاکٹر سیورڈ صاحب آپ سے دریافت کرتا ہوں اور یقین ہے کہ آپ ایسا عمدہ دار اور
 تجربہ کار مجھ کو بخوبی جواب دیگا کہ آپ کے پیشے کا کیا قاعدہ ہے کہ آپ غیر ڈاکٹر کے مریض کے
 پاس بغیر اطلاع کے جاسکتے ہیں۔ ج۔ ہاں ہے۔ اور ٹھین بھی ہے۔ یہ بات ڈاکٹر وٹن کے
 تعلق ہے جیسی دوستی ہو دیا بڑا ذکر بن۔ س۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا یہ مطلب
 ہے کہ اگر آپ کے اور ایک ڈاکٹر کے دوستی ہے تو آپ اس کے مریض کے پاس بغیر اس کی اطلاع
 کے جاسکتے ہیں۔ ج۔ جو کچھ میں جانتا تھا آپ سے کہہ دیا مجھ کو پوشیدہ کرنا منظور ٹھین ہے۔
 صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ آپ ہاں یا ٹھین کا جواب دیجیے۔ گواہ نے بیان کیا کہ اگر
 یہ مریض ڈاکٹر کے بیچ کا ہے تو حسب قاعدہ تہذیب کے اس کے پاس جانا مناسب ہے۔

س۔ سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب نے کہا کہ اگر مرعین اسپتال میں ہو تو اوسکے پاس آپ
 بنجائین۔ ج۔ ٹھین۔ س۔ معلوم ہوا کہ سارجن مچر لوئس صاحب اپنے کام میں خوب لائق
 ہیں۔ ج۔ بڑے لائق ہیں۔ س۔ آپ مجھے بیان کیجیے کہ آپ بھانپو پونا کو جانتے ہیں۔
 ج۔ ہاں میں نے اوسکو دیکھا ہے لیکن ٹھین کہہ سکتا کہ میں اوس سے واقف ہوں۔ س۔
 آپ نے اوسکو کب دیکھا تھا۔ ج۔ بعد جاتے مٹر مری صاحب کے بڑے سے۔ س۔
 آپ نے اوسکو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ج۔ ٹھیکو یاد نہیں۔ س۔ آپ نے اوسکو بعد ازان
 دیکھا تھا۔ ج۔ بعد ازان کس کے۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اوسکو ایک مرتبہ دیکھا تھا
 اور آپ بھی کہتے ہیں کہ قبل جاتے مٹر مری صاحب کے اوسکو ٹھین دیکھا کیا؟ آپ نے کب تیر
 کے سوا اور بھی دیکھا تھا۔ ج۔ جہانک ٹھیکو یاد ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے اوسکو ٹھین دیکھا
 نہ اوس سے گفتگو کی۔ س۔ مٹر مری صاحب کب گئے تھے۔ ج۔ ٹھیکو یاد نہیں۔ س۔
 میں آپ سے پھر دریافت کر دوں گا صرف اس مرتبہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ خوب جانتے
 ہیں کہ اوسوقت سے آپ نے بھانپو پونا کو ٹھین دیکھا۔ ج۔ ٹھین۔ جہان تک ٹھیکو نہیں
 اور یاد ہے۔ س۔ اب آپ کی اجازت سے ۹۔ نومبر کی بابت سوال کرنا چاہتا ہوں مگر دوبارہ
 آیا کے ٹھیکو دریافت کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میں سمجھا کہ درمیان آپ کے اور آیا کے کچھ گفتگو
 ہوئی تھی۔ ج۔ جس قدر ٹھیکو یاد ہے میں بیان کرتا ہوں کہ میرے اور آیا کے درمیان کچھ
 معمولی باتیں ہوئی ٹھین۔ س۔ کیا آپ کہتے ہیں کہ پولیس کے آدمی نے ترجمہ نہیں کیا تھا۔
 ج۔ جہان تک ٹھیکو یاد ہے کہتا ہوں کہ کوئی مترجم تھا۔ س۔ جو آپ نے جواب دیا یہ سہ
 سوال تین ہے میرا سوال یہ ہے کہ پولیس کے آدمی نے آپ کی گفتگو کا ترجمہ نہیں کیا۔ ج۔ اگر
 آپ اب سے اور مشترک پوچھے جائیں گے تو میں وہی جواب دوں گا جو کچھ کہ دے چکا ہوں
 اختلاف نہوگا۔ س۔ ٹھیکو یہاں مشترک ٹھہرنا منظور نہیں ہے ہاں اگر کوئی ایسی بات میں
 آئے جیسا حال کچھ معلوم نہیں ہے تو شاید ٹھہروں۔ ج۔ آپ ایسے ہی باتیں کرتے ہیں تو کیا
 مشترک آپ ٹھہرن گے۔ س۔ آپ ٹھین جانتے کہ پولیس کے آدمی نے ترجمہ کیا یا نہیں۔
 ج۔ میں آپ سے پیشتر بیان کر چکا ہوں۔ س۔ پھر مجھے کیسے کہ آپ نے کیا کہا تھا۔ ج۔

جھک کر بولیں کہ میں کیا کہتا تھا۔ س۔ شاید پولیس کے آدمی نے ترجمہ کیا ہو۔ ج۔ شاید۔ س۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس نے ترجمہ کیا ہو۔ ج۔ شاید اس نے ترجمہ کیا ہو جھک کر بولیں۔ س۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ ہر ایک لفظ آپ کے بیان کا تئیں اپنے کانوں سے سنا۔ ج۔ جھک کر خوب یاد دہنیں۔ آپ اس بات کو دریافت کرنے میں جو میرے خیال میں انہیں ہے۔ آپ جھک کر درمیانی قرار دیا جاتے ہیں اور اسی غرض سے آپ ایسے سوالات کرتے ہیں۔ س۔ کیا میرا یہ ارادہ ہے۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب جیسے آپ بانوں میں ہوشیار ہیں اور سیدھا اگر فن ڈاکٹری میں بھی ہوشیار ہیں تو آپ سے بڑھ کر دوسرا کوئی ڈاکٹر ہوگا۔ لہذا آپ براہ مہربانی بیان کیجئے کہ آیا آپ نے مذکورہ مترجم کے آیات گفتگو کی تھی۔ ج۔ درلینڈ آواز سے کہا میں جواب نہیں دے سکتا۔ س۔ مہربانی کر کے اس قدر غصہ نہ ہو جسے آپ میرے سوال کا جواب دیجئے۔ ج۔ میں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ س۔ آپ کو کچھ بھی ملتی ہے۔ ج۔ رمبران کمیشن کی طرف متوجہ ہو کر اگر یہ صاحب اس طرح حشر کرے گا کیسے جائیں گے تو سو اس جواب کے کہ جو میں دے چکا اور کچھ جواب نہ دوں گا اور حشر نہ کروں گے۔

صاحب پریسیڈنٹ۔ سارجنٹ بلین ٹائن صاحب آپ سے ہر ایک بات پوچھنے کے مجاز ہیں ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے جواب دیا کہ جو کچھ میں بیان کر دوں اس کو سنتا چاہیے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ جو کچھ سارجنٹ صاحب دریافت کریں اس کا جواب آپ کو دینا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔

میں سارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ کیا آپ کھ سکتے ہیں کہ آپ بخوبی ہندوستانی بول سکیں گے۔ ج۔ میں ہندوستانی بول سکتا ہوں لیکن بخوبی نہیں بول سکتا۔ س۔ اب میں آپ سے دوبارہ۔ نومبر کے سوال کرتا ہوں کہ آپ نے بیان کیا تھا کہ مجھے کرنل فیئر ہارٹ نے کہا کہ مجھ کو خبر پونجی ہے کہ مجھ کو زہر دیا جائیگا۔ ج۔ کیا میں نے یہ کہا تھا۔ س۔ میں آپ کے اظہار میں کرتا ہوں کہ مجھ کو منظور نہیں کہ کوئی غلطی ہو۔ ج۔ اگر میں نے ایسا بیان کیا تو غلط ہے۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ کرنل فیئر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ لوگ میری جان

لینا جو زمین پس اب تک مجھ کو یقین تھا لیکن اب یقین ہو آپ کو معلوم نہیں کہ کرنیل فیروز صاحب نے کس شخص سے سنا تھا۔ ج۔ جہاں تک مجھ کو یاد ہے کہتا ہوں کہ لوگوں نے اذکی جان لینے کے واسطے اذکو دھمکیا تھا اور اذکو قتل تک اذکو زہر دینے کا گمان تھا۔ س۔ جب آپ ریڈنسی کو گئے تھے تو آپ نے گلاس کو منع پچھٹ کے دیکھا تھا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ جب آپ نے اذکو دیکھا تھا تو پچھٹ ملا ہوا تھا اور گلاس میں نہ نشین تھا۔ ج۔ جب کرنیل فیروز صاحب نے گلاس کو ترجھا کیا تو پچھٹ کو میں نے نہ نشین دیکھا۔ س۔ کیا یہ پچھٹ پانی میں ملا ہوا تھا علیحدہ تھا۔ ج۔ یہ پچھٹ پانی کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ س۔ کیا یہ چیز اس قدر گلاس میں تھی جو اذکو نے پانی کو جذب کر لیا تھا اور صرف پانی اذکو میں باقی رہ گئی تھی۔ ج۔ پانی بہت تھا۔ آپ ایسے سوال کرتے ہیں کہ جواب دینا مشکل ہے۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ کرنیل فیروز صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ پچھٹ کی رنگت سیاہی مائل بھوری تھی کیا ہے ہوے ہیرے اور سنکھیا کا رنگ ایسا ہوتا ہے ہیرے نزدیک اسکا یہ رنگ نہیں ہوتا ہے۔ ج۔ ہاں سیاہی مائل بھورازنگ نہیں ہوتا ہے۔ س۔ تو آپ اس بات کا جواب دے سکتے ہیں کہ سنکھیا اور الماس سائیدہ کا رنگ سیاہی مائل نہیں ہوتا ہے۔ ج۔ ہاں نہیں ہوتا ہے۔ س۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ان دونوں چیزوں کے اور کوئی چیز بھی تھی۔ جس سے پچھٹ کا رنگ سیاہی مائل ہو گیا۔ ج۔ اس بارے میں کچھ رائے نہیں دیتا۔ س۔ ہاں۔ ہاں۔ ڈاکٹر سپورڈ صاحب اسکا جواب دیجیے۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کیا بات ہے۔ سارجنٹ میلن ٹائن نے کہا کہ اگر آپ خیال کریں تو میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کرنیل فیروز صاحب نے کہا تھا کہ گلاس میں کوئی شے بھورے رنگ کی سیاہی مائل تھی اب میں ڈاکٹر سپورڈ صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ ایسی رنگت سنکھیا اور ہیرے ہیرے کی بھی ہو سکتی ہے ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ نہیں۔ بعد میں نے دریافت کیا کہ آیا ممکن ہے کہ بخزانہ دو چیز کے اور کوئی شے اذکو میں تھی جو پچھٹ کا یہ رنگ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں اس پر رائے نہیں دے سکتا۔ ج۔ ڈاکٹر سپورڈ صاحب نے کہا کہ میں صرف وہی چیز کو دیکھا اور کوئی شے نہیں دیکھی۔

س۔ آپ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ بروقت اجزا دیکھنے کے آپ نے اور کوئی تجزیہ
 حصین کی بھی۔ ج۔ ہاں۔ بروقت امتحان کے کوئی تجزیہ یا ہی مائل میں نے حصین دیکھی۔
 س۔ نوآپ اس تلچھٹ کا رنگ کیا بیان کرتے ہیں۔ ج۔ ہلکا بھورا رنگ قرار دیتا ہوں۔
 س۔ آپ نے ضرور پانی بھی ملایا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب مجھ کو یقین ہے کہ قبل
 ڈالے پانی کے پانی کے بھی اجزا جدا کر لیے ہوں گے۔ ج۔ میں نے پانی کا بخوبی امتحان نہیں کیا۔
 س۔ میں جانتا ہوں کہ جب کوئی شخص کسی شے کے اجزا علیحدہ کرتا ہے تو وہ اون چیز کا
 بخوبی امتحان کر لیتا ہے جن کے ذریعے سے اجزا کو جدا کرتا ہے۔ ج۔ ہاں اکثر یہی قاعدہ ہے
 س۔ اکثر نظیریں ایسی ہیں کہ جب کبھی لوگوں نے زہر کا امتحان کیا ہے تو جن لوگوں کے ذریعے
 سے امتحان کیا گیا اور جن چیزوں میں زہر پایا گیا۔ ج۔ ہاں اسی نظیر میں ہیں۔ س۔ آپ
 کہتے ہیں کہ مع پانی اور تلچھٹ کے ایک ٹکٹ میں بخوبی تجزیہ ہوگا۔ ج۔ ہاں ایک بخوبی
 تجزیہ ہوگا۔ س۔ آپ نے اپنے اظہار میں بیان کیا کہ ایک بخوبی تجزیہ کے برابر پانی تھا اور
 پانچ چانول برابر دوسری چیز تھی۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ نے اس تلچھٹ کو کیا کیا۔ آپ نے
 جو اوس میں کچھ پانی ملا یا تو پانی ملا کر آپ نے کیا کیا۔ ج۔ کیا آپ کی غرض اس سوال سے یہ ہے
 کہ اخیر میں میں نے اوسکو کیا کیا۔ س۔ ہاں جب آپ ۹۔ نمبر کو کرنل خیر صاحب کے کمرے
 میں تھے۔ ج۔ میں نے پانی ملائے کے بعد کچھ حصین کیا۔ س۔ آپ نے پانی اور تلچھٹ کو
 علیحدہ حصین کیا۔ میں بھول گیا آپ نے اپنے مکان پر اوسکو جدا کیا تھا آپ تلچھٹ کو کس طرح
 لے گئے۔ ج۔ گلاس میں لے گیا تھا۔ س۔ ہاں معاف کیجیے مجھ کو یاد آیا کہ آپ نے کہا تھا
 کہ آپ اپنے کوٹ کی پاکٹ میں رکھ کر لے گئے تھے اور آپ نے اپنے مکان پر جا کر بذریعہ پسے ہوئے
 کوٹے کے امتحان کیا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ کیا اس طرح امتحان خوب ہوتا ہے۔ ج۔ ہاں۔
 س۔ پس معلوم ہوا کہ جو امتحان آپ نے کیا شاید آپ بھر امتحان کر کے ظاہر کر سکتے ہیں کہ شک کیا
 ہے۔ ج۔ بیشک۔ س۔ کیا آپ اوسکا جوہر بھی نکال سکتے ہیں۔ ج۔ ہاں۔ س۔ تو میں
 جو چھڈا سا بڑ گیا ہے اگر اوسکا امتحان کیا جاوے اور اوس میں شک کیا نہ نکالے تو کیا ہوگا۔ ج۔
 جہاں تک میں نے آزمائش کی ہے شک کیا ہے۔ س۔ کسی اور روایت سے کیا اسی کیفیت میں

ہو جاتی ہے۔ ج۔ مان ہو جاتی ہے۔ س۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سنگھیا سے چھٹا بن گیا ہے۔ ج۔ مگر خوردبین کے دیکھنے سے چھلینت معلوم ہو جائے گی۔ س۔ آپ نے کوئلہ کہاں سے لنگایا تھا۔ س۔ اسپتال سے کوئلہ لنگایا تھا۔ اور اسپتال اسٹنٹ کو ملدا اور اذرا لایا تھا۔ س۔ کہا آپ نے اس کوئلے کی آزمائش نہیں کی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تو آپ نے کوئلہ کی آزمائش بعدہ کی۔ ج۔ ہاں۔ س۔ کیا آپ نے کوئلے کی آزمائش خود کی تھی۔ ج۔ نہیں۔ گوئرمنٹ کے کیکل اینلارٹر نے کی تھی۔ س۔ نہیں وہی کچھ جو پشپتر آپ نے بیان کیا تھا۔ مین سمجھا کہ آپ نے اول کوئلہ کی آزمائش کی بعدہ ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیجا۔ ج۔ ہاں بسا ہی کیا تھا۔ س۔ کیا آپ نے پانی اور تلچھٹ کی آزمائش کی تھی۔ ج۔ ہاں۔ مین نے چھان کر یہ تلچھٹ ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ س۔ میری غرض یہ ہے کہ جب آپ امتحان کرنے تھے تو آپ نے پانی کا امتحان نہیں کیا تھا۔ ج۔ نہیں جب مین نے تلچھٹ کو چھان لیا تو پانی کو چھینک دیا مین نے صرف تلچھٹ کا امتحان کیا تھا۔ س۔ مجھ کو یقین ہے کہ چند برس قبل مین غلجی بنا تانبے سے ہے۔ ج۔ ہاں۔ س۔ اونکا کیا نام ہے۔ ج۔ ایک تانبے کا زہر ہوتا ہے اور کوئلہ تانبے مین اور اکثر فلموں مین نو تیا کا زہر ہو جاتا ہے۔ س۔ تو آپ نے نو تیا کا امتحان نہیں کیا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ کوئی شواہد بھی جس نو تیا کو ہوا معلوم ہو۔ ج۔ نہیں۔ س۔ آپ نے تو مین کو جب لکھیا پانی مین دلی جاتی ہو تو کچھ تریتی ہو اور کچھ نیچے بیٹھ جاتی ہو اگر لکھیا پانی کی نسبت وزنی ہو تا ہو تو کیون تریتا ہو اور کوئلہ پانی کے نیچے نہیں بیٹھ جاتا۔ ج۔ سنگھیا کی خاصیت ایسی ہی ہوتی ہے اور کچھ بیٹھ جاتا ہے۔ س۔ پس مین کہتا ہوں کہ اگر سنگھیا کتنا ہی پانی مین لایا گیا تو کچھ بیٹھ جائے گا اور کچھ تریتے لگے گا۔ ج۔ اس بارے مین مین کچھ نہیں کہہ سکتا۔

س۔ تمام عیون سنگھیا کو آپ نے یہ اول مرتبہ ہی آزمایا۔ ج۔ نہیں۔ لندن مین پر و فیسر ہفین صاحب کے ساتھ زہر کی کثرت سے آزمائش کی۔ س۔ اوسکے بعد بھی کبھی آپ نے سنگھیا کی آزمائش کی تھی۔ ج۔ ہاں ایک مرتبہ لنگا کر آزمائش کی تھی۔ س۔ آپ نے اس تلچھٹ کو وزن کیا تھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ آپ نے اس مرتبہ اس تلچھٹ مین سے کب قدر آزمائش کی واسطے لیا تھا۔ س۔ میرے نزدیک وہ ایک فلٹ حصہ ہو گا۔ س۔ ایک چاول

بھرتے زیادہ تھا۔ ج۔ نان۔ س۔ باقی آپ نے ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیج دیا
 بنے ڈوہائی چاول برابر۔ ج۔ نان۔ وہ ڈوہائی چاول کے برابر ہو گا۔ س۔ میں نہیں سمجھا
 کہ آپ نے کیونکر دوبارہ آزمائش کی۔ ج۔ اگر آپ کو منظور ہو تو میں دوبارہ آپ کو آزمائش
 کر کے دکھاؤں۔ س۔ کیا آپ نے اونیجن چیزوں سے پھر امتحان کیا جن سے کہ پیش امتحان
 کیا تھا۔ ج۔ نان۔ س۔ کیا آپ نے اسی ٹچسٹ کی پھر آزمائش کی جو باقی رہ گیا تھا۔
 ج۔ نان۔ س۔ جو چھلہ ملی میں پڑا تھا اوس میں کیا اٹھواں حصہ سنکھیا تھا۔ ج۔ میں نہیں
 کھ سکتا۔ س۔ آپ نے اور کس قدر اس ٹچسٹ میں امتحان کیا تھا۔ ج۔ ایک ٹچلی بہر کے
 میں نے لیا تھا۔ س۔ آپ نے اوس کو بے کا وزن کیا تھا جس سے آزمائش کی تھی۔ ج۔
 کوئلے کی وزن کی کچھ ضرورت تھی۔

صاحب پریڈنٹ بونے کہ حضور عھاراجہ صاحب کہتے ہیں کہ مترجم کو ترجمہ کرنے کی نوبت نہیں
 آتی ہے کہ آپ ڈاکٹر صاحب سے سوال کر بیٹھے ہیں۔ اس بات کا آئندہ خیال رکھیے۔
 سار جٹ ملین ٹاٹن صاحب نے کہا کہ میرا قصور ہے جو میں جلد جلد سوال کرتا ہوں۔ اب آئندہ
 سے خیال رکھوں گا۔ اور گواہ سے پھر سوال پوچھنا شروع کیے۔ س۔ کیا نئے اخیر آزمائش
 اوس قدر ٹچسٹ پر کی جو نے میں بچ رہی تھی۔ ج۔ نان سب کے اوپر جو بچ رہی تھی۔
 س۔ کیا وہ ایک ٹچلی کی انداز بھرتی۔ ج۔ نان وہ ٹچلی کے انداز بھرتی۔ س۔ کیا
 تمھاری آزمائش کرنے میں ادھن کوئی رنگ پیدا ہو گیا۔ ج۔ کوئی رنگ پیدا نہیں ہوا۔
 س۔ مگر میری آنکھیں خرد میں نہیں ہیں میں اوس کو رنگ ہی کہوں گا۔ ج۔ میں وہ تو
 ایک چمکتی ہوئی شے تھی۔ س۔ ایک چمکی جو ابھی اجلاس میں تمھاری پڑھی گئی جو
 گری صاحب کے نام تھی۔ نہیں۔ میری غلطی ہے جو کہ تمھارے نام گری صاحب نے لکھی تھی
 اوس میں تحریر ہے کہ میں نے تمھاری چٹھی اور جو اندر اوس کے سفوف تھا پایا کیا کوئی تھے چٹھی
 لکھی تھی۔ ج۔ میں۔ اوس چٹھی سے مطلب فی صاحب کی چٹھی کا ہے۔ س۔ وہ لکھتے
 ہیں کہ بنے تمھاری چٹھی پائی وہ کیوں لکھتے ہیں۔ ج۔ صاحب میں نے کوئی چٹھی اذ کو نہیں
 لکھی مگر کرنل فی صاحب کے لفافہ پر لکھ دیا تھا میرا تھا اوس وقت درود کرتا تھا اور ہوا سے

میں علیحدہ چٹھی اور سو قلم لکھ سکے۔ س۔ کیا وہی چٹھی تمہارے پاس کرنل فیروز صاحب سے پہلے آئی تھی۔ ج۔ ہاں وہی پہلی چٹھی تھی۔ س۔ کیا سنگھیا کو شیشے کے بنائے من استعمال کرتے ہیں۔ ج۔ بعض نشیون میں استعمال ہوتا ہے۔ س۔ شیشہ جو پھیل گیا ہے اگر پھر رگر رگرا جائے تو وہ پھر بھی چل جائے گا۔ ج۔ ہاں بیشک چل جائے گا۔ س۔ تم اسکو دکھا سکتے ہو۔ ج۔ اگر اہالی کینٹن اجازت دیں تو دکھا سکتا ہوں۔ پر سیڈنٹ نے کہا اسوقت تم دکھا سکتے ہو۔ ج۔ اگر اجازت ہو تو دکھا۔ گستاہوں۔ س۔ اچھا رہنے دیجئے یہ بات ہم ٹو اکڑ گری صاحب سے پوچھ لیں گے۔ اب دوسرے معاملے میں آپ سے گفتگو کروں گا۔ آپ نے بیان کیا کہ راؤ جی نے آپ کی طرف کس نگاہ سے دیکھا۔ ج۔ وہ راؤ جی انتہا نرم و تھا۔ س۔ ہاں راؤ جی نے آپ کو چھاتہ دیا تھا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ اونے پہلے بھی ایسا نہ کیا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ جب تک کہ راؤ جی نے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ اونے اپنے حاکم کو زہر نہیں دیا تو آپ نے یہ ذکر اور کسی سے کیا تھا۔ ج۔ ہاں کیا تھا۔ س۔ کس شخص سے ذکر کیا تھا۔ ج۔ مسٹر بوڈی صاحب سے۔ س۔ یعنی یہ ذکر آپ کی طرف کس طرح دیکھتے تھے اس بات کا آپ نے اون سے ذکر کیا تھا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ نے یہ ذکر اون سے کب کیا تھا۔ ج۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا مگر قبل روڈ انگی بڑو سے سینے اون سے کہا تھا۔ س۔ میں نے سنا ہے کہ مسٹر بوڈی صاحب ۲۵ دسمبر کو بڑو سے روانہ ہوئے۔ ج۔ میں نہیں جانتا۔ س۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک آدھ روز پہلے آپ نے اون سے یہ تذکرہ کیا تھا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں مگر بعد زہر دیے جانے اور روڈ انگی سے پہلے اون سے کہا تھا۔ س۔ آپ یہ تحقیق کہہ سکتے ہیں کہ ۲۴ دسمبر کے قبل یہ گفتگو ہوئی تھی۔ ج۔ ہاں نہیں کہتا ہوں۔ س۔ سو اس کے اور کچھ آپ نہیں کہہ سکتے۔ ج۔ نہیں۔ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بعد اسے تھپٹ سے شیشے کے چمکنے کی آزمائش کی چنانچہ اسکی بخوبی آزمائش ہوئی اور شیشہ چل گیا صاحب پریسیڈنٹ نے سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب سے کہا کہ آپ نے بخوبی نشان دیکھے۔ سارجنٹ صاحب نے کہا کہ ہاں میں نے خوب صاف طور سے نشانوں کو دیکھا۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے دوبارہ اظہار رائے و کیٹ جنرل نے یہ۔

س۔ میری سمجھ میں یہ آیا کہ جب ہسپتال میں آیا نہیں گئی تھی تو آپ کے زیرِ معالجہ تھی۔
 ج۔ نان۔ س۔ آپ کو یاد ہے کہ قبل جانے ہسپتال کے کچھ روز آپ نے اس کا علاج کیا۔
 ج۔ صرف ایک روز۔ س۔ آپ کا یہ کام بھی بطور ڈاکٹر رزیدنسی کے ہے کہ رزیدنسی کے
 ملازمین کا آپ علاج کریں۔ ج۔ نان اگر کوئی شخص زیادہ بیمار ہو۔ س۔ کیا وجہ تھی کہ
 آپ نے اس کو ہسپتال میں بھیجا۔ ج۔ مجھ کو وہ نہایت بیمار معلوم ہوئی اور اس کا علاج اس کے
 مکان پر بخوبی نہیں ہو سکتا تھا۔ س۔ سٹریٹوڈی صاحب کے احاطے میں۔ ج۔ نان۔
 س۔ آپ ہسپتال میں اس کے واسطے دو بخوڑ کرنے کے لیے گئے تھے۔ ج۔ میرا خاص ارادہ
 وہاں کی بخوڑ کرینا تھا میں صرف اس کے دیکھنے کو گیا تھا۔ بنے اس کے پھیپھڑے کو دیکھا اور چونکہ
 آیا ہیوی صاحب کی نوکری اس لیے مجھے اس کا دیکھنا منظور تھا۔ س۔ یہ آیا ہسپتال میں علیحدہ
 کمرے میں تھی یا اور جبارون کے شامل تھی۔ ج۔ علیحدہ کمرے میں تھی۔ س۔ آپ کس مقام
 پولیس کے آؤکی مونا بناتے ہیں وہ کمرے میں تھا یا باہر دروازے کے بیٹھا تھا۔ ج۔ شاید
 دروازے کے باہر کھڑا تھا میں نے خوب غور نہیں کیا۔ س۔ جب آپ آیا کہ کمرے میں گئے تھے
 تو آپ کے ساتھ اور کوئی آدمی بھی تھا۔ ج۔ مجھے یاد ہے کہ شاید ہسپتال کا ایک اسٹنٹ
 برے ساتھ تھا۔ س۔ آپ کو یاد ہے کہ کون سے ہسپتال کا وہ اسٹنٹ تھا۔ ج۔ مجھ کو یاد
 نہیں۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ پولیس کا ایک آدمی دروازے پر کھڑا تھا آپ کھسکے ہیں کہ
 وہ کس قسم کے پولیس کا آدمی تھا کیا وہ بمبی کے پولیس کا تھا۔ ج۔ نان بمبی کے پولیس کا
 تھا بڑا وہ میں پولیس نہیں ہے۔ س۔ اس کی وردی کیسی تھی ر سا رجنٹ بیلن ٹان جیسا
 نے کہا کہ اگر ڈاکٹر صاحب بیان کریں کہ اس کی وردی کیسی تھی تو میں منظور کر دوں گا۔ ج۔
 مجھ کو ایک اونٹنی پولیس کا سا بھی معلوم ہوا تھا سا دی وردی پہنے ہوئے تھا۔ س۔
 ڈاکٹر سیورٹ صاحب آپ کہتے ہیں کہ میں ہندوستانی بول سکتا ہوں لیکن جلدی اور بخوبی
 نہیں بول سکتا۔ ج۔ نان جلدی نہیں بول سکتا۔ س۔ کیا آپ اس قدر بول سکتے ہیں
 کہ روزمرہ کی گفتگو میں مترجم کی ضرورت نہیں ہے۔ ج۔ نان تھوڑی تھوڑی باتوں میں
 مترجم کی ضرورت نہیں ہے۔ س۔ کیا آپ کو کبھی مترجم کی ضرورت ہوئی ہے۔ ج۔ نان

جب ضرورت ہوئی اور جو شخص مجھ کو اوسوقت بلاتا ہے بلا لیتا ہوں۔ س۔ اب ۹۔ نومبر
 کی بابت آپ سے سوال کروں گا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ تلچھٹ گلاس کا بلکا بھورے رنگ
 کا تھا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ جب آپ کو ابتدا میں یہ تلچھٹ ملا تھا تو آپ نے اس کے رنگ پر غور
 کیا تھا۔ ج۔ ہاں۔ میں نے غور کیا تھا گلابی مائل اوسکا رنگ تھا جیسا کہ چکوترے کا عرق
 ہوتا ہے۔ س۔ آپ نے کس قدر پانی اوسمیں ملایا تھا۔ ج۔ شاید ایک چمچ ہو گا۔ س۔
 آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کس برتن سے پانی لے کر اوسمیں ملایا تھا۔ ج۔ اوس برتن سے جو
 منہ دھوئے نئی میسر پر رکھا تھا۔ اور مجھ کو ایسا یاد آتا ہے کہ وہ صراحی تھی۔ س۔ بڑے جو برتن
 اوسوقت آپ کے سامنے تھا آپ نے اوس سے پانی لے لیا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ کتنے پین
 کہ جب آپ گھر گئے تو آپ نے کون سے اور اوزار منگوائے تھے اور یہ کون سے اور یہ اوزار آپ کا
 اسپتال اسپٹنٹ لایا تھا آپ کو یاد ہے کہ وہ کون سا اسپتال اسپٹنٹ تھا۔ ج۔ اوس
 شخص کا نام ابراہیم جی ہے مگر وہ بڑودے سے چلا گیا۔ س۔ وہ یہودی تھا یا مسلمان۔ ج۔
 یہودی۔ س۔ ابراہیم جی اوسوقت کہاں تھا وہ اپنے مکان پر تھا یا آپ کے مکان پر تھا
 ج۔ مجھ کو یاد نہیں کہ میں نے اوسکو چھٹی لکھ کر بلایا تھا یا کس طرح مگر اوسکو اس کے گھر سے
 بلایا تھا۔ س۔ یہ بات آپ نے کسی سے نہیں کہی کہ اوزار اور کون سے آپ کس غرض سے منگوا
 ہیں۔ ج۔ کسی سے نہیں۔ س۔ اسپتال اسپٹنٹ سے بھی نہیں کہا تھا۔ ج۔ ہاں اوس سے
 بھی نہیں کہا۔ س۔ سارجنٹ بیلن مائن صاحب نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ اگر شکیا
 قبل ڈائے گلاس کے بوتل میں ملائی جانی تو کیا شکیا پانی کے اوپر نیرنے لگے۔ ج۔ یہ میں
 نہیں کہہ سکتا۔ س۔ مجھ کو اب صرف اس قدر بات کا جواب دیجئے کہ ایسی خاصیت شکیا کی
 ہے۔ ج۔ ہاں ایسی ہی خاصیت ہے۔ س۔ الماس سائیدہ اگر پانی میں ڈالا جائے تو وہ
 پینڈی میں بیٹھ جائے گا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ جب میں نے دریافت کر لیا کہ وہ
 شکیا ہے تو پھر آپ نے اوسکی کچھ آزمائش نہیں کی ج۔ ہاں میں نے پھر آزمائش نہیں کی۔
 س۔ کیا وجہ جو پھر آپ نے آزمائش نہیں کی۔ ج۔ پھر امتحان کرنا فضول معلوم ہوا۔ س۔
 آپ نے کل تلچھٹ کی آزمائش خود نہیں کی۔ ج۔ نہ میرے پاس دو امتحان نہیں نہ اوزار

س۔ سواہر کے اور بھی ایسی چیزیں ہیں جن سے تہنہ چل جاتا ہے۔ ج۔ مان ہیں۔
 س۔ آپ ایسی چیزوں کو جانتے ہیں۔ ج۔ میں واقف نہیں ہوں۔ س۔ یہ بات ڈکھٹہ
 گری صاحب سے دریافت کی جاگی۔ مگر آپ نے گلاس کی تلچھٹ میں غبار اوٹھتا سوا کٹ بکھا تھا
 ج۔ میں نے تلچھٹ کو فیہ صاحب کے پاس قبل پانی ملائے کے دیکھا تھا۔ س۔ تو کوڑاؤ کو کہا کہ
 آپ کی رائے میں نہ ہر سنگ پیا تھا یا پاسواہر۔ ج۔ سنکھیا۔ س۔ اگر برادہ الماس کیسکو
 دیا جائے تو اسکو وہ ہضم کر سکتا ہے اور اسکو ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ ج۔ میں سہارا
 میں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

بعد اسکے ممبران کئین ٹن کھانے کے واسطے اوٹھ گئے۔

اظہار ڈاکٹر گری صاحب

جب ممبران کئین ٹن کھا کر آئے تو ڈاکٹر گری صاحب کا اظہار شروع ہوا اور ان کے اظہار
 اید و کیت جنرل نے بے۔ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ میرا نام وینگٹن گری ہے میں میپی
 کی فوج کا ایک سرجن ہوں اور قائم مقام میکمل انڈائرگورنمنٹ کا ہوں۔

۱۱۔ نو بیکو ایک چٹھی رتبہ پڑی شدہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب زریڈنسی سرجن برودہ کے پاس سے
 آئی یہ ایک رتبہ پڑی شدہ پاکٹ تھا جس پر نشان حرف پی کا ہے یہ لفافہ جو میز پر رکھا ہوا ہے
 اوپر کا دوسرا لفافہ ہے جو وقت میرے پاس یہ پاکٹ آیا تو اسکی محض ثابت تھی اس لفافے میں
 ایک پاکٹ اور ایک چٹھی ہے اور یہ حرف ایف کا نشان بنا ہوا ہے اندر کے پاکٹ پر بھی ہر
 صبح و سالم تھی ڈاکٹر سیورڈ صاحب کی تحریر اس پاکٹ پر بھی جس لفافہ پر نشان حرف او کا
 بنا ہوا تھا اور میں ایک بلاننگ کا خد پٹیا ہوا میں نے پایا اس کا خد میں مجھکو تھوڑا برادہ ملا جو
 وزن میں ڈائی چاول تھا اسکی رنگت بھوری تھی اور میں کچھ جگہ جگہ سے ذرے بھی تھے۔
 چنانچہ اس برادے کے اجزا میں نے علیحدہ کیے جس طرح کہ سنکھیا کی آدھ میں سوئی تہ اول
 میں نے تھوڑا برادہ نلکی میں رکھ کر گرم کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ ایک سفید چیز ایک طرف کو
 آگئی اور اسکو میں نے خور دیہ میں سے دیکھا تو اسوقت مجھکو دریافت ہوا کہ کسی چلتی ہوئی چیز کے
 بہت پہلو ریزے ہیں میں نے ان ذروں کی اور طرح سے بھی آزمائش کی میں سمجھا کہ یہ سفید

سنسکھیا کے ٹکڑے پن مین نے اؤکو تھوڑے پانی مین ڈال کر جو شس کیا اور بجو شس
 ہوئے کے مین نے تھوڑا پانی لیا اور اوس مین امونیل سلفیٹ آف سلور کو ملا یا اوس کے ملائے
 سے ہلکا رنگ زرد ہو گیا بعدہ مین نے امونیل سلفیٹ آف کاپر ملا یا اوس سے ہلکی سنرنگت
 ہو گئی بعد اس کے مین نے سلفیور ربمید ہائیڈروجن گاس سے آزمائش کی پس مین طر یقون سے
 امتحان ہو امونون دفعہ مین نے امونیا ملائی تھی لیکن امونیا سب مین نہیں ملائی تھوڑا پانی
 دوسرے طریقے کی آزمائش کے واسطے رہنے دیا یعنی باقی ماندہ مین ماری ٹاک تیزاب ملا یا چند
 اوسکو جو شس کیا لیکن وہ پانی مین نہ گھلا ہر قسم کے امتحان سے مجھ کو اطمینان ہوا کہ یہ سنسکھیا
 اس آزمائش مین چھٹا حصہ برادہ کا صرف ہوا اوس کے اور طرح سے بھی مین نے اوسکا
 امتحان کیا یعنی مین نے تھوڑا برادہ پانی مین ملا یا اور اوس مین تیزاب ماری ٹاک ڈال کر دوبارے
 کے پتروں مین رکھا اور اون دونوں پتروں کو آگ پر رکھا جب وہ خوب گرم ہو گئے تو
 بھورے رنگ کی چیز پتروں کے اندر معلوم ہوئی پھر مین نے ابک پتروں کو اٹھایا اور پتروں
 سے اوسکو دیکھا تو بہت پہلو ٹکڑے نظر آئے پس اس امتحان سے بھی معلوم ہوا کہ یہ سنسکھیا ہے۔
 مین نے کونے سے بھی امتحان کیا میرے پاس وہ نے موجود ہے حسین مین نے امتحان کیا تھا۔
 گواہ نے اوس نے کونکال کر دیکھا یا دیکھے اس نے مین جو ذرات کا سا چھل پڑ گیا ہے وہ سنسکھیا
 ہے اگر بھر آگ پر رکھ کر بخوبی گرم کیا جائے تو سنسکھیا بھر مٹی حالت پر آجائے۔ رہنے کو
 صاحب سے لی گئی اور حرفت کا نشان کیا گیا مین نے اس برادے سے ۱۱ نمبر کو اور کچھ
 آزمائش نہیں کی نہ اوس روز مین نے چکے ہوئے ذروں کی کچھ آزمائش کی ہر چند سنسکھیا کے
 ہونے کی سب طرح سے آزمائش کی مگر ان سب آزمائشوں مین ان چکے ہوئے ذروں کو مٹی
 ضرر نہیں پہونچا مین نے ۱۹ نمبر کو خور و مین سے ان ذروں کو دیکھا کچھ کونیاں ہوا کہ یہ ہوا
 نشیہ ہے یا سنگ خارا ہے چنانچہ سبارے مین ڈاکٹر سیورٹ صاحب کو مین نے کھنچا جو چھٹی ڈاکٹر
 سیورٹ صاحب کو مین نے بھیجی تھی اوس مین حرفت رکھو کا نشان ہے جب مین نے اس برادے
 کی پوڑی مین چکے ہوئے ذرے دیکھے تو مجھ کو نہایت تعجب ہوا جب مین نے دیکھا تو میرے
 ذرے معلوم ہوئے مین نے ڈاکٹر سیورٹ صاحب کو جو چھٹی بھیجی تھی اور پھر نشان جو مین نے

کاسے اوسمین میں تے یہ مضمون لکھا تھا۔
مائی ڈیریسوٹو۔ پرنسلس اپنی چٹھی مورخہ ۱۲۔ ماہ جمال کے میں آپ کو لکھتا ہوں کہ جب میں نے
بخوبی طور سے اون چکلتے ہوئے ذروں کا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ الماس سائیدہ ہے
بعض ذرے ایسے چکلتے ہوئے ہیں کہ ایسی چمک سو اہرے کے اور کسی تے میں نہیں ہو سکتی سو
اس کے وہ نہایت سخت میں ہر خیز تیزاب میں اوس کو گھلاتا چاہا لیکن نہ گھلی یہ بات صرف
سیری دیکھی ہوئی ہے اگر کسی کو شک ہو تو دوسری طرح سے بھی اوسکی آزمائش کر سکتا ہوں
تاکہ ثابت ہو کہ یہ براۓ الماس ہے یا نہیں۔

کرنل فیصل صاحب کے منہ میں جو تانبے کا فرہ آگیا اوسکی وجہ یہ ہے کیا اوسمین تانبہ تھا کیونکہ شک کیا
میں کوئی فرہ نہیں ہوتا ہر چند میں تے اوس پوٹیر کو براۓ کی آزمائش کی لیکن مجھ کو اوسمین
تانبہ ملا۔ مگر چونکہ اکثر جو ہرانی میں گھل جاتے ہیں شاید جو ہر بھی حق چکو ترے کے ساتھ
گھل گیا اور شہرت کے ساتھ ہینک گیا۔ شاید جلدی تے جی متلاتے کی یہ وجہ ہوگی کہ شک کیا
جو شہرت پر تیز تار نا اوس کو فیصل صاحب کی قدر پی گئے ہوں گے اور اوسوقت اوسکا پیٹ خالی
ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب شک کیا پانی میں خوب نہیں ملائی جاتی ہے اوسوقت تک وہ باقی
کے اوپر تیرتی رہتی ہے ہندوستانی لوگ یقین کرتے ہیں کہ شک کیا اور براۓ الماس بڑے
ہلکے زہر میں مگر سچ بات یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہلکے ایک تے بھی نہیں ہے جو کچھ
آپ اور ہمیں گئے اوسکی بھی آزمائش کر کے میں آپ کو اطلاع کروں گا۔

آیا ممکن ہے کہ اس چکو ترے کا شہرت ہمیں یہ نہ بڑا ہوا تھا یا اوس جگہ کی مٹی جہاں کہ شہرت
پھینکا گیا تھا آپ میرے پاس بھیجیں شاید اوس سے دریافت ہو کہ اوسمین تانبہ تھا یا نہیں۔
درستخط۔ جولیو گرے۔ کی کل اینٹا نر گورنمنٹ گرانٹ کالج۔ لیورڈی بمبی۔

مورخہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۵۸ء

سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے کہا کہ اس چٹھی کا دوبارہ الماس سائیدہ کے دوبارہ یاد دلانا
اور کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ صاحب پر یہ پڑے کہ کیا آپ انکار کرتے ہیں کہ یہ چٹھی شہادت
شامل نہ کیجائے۔ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو کچھ انکار نہیں ہے۔

ڈاکٹر گری صاحب نے کہا کہ جب میں نے یہ چٹھی لکھی تھی تو میرے پاس کوئی اور تحریر برودہ کی تھیں انہی میں لکھا ہوا کہ پچھت میں برادۃ الماس بھی ہے اور سکومین نے بطور خود دریافت کیا بعد تحریر اس چٹھی کے دوسرا پاکٹ رجسٹری شدہ ۱۷ نومبر کو میرے پاس برودے سے چھونچا اور میں چڑیا کی چوٹی کھدی ہوئی تھی جس لفافہ میں یہ پاکٹ بند تھا اور میں ایک پوڑیہ بھی اور ایک چٹھی بھی اور ہر صبح سلام بھی پاکٹ میں شامل مٹی کے کوئی تھے بھی۔ ۱۷ جولائی یہ تھے بھی میں نے اسکا امتحان کیا معلوم ہوا کہ او میں بھی سنکھیا اور چٹکتے ہوئے ذرے تھے جیسے کہ اول پاکٹ میں تھے جس طرح اول پوڑیہ کی میں نے آزمائش میں کی تھی اور سطرچ اسکا بھی امتحان کیا اول پوڑیہ میں ایک چانول سنکھیا پائی تھی اور او میں ہوا چانول بھی پس اس صورت میں سو او دو چانول سنکھیا ایک آدمی کے مارسنیکہ واسطے کافی تھی اگر موقع مناسب سے دیکھائی۔ س۔ سارجنٹ میلن ٹائمن صاحب نے کہا آپ وقت مناسب کو قوت کو کہتے ہیں۔ ج جبکہ آدمی کا پیٹ خالی ہو۔ س۔ ٹائمن اول ٹھین سمجھا تھا میں وقت مناسب اور بات کو سمجھتا تھا صاحب پریڈنٹ نے کہا ڈاکٹر گری صاحب کی عرض یہ ہے کہ سنکھیا ایسے وقت پر دیکھ لے تو خوب کارگر ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ سنکھیا کا اثر آدھ گھنٹے سے ایک گھنٹے میں ہو جاتا ہے اور اسکی تاثیر یہ ہے کہ سرگھومتا ہے جی ملتا ہے تے ہوئی ہے سینے میں سورش پیدا ہو جاتی ہے دست آتے ہیں اگر سنکھیا تھوڑی تھوڑی دیکھ لے تو آنکھوں سے پانی جاری ہو جاتا ہے آنکھوں کو ضرر چھوچتا ہے۔ میں ٹھین کھ سکتا کہ برادۃ الماس کے ملاسنے اور سکاملاک ہونا زیادہ ہو جاتا ہے۔ س۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کہا اگر ایک بوتل میں سنکھیا ڈالی جائے میں پانی بھرا ہو اور وہ ہلائی جا اور بعد کسی رفیق چیرمین وہ پانی ڈالا جائے تو سنکھیا سب میں مل سکتی ہے۔ س۔ ٹائمن۔ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ۳۰۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو ایک پاکٹ مرسلہ مسٹر سوٹر صاحب میرے پاس چھونچا او میں ایک لفافہ تھا اور اس لفافہ میں ایک پوڑیہ بھی جب میں نے پوڑیہ کی تھے کہ دیکھا تو او میں نسات چانول سنکھیا تھی یہ سنکھیا ویسی ہی تھی جی کہ پہلے میں آزمائش کر چکا تھا اور حسب درخواست ڈاکٹر سوٹر صاحب کے میں نے کچھ امتحان کوئے کا ۳۱ جنوری کو کیا وہ صاف کوئلہ تھا او میں مطلق سنکھیا تھی۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ الماس سائبہ

کوئی ضرر جسمانی نہیں پہنچتا۔ اس ایڈوکیٹ جنرل۔ ڈاکٹر سیورس صاحب اپنی کتاب
خاصیت ادویہ میں لکھتے ہیں کہ الماس سائیدہ زیر ہلک ہے ہنوز یہ سوال ختم نہیں ہوا تھا
کہ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب بول اوٹھے کہ ڈاکٹر سیورس صاحب کی رائے یہ تھیں کہ کچا
ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میں ڈاکٹر گری صاحب سے صرف اس قدر دریافت کرتا تھا کہ اوکی
راے ڈاکٹر سیورس صاحب کی رائے سے مطابق ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر گری صاحب نے کہا کہ میری
رائے ان سے مطابق نہیں ہے۔ پریسیڈنٹ صاحب نے ڈاکٹر گری صاحب سے سوال کیا
کہ ڈاکٹروں نے آزمائش کی ہے کہ برادہ الماس ہلک ہے یا نہیں۔ ج۔ ان آزمائش کی ہے
س۔ اس آزمائش کا نتیجہ کیا ہوا۔ ج۔ یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ہلک نہیں ہے۔
پس اب سوال جواب ڈاکٹر گری صاحب کے ختم ہوئے۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے پریسیڈنٹ
سے کہا کہ حضور چاہتے ہیں کیا اور کوئی کارروائی شروع کیجئے۔ مگر بوجہ قلت وقت کے
سارجنٹ صاحب نے کہا کہ اس وقت میرا کلاؤکٹنا ہو پریسیڈنٹ نے کہا بہتر ہے۔
بعدہ عدالت برخواست ہوئی۔

اجلاس روز ہفتم

آج کے روز کل ممبران کمیشن موجود تھے مگر سر لوئس بی صاحب غیر حاضر اور بد وقت شروع
مقررہ کے لگواڑ بھی موجود تھے جو وقت راجی کا اظہار ہونا شروع ہوا کیگوار عدالت میں آئے
بعد اظہار ڈاکٹر گری صاحب کے سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے ان اظہار میں سوالات
جرح کرنا شروع کیے۔ س۔ آپ کے اظہار سے یہ بات تشریح نہیں ہے کہ آپ نے سنکھیا اس
برادے سے علیحدہ کی یا نہیں۔ جو آپ کو بھیجا گیا تھا سرج ٹائمن علیحدہ کیا۔ س۔ جتنے وہ تھے
ومات کا جنرل کی من پڑ گیا ہے دیکھا کیا پر نسبت اس آزمائش کے اور کوئی طریقہ امتحان کا نہیں
ہے جس سے بخوبی ثابت ہو کہ سنکھیا ہے یا نہیں۔ ج۔ اور کوئی طریقہ نہیں ہے میں نے اس
امتحان کے بعد خوردبین سے بھی دیکھا۔ س۔ اس سے بڑھ کر کسی امتحان کا ہونا ممکن نہیں ہے
ج۔ ان اس سے بڑھ کر اور کوئی امتحان ممکن تھا۔ س۔ کیا اسی آزمائش سے سنکھیا علیحدہ
ہو جاتی ہے۔ ج۔ ان۔ س۔ کمی جو ہر تانبے کے موہنے میں کیا وہ بھی زہر ہوئے تھیں۔

ج۔ مان۔ س۔ کیا تانے کا جوہر بھی زہر ہوتا ہے۔ ج۔ مان زہر ہوتا ہے۔ س۔ اگر جوہر تانے کا کسی ریتن سے ملا کر بیکو لایا جائے تو اس کے ٹھنڈے میں بخوبی تانے کا مزہ آجائے گا۔ ج۔ مان۔ س۔ میں نے سنا ہے کہ اس تانے کے جوہر کا مزہ ایسا نیر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص غلط سے کہا جائے تو فوراً معلوم ہو جائے۔ ج۔ مان زبان کو لگتی ہی اس کا مزہ دریافت ہو جائے گا۔ س۔ یہ مزہ کچھ دیر تک قائم رہے گا۔ ج۔ مان کچھ دیر تک رہے گا۔ س۔ کیا اس کی پہچان یہ بھی ہے کہ جب اس کو کوئی شخص کہا جائے تو اس کی حلق میں کانٹے سے پڑ جائے ہیں۔ یا اس کی خاصیت کیا ہے۔ ج۔ اس کی خاصیت زہر کی سی ہے اور اس سے حلق میں خشکی آجاتی ہے۔ س۔ اور کیا اس سے پیٹ میں درد بھی ہوتا ہے۔ ج۔ مان درد بھی ہوتا ہے۔ س۔ کیا منہ میں کف بھی آنے لگتا ہے۔ ج۔ اس سے میں دفعتاً بخین۔ س۔ کیا کچھ تھوڑا کف آتا ہے۔ ج۔ مان جب وہ اپنی تاثیر کرتا ہے آتا ہو گا۔ س۔ آدہ گھنٹے میں یا ایک گھنٹے میں۔ ج۔ اس سے بھی کم دیر میں تانے کی تاثیر ہوتی ہے۔ س۔ شاید اس کا قاعدہ ہے کہ اگر خالی پیٹ میں جائے تو جلد اثر کرے۔ ج۔ مان ایسا ہی ہے۔ س۔ جب وہ اپنی تاثیر کرتا ہے تو برابر تھوک آتا ہے۔ ج۔ مان جب جی متلائے گا تو فوراً تھوک آئے گا۔ س۔ اگر تھوڑی سنکھیا کھائی جائے تو شاید تھوک نہ آئے اور متواتر روز کھائی جائے تو تھوک آنا شروع ہو جائے۔ ج۔ مان یہی بات ہے۔ س۔ تو یہ بات کچھ لازم بخین ہے کہ جب کو سنکھیا دی جائے اس کو تھوک آئے۔ ج۔ بخین۔ س۔ آپ کے نزدیک ڈوائی چانول سنکھیا ایک آدمی کے مارڈائے کے بے کافی ہے۔ ج۔ مان۔ س۔ کرنیل فیہ صاحب کا بیان ہے کہ اس کی طبیعت مالش کرنے لگی اور ایسی حالت ہو گئی جس طرح کہ کبیکو سنکھیا دی جاتی ہے مگر اسٹمک پیپ کی اون کے واسطے کچھ ضرورت بخین ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ اس خون نے نہایت کم سنکھیا کھائی ہوگی۔ ج۔ مان نہایت کم سنکھیا کھائی ہوگی۔ س۔ ڈاکٹر گری صاحب کہا آپ کے نزدیک ایسی تھوڑی سنکھیا کھانے سے بھی متلائے اور کف آئے گا ہو گا۔ ج۔ مان اس قدر جی متلائے اور کف آنے کے واسطے کافی ہے۔ س۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تانے کا جوہر کھائے تو اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔

ج۔ نان فوراً طبیعت مانس کرنے لگی۔ س۔ ڈاکٹر گری صاحب آپ کو بخوبی اجزاء کے علم پر کرنے میں تجربہ ہے۔ بات مناسب تھی یا غیر مناسب۔ کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے گلاس کی لمبھٹ میں بغیر آزمائش کے پانی ملایا۔ ج۔ نان مناسب تھا لیکن رسوزہ جواب ختم نہیں ہوا تھا کہ پھر سوال کیا گیا۔ س۔ میرے اس بات کے کہنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ڈاکٹر سیورڈ نے دیدہ و دلالتہ خراب کام کیا مگر ممکن ہے کہ پانی میں بھی کوئی جزو ہر ملایا ہو۔ ج۔ نان ممکن ہے۔ س۔ کیا میرا خیال صحیح ہے کہ دن بارہ یوم کے بعد دوسری پوڑیہ آپ کے پاس بھیجی گئی جسکی نسبت بیان ہے کہ زمین سے کھرج کر مٹی پیچی گئی تھی۔ ج۔ نان چھ یوم کے بعد ڈاکٹر گری صاحب کے دوبارہ وکیل سرکار نے اظہار اپنے

س۔ تم نے سنکیا کو اوس برادے سے جو تھارے پاس بھیجا گیا تھا بخوبی جد کیا۔ ج۔ نان بخوبی جد کیا۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ مشرول صاحب کہتے ہیں کہ ترجمہ نے ترجمہ غلط کیا اوسے ترجمہ کیا کہ ممکن ہے سنکیا کا جدا ہوا برادے سے۔ ترجمہ اپنی غلطی کا متنبہ

س۔ آپ نے اول یا دوسری پوڑیہ میں تانبے کا جوہر یا تھارج۔ نہیں۔ س۔ آپ کو کرنیل فیہ صاحب کی چٹھی سے معلوم ہوا ہو گا کہ اوس میں تانبے کا جوہر بھی ممکن تھا آپ نے تانبے کے ہونے کی بھی آزمائش کی تھی۔ ج۔ نان جن نے تانبے کے ہونے کی آزمائش کی تھی۔

س۔ کیا سنکیا ایسا زہر ہے کہ وہ ہضم نہیں ہو سکتا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ پس پانچانے کے راستہ سے کچھ نکل جاتا ہے اور کچھ رہ جاتا ہے۔ ج۔ نان۔ س۔ آپ سے دریافت کیا گیا تھا کہ ٹھفہ میں و بات کے مزہ ہونے کی کیا وجہ تھی کیا ایسا زہر سنکیا کے کھانے سے بھی ہوتا ہے۔ ج۔ اس بارے میں مختلف رائے ہیں۔ س۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ ج۔ آپ یہ دریافت کہتے ہیں کہ سنکیا میں مزہ ہے یا نہیں۔ صاحب پریسڈنٹ بولے کہ آپ کو اپنی تحقیقات سے کیا معلوم ہوا۔ ج۔ میں نے اس کو چکھا اور دوسری طرح سے میں نے آزمائش کی مگر مجھ کو کوئی مزہ اوسکا نہ معلوم ہوا۔ س۔ اپنی روایت جنرل ڈوگما شاید آپ نے سنکیا تھوڑی چکھی ہوگی۔ سار جین بلین مان صاحب نے کہا کہ سیفدر کرنیل فیہ صاحب نے چکھی ہوگی۔ ج۔ نہیں میں نے کافی سنکیا چکھی تھی اور میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے سنکیا

کھائی اذکام بیان ہے کہ منہ میں دہات کا سا فرہ آجاتا ہے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب صرف اسی قدر بیان کر سکتے ہیں جو پیشتر بڑے بڑے ڈاکٹروں کی رائے ہو چکی ہے۔ ج۔ دنل میں آدمیوں سے میرا سابقہ ہوا جنھوں نے سنکھیا کھائی اور جنھوں نے عینہ بیان کیا کہ منہ میں دہات کا سا فرہ آجاتا ہے۔ س۔ تیسری پاکٹ میں جو آپ کے پاس سنکھیا بھیجی گئی تھی وہ وہی ہی سنکھیا تھی جیسی کہ اول اور دوسری پاکٹ میں تھی ج۔ نان ویسی ہی تھی۔ س۔ کیا سنکھیا سب ایک قسم کی ہوتی ہے۔ ج۔ جنھیں مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ س۔ کیا آپ نے براؤے سے اس قدر سنکھیا کو علیحدہ کر لیا تھا کہ آپ کچھ سکین کہ تیسری پاکٹ میں سنکھیا وہی ہی تھی جیسی کہ براؤے میں تھی۔ ج۔ نان میں نے بخوبی خوردبین سے دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہی سنکھیا ہے۔ س۔ پس آپ کو معلوم ہوا کہ یہ وہی سنکھیا تھی۔ ج۔ نان وہی سنکھیا۔ س۔ آپ نے خوب دیکھا ہے کہ وہی سنکھیا تھی۔ ج۔ نان میں نے خوردبین سے دیکھا کہ وہی سنکھیا تھی۔ س۔ جبکہ آپ دہات کا فرہ بیان کرتے ہیں اس سے آپ کی غرض تانے کے فرے سے ہے۔ ج۔ نان۔ س۔ ذکر راؤ نے کہا کہ علاوہ سنکھیا کے اور بھی اس قسم کی چیزیں ہیں جنکی خاصیت سنکھیا کی ہو اور مملک ہوں۔ ج۔ نان اور چند اشیا ہیں۔ س۔ مھاراجہ جے پوریہ بات دریافت کرتے ہیں کہ سنکھیا پانی میں کھل سکتی ہے۔ ج۔ نان کھل سکتی ہے۔ بعد اسکے ایڈوکیٹ جنرل نے صاحب پریسیڈنٹ سے کہا کہ گوہنکا کٹھڑے اگر کمقدار پیچھے کو ہٹا دیا جائے تو مناسب ہے کیونکہ پورے میں گوہن کے واسطے کٹھڑے آگے کو بڑھایا گیا تھا۔ اب ہندوستانی گواہ آئین گے چنانچہ کٹھڑے پیچھے کو ہٹا دیا گیا اور ایک گواہ ہندوستانی طلب ہو کر وہیں کھڑا کیا گیا۔

صاحب پریسیڈنٹ نے دریافت کیا کہ یہ گواہ کون شخص ہے۔ ایڈوکیٹ جنرل نے جواب دیا کہ اسکا نام عبد اللہ ہے۔

اظہار محمد عبد اللہ گواہ

محمد عبد اللہ کے اظہار مقررہ روزاری صاحب نے لیے اسنے بیان کیا کہ جب کرنیل فریڈ صاحب بڑودے میں ڈریڈنٹ مقرر ہو کر آئے اسوقت سے میں کرنیل صاحب کا ملازم ہوں۔

کرنیل فیرو صاحب پالن پور سے یہاں آئے مین اون کے بعد پرودہ مین آیا پشتر حبیری عمر کم تھی اور لڑکا تھا اور کرنیل فیرو صاحب ح اپنی بیوا صاحبہ کے انگلستان کو جایا کرتے تھے اوس زمانے مین بھی اونکا مین نوکر تھا۔ پندرہ برس سے اونکی ملازی مین ہون کبھی موقوف ہو جاتا تھا اور کبھی پھر رکھ لیا جاتا تھا۔ نومبر گذشتہ مین اونکا مین نوکر تھا چو بداری بھی کر چکا ہون ماہ رمضان مین دوسرے درجہ کا مین نوکر تھا۔ اور دوسرے درجہ کے ملازم کا کام شربت تیار کرنے کا تھا جب مین جیار یا غیر حاضر ہو جاتا تو خان مان شربت بنایا کرتا تھا کرنیل فیرو صاحب روزیہ شربت پیا کرتے تھے ۹ نومبر کو اوس کمرے مین جہاں کہ شربت بنا کرتا تھا مین نے شربت تیار کیا اور اوسکو کھانے کے کمرے مین لے گیا وہاں سے سینے ایک طشتیری اور ایک برتن اور ایک چھری لے کر برتن مین پھلی کید کی اور دو تین تازنگیان رکھ کر سب چیزوں کو صاحب کے کمرے مین لے گیا اور حسب قاعدہ منٹھ دھونے کے منبر پر اوسکو رکھا اور وقت ساڑھے چھ بجے پر دو تین منٹ گذرے تھے بعدہ اوس کمرے مین دو آدمی آئے ایک کا نام گو بند اور دوسرے کا نام بلا پاتا تھا۔ ایک آدمی کمرے مین جھاڑ دیتا تھا اور دوسرا ہر ایک چیز کو جھاڑتا پونچھتا تھا پھر مین نے صاحب کے واسطے کپڑے نکالے کرنیل فیرو صاحب کے آنے سے پشتر مین پھر کمرے مین نہیں گیا مگر حسب وقت فیرو صاحب آئے اور وقت مین وہاں گیا اور اس روز مینے چکو ترہ کا شربت اس طرح سے بنایا تھا۔ اول مین نے چکو ترے کو چھری سے پھیل کر کاٹا پھر اوسکو مین نے سوپ پلیٹ مین رکھا اور چاندی کا گچھ سے اوسکو دبا دبا کر عرق نکالا بعدہ ایک بار ایک کپڑے مین مین نے اوسکو چھان لیا۔

سوالات جرح سار حسب میلن ٹاٹن صاحب

س۔ اوس کمرے کے روبرو برآمدہ تھا یا نہیں۔ ج۔ ہاں برآمدہ ہے اور اوس برآمدے مین اندر اور باہر سے راستہ ہے۔ س۔ یہ برآمدہ روز صاف کیا جاتا ہے۔ ج۔ بعض بعض مرتبہ اور جو برآمدہ اندر کی طرف ہے وہ روز صاف کیا جاتا ہے۔ اور مین بخوبی نہیں دیکھ سکتا کہ باہر کا برآمدہ روز جھاڑا جاتا ہے یا نہیں۔ س۔ مین بخوبی نہیں سمجھتا کہ تم اندر کا برآمدہ کسکو کہتے ہو ج۔ صاحب کی کچھری کے کمرے مین جانے کے دو راستہ مین ایک باہر کے برآمدے سے اور دوسرا

اندر کے برآمدے میں ہو کر ہے۔ س۔ ایک برآمدہ ہے یادو برآمدے میں۔ ج۔ برآمدہ
ایک ہے مگر تھوڑا برآمدہ کھلا ہوا ہے۔ س۔ یہ برآمدہ روز صاف ہوتا ہے۔ ج۔ باز
اندر سے روز صاف ہوتا ہے۔ س۔ اوس روز یہ برآمدہ صاف کیا گیا تھا۔ ج۔
میں یہ بات اچھی طرح سے نصین کھے سکتا کیونکہ یہ میرا کام نصین ہے حال کیا ہے۔ س۔
صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے سوال کیا کہ تم نے ۵۔ نومبر کو دیکھا تھا کہ کوئی شخص۔ برآمدہ کو
کرتا تھا۔ س۔ دو شخص اوس میں سوتے تھے اور وہی صاف کیا کرتے تھے۔ س۔
سوال کا جواب یہ نہیں ہو سکتا۔ ۵۔ نومبر کو صاف کرتے ہوئے برآمدہ کو دیکھا تھا۔ س۔
اظہار گو بند بالو

گو بند بالو بلایا گیا اور مسٹر انور رانی صاحب نے اس کے اظہار یہ اسے بیان کیا کہ میں چالی
ہوں اور ریڈنسی کا ملازم ہوں جب کرنل واکر صاحب دو سال کی رخصت لیکر آگیا تھا
گئے تھے میں اوس زمانے میں نوکر تھا اسکو پانچ چھ برس ہوئے میرا کام ہے کہ صاحب زریں
کی سچ کی کچھری کا کمرہ صاف کیا کروں مجھکو ۹۔ نومبر دشنبہ کا روز خوب یاد ہے اوس روز
صبح کو میں نے کمرہ صاف کیا تھا سات بجے سے پہلے جب صاحب ہو اٹھانے کو گئے تھے تو
میں نے کمرہ صاف کیا تھا اور میں اوس روز کمرے میں آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ تک رہا ہوں
میں کمرے کے اندر ہی تھا کہ عبد اللہ بھی کمرے میں آیا لکٹرن سپاہی دو اتارے ہوئے باہر
کھڑے تھا سب سے اول بلا پا اوس کمرے میں گیا اور وہ کمرے کو صاف کر کے چلا آیا بلا پا اوس
حال ہے عبد اللہ اندر تھا اور صاحب کے کپڑے کاٹتا تھا کپڑوں کے نکالنے کے بعد بوڑھے
صاف کیے اور باہر نکل آیا راؤجی حوالدار بھی اوس کمرے میں گیا مگر عبد اللہ کو کھانے کو بعد دیا گیا
نخاردی کی ٹوکری صاحب کی مینر کے پاس رہا کرتی تھی راؤجی نے کہا کہ اس روئی کی ٹوکری
کو دوسری ٹوکری میں کر دینا چاہیے یہ روئی کاغذ کی جمع کی جاتی تھی اس لیے اسکو چھپکا نصین
کرتے تھے دو ٹوکری روئی کی رہتی تھیں ایک ٹوکری اندر رہتی تھی اور دوسری باہر۔
راؤجی نے اندر کی ٹوکری کے کاغذ باہر کی ٹوکری میں ڈال دیے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے
کہا کہ اس بات کے کہنے سے تمہاری کیا غرض ہے۔ گو اس نے بیان کیا کہ روئی اندر کے

کمرے میں رہتی تھی اور اسکے کاغذ باہر کے کمرے کی ٹوکری میں ڈال دیے گئے تھے راجی اندر کی ٹوکری سے وہ کاغذ لایا اور باہر کی ٹوکری میں وہ کاغذ رکھ دیے اندر جو میز پر آؤ۔ میں صاف کیا کرتا ہوں منہ دھونے کی میز سے بھی میں بخوبی واقف ہوں ہر روز تازہ پانی لا کر اوپر رکھا کرتا ہوں۔ ۹۔ نو میز کو اوپر میں نے تازہ پانی باہر کے گھڑے سے لا کر رکھا اور اس گھڑے میں پانی بہشتی بھرا کرتا ہے یہ پانی صرف صاحب لوگوں کے استعمال کو واسطے ہے میں بے عبد اللہ کو شربت لاتے ہوں اور میز پر رکھتے ہوں بھینج لکھا میں سات بجے اس کمرے میں گیا تھا جب صاحب سو اٹھا کر واپس آئے میں نے ان کو بھینج دیکھا۔

سارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے اس گواہ سے کچھ سوال بھینج کیے۔

ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میں سسی بلا پادوسرے محال کو بلاتا ہوں صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ آپ نے گھڑے کی نسبت کچھ سوال بھینج کیا چنانچہ گواہ واپس بلا یا گیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے اس سے سوال کیا۔ گواہ نے بیان کیا کہ کھانے کے کمرے کے باہر ایک دیوار ہے جہاں کہ گھڑے رکھے جاتے ہیں۔ اس کے سامنے دربار کا کمرہ ہے وہاں لوگ آتے جاتے ہیں اس مقام پر گھڑے رکھتے ہیں صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ بہ نسبت سابق کے اب کچھ انتظام رزٹرنسی کا بدل گیا ہے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے سارجنٹ بلین ٹائن صاحب سے کہا کہ آپ اس گواہ سے کچھ سوال جرح کرنا بھینج چاہتے۔ جواب دیا۔ بھینج۔

اظہار بلا پاد گواہ

مسی بلا پاد کے اظہار ایڈوکیٹ جنرل نے پئے۔ اس نے بیان کیا کہ میرا نام بلا پادوسرے میں محال اور رزٹرنسی کا نوکر ہوں۔ ۹۔ نو میز کو صاحب کا کمرہ میں نے صاف کیا تھا۔ سارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے اس گواہ سے کچھ سوالات جرح بھینج کیے۔

اظہار لکٹمن

لکٹمن درباس سنگھ کے اظہار رٹرنس صاحب نے پئے اس نے بیان کیا کہ ۹۔ نو میز کو کرنیل فیرو صاحب کے بج کے کمرے کی میز میں نے صاف کی تھی میز کو صاف کر کے ڈیوڑھی پر گیا اور جہاں کہ سپاہی بیٹھا کرتے ہیں وہاں جا بیٹھا میں بھینج جاتا کہ میرے جانے کے بعد

وہاں کیا ہوا تھا نے مجھ کو چھٹی دہی میں ڈاکخانہ کو چلا گیا اس چھٹی کو سو اسات یا ساڑھے سات بجے لے گیا تھا برآمدے سے جانے وقت کوئی شخص مجھ کو نہیں ملا مگر میں جب ڈاکخانے سے واپس آتا تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا یعنی سالم اور یہ وہی سالم تھا جو مہاراجہ صاحب کے ساتھ آیا کرتا تھا وہ مجھ کو نامے کے قریب ملا تھا اور رزیدنسی کو آتا تھا جو وقت میں رزیدنسی میں پھونچا تو وہ موجود تھا اور جس جگہ ولایتی درخت لگے تھے وہاں کھڑا تھا درختوں سے آٹھ نو قدم کا فاصلہ رزیدنسی کا ہے ڈاک خانے کی آمد رفت میں یوں گھنٹہ لگا ہو گا سالم انھیں درختوں کے پاس کھڑا بنا۔ سارجنٹ ہیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو اس گواہ سے کوئی سوال کرنا منظور نہیں ہے۔

اظہار جہوں میان گواہ

جہوں میان کے اظہار ایڈووکیٹ جنرل نے یہ اوسے بیان کیا کہ میں کمپو کا کو تو ال ہون مجھ کو ۹ نومبر خوب یاد ہے اوس روز مجھ کو ناما بگل کی زبانی کچھ خبر معلوم ہوئی تھی چنانچہ ڈاکٹر سیورٹ صاحب سے میں نے اوسکی اطلاع کی اور اوسی روز ۲ بجے مجھ کو معلوم ہوا کہ کرنل فیئر صاحب کو زہر دینے کا ارادہ ہوا تھا۔ اور یہ بات ڈاکٹر سیورٹ صاحب نے مجھے کھی تھی میں نے اس بات کا ذکر دوسرے کسی شخص سے نہیں کیا بعد ناما بگل سے میں نے اوجاہ بیچنے کے درمیان میں البتہ کہا تھا۔

صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ میں نے ناما بگل سے کہا تھا کہ کرنل فیئر صاحب کے زہر دینے کا کیا ارادہ ہوا ہے یہ منے قبل اوسکی اطلاع کے کہا تھا یا بعد اس کے بیان کرنے کے۔ ج۔ جو وقت میں نے ڈاکٹر سیورٹ صاحب سے اطلاع پائی اوس وقت میں نے ناما بگل سے کہا تھا۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گواہ کیا کہتا ہے اوس سے پھر دریافت کیا جاوے چنانچہ بروقت دریافت کے اوسنے کہا کہ اول مجھ سے ڈاکٹر سیورٹ صاحب نے کہا تھا بعد اسکے میں نے ناما بگل سے کہا اور اوس سے میں نے اس عرض سے کہا تھا تا کہ کچھ مفصل حال اوس سے دریافت ہو۔ س۔ جب میں نے ناما بگل سے کہا تھا تو یہ بھی اوس سے منے کہا تھا کہ یہ ذکر ڈاکٹر سیورٹ صاحب نے مجھے کیا۔ ج۔ مان۔

سوالات جرح سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب کے -

س۔ جب نیٹے ٹائما جگت وہ کہا جو تم سے ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے کہا تو تم سے ٹائما جگانے کچھ
کہا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ اوسکے بعد تنے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کو دیکھا۔ ج۔ مان۔ دو سہ
روز صبح کی وقت۔ س۔ اوس سے تنے دی کہا جو ٹائما جگانے سے کہا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔
ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے سے تحقیقات کرنے کو کہا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ نیٹے ڈاکٹر سیورڈ صاحب
نے کیا کہا تھا لفظاً لفظاً بیان کرو۔ ج۔ مجھے اونیون نے کہا تھا کہ ایک شخص نے کرنیل
وی صاحب کو زہر دیا لیکن معلوم نہیں کہ کسے دیا لہذا تم تحقیقات کرو۔ س۔ کیا تم سے صرف
اسی قدر ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا۔ ج۔ مان۔ اسی قدر کہا تھا۔ س۔ نیکو خوب یاد ہے کہ سفید
کھٹا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ اونیون نے کسی شخص کا نام نہیں لیا۔ ج۔ اونیون نے کسی کا نام
نہیں لیا۔ س۔ یہ تحقیقات ملکو کیون سپرد کی گئی۔ ج۔ یہ تحقیقات اس واسطے میرے سپرد کی گئی
کہ میں یہاں کا کووال ہوں۔

اظہار ٹائما جگا گواہ

ٹائما جگا کے اظہار مشورہ انوری صاحب نے یہ اسے بیان کیا کہ میں بازار کا مقدم ہوں اور
صفائی وغیرہ کی نگرانی میرے تعلق ہے۔ ۹۔ نو مبر مجھ کو خوب یاد ہے میں سالم کو جو گیکو اوکا سوار
ہے جانتا ہوں میں نے ۹۔ نو مبر کو صبح کے ۸ بجے اوسکو دیکھا تھا۔ میں ایک مقام کہانی پورہ ہے
اوسکو صاف کرتا تھا سالم بازار کی طرف گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے کو خوب تیز لیجا تا تھا وہ شہر کی طرف
آتا تھا اور صدر بازار کو جاتا تھا وہ مجھ کو پہل پر ملا تھا میں جگا اور راوجی کو جو زبردستی میں ملازم
ہیں جانتا ہوں یہ دونوں صدر بازار میں رہتے ہیں پانچ منٹ کے بعد سالم گھوڑے پر سوار
اوس طرف سے واپس آیا اور شہر کی طرف گیا اوس وقت اوسکا گھوڑا زیادہ تیز نہیں جاتا تھا
میں نے جھون میان کووال سے سالم کا ذکر کیا جب صدر بازار سے وہ واپس آیا تو مجھے کچھ
بات کی تھی

سوالات جرح سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب کے

س۔ جب تم سے اور سالم سے باتیں ہوئی تھیں تو سالم کا گھوڑا آہستہ آہستہ جاتا تھا یا تیز جاتا تھا

ج۔ جانے وقت تیز جاتا تھا اور آنے کے وقت آہستہ آہستہ۔ س۔ سالم کا نام دہر کے
 دیے جانے میں تم سے کہنے کہا تھا۔ ج۔ بھین۔ بعد اسکے راوی بھی بلائے گئے۔ اور سوقت سنا
 بلین بائن صاحب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مھاراجہ صاحب بھی بلائے جائیں چنانچہ
 بموجب حکم صاحب پریسڈنٹ مھاراجہ صاحب بلائے گئے۔
 پریسڈنٹ صاحب نے پوچھا کہ مھاراجہ کو کیوں بلائے ہو ساجنٹ صاحب نے کہا کہ مھاراجہ
 صاحب نے کہا تھا کہ جب راوی کے اظہار ہوں تو میں بلایا جاؤں۔
 ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ ایک گواہ اور ہے اگر اجازت ہو تو وہ بلایا جاوے چنانچہ محمد علی بخش
 گواہ بلایا گیا۔

اظہار محمد علی بخش گواہ

محمد علی بخش کے اظہار مسٹر انور رائی صاحب نے دیے۔ اوسنے بیان کیا کہ میں رزیدنسی کا
 چپراسی ہوں ۹ نومبر ۱۹۰۷ء کا روز مجھ کو خوب یاد ہے سالم جو گیکو اور کا سوار ہے اوسکو میں جانتا
 ہوں۔ ساڑھے چھ بجے یا ۷ بجے میں نے سالم کو رزیدنسی میں دیکھا تھا۔ اوسوقت تک صبا
 رزیدنٹ ہو خوری سے واپس بھین آئے تھے میں ڈیوٹی ہی میں ایک صندوق پر بیٹھا ہوا
 تھا اور سالم گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے کھڑا تھا یہ صندوق ڈیوٹی ہی کے بائیں طرف رکھا
 ہوا ہے جو سوٹ ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے پاس میں چھٹی لے گیا اوسوقت سالم کو سینے وٹان
 بھین دیکھا مجھے اور سالم سے کچھ باتیں ہوئی تھیں اوسنے کہا تھا کہ تم بازار کو جاتے ہو یا
 کہتے جاؤ مجھ کو تھوڑے بسکٹ لادو جب میں رزیدنسی کو واپس آیا تو میں نے سالم کو وہاں
 بھین دیکھا اوسنے مجھے نہ وہ روپیہ مالکانہ بسکٹ طلب کیے۔ مجھ کو خوب یاد ہے کہ اوسوقت
 میں نے مسٹر بروی صاحب کو دیکھا تھا۔ وہ دین روز کے بعد صاحب رزیدنٹ نے مجھ کو
 حکم دیا کہ میں سالم یا اور کسی شخص سے نہ بولوں جو وقت میں رزیدنسی کو واپس آیا مجھ کو
 ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے غصے میں نے سلام کیا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھے پوچھا کہ تم کیا لائے
 مسٹر انور رائی صاحب نے کہا کہ میں تم سے یہ بات بھین پوچھتا کہ اونھوں نے تم سے
 کیا دریافت کیا تھا اور تم سے ڈاکٹر صاحب بولے تھے یا بھین۔ ج۔ ہاں بولے تھے اور

مین اوں سے بولا تھا۔ مسٹر رائسن صاحب نے اس گواہ سے سوالات جرح کیے۔
 س۔ کرنیل فیروز صاحب نے منہارے اظہار پئے تھے۔ س۔ ج۔ ٹھیں۔ مسٹر بیوی صاحب
 نے میرے اظہار پئے تھے۔ س۔ یہ اظہار کرنیل فیروز صاحب کے روبرو اونھوں نے پئے تھے۔
 ج۔ نہیں۔ کرنیل فیروز صاحب علیحدہ بیٹھے تھے۔ س۔ تھے کرنیل فیروز صاحب کے روبرو اپنے
 کسی بیان پر دستخط کیے تھے۔ ج۔ نہیں۔ کیونکہ کرنیل فیروز صاحب وہاں موجود تھے۔ س۔
 تھے مسٹر بیوی صاحب سے کہا تھا کہ جب تم بازار سے واپس آئے تو مجھے سالم سے کہد یا تھا کہ
 کہ بسکٹ تیار ٹھیں ہن۔ ج۔ ہاں مین نے دور سے کہد یا تھا۔ س۔ دو منٹ ہوئے تھے
 بیان کیا تھا کہ بازار سے واپس آئے ہوئے مینے سالم کو ٹھیں دیکھا۔ اب بیان کرو کہ تھے
 سالم کو کب دیکھا تھا۔ ج۔ جب مین ڈاکٹر صاحب کے بنگلے سے آنا تھا تو اسکول کے قریب دیکھا
 س۔ جب تھے قریب اسکول کے دیکھا تھا تو کون وقت تھا۔ ج۔ ساڑھے سات یا آٹھ بجے
 ہون گے۔ س۔ اس کے بعد تھے سالم کو ٹھیں دیکھا۔ ج۔ ہاں جب مین بنگلہ کو آتا تھا اور وقت سالم کو ٹھیں
 ساڑھے دیکھتے جنرل نے محمد علی بخش کا دوبارہ اظہار لیا۔ س۔ جب
 تھے سالم کو اسکول کے قریب اور ڈاکٹر صاحب کے بنگلہ کے پاس دیکھا تھا تو وہ کیا کرتا تھا۔
 ج۔ وہ شہر کی طرف جاتا تھا۔ س۔ گھوڑے پر یا پیدل۔ ج۔ گھوڑے پر۔ س۔ کتنی
 دیر کے بعد اس کو تھے گھوڑے پر دیکھا تھا۔ ج۔ ۹۔ بجے۔
 صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ بنگلہ پر ترجمہ کیا مین مانی لارڈ۔ مسٹر انورانی صاحب نے
 کہا کہ رزٹڈنسی پر ترجمہ کیا مین رزٹڈنسی پر۔ ایڈوکیٹ جنرل نے گواہ کی طرف مخاطب
 ہو کر سوال کیا۔ کہ تم سے اور سالم سے کچھ باتیں ہوئی تھیں۔ ج۔ او سو وقت کچھ باتیں ٹھیں
 نہیں ہوئی تھیں۔ س۔ سو فکر اور پوچھا کیا سالم کا قاعدہ تھا کہ ہر روز رزٹڈنسی کو آیا کرتا تھا۔
 اس کے آئے کا کوئی دن خاص مقرر تھا۔ ج۔ دو شنبہ اور جمعرات کو وہ آتا تھا۔ س۔
 ۹۔ نومبر کو کیا دن تھا۔ ج۔ دو شنبہ کا روز اور دیوالی کا دوسرا روز تھا۔ او سو وقت
 ٹھیں رازہ عدالت مین آئے اور رازہ جی گواہ طلب ہوا۔

انٹھار ر راؤ جی لواہ

راؤ جی جین کے انٹھار ایڈوکیٹ جنرل ڈیو اونیویان کیا کہ میں رزیدنسی کو طر سون کا حوالہ داتا تھا اور
 ڈیڑہ برس یا سو برس سو اس عہدہ پر ہوں۔ کینل فیہ صاحب مجھ کو مقرر کیا تھا میں صدر بازار میں ہا
 کرتا تھا کوئی رزیدنسی کا ملازم میری ساتھ یا میری پاس نہیں رہتا تھا میں سالم کو جاتا ہوں جو مھاراجہ
 صاحب کا ایک سوار پر جب وہ بنگلہ کو آیا کرتا تھا او سو وقت سے میری اد کے ملاقات ہونگے سو میری غرض
 رزیدنسی پر دھینے قبل کیشن کی نشست سے جو دربارہ سماعت نالین کا ٹکٹا ران کے ہوتی تھی اور جب کو
 برس کا عرصہ ہو سالم نے مجھے کہا کہ مھاراجہ صاحب نے ٹکٹو بلایا ہے وہ تہے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں
 تم مھاراجہ صاحب کے پاس چلو میں نے اوس سے کہا کہ بالفعل میرا آنا ہوگا وہ مجھے اصرار کرتا
 رہا آخر کار میں جاتے پر راضی ہوا۔ چنانچہ اول مرتبہ اتوار کے روز مھاراجہ صاحب کے پاس
 گیا شام کے بجائے رزیدنسی سے میں روانہ ہوا۔ اول میں نیوٹ راد کے پاس گیا یہ شخص
 مھاراجہ صاحب کا جاسوس ہے وہ رزیدنسی کو آیا کرتا تھا۔ اوس کا گھبرنی بازار میں ہے۔
 اوس کے پاس سالم بھی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ کو نیوٹ راد اور سالم مھاراجہ صاحب کے پاس سے گئے
 مھاراجہ صاحب کا مکان شہر کے اندر ہے اوس مکان میں نظر باغ ہو کر اوس راستہ سے گیا
 جو مکان کے پیچھے سے ہے جب مجھ کو یہ دونوں شخص زینے پر سگے تو پاک کرب پر مجھ کو بٹھایا
 سالم میرے پاس بیٹھا رہا نیوٹ راد مھاراجہ صاحب سے اطلاع کرنے کے واسطے گیا چنانچہ
 مھاراجہ صاحب نیوٹ راد کے ساتھ آئے اور میں نے اؤ کو پہچانا اور اؤ ٹھہ کر سلام کیا۔
 مھاراجہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ تم بنگلے سے خبر لاسکتے ہو اگر بنگلے سے خبر لاؤ گے تو میں ٹکٹو خوب
 انعام و اکرام دون کا اور جب خبر لاؤ گے تو میں ٹکٹو خوش کیا کروں گا۔ تم مجھ کو ہمیشہ خبریں دیا
 کرو میں ٹکٹو ہمیشہ خوش کیا کروں گا۔ مھاراجہ صاحب نے یہ بھی مجھے پوچھا کہ تم رزیدنسی
 کے جمعدار کو بخوبی جانتے ہو میں نے کہا ہاں۔ مھاراجہ صاحب نے یہ بھی مجھے پوچھا کہ اوس سے
 اور تم سے دوستی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ آئندہ جمعدار کو بھی اپنے
 ہمراہ لانا میں نے کہا ہاں۔ بعد مھاراجہ صاحب مجھے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے
 ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ ادھر ادھر کے فظ کا ترجمہ اس سے بہتر اور بخیر ہو سکتا اوس نے کہا

کو نہیں اس سے یہ غرض ہے کہ متفرق باتیں ہوا کین۔ بعدہ گواہ نے بیان کیا کہ جب میں
مھاراجہ صاحب کے پاس جایا کرتا تھا تو نیشنوت راؤ اور سلم سوار میرے ہمراہ جایا کرتے تھے
میں ہمیشہ مھاراجہ صاحب کو رزیدنسی میں لوگوں کے آنے کی اطلاع دیا کرتا تھا۔
اسکے بعد میرا نیشنوت نفع کھانے کے واسطے آوٹھے۔

جب نفع کے بعد کیشن جمع ہوئی تو اس گواہ نے بیان کیا کہ جب پیشتر کیشن جمع ہوتی تھی
تو اس زمانے میں میں مرتبہ مھاراجہ صاحب کے پاس میں گیا تھا ہمیشہ اسی مکان میں
مھاراجہ صاحب سے میری ملاقات ہوتی اور جس طرح کہ اول مرتبہ ہوتی تھی اوس طرح دوسری
مرتبہ بھی ہوتی تھی۔ میں ہمیشہ مھاراجہ صاحب کو اطلاع دیا کرتا تھا کہ رزیدنسی میں کیا
کارروائی ہوتی ہے کیونکہ میں کیشن کی کارروائی سے بخوبی واقف تھا میں سنا کرتا تھا کہ
لوگ کیشن کے رد و کیا شکایت کرتے ہیں وہی مھاراجہ صاحب سے جا کر کھدیتا تھا اور ان تمام
میں مھاراجہ صاحب سے میں نے اپنی شادی کا حال بیان کیا مھاراجہ صاحب نے بطور خیر
شادی کے مجھ کو پانچ سو روپے دیے جس زمانے میں کہ کیشن تھیقات کرتی تھی اور وقت مجھ کو
یہ پانچ سو روپے دیئے تھے۔ مھاراجہ صاحب نے نیشنوت راؤ سے پانچ سو روپے دیئے کا حکم
دیا تھا چنانچہ اسے مجھ کو روپہ لاکر دیئے تھے۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ مائی لارڈ اگر دروازے بند کر دیے جائیں تو مناسب ہے
کیونکہ روشنی کی چمک زیادہ ہے۔ مٹر ٹول صاحب نے کہا کہ کٹر کیون کے بند کرنے کی کچھ
ضرورت نہیں ہے۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ حلین کا ڈالنا ضرور ہے۔ صاحب پریشد
نے حکم دیا کہ مٹر چارڈین صاحب یہ کارروائی کریں۔

گواہ نے بیان کیا کہ نیشنوت راؤ میرے پاس روپہ نہیں لایا تھا بلکہ اسے مجھے آکر کہا تھا کہ
محل میں آکر روپہ لے جاؤ۔ چنانچہ ایک شخص نکمے والا رزیدنسی کا جکانام جکا تھا اور سکوینے
اپنے ہمراہ لے گیا جب میں محل میں پہونچا تو مجھ کو ایک سپاہی ملا پھر نیشنوت راؤ۔

نیشنوت راؤ کے کارکن نے مجھ کو پانچ سو روپے دیئے اور وقت کارکن اور جکا موجود تھا
اور کوئی شخص تھا کارکن کا نام دلپت تھا میں نے چار سو روپے شادی میں صرف کیے

اور سوار سپہ امانت میں رکھے اور جبکہ پاس امانت رکھوانی تھی اس سے یہ بات کہی
 کہ جو وقت چاہوں گاے لون گا اس چار سوار سپہ کا کچھ زیور بنایا اور کچھ کپڑا
 جس زمانے میں کہ کمیشن کا اجلاس ہوتا تھا میری شادی ہوئی تھی کمیشن کے ختم ہونے
 سے دو تین روز بعد سالم کو میں نے دیکھا تھا اوسے مجھے کہا کہ میں نے جمعدار کو بھی لکھی
 کر لیا ہے اور مجھے کہا کہ جمعدار نے ہمارا بھ صاحب کے پاس آنے کا وعدہ کیا ہے جب
 جمعدار آئیں تو تم بھی اوتھیں کے ساتھ آنا اوسی روز شام کو میں نے جمعدار سے ذکر کیا
 جمعدار نے کہا کہ اچھا میں اتوار کے روز چلون گا مجھ کو جھینا یا دھین لیکن اس قدر یاد
 ہے کہ کمیشن کو ختم ہوئے آٹھ دنس روز ہوئے تھے انتظام یہ کیا گیا تھا کہ اول شونت راؤ
 کے مکان پر میں جاؤں جمعدار شونت راؤ کے مکان پر مجھ کو مل گئے مجھ کو یاد ہے کہ چکایا
 کھجائی میرے ساتھ گئے تھے یہ دونوں آدمی نیکھے دسے میں اور اب یکار میں ایک شخص
 کا میرے ہمراہ ہونا مجھ کو خوب یاد ہے جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو نرسو جمعدار اور سالم اور
 شونت راؤ جھوٹے ہم لوگ نظرباغ کی طرف ہو کر گیا اڑکے محل میں گئے اور شونت راؤ شہر
 میں ہو کر گئے۔ سالم سوار میرے ساتھ گیا تھا۔ ہم لوگ جب زینہ پر پہنچے تو اوس وقت جمعدار
 ہمارے ساتھ تھا اور نیکھے والا بچہ کھڑا رہا کمرے میں ہم سب بٹھائے گئے سالم ایک اور
 زینہ پر گیا تھوڑی دیر کے بعد مجھ کو اور نرسو جمعدار کو ہمراہ لے گیا جب ہم وہاں پہنچے تو
 ہمارا بھ صاحب ایک پنج پر بیٹھے ہوئے تھے اوسکے قریب ایک غلخانہ تھا وہاں شونت راؤ
 اور سالم اور ہمارا بھ صاحب تھے ہمارا بھ صاحب سے اور جمعدار اور مجھ سے باتیں ہوئیں
 ان باتوں سے یہ مطلب تھا کہ زینہ نشی میں جو جو باتیں ہوا کریں اوسکی اطلاع ہمارا بھ صاحب
 کو دیجا یا کرے ہمارا بھ صاحب کہا کہ چونکہ تم لوگ ٹرودو میں رہتے ہو ہر روز کی خبر مجھ کو دیا
 اور ہمارا بھ صاحب نے جمعدار سے کہا کہ تم میرے جمعدار سو تم سب سوار وہاں کو جانتے ہو۔
 اس سے مجھ کو اطلاع دیا کہ وہ کون کون کون سا سردار آتا ہے اور کیا کیا باتیں ہوا کرتی ہیں جمعدار
 نے وعدہ کیا کہ بذریعہ سالم کے برابر آپ کو خبریں چھوچایا کروں گا اگر آپ کے نزدیک مناسب
 ہو تو آپ اوں خبروں کو لکھ لیا کیجئے ہمارا بھ صاحب نے کہا کہ جو ضروری خبر ہو کرے وہ

لکھ کر بھیج دیا کہ دو جمعہ راتے مہاراجہ صاحب سے کہا کہ میرے بھائی کی پیشن موقوف ہو گئی ہے آپ اس کے واسطے کچھ بندوبست کیجیے مہاراجہ صاحب نے کہا کہ میں اسکا کچھ بندوبست نہیں کر سکتا تم صاحب زریڈنٹ کو عرضی دو جمعہ رات کا بھائی مہاراجہ صاحب کے پاس نوکر تھا بعد اس کے کچھ گفتگو نہیں ہوئی اور پھر مہاراجہ صاحب نو ساری کو چلے گئے۔

قبل جانے نو ساری کے مین تین چار مرتبہ مہاراجہ صاحب کے پاس گیا مین اور جمعہ رات کو غیر صاحب کی اردلی مین تھے جبکہ وہ نو ساری کو گئے تھے مہاراجہ صاحب سے اور مجھ سے کہی کہ نو ساری مین ملاقات ہوئی بیسونت راؤ کا بیٹا ایک راؤنی مین وٹان رہتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھ کو سالم مہاراجہ صاحب کے پاس لے گیا اور ملاقات کرائی اس روز مہاراجہ صاحب نے دربارہ بھائی پونا کر کے مجھے گفتگو کی اور کہا کہ اگر تم متواتر خبریں دو گے تو تم کو بہت خوش کروں گا اور کہا کہ تم دو درہنت یا دو موڈ پر رہ کر کہانتے ہو مین نے کہا کہ مان جانتا ہوں۔ مین دفعہ پڈرو کے ساتھ مہاراجہ صاحب کے پاس گیا تھا جبکہ مہاراجہ صاحب نو ساری سے واپس آئے تو بیس اکیس مین مہاراجہ صاحب کے پاس گیا پڈرو سے مہاراجہ صاحب نے دریافت کیا کہ صاحب کس وقت کھانا کھائے مین اور کھانے وقت کیا کیا باتیں ہوئی مین۔ پڈرو نے جواب دیا کہ شام کے وقت کھانا کھائے مین۔ چھوٹی میصاحبہ آپ کی بہت تعریف کیا کرتی مین اگر آپ صاحب سے دوستی رکھیں تو آپ کے واسطے بہتر ہوگا۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ مین صاحب سے دوستی رکھتا ہوں لیکن صاحب مجھ سے خفا رہتے مین۔

گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر آپ صاحب سے اچھی طرح رہیں گے تو صاحب بھی آپ پر مہربانی رکھیں گے۔ چھوٹی میصاحبہ سو غرض بیوی صاحب کی میصاحبہ سے ہے مہاراجہ صاحب نے پوچھا کہ تم اپنے وطن گواہ کب واپس آئے پڈرو نے کہا کہ مین چار روز ہوئے اس وقت مہاراجہ صاحب نے پڈرو کو ایک پوڑیہ دی اور کہا کہ صاحب کے کھانے مین ڈال دینا۔ جب پڈرو اپنے گھر کو جاتا تھا تو اس نے کچھ روپیہ سالم سوار سے لیا تھا۔

ایڈووکیٹ جنرل نے ممبران کمیشن سے کہا کہ اس وقت چار بج گئے کیا اور بھی کسی گواہ کے اہلکار لیے جائیں گے ممبروں نے کہا کہ آج عدالت بہت ہولناک ہو کر پھرتی ہو گا چنانچہ عدالت بہت جلد ہوئی

اجلاس روز ہشتم در اوجی کا اظہار پھر شروع ہوا

جبکہ عدالت جمع ہوئی تو سر لوئس پیلی صاحب آئے اور حضور ٹھہر اور وطن کھانے کے وقت تک اجلاس کمیشن میں موجود رہے۔ ایڈووکیٹ جنرل نے راوجی سے سوالات مندرجہ ذیل کیے۔

س۔ تینے مجھے کل کے روز بیان کیا تھا کہ میں مہاراجہ صاحب کے پاس پتھر کے ہمراہ گیا تھا بیان کرو کہ سوائے پتھر کے کوئی شخص اور بھی تھا سح۔ میرے ساتھ نرسو مہاراجہ صاحب اور قبل اسکے بھی بعد وہی نوساری کے کئی مرتبہ جمعہ دار اور نکمے واسے کے ساتھ مہاراجہ صاحب کے پاس گیا تھا۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ اس گواہ سے کہا جائے کہ اور زیادہ آواز سے بولے۔ کیونکہ مہاراجہ صاحب اور سکی آواز خفین سن سکتے۔ گواہ نے بیان کیا کہ نوساری سے پندرہ روز آنے کے بعد تین سو روپے مجھ کو ملے تھے یہ روپے مجھ کو نرسو مہاراجہ صاحب نے دیے تھے اور کہا تھا کہ مہاراجہ صاحب نے تم کو دیے ہیں بعد اس کے میں اور نرسو مہاراجہ صاحب کے پاس گئے۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ صاحب مجھ پر ظلم کرتے ہیں اگر کوئی بات میں تم سے کہنا تو اسکو تم مانو گے ہم لوگوں نے کہا ناں مائینگے مہاراجہ صاحب نے دریافت کیا کہ صاحب کوفت کھانا کھاتے ہیں اور کیا کھاتے ہیں پہنے جواب دیا کہ وہ ہمارے سامنے کھانا نہیں کھاتے ایسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کیا کھاتے ہیں وہ ہم لوگوں کے سامنے شربت ضرور پیا کرتے ہیں اور کوفت مہاراجہ صاحب نے پوڑیہ دی اور کہا کہ یہ صاحب کے شربت میں ڈال دینا میں نے مہاراجہ صاحب سے پوچھا کہ ہمیں کیا ہے اور انھوں نے کہا کہ ہر ہے نہیں کہا کہ اگر صاحب کو ضرر پہنچا تو ہم لوگوں کی بڑی خرابی ہوگی مہاراجہ صاحب نے کہا کہ کچھ نہ ہوگا بلکہ عرصے کے بعد اثر ہوگا مہاراجہ صاحب نے کہا کہ اگر اس پوڑیہ نے اثر کیا تو میں تم کو لاکھ روپیہ اور اپنے یہاں نوکری دونوں کا اور تمھارے ہاں بچوں کی خبر گیری رکھوں گا۔

س۔ یہ پوڑیہ تم کو کس تاریخ کو دی گئی تھی۔ س۔ مجھ کو یاد نہیں۔ س۔ ہر ایک پوڑیہ میں کس قدر زہر تھا۔ س۔ گواہ نے اوٹھکی کے اشارے سے بتایا کہ اس قدر زہر تھا۔ س۔ مشر طول صاحب۔ کیا اوٹھکی بھر تھا۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ اسکو تھوڑی مٹی دینا چاہیے تاکہ وہ

بیان کرے چنانچہ ٹھوڑی مٹی آئی اور اس نے بیان کیا کہ اس قدر تھا۔ سار جٹ سیلن ٹائن صاحب ہوئے کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ مٹی عدالت میں رکھ لی جائے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے حکم دیا کہ مسٹر جارج ڈین صاحب سکریٹری اس مٹی کو اپنے پاس رکھیں چنانچہ وہ مٹی اذکو دی گئی اور حکم ہوا کہ حفاظت کے ساتھ اسکو رکھو۔ اور گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ جب آٹھ روز پیشتر زہر دینے سے میں مھاراجہ صاحب کے پاس گیا تو مجھکو اور زرسو کو گالیوں کا طعنہ دیا کہ اتناک تم لوگوں نے کچھ نہیں کیا۔ مترجم نے کہا کہ اگر حکم ہو تو گالیوں کا ترجمہ کیا جائے۔ سار جٹ سیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ کچھ ضرورت نہیں ہے۔ مترجم نے کہا کہ درحقیقت یہ گالیاں بہت فحش ہیں۔ ترجمہ نہ کیا جائے۔ بعدہ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ میں نکو ایک اور خبر دوں گا چنانچہ انھوں نے زہر کی ایک پوڑی دی اسکی رنگت سیاہی مائل تھی۔ س۔ یہی سیاہ جیسا مترجم کا کوٹ ہے س۔ مین جیسے کہ ٹوپی ہے۔ (ٹوپی کی رنگت بھوری تھی)۔ میں نے دو تین دن کے روز ساڑھے چھ بجے صاحب کے شربت میں پوڑی ڈالی یہ پوڑی وہ تھی جو دوبارہ مھاراجہ صاحب نے دی تھی جوقت میں صاحب کے کمرے سے باہر آیا تو سالم سوانے دریافت کیا کہ تھے وہ کام کیا میں نے کہا کہ ٹان کرنل فیصل صاحب کا چھٹی لکھ کر ڈاکٹر صاحب کو بلانا مجھکو خوب یاد ہے میں نے جمدار سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب طلب ہوئے ہیں اب ہم لوگوں کی قضیہ سمجھی ہوگی جوقت ڈاکٹر صاحب آئے ہیں اور جمدار برآمدے میں کھڑا تھا اسی روز میری پیٹی لی گئی تھی اور مجھکو حکم ہوا کہ میں اپنے گھر کو جاؤں جب سے مجھکو پیٹی نہیں ملی۔ کرنل فیصل صاحب نے میرے اظہار رائے اور سوقت مسٹر سوی صاحب موجود تھے دوسرے روز میں آلا میں سپرد ہوا لیکن وہ بجے شام کے حوالات سے رٹا ہو گیا جو روپیہ مجھکو ملا تھا اس سے یہ پور بنوایا تھا۔ چنانچہ زیور پیش کیا گیا پان سو یا ساڑھے پان سو روپے کی مالیت کا ہوگا میں ہمیشہ مھاراجہ صاحب کو خبریں لکھ کر بھیجتا تھا جگا لکھا کرتا تھا۔ جگا کے ماتھے کا لکھا سو خط پہنچتا میں کس قدر گجراتی بڑھ سکتا ہوں چنانچہ ایک کاغذ گواہ کو دکھایا گیا اس نے کہا کہ یہ جگا کا لکھا سو ہے میں اسکو بھی نہیں بڑھ سکتا۔ میں ہمیشہ جگا سے خبریں لکھتا تھا اور کسی سے نہیں لکھتا تھا اور جمدار مھاراجہ صاحب کے پھونچا یا کرتے تھے۔

اس گواہ نے بیان کیا کہ میں نے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو بھی اظہار دیے تھے مجھ کو یاد ہے کہ دو شنبہ کا روز تھا اور شاید ۲۲۔ تاریخ تھی۔ لیکن جھینا یا دھین۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ شاید ۲۲۔ دسمبر ہوگی۔ گواہ نے بیان کیا کہ میرے اظہار مسٹر سوٹر صاحب نے یسے تھے اول مرتبہ انھوں نے خود دھین لکھے۔ دوسری مرتبہ خود تحریر کیے تھے میں نے یہ اظہار اس وقت دیے جبکہ مسٹر سوٹر صاحب نے مجھ کو طلب کیا تھا ہفتے تک میرے اظہار وہ ملتے رہے میں نے اس وقت تک کسی بات کا اقبال نہیں کیا تھا بعد مجھ کو وہ ریڈیو کی کوٹھی میں لانے اور ریڈیو کی کے باغ میں بٹھایا پانچ باچھے بجے تک میں وہاں بیٹھا رہا۔ فیضو اور کریم بھی وہاں موجود تھے ہم لوگوں میں باہم تکرار ہونے لگی فیضو اور کریم نے اپنا اور آیا کا مجھے ذکر کیا اور کہا کہ ہم لوگوں نے تو اقبال کیا تم بھی کیوں نہیں اقبال کر دیتے ہو یہ بات سن کر میں نے سوٹر صاحب کے حوالدار کو بلایا میں خود جا کر بلا لایا اسکے نام سے واقف نہیں ہوں اگر اس کو دیکھوں تو پیمان لون اس کا نام میرا مان علی تھا وہ عدالت میں بلایا گیا اور گواہ نے اس کو دیکھ کر شناخت کیا پھر گواہ نے کہا کہ میں حوالدار سے کھاتا تھا کہ مجھ کو بڑے خالص صاحب یعنی اکبر علی خان بہادر کے پاس بے چلو جب میں اس کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ میں آپ کو بہت صحیح صحیح حال زہر کے دینے کا بتا دوں گا بشرط کہ میری جان بخشی ہو اور اس کا وعدہ آپ صاحب سے لیں۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ ہم دھین چاہتے تھے کہ ہم بالکل مفصل حال کہو لیکن اس قدر بیان کرو کہ تمہاری جان بخشی ہوئی تھی۔ گواہ نے بیان کیا کہ ان اسی وعدے پر میں نے کل حال سوٹر صاحب سے کھ دیا تھا جب سے میں نے سوٹر صاحب کے روبرو اظہار دیے اس وقت سے سوٹر صاحب کو دھین دیکھا اس وقت اظہار کے اس روز سوٹر صاحب کو دھینا تھا بعد اس نے کہا کہ تم نے ہر ایک بات کا اقبال کر دیا ہے کہ دن میں نے ہر ایک بات کا اقرار کیا اور اگر گلے گلے پانی ہو گا تو یہی کہوں گا بعد اس کے مجھ کو پولیس کے کمرے میں لوگ سے گئے پٹی جو عدالت میں رکھی ہوئی ہے اسی کو میں پہنا کرتا تھا اس پٹی میں جو جیب ہے اس میں زہر کی بوتلیہ رکھا کرتا تھا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا۔ مائی لارڈ۔ اس گواہ کے بیان سے

معلوم ہوتا ہے کہ دو پوڑیاں جبکہ استعمال اونے کیا وہ آگے کی جیب میں رکھا تھا اور اس پوڑیہ کا اونے استعمال نہیں کیا وہ دوسری جیب میں رکھا کرتا تھا گواہ نے بیان کیا کہ میں اس وقت موجود تھا جبکہ راؤ صاحب اور خاٹا صاحب نے اس پیٹی کی تلاشی لی تھی میرے سامنے ایک پوڑیہ بھی اس پیٹی میں نکلی تھی۔ گواہ نے کہا کہ مجھے خاٹا صاحب نے دریافت کیا تھا کہ تم زہری کی پوڑیوں کو کہاں رکھا کرتے تھے میں نے کہا کہ پیٹی کی جیب میں رکھا کرتا تھا مجھے دریافت کیا کہ تمھاری پیٹی کہاں ہے میں نے کہا کہ مجھ کو درپٹہ واسے کے پاس ہے خاٹا صاحب نے ایک آدمی بھیج کر مجھ کو درپٹہ واسے کو طلب کیا میرے روبرو اس کے گلے سے یہ پٹہ اتارا اور اس میں جاچی کوئی لگو پھر میرے خاٹا صاحب کو ٹیٹے ٹوٹے ایک جگہ پر سخت چنر معلوم ہوئی اور انھوں نے کہا کہ یہاں کوئی شے ہے یہ کھ کر انھوں نے پٹہ کو رکھ دیا اور سوٹر صاحب کو جو دوسرے کمرے میں تھے بلا یا جب وہ آئے تو ان کے روبرو پیٹی کی سلائی کو کھولا اور میں نے ایک سفید پوڑیہ نکلی مجھ کو دکھایا کہ تم اس پوڑیہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا کہ ہاں پہچانتا ہوں اس پوڑیہ میں زہر ہے غلطی سے میری پیٹی میں رہ گئی تھی۔ عبداس کے سوٹر صاحب نے کچھ اور باتیں دریافت کیں اور میں وہاں سے چلا آیا جس روز پوڑیہ مجھ کو ملی تھی وہ دن مجھ کو خوب یاد ہے یہ پوڑیہ میرے اظہار سے دور در بعد ملی تھی۔

سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ اب میری طرف متوجہ ہو چند سوالات میں بھی تسے کروں گا۔ اس وقت پریسیڈنٹ نے کہا کہ اب دفن کئے ہیں آپ کیا سوال کیا جانتے ہیں سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ جو حضور کا حکم ہو۔ بہتر ہے کہ پانچ چھ منٹ کے واسطے سوالات ملتوی کیے جا دیں۔ اس وقت ممبران کنیشن ٹھن کھانے کے واسطے اٹھے۔ ٹھن کھانے کے بعد سرجنٹ جی جو جو ترجمہ مقرر ہوئے تھے قلم لی گئی۔

سوالات جریج سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب

س۔ تم کتنے دن تو قیام تک کرنیل فیروز صاحب کے نوکر رہے۔ ج۔ شاید ڈیڑھ برس۔

س۔ کرنیل صاحب پنہر ڈی مھر دانی کرنے تھے۔ ج۔ ہاں وہ بمبیر ٹیپ مھر دانی تھے۔

س۔ تم کو ان سے کوئی شکایت کی بات نہیں ہوئی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ پھر بھی تم ان کے

مارڈ اسنے پر راضی ہو گئے۔ ج۔ مجھکو مھاراجہ صاحب نے روپیہ دے کر راضی کیا تھا۔ س۔ تمکو راضی کرنے میں زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ ج۔ مجھکو لاکھ روپیہ دینے کو کہا تھا چونکہ میں غریب آدمی ہوں راضی ہو گیا۔ س۔ چونکہ تم غریب آدمی تھے اور تمکو ایک لاکھ روپیہ ملنے کا وعدہ ہوا تو تم اپنے حاکم کے مارڈ اسنے پر راضی ہو گئے جو ہمیشہ تمپر مھربان رہا۔ اس بات کو سنکر گواہ نے منہ ہی منہ میں کچھ کہا۔

سارجنٹ بیلن ڈائن صاحب نے کہا کہ درحقیقت ایسا ہی تھا شرما وخصین صاف صاف کہو۔ ج۔ نان میں مارڈ اسنے پر راضی ہوا۔ س۔ کیا درحقیقت تم مارڈالنا چاہتے تھے۔

ج۔ درحقیقت میرا ارادہ مارڈ اسنے کا تھا بلکہ مھاراجہ صاحب کا ارادہ مارڈ اسنے کا تھا۔

س۔ کیا تمھارا ارادہ تھا کہ تم اپنے ماتھے سے صاحب کو مارو۔ ج۔ مجھکو مھاراجہ صاحب نے ترغیب دی تھی۔ س۔ چونکہ تمکو ترغیب دی گئی تھی مارڈ اسنے کا ارادہ کر لیا۔ ج۔ نان۔

غریب آدمی تھا اور مجھکو ترغیب دی گئی تھی۔ س۔ تم سے اور کرنل فیرو صاحب سے کبھی مارڈالنے کی تو نہیں ہوئی۔ ج۔ خصین۔ س۔ پس تم روپیے کی لالچ سے قاتل بننا چاہتے تھے۔ ج۔

نان میں غریب آدمی ہوں اور مجھکو ترغیب دی گئی تھی۔ س۔ چونکہ تم غریب تھے صرف روپیے کی لالچ سے خونی بننا چاہتے تھے۔ ج۔ نان مجھکو ترغیب دی گئی تھی میں راضی ہو گیا۔

س۔ اب تمکو لاکھ روپیے مل گئے۔ ج۔ خصین مجھکو کچھ بھی خصین ملا۔ س۔ تھے مھاراجہ صاحب سے کچھ روپیے کی درخواست کی تھی۔ ج۔ خصین۔ س۔ تمکو یاد ہے کہ تمھارے اظہار بعد

ارادہ ہونے کے کرنل فیرو صاحب کے رو برو لیے گئے تھے۔ ج۔ نان یاد ہے۔ س۔ بعد اسکے تم قریب ایک مہینے تک چھوٹے رہے۔ ج۔ نان۔ س۔ اس عرصے میں تمھارا

صاحب سے کوئی درخواست اس روپیے کے ملنے کی کی تھی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ اس عرصے میں تم نے کبھی مھاراجہ صاحب کو دیکھا یا کوئی پیغام ان کا تمھارے پاس آیا تھا۔ ج۔ نہ میرے پاس

کوئی پیغام آیا نہ ان کو کبھی میں نے دیکھا۔ س۔ چونکہ تم غریب آدمی ہو اور غریب ہوئے اور ترغیب دیے جانے کی وجہ سے تم خون کرنے کے واسطے راضی ہو گئے تو کس واسطے روپیے کے ملنے کی مھاراجہ صاحب سے درخواست نہیں کی۔ ج۔ میں نہیں گیا اور کیونکر میں جاتا۔

س۔ تم تو اکثر وہاں گئے ہو۔ ج۔ میں پہلے گیا تھا۔ موقوف ہونے کے بعد نہیں گیا۔ س۔
 جبکہ سننے وہ کام گیا جو مہاراجہ صاحب نے سے کہا تھا تو پھر کیوں نہیں گئے مگر مہاراجہ صاحب
 سے روپیہ کی درخواست کرنا چاہیے تھی کیا وجہ تھی کہ تم نے کرنیل فیہ صاحب کی ہین بارڈ والا یا اور
 کوئی بات تھی۔ ج۔ میں اپنے ارادے پر کامیاب نہیں ہوا۔ س۔ درحقیقت میں بھی
 یہی سمجھا تھا لیکن مجھ کو خیال ہوا کہ تم اپنی آبرو کی وجہ سے نہیں گئے اب معلوم ہوا کہ تم یہ سمجھے
 کہ چونکہ کرنیل فیہ صاحب کو نہ اس کے اس بے مہاراجہ صاحب کے پاس بجانا چاہیے۔ ج۔ نہ میں
 گیا نہ میں نے روپیہ طلب کیا۔ س۔ اگر تم کیوں نہیں گئے۔ تم غریب آدمی تھے بوجہ منطقی کے
 خونی تینا چاہتے تھے۔ ج۔ میں خونی بننے کو تھا۔ س۔ ہاں مہاراجہ صاحب چاہتے تھے کہ تم
 خونی بنو اس بات کو ہم سب لوگ جانتے ہیں چونکہ تم غریب تھے پھر تم کو اسطے روپیہ مانگتے نہیں
 گئے۔ ج۔ یقین میں کیونکر جاتا میں نہیں گیا۔ س۔ تم سے اور نرسوے اور سو فٹ کچھ گفتگو ہوئی
 تھی جبکہ تمہارا ارادہ زہر دینے کا پورا ہوا۔ ج۔ نرسوے کچھ گفتگو نہیں ہوئی تھی میں اپنے گھر
 سے باہر نہیں نکلا اور میں کبھی نہیں گیا۔ س۔ تم بھانڈو پونا کر سہ واقف ہو۔ ج۔ ہاں وہ ہنگامہ
 آیا کرتا تھا اور میں اس سے واقف ہوں۔ س۔ وہ ہنگامہ کو کس واسطے آیا کرتا تھا۔ ج۔ وہ
 صاحب کے پاس آیا کرتا تھا میں نہیں جانتا تھا کہ کیوں آتا تھا۔ س۔ کیا وہ خزانے کے دینے
 کے واسطے صاحب کے پاس آیا کرتا تھا کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ ج۔ میں یہ نہیں جانتا۔ س۔
 تم نے کبھی کوئی چیز اس کو دیتے ہوئے سنا ہے جواب کا ترجمہ ترجمہ نے اس طرح کیا۔ ج۔ نہیں
 سنا کبھی کبھی سنا اس کی میں نے اطلاع کی۔ س۔ کرنیل فیہ صاحب کے نوکر دن میں کچھ گفتگو
 ہوا کرتی تھی۔ کہ مہاراجہ صاحب نے حضور و سیر کے پاس خرید لیا ہے۔ ج۔ خرید کا حال
 میں نہیں جانتا۔ س۔ تم نے کچھ بھی اس بارے میں سنا تھا۔ ج۔ میں نے کچھ بھی نہیں سنا اور مجھ کو کچھ
 یاد نہیں ہے۔ س۔ بھانڈو پونا کر سہ بھی نہیں سنا۔ اور مصطفیٰ نوکیلو جہاڑی طرف دیکھو
 ج۔ یقین۔ بھانڈو پونا کر سہ بھی میں نے نہیں سنا۔ س۔ اب تم سے حنیف باتوں میں کچھ سوال
 کرتا ہوں تم سچ بیان کرو۔ تمہارے جو پھوڑا نکلا تھا اور جب کو تھے دکھایا یہ پھوڑا شیشے کی جو
 سے ہو گیا تھا۔ ج۔ ہاں شیشی کی دو سے سب سے پھوڑا ہو گیا تھا اس شیشے کے رکھنے سے

کھال کے پاس یہ چھوڑا ہو گیا تھا۔ ج۔ شیشے کے تین بر روی لگی تھی اور روئی مین سے دو ٹکڑے
میرے بدن پر لگ گئی تھی اس میں معلوم ہوا کہ اسی شیشی کی دو اسے تمھارے چھوڑا ہو گیا تھا
کیونکہ صبح ہے۔ ج۔ ہاں۔ اس میں نے اس اتھال سے کہ کرنل فری صاحب کو تکلیف ہوگی دو کو بھینکا
ج۔ ہاں یہو سے مین نے دو بھینک دی اس لیکن اسے غور تم جانتے تھے کہ یہ دو کرنل فری صاحب
کے ضرر چھو پانے کے واسطے دی گئی ہے ج۔ ہاں اس میں پھر تھے کسی واسطے اس کا استعمال نہیں کیا۔ تم جانتے
تھے کہ یہ شیشے کی دو ضرر چھو پانے کی واسطے دی گئی ہے تھے اس کو کیوں بھینک دیا۔ ج۔ مین نے اس کا
استعمال نہیں کیا اور بھینک دیا اس کی واسطے استعمال نہیں کیا۔ ج۔ اس واسطے استعمال نہیں کیا کہ اس سے
مجھ کو ضرر چھو پانے اور مجھ کو اتھال تھا کہ مین فوراً گرفتار ہو جاؤ گا اس لیکن تم جانتے تھے کہ میرا ارادہ زہر
دنیو کا ہے۔ پس اسی رفیق تھو کا کیوں استعمال نہیں کیا۔ ج۔ مین نے نہیں کیا۔ اس مگر مین دیریت
کرتا ہوں کرتے کسی واسطے اس کا استعمال نہیں کیا۔ ج۔ مجھ کو خوف ہوا کہ صاحب کو اس سے ضرر چھو پانے
اس لیے استعمال نہیں کیا اس میں نے زہر سے کہا تھا کہ مین نے استعمال کیا ہے۔ ج۔ ہاں میں نے
زہر سے کہا تھا اس میں تمھارا وہ کہنا جھوٹ تھا۔ ج۔ ہاں مین نے جھوٹ کہا تھا اس۔
معلوم ہوتا ہے کہ تم کبھی کبھی جھوٹ کا مزہ بھی اڑھایا کرتے ہو۔ ج۔ مین جھوٹ کیوں بولتا
آپ سے مین نے سچ سچ کہ دیا۔ اس۔ تم نے زہر سے کسی واسطے جھوٹ بولا۔ اس جھوٹ کی کیا
ضرورت تھی۔ ج۔ ایک سو ارب روز تمھارا چہ صاحب کے پاس سے آتا تھا کہ کام ہوا مین
دو ڈال لی گئی یا نہیں۔ اس۔ تم نے زہر سے کسی واسطے جھوٹ بولا۔ ج۔ وہ میرے پیچھے پڑا ہوا
تھا اس لیے سو جھوٹ کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس۔ چونکہ وہ تمھارے پیچھے پڑا ہوا تھا
اس لیے تم نے اس سے جھوٹ بولا کیا جو کوئی تمھارے پیچھے پڑا ہے اس سے جھوٹ بولے ہو۔
ج۔ ہاں۔ اب مجھ کو جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ہے۔ اس۔ پس تم نے اس واسطے جھوٹ بولا
کہ وہ تمھارے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ ج۔ ہاں اس واسطے مین جھوٹ بولا۔ اس۔ تم جانتے تھے کہ
سٹرپرٹ صاحب بھی بہت تمھارے پیچھے پڑے رہے شاید ان سے تم نے ایک جھوٹ نہیں
بلکہ چند جھوٹ بولے ہوں گے۔ ج۔ وہ میرے پیچھے کبھی اس قدر نہیں پڑے۔ اس۔ پس
جو کچھ تم نے ان سے کہا سب سچ تھا۔ ج۔ ہاں سب سچ تھا۔ اس۔ اس بات پر تمھارا خوب

اطمینان ہے۔ ج۔ ان خوب اطمینان ہے۔ س۔ ٹکڑو اس بات کا بڑا خیال تھا کہ مسٹر سوٹر صاحب کو دھوکا نہ دے۔ ج۔ اون سے میں نے جو کچھ کہا سب سچ کہا۔ س۔ کیا تھے کرنیل فیئر صاحب سے بھی سچ کہا تھا۔ ج۔ اگر میں کرنیل فیئر صاحب سے سچ کہتا تو وہ کب میرا ایک کیلک ایقین کرتے۔ س۔ تو یہی وجہ ہے کہ تھے اون سے سچ نہیں کہا۔ ج۔ ان۔ س۔ پس تھے اس واسطے سچ نہیں کہا کہ وہ تھا۔ ایقین نہیں کرتے۔ ج۔ ان ہی خیال سے میں نے سچ نہیں کہا۔ س۔ تھے مسٹر سوٹر صاحب سے ہر ایک بات سچ کہی۔ ج۔ ان۔ س۔ اب میں تم سے کچھ وہ باتیں کیا چاہتا ہوں جو تھے مسٹر سوٹر صاحب سے بھی تھیں۔ اور یہ باتیں اون دو پوڑیوں کی بابت ہے جو ٹکڑو اس وقت دی گئی تھیں جب تم سے لاکھ روپے کے دیے جانے کا وعدہ ہوا تھا۔ ٹکڑو پوڑیاں کئے دی تھیں۔ ج۔ نرسو جیو دار لایا تھا۔ اور اون سے مجھ کو دی تھیں۔ س۔ کیا اون سے تھے کہا تھا کہ ان دو پوڑیوں کے تین حصے برابر کر کے تین روز تک دینا۔ ج۔ اون سے کہا تھا کہ ان دو پوڑیوں کے تین حصے کرنا اور دو باتیں دن تک اسکا استعمال کرنا۔ س۔ اون سے کہا تھا کہ برابر کے حصے کرنا۔ ج۔ ان میں حصے برابر کرنے کو کہا تھا۔ چنانچہ میں نے تین پوڑیاں بنائیں اور اپنے پاس رکھ لیں۔ س۔ یعنی ان پوڑیوں کو ملا کر تھے برابر کے حصے کیے تھے۔ ج۔ ہر ایک پس ہوئی چیز میں سے میں نے تھوڑا تھوڑا لیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ سفید چیز زیادہ ضرر رسان ہے۔ س۔ اب میں تم سے وہ کہتا ہوں جو تھے کرنیل فیئر صاحب سے کہا تھا بلکہ میں ٹکڑو پر کہتا ہوں۔ تھے کہا تھا کہ دو تین روز کے بعد جمہور اسے مجھ کو دو پوڑیاں دیں اور کہا کہ برابر کے تین حصے بنائے جائیں اور دو باتیں روز دیے جاویں تاکہ تین روز میں وہ ختم ہو جائے اور تھے یہ بھی کہا تھا کہ سالم اور شیونت راو نے مہاراجہ صاحب کے روبرو بڑی احتیاط سے سمجھا دیا تھا اور پھر تم کہتے ہو کہ ان پوڑیوں کا دینا دو تین روز تک میں نے ملوئی رکھا تھا کیونکہ مجھ کو موقع مناسب نہیں ملا۔ ج۔ گواہ نے کہا کہ ان یہ سب میرا بیان ہے۔ س۔ اور تم کہتے ہو کہ زہری پوڑیہ جو مجھ کو اول جمہور اسے دی تھی میں نے اس کے تین حصے کیے۔ ج۔ ان۔ میں نے تین حصے کیے تھے۔ س۔ ان پوڑیوں کو تھے اپنی بیٹی کی جیب میں

رکھا اور کتھو کو ایک پوڑیہ جو بیچنے کھلی تھی وہ بھی منجھلے ادھن میں پوڑیوں کے تھی جو جمعدار
 نے دی تھیں کیا مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو بھی سننے بیان کیا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔
 کیا یہ بات صحیح ہے۔ ج۔ مان۔ س۔ اب میں تم سے کچھ پوڑیہ کی بابت دریافت کرتا ہوں
 کیا تمکو وہ پوڑیہ جمعدار نے دی تھی۔ ج۔ مان۔ جمعدار نے دی تھی۔ س۔ کیا اس پوڑیہ کا
 دوا کا رنگ بہ نسبت پہلی پوڑیوں کے خلاف تھا کیونکہ تم کہتے ہو کہ جو پوڑیہ مانگوا اول ملی تھی
 اوئیں سے ایک میں سفید رنگ کی دو تھی اور دوسری میں جو خیرین تھیں وہ گلابی مائل
 تھیں اس تیسری پوڑیہ کا رنگ جو آخر کو تھیں ملی کیا رنگ تھا۔ ج۔ اس کا رنگ اس
 ٹوپی کا سا تھا ایک بیرسٹر کی ٹوپی وہاں رکھی تھی اس کا رنگ سیاہی مائل جھوٹا
 تھا۔ س۔ اس صورت میں اس کی رنگت سفید پوڑیہ کی سی تھی۔ ج۔ تھیں۔ سیاہی مائل
 رنگ تھا۔ س۔ کیا اس ٹوپی سے اس کا رنگ گھرا تھا۔ ج۔ بخوبی یاد تھیں۔ س۔
 تھے پوڑیہ کی سب دوا کو گلاس میں چھوڑ دیا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ پانی میں ملا کر
 چھوڑا تھا۔ ج۔ مان۔ اول میں نے بوتل میں پانی بھرا پھر اس پوڑیہ کو اس میں ڈالا
 اور بوتل کو خوب ہلکا کر اس کو گلاس میں ڈال دیا۔ س۔ تھے تمام وکمال بوتل کا پانی
 گلاس میں ڈال دیا۔ ج۔ مان۔ سب پانی ڈال دیا۔ س۔ اخیر پوڑیہ میں کس قدر
 دو تھی۔ ج۔ اس گواہ نے ٹپکی بھر ریت اوٹھائی جو سیاہی کے خشک کرنے کے
 واسطے رکھی تھی اور کہا کہ اس قدر تھی یا شاید کی قدر اس سے زیادہ ہوگی۔ س۔
 اس ریت سے اس پوڑیہ کی دوا کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ ج۔ اس کا رنگ زیادہ سیاہی
 مائل ہے اس کا رنگ ہلکا تھا۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ مترجم تم ترجمہ اچھا تھیں
 کرتے ہو اور سننے کہا تھا کہ تھوڑا کالا۔ س۔ تو معلوم ہوا کہ وہ دوا ٹوپی کی نسبت زیادہ
 سیاہی مائل تھی مگر اس کا رنگ اس ریت سے ہلکا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ جسے فرمے
 اپنے مالک کے مارڈوائے کا ارادہ کیا تھا اس روز ڈاکٹر سیورٹو صاحب کو دیکھا تھا۔
 ج۔ مان۔ میں نیگلہ برتھا دین اوکو میں نے دیکھا تھا۔ س۔ اب سائل کہان ہے۔
 ج۔ میں تھیں چائنا کہ وہ کہان ہے سنہا ہے کہ وہ قید ہے اور میں بھی کئی روز سے

قید تھا۔ س۔ تکوین ہے کہ سالم قید ہے۔ ج۔ ان میں جانتا ہوں کہ وہ قید ہے۔
 س۔ بیان کرو کہ پیدر و تختا رہے ہمارے مرتبہ مہاراجہ صاحب کی ملاقات کے واسطے
 گئے تھے۔ ج۔ تین مرتبہ نو ساری سے آکر اور ایک مرتبہ جبکہ وہ گوا اپنے گھر سے واپس آیا۔
 س۔ کل چار مرتبہ ج۔ ان چار مرتبہ س۔ اس زہر دینے کا حال وہ مل جانتا ہے۔ ج۔ وہ کل
 جانتا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے خود مجھے کہا تھا۔ س۔ تھے مہاراجہ صاحب کو کہتے ہوئے
 خود سنا تھا۔ ج۔ ان میں نے خود سنا تھا۔ س۔ تھے کاغذ دیتے ہوئے دیکھا تھا۔
 ج۔ کون سا کاغذ۔ س۔ وہ کاغذ جہین زہر تھا اور جہین زہر ہوتا تم جانتے تھے۔ ج۔
 ایک پوڑیا دیتے ہوئے میں نے دیکھا تھا۔ س۔ تھے مہاراجہ صاحب کو کہتے ہوئے سنا تھا
 کہ اس پوڑی میں زہر ہے۔ ج۔ ان میں نے کہنے ہوئے سنا تھا۔ س۔ کب یہ بات ہوئی۔
 ج۔ جب پیدر و گوا سے واپس آیا تھا۔ س۔ پیدر و کا اخیر جانا بھی تھا۔ ج۔ ان۔
 س۔ تم اس کی تاریخ بیان کر سکتے ہو۔ ج۔ مجھ کو تاریخ یاد نہیں۔ س۔ میرے نزدیک
 شروع نومبر ہو گا جبکہ تکوین پوڑی دی گئی۔ ج۔ ان یہ پوڑی مجھ کو دی گئی اس کے دو روز
 بعد میں بلایا گیا تھا۔ س۔ تکوین دے کہ مہاراجہ صاحب نے تکوین پوڑی کب دی تھی۔
 ان۔ میں بھولا سمجھا رہے تھے پوڑی دی تھی۔ ج۔ ان اول مرتبہ سمجھا رہے تھے پوڑیاں
 دی تھیں اور دوسری مرتبہ ایک پوڑی دی تھی۔ س۔ ان دو پوڑیوں با اس ٹکٹ
 سے پہلے پیدر و کو پوڑی دی گئی تھی۔ ج۔ ان اول میری اس پوڑی سے دی گئی
 تھی۔ س۔ نے قبل اخیر پوڑی کے۔ ج۔ ان میں تھے پیدر و کے پوڑی گئے سے ایک دو روز
 بعد پوڑی پائی تھی۔ ج۔ دو روز کے بعد س۔ تکوین دے کہ پیدر و کو کیا دیا گیا۔
 ج۔ مجھ کو معلوم نہیں نہ جانتا ہوں کہ اس کے پاس پوڑی ہے یا نہیں۔ س۔ کیا تم سب ایک
 ہی کام میں مصروف تھے یعنی کرنیل فیروز صاحب کے مار ڈالنے میں۔ ج۔ ان ہم سب شریک
 تھے۔ س۔ نیز پیدر و کو کس طرح دریافت نہیں کیا کہ اس کو اس پوڑی کو کیا کیا ج۔ میں کیوں دریافت کرنا
 وہ ان کو کام پر پوڑیاں تھا میں ان کو کام پر پوڑیاں تھا میں ان کو کام پر پوڑیاں تھا میں ان کو کام پر پوڑیاں
 نہیں کیا۔ س۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھے پیدر و کو چھوڑ دیا کہ جب وہ چاہے زہر

وے اور جب تم چاہو تم نہ بدو۔ ج۔ ہمارا جہ صاحب کو بڑی جلدی تھی اور نھوں نے مجھے اور پیدر سے کہہ دیا تھا کہ یہ کام جلدی کرتا۔ اس نگو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی۔
 ج۔ سالم اور مہونت راو دونوں تاکید کیا کرتے تھے۔ اس پس اسوج سے تلو معلوم ہوا کہ ہمارا جہ صاحب کو جلدی ہے۔ ج۔ ان۔ اس گرتے کہہ دیا گیا تھا کہ چار مہینے کے بعد یہ پوڑیہ اتر کرے گی۔ ج۔ ان مجھے کہا تھا کہ دو تین مہینے کے بعد اتر کرے گی۔ اس سننے کیسی پیدر سے نہیں پوچھا کہ انکی پوڑیہ کیا ہوئی۔ ج۔ کبھی نہیں پوچھا۔ اس سننے پیدر کو مجرم ہونا کب بیان کیا کہ وہ بھی کرنیل فیہ صاحب کے ماڈلے بن تھا رات شد یک ہے۔ ج۔ میں نے مشر سٹریٹ صاحب کے روپر و اسکو مجرم کہا تھا اس سننے اسکا نام کرنیل فیہ صاحب کے روپر و نہیں لیا۔ ج۔ نہیں۔ اس کیون نہیں۔ ج۔ مجھ کو خوف تھا اس تلو کیا خوف تھا۔ ج۔ اگر کوئی شخص کوئی بات کرتا ہے تو کیا کہنے کے واسطے کیا کرتا ہے۔ اس یہ پوڑیہ تھاری مٹی بن غلطی سے رہ گئی تھی۔ ج۔ ان غلطی سے رہ گئی تھی اس کیانتے دونوں متعاد پوڑیہ کی دین اور ایک غلطی سے رہ گئی۔ ج۔ کل متعاد چار مہینے میں دی گئیں اور ایک غلطی سے رہ گئی۔ اس کیا وجہ تھی کہ تنے اس متعاد کو رہنے دیا۔ ج۔ غلطی سے رہ گئی۔ اس سے تھاری غرض کیا ہے کہ غلطی سے رہ گئی۔ ج۔ اس سے غرض یہ ہے کہ میں نے پوڑیہ کو حیب میں رکھا اور رکھ کر بھول گیا کہ کہاں رکھی۔ اس سننے وہ کام کیون نہیں کیا جو سطلے انعام دیے جاتے کا وعدہ ہوا تھا۔ ج۔ مجھ کو خوف تھا کہ صاحب کو کیا کیا کچھ ہو جاے۔ اس کیا تنے اس سیاہی مائل پوڑیہ کی دوا۔ ۹۔ نو میر کو بالکل ڈال دی تھی۔ ج۔ تھوڑی ڈالی تھی اور باقی کو رکھ دیا تھا۔ اس تھوڑی سی جس قدر کہ تنے تلو دکھا کیا تم جانتے تھے کہ فوراً اسکی تاثیر ہوگی۔ ج۔ میں جانتا تھا کہ دفعۃً اسکی تاثیر نہ ہوگی۔ مگر مجھ کو ہمارا جہ صاحب متواتر کہلا کہلا بھیجتے تھے کہ جلدی کرو جلدی کرو۔ اس اور کیسکو معلوم تھا کہ تھارے پاس یہ زہر باقی ہے ج۔ کیسکو معلوم تھا۔ اس سننے کیسے کہا بھی پیر ج۔ میں نے کسی سے نہیں کہا۔ اس پس تھارے ساتھی جانتے ہوئے گئے کہ تنے اس تمام پوڑیہ کا استعمال کیا۔ ج۔ ان وہ یہی جانتے تھے۔ اس کیا وہ کوئی پولیس کا آدمی تھا۔

جسے تنھاری پٹی میں سخت چیز دیکھی تھی جہاں اول مجھے دریافت کیا گیا کہ تنھاری پٹی
کہاں ہے میں نے بتایا تھا کہ میری پٹی کہاں ہے جہاں ہم نے ہر گھنٹے تھے جہاں میں نے ہر
تباہی میں کیا ٹکویا دھکا کہ پٹی میں زہر باقی ہے۔ جہاں مجھ کو یاد تھا اگر یاد ہوتا تو میں اس کو
مکال کر چھینک دیتا جس نے پوڑیا کو دیکھا تو ٹکویا غیب ہوا۔ جہاں مجھ کو غیب ہوا وہ
میں گھبرا گیا۔ اس۔ اگر میری یاد صحیح ہے تو میں نے کہا تھا کہ جب تم نے اکبر علی نے پوچھا کہ تم کون
چیز میں اپنی کہاں رکھا کرتے تھے تو میں نے کہا تھا کہ پٹی میں۔ جہاں میں نے یہی کہا تھا۔
س۔ اس وقت اکبر علی نے کہا تھا کہ پٹی منگوائی جاے۔ جہاں مجھے کہا تھا کہ پٹی کہاں ہے
میں نے کہا تھا کہ بہادر کے پاس ہے۔ میں نے بہادر کو پٹی کیون دی تھی جہاں میں نے
نہیں دی صاحب رزیدنٹ جدید نے دی تھی۔ س۔ اس شخص کو تنھاری پٹی کب دی گئی
تھی۔ جہاں میرے روبرو دی گئی تھی۔ لیکن مجھ کو دن یاد نہیں ہے میں نے دن کے بعد
پولیس کو پوڑیا ملی تھی۔ جہاں بہت دن کے بعد۔ مگر مجھ کو یاد نہیں کہ کتنے دن کے بعد میں
ٹکویا مطلق اس بات کا خیال نہیں رہا کہ یہ تنھاری پٹی جو دوسرا شخص ہوتا ہے اس میں ایک
پوڑیا زہر کی ہے۔ جہاں اس پوڑیا کو میں بالکل بھول گیا تھا اس جب کرنل فیصل صاحب نے
تمہارے اظہار یہ تھے اور تم سے دریافت کیا تھا کہ دوبارہ زہر دینے کا تمہارا شک کس پر
اور میں نے کہا تھا کہ فیصل پر ہے کیونکہ فیصل کو کرنل شارٹ صاحب اور کرنل بار صاحب کے نمایاں
چند باتوں کی نسبت ماخوذ ہوا تھا۔ جہاں میں نے اپنی جان بچانے کے واسطے اس کا نام
لیا تھا۔ س۔ اول میں نے خون کرنا چاہا اور پھر ایک بے گناہ شخص کو ماخوذ کرتے تھے۔ جہاں یہ
لوگ بھی دوبارہ رہنے ہمارا جہ صاحب میں جایا کرتے تھے اگر انہوں نے زہر دیا بھی ہوتا تو
مجھ کو کس طرح معلوم ہوتا۔ س۔ بہر صورت میں نے اپنے ہی جان بچانے کے واسطے اس کو ماخوذ کیا
جہاں جب صاحب رزیدنٹ نے مجھے دریافت کیا تو میں نے جواب دیا کہ بہت آجی شہر میں ہے
میں اور یہاں آتے جاتے ہیں اس پس میں نے ایک بے گناہ شخص کو ماخوذ کرنا چاہا حالانکہ خون
کرنے کا میں ارادہ کیا تھا۔ جہاں چونکہ یہ سب لوگ شہر میں رہتے تھے اس لیے ان کو پتہ
ماخوذ کرنا چاہا تھا۔ س۔ صاحب نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ تمہارا احتمال زہر دینے میں کس پر ہے

تھے جواب دیا کہ فیضوپر۔ ج میں نے کہا تھا کہ فیضو شہر میں رہتا ہے میرا احتمال اوپر سے
 س۔ کیا نئے کہا تھا کہ فیضوپر میرا احتمال ہے۔ ج۔ مان۔ س۔ یہ تو تم بھول گئے کہ میں نے
 زہر کی پوڑیہ پیٹی میں رکھی ہے مگر اس بات کو نہیں بھولے کہ ہنر دیا ہے اور اہم لکھا
 فیضوپر لکھا یا۔ ج۔ مان پوڑیہ رکھ کر بھول گیا تھا۔ س۔ اور فیضو کو ماخوذ کیا۔ ج۔ بہت
 آدمی اس کا نام لیتے تھے اس وقت میں خاموش ہو رہا۔ س۔ نہیں نہیں۔ تم خاموش نہیں
 ہوئے تھے نئے کہا تھا کہ فیضوپر میرا شک ہے۔ ج۔ مان مجھے دریافت کیا گیا تو میں نے
 کہا کہ فیضو شہر میں رہتا ہے میرا شک اوپر ہے۔ س۔ میں نے قتل کے ارادے کا شک ہے۔
 ج۔ مان۔ میں صرف پوڑیوں کو جانتا ہوں۔ س۔ اس سے تمہارا مطلب کیا ہے۔
 ج۔ مجھے یہ شک تھا کہ جیسے پوڑیاں محکمہ اور بدرد کو دی گئی ہیں ویسی ہی پوڑیاں
 اور ورن کو بھی دی گئی ہوں گی۔ س۔ اس سے نئے او کو ماخوذ کیا۔ ج۔ مان۔ س۔ جب
 تم بدیلے جانے انظار رو برو کر نرل فیہ صاحب کے رہا کیے گئے تو تم کہاں رہے۔ ج۔ میں
 گھیر میں تھا اور میں نے صاحب سے درخواست کی تھی کہ مجھ کو پڑھ لکھا ہے میں پھر نوکر
 رکھا جاؤں۔ س۔ کیا تم پھر نوکر رکھے گئے۔ ج۔ نہیں۔ صاحب نے کہا تھا کہ صاحب گنگ
 تحقیقات کی واسطے آئے ہیں بد تحقیقات کے نوکر رکھے جاؤ گے۔ س۔ بھلا پوڑنا کرنے تمہاری
 نسبت کچھ کہا تھا۔ ج۔ میں نہیں جانتا کہ اس نے کچھ کہا ہو۔ س۔ کیا نئے اس سے کہا
 کہ وہ تمہاری نسبت کچھ کہے۔ ج۔ جب میں اپنے گھر میں رہتا تھا کہ میں باہر نہیں جاتا تھا۔
 س۔ کیا تمہاری یہ غرض ہے کہ تم خوب جانتے تھے کہ بھلا پوڑنا کرنے تمہاری نسبت کچھ
 نہیں کہا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تو راجہ دار کو کیا تھا۔ اے مطلب ہے کہ تم نے بھلا پوڑنا کرنے کچھ
 باتیں نہیں کہیں۔ ج۔ نہیں۔ س۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ نئے اس کو نہیں دیکھا۔ ج۔ جب وہ کنگلہ
 پر آتا تھا میں اس کو دیکھتا تھا۔ س۔ فیمل دینے زہر کے نئے اس کو دیکھا تھا۔ ج۔ جب
 صاحب روادہ ہوئے اسے تھے اس وقت میں نے اس کو دیکھا تھا۔ س۔ یعنی مور دینے
 زہر کے۔ ج۔ مان۔ میں پس میں خیال کرتا ہوں کہ اس سے اور نئے دربارہ دینے زہر کے
 کچھ باتیں ہوئیں۔ ج۔ نہیں نہیں۔ کچھ باتیں نہیں ہوئیں۔ س۔ کیا تمہارا مطلب ہے کہ

تھے اور اوس سے کبھی اوس معاملے میں باتیں نہیں ہوئیں جج مجھکو یاد نہیں شاید کبھی کی ہوں۔ میں ملکویادو لا تاہوں۔ ملکویادو ملکاکہ درمیان تھا۔ اوس کے محاراجہ صاحب کے بارے میں باتیں ہوئی تھیں۔ جج کبھی نہیں ہوئیں۔ اس کیساتھ ہمارے صاحب کے باب میں اوس کو کچھ باتیں کی تھیں جو بعد دینے زہر کے۔ جج نہیں میں نے کبھی محاراجہ صاحب کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ اس کیساتھ سے اوسے نہیں پوچھا تھا کہ محاراجہ صاحب اس بات کو جانتے ہیں یا نہیں۔ جج اوسے مجھے نہیں پوچھا اس کیساتھ یہ عرض ہے کہ تھے کبھی اوس کے روبرو محاراجہ صاحب کا نام نہیں لیا۔ جج نہیں لیا۔ اس قبل تھا۔ اوسے اظہار کے جو کرنل فیروز صاحب نے یہ تھے تھے بھانپنا کر کو نہیں دیکھا۔ جج۔ نہیں اس جب تھا۔ اوسے اظہار یہ گئے تو بھانپنا کر موجود تھا۔ جج لکھا مٹھوٹر صاحب کے روبرو۔ اس۔ مان مٹھوٹر صاحب کے روبرو۔ جج میں نے اوسکو وہاں نہیں دیکھا وہ وہاں موجود تھا۔ اس اوسوقت تھے بھانپنا کر کو نہیں دیکھا۔ جج میں نے اوسکو نہیں دیکھا اس پاس میں خیال کرتا ہوں کہ ایک لاکھ روپیہ کی طمع سے تھے اپنے حاکم کے مارڈا نے کا وعدہ کیا۔ جج مان میں غریب آدمی تھا ایک لاکھ روپیہ کی طمع میں آگیا۔ اس پس بوجہ غریب ہونے اور ایک لاکھ روپیہ کی طمع سے تھے مارڈا لٹا چاہا تھا جج مان میں غریب آدمی تھا لاکھ روپیہ کی طمع سے میں نے ایسا کرنا چاہا تھا۔ اس میں تم سے پھر سوال کرتا ہوں اس واسطے کہ تم غریب آدمی تھے تھے بطع زر مارڈا لٹا چاہا جس ایام میں کہ تم چوٹے ہوئے تھے محاراجہ صاحب کے پاس تم کو واسطے نہیں گئے۔ جج۔ میں ڈرتا تھا کہ اس واسطے نہیں گیا مجھکو اس امر میں گفتگو کرنے کا خوف تھا۔ اس نے صاحب کے سر میں مجھ اور ہفتہ کو زہر نہیں ڈالا تھا۔ جج نہیں۔ میں نے دو شیشہ کے روز ڈالا تھا اوسی روز اوسکی خبر ہو گئی اس نے صرف اوسی روز زہر ڈالا تھا۔ جج۔ مان میں نے صرف اسی روز زہر ڈالا تھا اس جمعہ اور ہفتہ کے روز جس کسی صاحب نے گلاس میں زہر ڈالا تو ملکواوسکی خبر نہیں ہے۔ جج جمعہ اور ہفتہ کے روز مجھکو زہر کی پوڑی دی تھی اور مجھکو کچھ معلوم نہیں اس جب سے کہ مٹھوٹر صاحب نے تھا۔ اوسے اظہار یہ تھے تھے پوچھنے کے آدمیوں کو

دیکھا ہے۔ ج۔ او سوقت سے میں حراست میں ہوں چنانچہ ابھی تک ہوں۔

سوالات جو ایڈوکیٹ جنرل نے دوبارہ کیے۔

س۔ جب تم اول مرتبہ مہاراجہ صاحب کے پاس گئے تو تمہیں مہاراجہ صاحب نے کچھ زہر کا ذکر کیا تھا۔ ج۔ نہیں مجھ سے کچھ ذکر نہیں کیا۔ س۔ ادھون نے تمہیں کیا کہا تھا۔

ج۔ ادھون نے صرف اس قدر کہا کہ بنگلہ پر جو بات ہو ادھون کی اطلاع مجھ کو کیا کرے۔

س۔ مہاراجہ صاحب سے زہر دینے کا ذکر اول کب آیا تھا۔ ج۔ نو ساری سے پانچ چھ مہینے واپس آنے کے بعد جس وقت شہنہ کو تمہیں کرنل فیروز صاحب کو زہر دیا تھا اور اس

زہر کا دیا جانا معلوم ہو گیا اور اس کے بعد تم کہتے ہو کہ میں اپنے گھر میں رہا۔ ج۔ سرمان جس روز سے کہ مجھ پر زہر دینے کا شک ہو میں اپنے گھر میں رہا۔ س۔ یقیناً راتو یا سالم بھی

تمہارے گھر پر آئے تھے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تمہاری معطلی کے بعد بھی نہیں آئی۔ ج۔ نہیں میرے گھر کو بھی نہیں آئی۔ س۔ بغیر شہنہ راتو اور سالم کے تم کبھی مہاراجہ صاحب کے

پاس گئے تھے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ اپنی معطلی کے بعد تم اپنے گھر رہے کیا تم کو اپنے گھر پر بہرہ

رہنے کا احتمال تھا یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ حکام تمہاری کارروائی پر نگرانی کرتے ہیں۔ ج۔ مجھ کو یا دھون میں اپنے گھر سے کہیں باہر نہیں نکلا۔ س۔ سارجنٹ بیلن مانتن صاحب

نے تمہیں اس نشان کی بابت دریافت کیا تھا جو تمہارے پیٹ پر ہے وہ نشان اب

بھی ہے۔ ج۔ مان ہے۔ س۔ تم کو بھی نشان کسی ڈاکٹر کو دکھایا تھا یا سارجنٹ بیلن مانتن صاحب

کو؟ نشان بھی ہیٹ اچھی جگہ پر ہے جہاں پر کہ شہنہ کے رکھنے کا حال یہ شخص بیان کرتا ہے

ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ گری صاحب مہربانی کر کے آپ اس نشان کو دیکھیے چنانچہ ڈاکٹر

گری صاحب گواہ کو باہر لے گئے اور نشان کو دیکھا بعد اس کے ایڈوکیٹ جنرل نے ڈاکٹر

گری صاحب کے اشارے سے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے اس گواہ کو دیکھا ادھون سے کہا کہ میں دیکھا ایک اچھے یا آدھا اچھے ناک کے پاس میں نشان ہیں یعنی جہاں کہ پانچواں

باندھا جاتا ہے وہ نشان مثل تیراب پاگرم لوہے یا پھوڑے کے معلوم ہوتے ہیں یا جس طرح

بعدہ سار جیٹ بلین ٹانن صاحب نے سوال کیا کہ آپ سن چکے ہیں کہ اس گواہ نے کیا
 اظہار دیے ہیں یعنی اس نے بیان کیا کہ نشینے کے منہ پر روئی لگی تھی اور روئی میں سے
 وہ چیز نکل کر اس کے پیٹ میں لگ گئی۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس کے بیان کے موافق
 ایسے نشان پڑ گئے ہوں۔ ج۔ ہاں بخیر سنکھیا سے ایسے نشان پڑ جاتے ہیں۔ اس کی آپ
 خیال کرنے ہیں کہ بغیر گڑنے سنکھیا کے کمال پر نشان پڑ سکتا ہے۔ ج۔ ہاں اگر سنکھیا کھال
 سے لگتے ہیں۔ اس کتنی دیر میں سورش معلوم ہوگی۔ ج۔ ایک گھنٹہ میں۔ اس۔ ایسا نشان
 کیا ایک گھنٹہ میں پڑ جائے گا۔ ج۔ ہاں۔ اس کی حقیقت میں ایسا خیال کرنے میں کہ یہ نشان جو
 اس گواہ کے جسم پر ہے وہ بہ طور سے ہو گئے ہیں۔ ج۔ ہاں مجھ کو یہ یقین ہے یعنی یہ کہ اگر
 سنکھیا جسم سے لگتی تو ایسا نشان پڑ جاتا۔ اس پر چونکہ آپ ڈاکٹر ہیں اور بوجہ ڈاکٹر ہونیکے
 آپ کمیشن میں رہے اور اس کے اظہار آپ نے سننے پس از روی فن ڈاکٹری کے بیان کر سکتے ہیں
 کہ اس شخص کے جسم پر بہ طور سے کہ جیسا وہ بیان کرتا ہے نشان پڑ گئے ہیں۔ ج۔ ہاں۔
 اس۔ مجھ کو یقین ہے کہ اس گواہ کے اظہار میں پر بخوبی غور کر کے آپ ایسا بیان کرتے
 ہیں۔ ج۔ ہاں۔ اس۔ اگر آپ اس شخص کے اظہار نہ سنے اور آپ کی رائے طلب ہوئی تو آپ
 کیا بیان کرتے۔ ج۔ میں بیان کرتا کہ یہ نشان تیزاب یا گرم لہو سے ہے۔ اس۔ میں ان معاملوں
 سے واقف نہیں ہوں لیکن کیا آپ بیان کر سکتے ہیں کہ ایسے نشان ہندوستانیوں کے جسم
 پر اکثر ہوتے ہیں۔ ج۔ ہاں میں خیال کر سکتا ہوں۔ بعد اس کے ایڈووکیٹ جنرل نے
 ڈاکٹر صاحب سے سوالات کیے۔ اس کی سنکھیا تیزاب کی خاصیت رکھتا ہے۔ ج۔ ہاں۔
 اس میں سمجھا کہ آپ کی رائے ہے کہ اگر سنکھیا گھول کر بوتل میں ڈالیں اور وہ جسم سے لگے
 تو ایسے نشان پڑ سکتے ہیں۔ ج۔ ہاں پڑ سکتے ہیں۔ اس۔ سر رچرڈ میڈ صاحب نے کہا کہ اگر
 تیزاب ایک پھوڑے پر لگایا جائے تو ایسا نشان پڑ سکتا۔ ج۔ ہاں پڑ سکتا ہے لیکن پھوڑے
 کی حالت دیکھنے سے۔ بعد اس کے راؤ جی بلوایا گیا۔ صاحب پریسیڈنٹ نے اس سے سوال
 کیا کہ جب تم دو شخص کو سنکھیا کا استعمال کر چکے تو بوتل کو کیا کیا تھا۔ ج۔ میں نے اس بوتل کو
 ایک صندوق کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ اس کیس مجھے چھپا کر رکھا تھا۔ ج۔ چھان کر برآمد

کے روبرو دگاڑیان آکر کھڑی ہوئی ہین س کیا و مان پریشی تلوکھین ملی۔ ج۔ پولیس کے لوگوں نے آکر تلاش کیا تھا لیکن اونکو نشی نہیں ملی۔ سیشی کنتی بڑی تھی۔ ج اتنی بڑی۔ رگواہ نے بتایا کہ اونکلی کے برابر تھی صاحب ایڈوکیٹ خبرل نے کہا کہ اب چارج گئے ہین کسی گواہ کے شاید اظہار نیلے جابن گے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ مان اب حضور سے کہہ گئیں درخواست ہوئی۔

اجلاس رورنسم

آج بروقت اجلاس کے سب ممبر موجود تھے سرلوپس پلی صاحب دوویٹر تک رہے مگر حضور طھر راؤ دن بھر موجود رہے اور محاراجہ سیندھیا بھی بعد دوپہر کے دیر تک کینشن سے غیر حاضر رہے بروقت شروع اجلاس کے صاحب ایڈوکیٹ خبرل نے صاحب پریسڈنٹ سے دریافت کیا کہ مانی لارڈ اٹوآ مانا جو کہ شنبہ کو روز کینشن کا اجلاس منع گا کیا یہ بات صحیح ہے صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ میں بھی اسکا تذکرہ کرنا تھا شنبہ کو روز ہندوؤں کی تعطیل جو شنبہ کو اجلاس ہو گا۔ صاحب ایڈوکیٹ خبرل نے کہا کہ صرف شنبہ کو روز صاحب پریسڈنٹ نے فرمایا۔ مان۔ بعد مسمیٰ نور سوراجانا گواہ بلایا گیا۔

اظہار مسمیٰ نور سوراجانا گواہ

اس شخص نے بیان کیا کہ میں روز بدیشی برودہ کے چہرے سیون کا جمہدار ہون مجھکو روز بدیشی میں نوکری کرتے ہوئے ۳۲۔ یا ۳۴ برس ہوئے اور ۱۶۔ یا ۱۸ برس سے عمدہ جمہداری پر تھا میری تنخواہ ماسواہری تھی یہی تنخواہ جمہدار کی ہے دنل روپیہ ماسواہری راوجی حوالدار کو ملنے تھے میں شہر کے اندر رہتا تھا ہر روز سات یا آٹھ بجے صبح کے روز بدیشی میں اپنے کام پر حاضر ہوا کرتا اور شام کے ۷ بجے چلا جاتا روز بدیشی کی کچھری کبھی ساڑھے چھ بجے درخواست ہو جاتی تھی تو اسوقت میں گھر کو چلا آتا تھا مجھکو وہ زمانہ یاد ہے جبکہ برودہ میں کینشن کا اجلاس ہوا تھا اسوقت راوجی نے مجھے گفتگو کی تھی اور مجھ سے کہا تھا کہ سالم اور بیٹوٹ کہتے ہین کہ تلوکھیا راہ صاحب کے پاس جانا چاہیے میں نے جواب دیا کہ میرے گھر میں جاری ہے میں ابھی نہیں جاسکتا۔ اور سو اس کے فی الحال مجھکو اپنے کام سے فرصت نہیں ہے جب بڑو سے کینشن درخواست ہوئی تو راوجی اور سالم نے پھر مجھ سے لائن

جائے کا تذکرہ کیا۔ مین سالم کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ وہ رزمیڈنسی میں آیا کرتا تھا بعد وفات مھاراجہ کھانڈے راؤ کے مین جنابانی کی خدمت میں تھا اون کے پاس سے رزمیڈنسی کو واپس آیا۔ کرنیل بار صاحب کے زمانے میں سالم رزمیڈنسی کو آیا کرتا تھا جبکہ جنابانی رزمیڈنسی میں رہا کرتی تھیں اس زمانے میں اون کے پاس میری تعیناتی ہوئی تھی۔ مجھ کو حکم تھا کہ جینک وہ یہاں رہیں تم بھی اون کے پاس رہو جب وہ نونا کو گئیں اس وقت بھی دو مہینے تک مین اون کے پاس رہا اس زمانے میں کرنیل بار صاحب پروردگار کے رزمیڈنسی تھے اور جب مٹنگر صاحب آئے اونھوں نے بھی مجھ کو جنابانی کے پاس مقرر رکھا ثبوت راؤ جاسوس نے دو تین مرتبہ مجھے کہا کہ تم مھاراجہ صاحب سے ملاقات کرو سالم اور راؤ جی نے بھی کہا تھا دو شنبہ اور جمعرات کے روز جبکہ مھاراجہ صاحب رزمیڈنسی کو آتے تھے تو سالم اور راؤ جی مجھے ہمیشہ ہی کہا کرتے تھے آخر میں مھاراجہ صاحب کی ملاقات کے واسطے رہی ہوا اور درخواست کمیشن سے میں پچیس روز کے بعد مھاراجہ صاحب کے پاس میں گیا اس روز راؤ جی اور سالم اور ایک شخص اور جو راؤ جی کے ساتھ تھا اور مین مھاراجہ صاحب کے پاس گئے۔ اول ہم ثبوت راؤ کے گھر پر آئے وہاں سے مھاراجہ صاحب کے محل کو گئے۔ سب زچر ڈوئیٹ صاحب نے تبرج سے پوچھا کہ باڑہ کیا منے۔ تبرج منے کہا اور باجوہلی کو کہتے ہیں گواہے بیان کیا کہ راؤ جی اور ایک شخص میرے ہمراہ گئے تھے ثبوت راؤ اور ایک اور دوسرا آدمی دوسرے رہتے تھے محل کی پشت پر جو ایک بانع ہے وہیں سو کر ہم لوگ محل میں چھوٹے بانع جدید تیار ہوا ہے مین اس بانع کا نام ٹھین جانتا۔ جب ہم محل میں چھوٹے قوین زمین پر بیٹھ گیا۔ جب ثبوت راؤ مھاراجہ صاحب کو اپنے ہمراہ لائے اس وقت سالم نے منکھ اوپر بلایا جو شخص راؤ جی کے ساتھ گیا تھا وہ مجھے ٹھہرا رہا۔ جب ہم اوپر گئے تو مھاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی سلام کر کے مین زمین پر بیٹھ گیا ثبوت راؤ اور راؤ جی اور مھاراجہ صاحب سے کچھ باتیں ہوئیں مھاراجہ صاحب نے خفا ہو کر کہا کہ اس شخص کو تم کون لائے۔ بچا آدمی ہے راؤ جی نے کہا کہ اب بچپن نہ کرے گا۔ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ رزمیڈنسی میں جو خیرین ہوا کریں وہ مجھ کو بھی کر دیں گے کہا بہت اچھا۔

اس ملاقات میں صرف ہی گفتگو ہوئی اور کچھ نہیں۔ ایک مہینہ بعد باپک جھینے سے کچھ کم میں پھر مھاراجہ صاحب کی ملاقات کو گیا راؤ جی اور سالم میرے ساتھ گئے تھے جو شخص سالم کے ساتھ گیا تھا او سکنا نام کاربھاؤ تھا۔ اس مرتبہ بھی مھاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی کاربھاؤ کو سب نے پیچھے چھوڑ دیا اور ہم لوگ اوپر گئے یہ شخص رزیدنسی کا نکلے والا ہے۔ ہماری ملاقات مھاراجہ صاحب سے ۹۔ یا ساڑھے ۹ بجے رات کے ہوئی میں آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے رزیدنسی سے روانہ ہوا کرتا تھا مھاراجہ صاحب کے ساتھ سالم اور شیونت راؤ ہوا کرتے تھے جب مھاراجہ صاحب مقام نو ساری کو گئے تو صاحب رزیدنٹ کے ہمراہ میں بھی وہاں گیا تھا مھاراجہ صاحب کے ہمراہ صرف سالم تھا شیونت راؤ نہیں گیا۔ جب نو ساری گئے تھے سالم صاحب رزیدنٹ کے احاطے میں رہا کرتا تھا اس احاطے میں کئی اور سوار رہتا کرتے تھے راؤ جی نے مجھ کو مقام نو ساری ایک مرتبہ انعام دلوایا تھا اسکا ذکر سالم اور مھاراجہ صاحب سے پہلے ہو چکا تھا جب مجھ کو انعام دیا تو راؤ جی نے مجھ سے کہا تھا کہ تھو ڈیڑھ سو روپے انعام کے ہیں میں نے کہا کہ میں اس روپیہ کو کیا کروں یہ لکھ کر سالم کے پاس وہ روپیہ راؤ جی چھوڑ آئے جب سالم نو ساری سے گیا تھا تو راؤ جی نے اس کے ہاتھ یہ روپیہ میرے گھر بھیجا اور باخاچہ سالم نے وہ روپیہ میرے بھائی کو دیدیا جب میں بڑودے کو آیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپیہ میرے بھائی کے پاس چھوڑ گیا جب مھاراجہ صاحب نو ساری میں تھے تو کبھی مھاراجہ صاحب کے پاس تنہا میں نہیں گیا جب صاحب رزیدنٹ اون کے پاس جاتے تھے تو میں بھی ہمراہ جاتا تھا جب مھاراجہ صاحب بڑودے کو واپس آئے تو مجھے ڈیڑھ مہینے کے بعد ان کے سلام کو واسطے پھر گیا اور حسب دستور اول شیونت راؤ کے مکان پر بسم اور راؤ جی گئے۔ اور وہاں سے مھاراجہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اس مرتبہ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ جو کچھ رزیدنسی میں واقع ہوا کر مجھ پر یہ تحریر جاری ہے پاس بھیج دیا کر راؤ جی نے کہا بہت اچھا جو شخص آوے گا او سکنا نام لکھ کر آپ کے پاس ہیڈون گا سالم نے مھاراجہ صاحب سے مرستی زبان میں کہا کہ مھاراجہ صاحب کا انعام ان لوگوں کو نہیں ملا ہے۔

مھاراجہ صاحب نے کہا کہ اسکا نام کچھ بند و بست کر دو اسقدر بات ہوئی تھی مجھ کو کچھ روپیہ

اور سوقت نہیں ملا لیکن دس پندرہ روز کے بعد آٹھ سو روپیہ سالم لایا اور بچنے اوس روپیہ کو یا ہم قریب کر لیا بیٹے بن نے سالم اور راو جی نے یہ روپیہ لیا اور کسی قدر کچا نکھٹے کا کو بھی دیا راو جی ہر شخص کا نام چورز پڈنسی میں آیا کرتا تھا لکھ کر مھاراجہ صاحب کے بیٹھے کو مجھے دیا کرتا میں بیٹوت راو کے مکان پر جا کر سالم کو دیدتا اس طرح میں یا کہیں پرچہ مھاراجہ صاحب کو گئے دو غنبد اور جموات کے روز پرچہ نہیں بھیجے جانے تھے کیونکہ دن دو نوں روز مھاراجہ صاحب خود آیا کرتے تھے اس روپیہ کے ٹنٹے سے ایک جھنڈے یا سوا جھنڈے کے بعد پھر مھاراجہ صاحب کے پاس سلام کرنے کے واسطے گئے اوس روز مھاراجہ صاحب سے ملاقات ایک چھوٹے کمرے میں ہوئی جہاں کہ بڑے بڑے ٹنٹے رکھے ہوئے تھے وہاں کچھ پتیل کے بتی دان اور ایک گھنٹہ بھی رکھا ہوا تھا سالم اور بیٹوت راو مھاراجہ صاحب کے پاس موجود تھے مھاراجہ صاحب نے سالم سے کچھ باتیں کر کے ہم لوگوں سے کہا کہ صاحب مجھے بہت ناراض ہوئے ہیں کچھ علاج کرنا چاہیے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ میں کچھ شے تمکو دوں گا ایسی کوشش کرو کہ اذکی حلق اور پیٹ تک پھونچ جائے میں نے جواب دیا کہ کو کھانے پینے میں تو میرا کچھ اختیار نہیں ہے نہ میرے رو برو د کھانے میں راو جی نے کہا کہ چکو ترے کا ترست تو پیئے ہیں اوس میں ڈال دو مھاراجہ صاحب نے کہا کہ اگر تم ایسا کام کرو تو تمکو مالالامال کروں گا تمکو نوکری کی حاجت نہ رہے گی یہ گفتگو دس پندرہ منٹ تک ہوئی مجھکو جھینٹا یا دھنیں لیکن اس قدر کھ سکتا ہوں کہ اخیر نہ دینے سے تین چار جھنڈے بیشتر کھایہ ذکر ہے اس گفتگو کے بعد سالم نے مجھکو ایک پوڑیہ دی پوڑیہ بھر ایک انگشت کے تھی یہ پوڑیہ احمد آباد کے کاغذ کی بنی ہوئی ہے جب میں روز پڈنسی کو واپس آیا تو میں نے وہ پوڑیہ راو جی کو دیدی اوس کے چوتھے پانچویں روز سالم اور بیٹوت راو کو کچھ لکھ کر دیکھا مجھے سالم نے دریافت کیا کہ تھے راو جی کو وہ پوڑیہ دیدی میں نے کہا ہاں وہی آٹھ دنسل روز کے بعد میں دسہرہ کے سلام کو مھاراجہ صاحب کے پاس گیا حسب معمول اول ورنے بیٹوت راو کے مکان پر گیا اور وہاں سے ہمراہی راو جی اور بنگا کے مھاراجہ صاحب کے محل کو گیا جس کمرے میں ہمیشہ ملاقات ہوتی تھی اوس میں مھاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی سالم اور

یتو نت راو مھاراجہ صاحب کے پاس موجود تھے جب مھاراجہ صاحب نے مچھکو دیکھا تو
 مغلفات کا لیان دین اور کہا کہ تم لوگ بچے ہو گا لیان دینے کے بعد مھاراجہ صاحب
 نے بے کہا کہ اب تک تم لوگوں نے کچھ نہیں کیا میں نے کہا کہ راؤ جی کو معلوم ہو گا میں کچھ
 واقعہ نہیں ہوں راؤ جی نے کہا کہ جو کچھ میرا کام تھا میں کر چکا وہ دو جو مھاراجہ صاحب
 نے دی تھی اگر اچھی نہ تو اس کو میں کیا کروں۔ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ اچھا میں دیکھ
 پوڑیہ بھجوں گا اور کہا کہ اسکو اچھی طرح سے ڈالنا۔ کل کے روز تمھارے پاس سالمہ
 کے ہاتھ پوڑیہ بھجئے گی چنانچہ اس کے دوسرے روز جب اپنے مکان سے میں نکلتا تھا تو
 سالمہ نے مچھکو پوڑیہ دی اور میں نے اسکو لا کر راؤ جی کے حوالہ کر دیا۔ یہ پوڑیہ پانچ ست
 - وزیریل - ۹ - نمبر کے دی تھی - ۹ - نمبر کو صبح کے آٹھ بجے میں اپنے مکان سے آیا اپنے
 راؤ جی کو ڈیوڑھی پر بیٹھے ہوئے دیکھا جو صاحب کی کپڑی کے متصل ہے اس روز صبح
 کو مجھے اور راؤ جی سے کچھ باتیں نہیں ہوئیں تھوڑی دیر کے بعد جب گلاس میں بہر
 معلوم ہوا تو پہل چل چکی تھی مجھے راؤ جی نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آئے تھے او۔ گلاس جیب
 میں رکھ کر گئے سو اس کے اور کچھ باتیں راؤ جی سے نہیں ہوئیں - اس کے دوسرے روز
 کرنیل فیصل صاحب نے میرے اظہار یہ بن اپنے عہدے پر قائم - نا اور پھر بموجب حکم مسٹر
 سوٹر صاحب کے میں گرفتار ہوا - ۹ - نمبرے اور جس روز تک میں گرفتار ہوا راؤ جی
 سے کچھ باتیں نہیں ہوئیں کرنیل میرے اظہار کے مجھے کہنے نہیں کہا کہ راؤ جی نے کیا اظہار
 دیا اور اظہار دینے سے پہلے مجھے معافی کا وعدہ نہیں ہوا جب میرے اظہار یہ گئے
 تو سر لوئس ہیلی صاحب وہاں بیٹھے تھے - صاحب پریڈنٹ نے سوال کیا کہ مسٹر سوٹر صاحب
 اور سر لوئس ہیلی صاحب نے قبل یہ جلسے اظہار کے تم سے کچھ کہا تھا - ج - کہ نہیں
 کہا وہ میرے اظہار سننے تھے - س - صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ تمہارے قصود کے
 معاف ہونے کا کچھ ذکر آیا تھا - ج - نہیں - بعد اسکے گواہ بنے بیان کیا کہ جب سے میں
 قید ہوا ہوں سپاہیوں کے پھرے میں ہوں چند روز تک ہندوستانی سپاہیوں
 کے پھرے میں رہا اور اسکے بعد گورون کے پھرے میں ہوں مچھکو خوب یاد ہے کہ کپڑے

مین رزٹڈنٹی کے باغ میں گیا تھا وہاں مین نے سب نوکروں کو دیکھا جھکوا کر شرم آئی کہ
بعد اس قدر مدت کے میری قسمت میں لکھا تھا کہ میں ایسی حرکت کروں اور اب کیونکر
تمہیں دکھاؤں پس میں کونین میں گر پڑا۔ راؤ جی کے پیٹ میں جو نشان ہے اسے قبل
۹۔ نومبر کے دوپہن روز مجھ کو دکھایا تھا وہ جگہ سوچی ہوئی مثل بھوڑے کے تھی اسنے
کہا کہ میں نے یہاں شیشی رکھی تھی اس سے میرا یہ چال سوجھ گیا۔

سوالات جرمی سارنٹ پلین ٹان حسب

س۔ کس قدر حرص سے تم زریزہ نشی میں نوکر ہو۔ ج۔ ۳۲۔ برس یا اس سے زیادہ مدت سے نوکر ہو۔ س۔ تم سے اور کرنیل فیہ صاحب سے کبھی ناراضی نہیں ہوئی یا کوئی وجہ شکایت کی تو نہیں ہوئی۔ ج۔ نہیں۔ بن کرنیل فیہ صاحب کو اپنا مان باب سمجھتا تھا۔ وہ مجھ کو کھانے کو دیتے تھے میری بدقسمتی تھی کہ میں نے لوگوں کا کہنا مان لیا۔ س۔ تمھاری بدقسمتی ہو یا نہ ہو لیکن روپیہ کی طمع سے تم اپنے باپ اور مالک کے زہر دینے پر راضی ہو۔ ج۔ مجھ کو راجہ جی نے ترغیب دی تھی میری قسمت میں ہی لکھا تھا۔ س۔ تم نے یہ سب کام روپیہ کی لالچ سے کیا کیوں تم نے کیا یا نہیں۔ ج۔ مجھ کو روپیہ کبھی نہیں ملا صرف عھاراجہ کی شادی میں ملا تھا۔ س۔ اس کام کے واسطے تم کو کیا ملنے والا تھا۔ ج۔ مجھے وعدہ کیا تھا کہ میرے واسطے کچھ ہتہ ہو گا۔ س۔ پس تم کو یقین تھا کہ تمھاری نوکری میں ترقی ہوگی اور تم کو روپیہ ملے گا۔ ج۔ مان ہی سمجھا تھا۔ س۔ پس ہی بات سمجھ کر تم بھی اس معاملے میں شریک ہو۔ ج۔ مان۔ س۔ مگر جو کچھ کہ تم آج بیان کر رہے ہو اس بیان کے واسطے تم کو کچھ نہ ملے گا۔ ج۔ کچھ نہیں ملے گا۔ س۔ پس معلوم تھا کہ تم روپیہ نہ کرو دروغ حلفی نہ کر دے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ پس روپیہ بیکر تم کو نہ کرو اور دروغ حلفی نہ کرو گے۔ ج۔ میں کیا کروں میری قسمت میں ہی تھا میری قسمت تھی۔ س۔ تم کہتے ہو کہ کچھ زریزہ نشی میں ہوتا تھا راجہ جی لکھ بیکر تو تھے اور لکھ کر عھاراجہ صاحب کو بھیجے کو میں دیا کرتے تھے۔ ج۔ مان چٹی لکھ کر میں سالم کو دیدیا کرتا تھا۔ س۔ یہ بڑے کا غذا ہوتا تھا یا کوئی کتاب ہوتی تھی یا اور کچھ ہوتا تھا۔ ج۔ ایک بڑے کا غذا ہوتا تھا جو ہرے بند کیا جاتا تھا یہی پرچہ ہر روز جیا کرتا تھا۔

س۔ ابا کوئی پرچہ تمھارے پاس اب نہیں ہے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تم کو معلوم ہے کہ
اون پرچوں میں سے کوئی پرچہ اب کہیں ہو گا ج۔ یہ پرچے سالم کے پاس ہون گئے
یا سرکار کے پاس س۔ اب بیان کرو کہ تمہارے اور محاراجہ صاحب سے اول ملاقات کس
کمرے میں ہوئی تھی ج۔ ایک چھوٹا کمرہ تھا اور اوس میں ایک بیچ بچھی ہوئی تھی کس
سب کمرہ کا حال بیان کرو۔ ج۔ اس کمرے میں دو بڑے بڑے آئینے تھے ایک گھڑی تھی
اور چونکہ رات کا وقت تھا کمرے کے اور اسباب کا میں نے خیال نہیں کیا۔ س۔ کیا
ایک ہی کمرے میں تمہارے اور محاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی یا مختلف کمروں میں ج۔ ج
ہمیشہ ایک ہی کمرے میں ملاقات ہوتی تھی۔ س۔ اس کمرے میں غلخانہ بھی تھا۔ ج۔
شاید ہو۔ کیونکہ چاروں طرف دروازے اور کمرے تھے س۔ پس تم کہتے ہو کہ اس کمرے
کے پاس کوئی غلخانہ نہیں تھا۔ ج۔ ہاں شاید وہ میں نہیں کھ سکتا۔ س۔ تم کہتے ہو کہ دروازے
اور بہت سے کمرے تھے کوئی غلخانہ نہیں دیکھا۔ ج۔ میں نے غلخانہ نہیں دیکھا۔
س۔ دروازوں کے خیال سے تم کہتے ہو کہ شاید کوئی غلخانہ ہو گا۔ ج۔ ہاں۔ س۔
مگر تم خود واضح نہیں ہو۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تمھارے صاحب کے پاس حال میں بھی گئے
تھے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ کرنل فیروز صاحب نے تمھارے اظہار خود دیے تھے یا کسی اور شخص سے
اپنے روبرو کہے۔ ج۔ خود دیے تھے۔ س۔ کرنل فیروز صاحب سے اقرار کیا تھا
کہ سچ کہو گے اور سو اسی کے اور کچھ نہ کہو گے۔ ج۔ ہاں۔ مگر میں نے اون سے سچ پوچھا
کہ تمھارے اظہار اور غصوں نے لکھ دیے تھے۔ س۔ تمھارا دل اوس وقت گواہی نہیں
دیتا تھا کہ تم کو جھوٹ نہ بولنا چاہیے۔ ج۔ نہیں۔ میں نے اون سے اصلی حال نہیں بیان
کیا تھا۔ س۔ پس اس کو بھی تم قسمت پر حوالہ کرو کہ تمھاری قسمت میں تھا کہ کرنل
فیروز صاحب کے سامنے بہت سا جھوٹ بولو۔ ج۔ ہاں میری قسمت میں ہی تھا میں کیا
کروں۔ س۔ تمھارا کیا مذہب ہے۔ ج۔ ہندو۔ س۔ میں ان باتوں سے بخوبی واقف
نہیں ہوں۔ منجملہ اور جھوٹ باتوں کے کیا تمھاری قسمت میں یہ بات تھی کہ تم فیروز بہت
لگاؤ۔ ج۔ ہاں۔ میں نے ہی بیان کیا میں تم جانتے تھے کہ فیروز بے گناہ ہے۔ ج۔

فیضو اور ایک مسلمان آیا کرتے تھے سالم بھی آیا کرتا تھا۔ س۔ مین پھر سنون نئے کیا
 کہا ج فیضو اور سالم آیا کرتے تھے۔ اور ایک پادری صاحب بھی ہنگامہ پر آیا کرتے تھے
 سالم کی عادت تھی کہ فیضو کے مکان پر جا کر بیٹھا کرتا تھا اسوجہ سے مین نے اسکا نام لیا
 س۔ پادری صاحب کو شہرت مین زہر کے ڈانے سے کیا غرض تھی۔ ج فیضو کا مکان
 رزیدنسی کے احاطے مین تھا اکثر لوگ اس کے مکان مین جا کر بیٹھا کرتے تھے س۔ پس اسوجہ
 سے تھے فیضو پر تھمت لگائی۔ ج۔ چونکہ رزیدنسی کے کل ملازمون نے اسکا نام لیا تھا اس
 مین نے بھی اسکا نام لکھایا۔ س۔ پس اسی غرض سے بنے خیال کیا کہ تمھارے اظہار بھی
 اور لوگوں کے اظہار سے مطابق ہوں۔ ج۔ مان س۔ تم جانتے تھے کہ وہ بیان تمھارا
 بالکل غلط تھا۔ ج۔ مان مین نے تھوٹ بیان کیا تھا۔ س۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ تھے اور
 راوچی نو اس قدر اتفاق کیا تھا کہ فیضو کو مجرم بناو۔ ج۔ سہنہ ہم اتفاق نہیں کیا۔ س۔ تم جانتے
 کہ راوچی نو ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ج۔ کل ملازمون نو ایسا ہی بیان کیا تھا۔ س۔ کیا راوچی سے اور تھے
 قبل اظہار کو کچھ گفتگو ہوتی تھی۔ ج۔ نہیں وہ قبل میرے اظہار کو فید ہو گیا تھا۔ س۔ مگر وہ ۱۰۔ پانچ
 سو پونہ بیس ہوا تھا۔ مگر کوئی معلوم ہوا کہ اور نوکرون نو فیضو کا نام لیا تھا۔ ج۔ عبد اللہ اور
 پیدرو اور ایک مسلمان حال فیضو کا نام لیا تھا۔ س۔ مین خیال کرتا ہوں کہ تم نہیں
 جانتے تھے کہ راوچی اور اور نوکرون نے تمھارا جہ صاحب کے اس جرم مین شریک کیا ہے۔
 ج۔ مین واقف تھا۔ س۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ تم واقف تھے کہ راوچی نے تمھارا جہ صاحب
 کو جرم مین شریک کیا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ مین خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تھے آج بیان کیا
 وہ بالکل صحیح ہے اور بنجر سچ کے اور کچھ تھے بیان نہیں کیا۔ ج۔ مان۔ آج بنجر سچ کے
 مین نے اور کچھ بیان نہیں کیا بعدہ ممبران کمیشن نے ٹفن کھانے کے واسطے برخاستگی
 ٹفن کھانے کے بعد جب ممبران کمیشن پھر اجلاس پر آئے تو سارے جٹ بلین تھاتن صاحب نے
 نرسو گواہ سے پھر سوالات کرنا شروع کیے۔ س۔ تھے تمھارا جہ صاحب سے کل کو مرتبہ
 ملاقات ہوئی۔ ج۔ پانچ چھ مرتبہ۔ س۔ یہ تھو خوب یاد ہے مگر صحیح تھا۔ و تا۔ ج۔
 شاید پانچ دفعہ۔ س۔ تمھاری کر کے میرے سوال کا صاف جواب دو مین شاید نہیں جانتا

ج۔ میں جانتا ہوں کہ پانچ مرتبہ سس مان بن بھی ایسا ہی جانتا ہوں۔ مگر جب تم سے اول تین مرتبہ مہاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو کچھ ذکر نہ کر کا آیا تھا۔

ج۔ نہیں سس جب تمہاری چوتھی مرتبہ مہاراجہ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو اوپر کون کون شخص تھا۔ ج۔ نہ تو نہت راو رسالم۔ مہاراجہ صاحب۔ راو جی اور میں تھا۔

سس اس ملاقات میں یہ بات قرار دی گئی تھی کہ پوڑیہ ٹکڑی بھیجی جائے گی۔ ج۔ مان۔

سس اگر یاد ہو تو چھیننا اور تاریخ بیان کرو۔ ج۔ ٹھیکوٹہ تاریخ یاد ہے نہ چھیننا۔ سس اگر تاریخ اور چھیننا چھین بیان کر سکتے تو یہ بتاؤ کہ زہر دیے جانے سے کس قدر پہلے یہ ٹکڑی ہوئی تھی۔ ج۔ ایک پوڑیہ ۲۵۔ روز پہلے اور دوسری پوڑیہ سات آٹھ روز پہلے۔

ساجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے مترجم سے کہا کہ شاید تم صحیح صحیح ترجمہ نہیں کرتے ہو ہر چند میں تمہاری زبان سے ناواقف ہوں لیکن مجھ کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مترجم کرسٹ جی نے جواب دیا کہ میرا افسر مترجم میری طرف سے جواب دیتا ہے اس سے دریافت کیجے کہ میں نے ترجمہ غلط کیا یا صحیح۔ ساجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ گواہ سے دریافت کرو کہ جب اول مرتبہ زہر کا ذکر آیا تو وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ صاحب کے زہر دینے کا یہ ذکر ہے۔ ج۔ مان۔ سس کیا اول ہی مرتبہ تمہارے روبرو ایسا تذکرہ ہوا تھا۔ ج۔ مان۔

سس۔ تمہارے روبرو اول مرتبہ یہ ذکر ہوا تھا۔ ج۔ مان میرے روبرو اول مرتبہ یہ ذکر ہوا تھا شاید راو جی کے روبرو اس سے پیشتر بھی ہوا ہو گا۔ سس تم مہاراجہ صاحب کی ملاقات کے واسطے پھر بھی گئے تھے۔ ج۔ مان دوسرہ کی ٹھیلوں میں جبکہ دوسری پوڑیہ مجھ کو ملی تھی۔ کیا تھا سس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی ملاقات پر ٹکڑی ایک پوڑیہ دیکھی اور ایک پوڑیہ پانچویں ملاقات پر۔ ج۔ مان صاحب سس جب چوتھی ملاقات پر ٹکڑی پوڑیہ دی گئی تھی اور وہ کارگر نہیں ہوئی تو ٹکڑی پانچویں ملاقات پر پوڑیہ دی گئی۔ ج۔ مان مہاراجہ صاحب مجھ پر خفا ہوئے اور دوسری پوڑیہ مجھ کو دی۔ سس اب تم مجھے بیان کرو کہ جب آخر مرتبہ کرنل فیہ صاحب کو زہر دیا گیا اس سے کس قدر پہلے مہاراجہ صاحب سے تمہاری ملاقات ہوئی۔ ج۔ پانچ یا سات روز پہلے۔ مگر مجھ کو خوب یاد نہیں ہے۔

س۔ تنے راوجی سے دریافت کیا تھا کہ ٹکڑو جو تھی ملاقات میں پوڑیہ ملی اوسکو تنے
 کیا کیا۔ ج۔ مان میں نے دریافت کیا تھا کیونکہ سالم مجھے روز پوچھا کرتا تھا۔
 راوجی نے مجھے کہا کہ میں نے پوڑیہ کو ڈال دیا مگر کچھ کارگر نصین ہوئی اُسکو میں کیا کروں
 س۔ جب تمھارے حاکم کو زہر دیا جاتا تھا تو تنے کچھ عذر کیا تھا۔ ج۔ کس کے روبرو۔
 س۔ راوجی سے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ تم کہتے ہو کہ راوجی نے ٹکڑو پھوڑا دکھایا تھا کیا اسنے
 یہ پھوڑا قبل آخر ملاقات تمھارا چہ صاحب کے دکھایا تھا یا بعد ملاقات کے۔ ج۔ قبل
 یا بعد مجھکو یاد نصین۔ س۔ چوشتی راوجی کو دی گئی تھی وہ تنے دیکھی تھی۔ ج۔ ایک
 شیشی صندوق کے پنجے بنگلہ میں رکھی ہوئی دیکھی تھی۔ س۔ جب وہ دی گئی تھی تنے
 شیشی کو دیتے ہوے دیکھا تھا۔ ج۔ کچھ دبا تھا میں نے بخوبی نصین دیکھا کہ پوڑیہ تھی
 یا شیشی تھی۔ س۔ اگے تھا اور راوجی پیچھے کھڑا تھا۔ س۔ پوڑیہ تھی یا نصین۔ ج۔
 میں نصین کھ سکتا کہ پوڑیہ تھی یا نصین۔ س۔ یہ تمھارا بیان اخیر مرتبہ کا ہے۔ ج۔ مان
 س۔ تنے دریافت کیا تھا کہ راوجی نے اوسکو کیا کیا۔ ج۔ مجھکو یاد نصین ہے کہ پہلے
 اوس سے دریافت کیا ہو مگر مجھکو یاد ہے کہ راوجی نے وہ پھوڑا جو اوسکے پیٹ میں ہوا
 تھا مجھکو دکھایا تھا۔ س۔ سو اس شیشی کو تنے کو فی شیشی اور بھی دیکھی تھی۔ ج۔ نصین۔ س۔
 تنے راوجی نے کہا کہ شیشی کا استعمال میں نے کیا۔ ج۔ یہ مجھکو یاد نصین کہ اوسنے استعمال
 کرنے کا ذکر مجھے کیا یا نصین۔

دو بارہ اظہار جو ایڈوکیٹ جنرل نے نرسو کے لیے۔

س۔ تنے ابھی سارجنٹ بیلن مان صاحب سے کہا کہ شیشی بنگلہ میں صندوق کے
 پنجے راکھنی تھی۔ ج۔ مان۔ س۔ تمھاری غرض بنگلہ کہنے سے رزیدنسی کا مکان ہے۔
 ج۔ مان۔ س۔ تنے یہ شیشی خود دیکھی تھی۔ ج۔ میں نے خود دیکھی تھی۔ س۔ ٹکڑو یاد
 ہے کہ تنے وہ شیشی اول مرتبہ کب دیکھی تھی۔ ج۔ میں نے صرف ایک مرتبہ دیکھی تھی
 بخوبی یاد نصین کہ کب دیکھی تھی۔ س۔ ٹکڑو یاد ہے کہ کوفت تنے یہ شیشی دیکھی تھی۔
 ج۔ راوجی نے مجھکو شیشی دکھائی تھی اور کہا تھا کہ اس میں دو ڈال کر اور بخوبی پانی

مین ملا کر شربت مین ڈال لیا جسے گی س ۹۔ نو مہر سے کتنے دن پہلے ٹکڑے نشینی دکھائی تھی
 ج۔ مجھ کو بخوبی یاد نہیں اس تم کہنے ہو کہ مجھ کو یاد نہیں ہے کہ راؤ جی اور رز ٹیڈنسی
 کے نوکر دن نے مہاراجہ صاحب پر جرم ثابت کرنا چاہا تھا یا نہیں ج۔ مان۔ مین کہتا
 ہوں کہ مین نہیں جانتا۔ اس۔ ٹکڑے معلوم ہے کہ کمیشن کے روبرو کس کس شخص کے اظہار
 لیے گئے ہیں ج۔ مین پہرے مین تھا اور آج پہرے نے کلاموں مجھ کو کس طرح معلوم
 ہوتا اس لئے کسی شخص نے کہا کہ کس کس گواہ کے اظہار ہو چکے ہیں ج۔ نہیں میرے
 پاس کوئی شخص آئے نہیں پتا دور سے مجھ کو روٹی پھینک بجا یا کرتی تھی۔ اس۔ سر ذکر
 نے کہا کہ تم ۳۔ برس کے نوکر ہو کمیشن کی نشست سے پہلے بھی تم کبھی مہاراجہ صاحب
 کے پاس گئے تھے۔ ج۔ مین کبھی نہیں گیا جب اس سے پہلے کمیشن بھیجی تھی اس وقت سے
 مین نے مہاراجہ صاحب کے پاس جانا شروع کیا۔ اس۔ سر ذکر اوتے کہا کہ تم کھانا اور
 کے پاس بھی دھڑہ کا انعام لینے کے واسطے جا یا کرتے تھے۔ ج۔ نہیں۔ اس۔ کیا تم صحیح صحیح
 بیان کر رہے ہو۔ ج۔ مان صحیح صحیح بیان کرتا ہوں اس زمانے مین انعام دینے کا قاعدہ
 دربار مین تھا چند سردار براہ راست انعام دیا کرتے تھے اس جب مہاراجہ صاحب نے
 ٹکڑے دہرو دینے کی ترغیب دی تھی اور تم جانتے تھے کہ یہ بات نہایت بری ہے تو نے اپنے
 لڑکے بالوں کے واسطے کچھ انتظام کر لیا تھا۔ ج۔ مین مہاراجہ صاحب کے ذبانی وعدہ پر
 قائم رہا۔ اس۔ تم جانتے ہو کہ کسی شخص کو زبردی کا بہت بڑا جرم ہے پس مہاراجہ صاحب
 وٹلس بارہ آدمیوں کے روبرو کونکر ایسی گفتگو کرتے ج۔ دن بارہ آدمی تھے صرف دو
 آدمی تھے یعنی مین اور راؤ جی اس جس قدر شک کیا دی گئی وہ کم تھی یا زیادہ تھی اور
 کیا تین دفعہ دی گئی۔ ج۔ مین نے اپنی جزمین کبھی کسی کو شک کیا نہیں دی۔ مین نے
 راؤ جی کو شک کیا دیدی تھی اس جب اولی مہاراجہ صاحب سے مہاری ملاقات ہوئی تھی
 تو مہاراجہ صاحب نے ٹکڑے لپکا تھا۔ پس تمہا کہنے کے بعد بھی ایسا معاملہ تمہارے سپرد
 کرنے۔ ج۔ راؤ جی نے سمجھا دیا تھا کہ اب بچن نہ کہے گا اور جس سے کام میرے سپرد کیا گیا
 اس تم ہندو ہو۔ ج۔ مان۔ اس کون ہندو ہو ذات کیا ہے۔ ج۔ ٹٹلی کمانی ہندو ہوں

س نکو پولیس کا خوف ہے۔ ج۔ کو جہ سے سب کچھ کہنے کے واسطے۔ ج۔ سچ کے
 کھنے میں کیا خوف کرنا چاہیے۔ س۔ نکو یقین ہے کہ تم خود خطا وار ہو۔ ج۔ مان میری نصیحتی
 ہے مجھ کو بھی اس معاملے سے تعلق ہے میں کیا کروں میری کجمنی ہے۔ س۔ اگر سرکار
 تمھاری خطا معاف کرے گی تو خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گے۔ ج۔ سرکار چاہے
 معاف کرے یا نہ کرے سرکار میری مان باپ ہے جو چاہے سو کرے۔ س۔ مشر مول صاحب
 نے کہا کہ اگر سرکار معاف کر دے تو اور بھی تم سچ کہو۔ ج۔ میں اس وقت بھی سچ کہہ رہا ہوں
 اس سے زیادہ اور کیا سچ کہوں گا۔ س۔ سرور ذکر راؤ نے کہا کہ بھلا اگر سرکار معاف کر دے
 تو جو کچھ باقی رہ گیا ہو وہ بھی بیان کر دو گے۔ ج۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سچ بیان کر دوں گا
 اس وقت سے سچ کہہ رہا ہوں سرکار میری مان باپ ہے چاہے بھانسی دیدے۔ س۔
 سرور ذکر راؤ نے کہا کہ جس شخص کے پاس تھے ۳۵۔ برس نوکری کی تھے اوی کو زہر
 جو تپا چا مارا جو کچھ نکو اور سچ کہنا ہو خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بیان کر دو۔ ج۔ مجھ کو خوف نہیں
 ہے میں سچ کہتا ہوں اور خدا کو حاضر ناظر سمجھتا ہوں۔

صاحب پریسڈنٹ نے مترجم سے کہا کہ تم نے گواہ سے یہ کہا ہے کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ
 کہو۔ مترجم نے کہا مان۔ اور گواہ نے بھی کہا کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہتا ہوں۔
 اظہار جگسا بگسا گواہ

جگسا گواہ بلا گیا اور سرسٹا نوزاری صاحب نے اس کے اظہار پے اس نے بیان کیا کہ میں
 رزیدنسی کانٹے والا ہوں میں راوچی حوالدار اور نرسو جیدار کو جانتا ہوں میں سالم
 اور شیونیت راؤ سے بھی واقف ہوں شیونیت راؤ کا مکان بھی جانتا ہوں شہر میں اسکا
 مکان ہے۔ راوچی کے ساتھ دو تین مرتبہ میں گیا تھا جب میں شیونیت راؤ کے مکان پر
 گیا تو اس کے کارکن نے مجھ کو پاں سو روپے دیے تھے سو روپے میرے پاس رکھوائے
 گئے اور چار سو روپے راوچی حوالدار نے مجھے تھے شیونیت راؤ کے کارکن نے بہ روپے
 راوچی کو دیے تھے اول مرتبہ جب راوچی چھاراجہ صاحب پاس گئے تھے اسکو چودہ یا پندرہ
 جیسے کا عہد گذار دوسری مرتبہ جب میں راوچی کے ساتھ گیا تو اول مرتبہ سے آٹھ

سات مہینے کے بعد گیا تھا اور اس مرتبہ آٹھ یا سات بجے رات کا وقت تھا میں نے قیڑا اور راہی اور سالم اور نرسو جمدار کو دنان دیکھا تھا جب ہم لوگ دنان چھوئے تو مجھ کا بیچہ چھوڑ گئے اور سب لوگ اوپر چلے گئے یہ لوگ نظر باغ کے راستہ سے گئے تھے دو گھنٹہ کے بعد یہ لوگ اوپر سے اوڑے مجھ کو ایک مرتبہ سے زیادہ کبھی روپیہ نہیں ملا اگر گواہ کو ایک کاغذ دکھایا گیا اونے اقبال کیا کہ میرا لکھا ہوا ہے گواہ سے کہا گیا کہ اسکو تم ہی پڑھو۔ گواہ نے کہا کہ میں نے یہ کاغذ نرسو جمدار اور راہی کے کھنے سے لکھا تھا۔ جو کچھ وہ بتلانے تھے میں لکھا کرتا تھا بعد لکھنے کے کبھی نرسو کو دیدیتا اور کبھی راہی کو۔

ایڈووکیٹ جنرل نے صاحب پریسڈنٹ سے کہا۔ کہ مائی لارڈ۔ یہ چٹھی بطور شہادت کے منظور کیجئے بشرطیکہ سارجنٹ ملین ٹان صاحب منخور کریں یہ چٹھی سالم کے گھر سے ملی تھی سارجنٹ ملین ٹان صاحب نے منظور کیا اور صاحب پریسڈنٹ کی اجازت سے یہ چٹھی شہادت میں داخل کی گئی۔ اس چٹھی پر حرف الیکس کا نشان ہوا۔

مشترانورانی صاحب نے مندرجہ ذیل چٹھی کا ترجمہ پڑھا۔ آج بہاؤ پونا کر آیا اور اونے صاحب سے بیان کیا کہ تمھارا جہنے ایک نئی جوڑی ہے اسکا نام گنگا بانی ہے اسکا باپ دیو بی تھا تمھارا جہنے حکم دیا ہے کہ سات ہزار روپیہ نذرانہ پن محال سے اسکو دیئے جائیں اور وہ آدمی نالٹ کرے کو آئے ہیں مگر کسی نے اوکلی نالٹ کی سماعت نہیں کی۔

دوم۔ باپو صاحب لیکو آئے تھے صاحب نے پوچھا کہ تم کیسے ہو او خون نے کہا کہ صاحب کی دعا سے اچھا ہوں۔ بعد صاحب نے دریافت کیا کہ تم اب کو کلام کو یا سٹو اور بھائی اور شوہرین رشاد شہاب الدین کے پاس جاتے ہو باپو صاحب نے سنکر جواب دیا کہ میرے جانے کی اونکے پاس کیا حاجت ہے جب تک آپ موجود ہیں میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا یہ لوگ انصاف اور نظام سے واقف نہیں ہیں وہ لوگ آپس میں بیٹھے بیٹھے کر شورہ کیا کرتے ہیں۔

سیوم۔ سسی بھائی پونا کرے صاحب سے کہا کہ تو پون کی آواز سنکر بہت لوگ خون ہوئے اور آپس میں جمع ہو کر کھنے لگے کہ کوئی بڑا صاحب آیا ہے اور خوش ہوئے کہ اب ہماری آواز فریاد سنی جائے گی۔ صاحب نے کہا کہ یہ جنرل صاحب میں جو احمد آباد سے پلٹنے کے

ملاحظہ کے واسطے آئے ہیں۔

چہارم۔ رکھابائی کے بھائی نے عرضی دی ہے کہ میری بہن مجھ کو ملے۔ صاحب اوس سے بہت ناراض ہوئے۔ پنجم۔ مین کل آؤں گا اور اپنے ساتھ کو اس جی کو لاؤں گا۔ سالم کو بھیج دیجیے۔ دو چٹھی اور بھی اس گواہ کو دکھائی گئیں اوس نے کہا کہ میں ان سے واقف نہیں ہوں نہ میری لکھی ہوئی ہیں۔ سار جنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو اس گواہ سے کچھ سوال کرنا نہیں ہیں۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میں نے کچھ کاغذات دوبارہ کرنیل فیئر صاحب کے شکوے کا وعدہ کیا تھا اور گورنمنٹ کو تار برقی بھیجی تھی مگر اوس کاغذ کے برآمد ہوئے مین کسی قدر وقت ہے شاید گورنمنٹ کے دفتر سے وہ کاغذ ملے۔ سار جنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میں نے آپ پر ظاہر کر دیا ہے کہ میں کوئی بات ایسی پیش کرنا نہیں چاہتا جس سے بدفرنگی ہو میں اس کاغذ کی نقل دوں گا اگر کرنیل فیئر صاحب اس کو پڑھ کر کہیں کہ یہ نقل صحیح ہے تو وہ کافی ہوگا دوبارہ کرنیل فیئر صاحب کے اظہار کی ضرورت نہوگی۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ یہ بات مناسب ہے جب کرنیل فیئر صاحب اوس نقل کو دیکھ کر تسلیم کریں تو وہی نقل میرا کیشن کو دیدی جاے۔

اظہار رسمی کار بھائی امان سنگہ گواہ کے

کار بھائی امان سنگہ بلایا گیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے اس کے اظہار سے اسے بیان کیا کہ میں پنکھ والا ہوں پچھلے سال نیچے والوں میں نوکر تھا مگر سال نوکر ہوا ہوں۔ چہرے ہوں کے والد کو میں جانتا ہوں میں رات کے وقت شہر کو کئی مرتبہ اس کے ساتھ گیا تھا مجھ کو ایسا یاد ہے کہ پانچ چھ دفعہ شہر کو گیا ہوں مگر یاد نہیں کہ کتنے روز ہوئے۔ جب وہ مھاراجہ صاحب کے پاس جاتا تو اول میونسٹراؤ کے مکان پر جایا کرتا تھا میں نہیں کہہ سکتا کہ کس مرتبہ مھاراجہ صاحب کے پاس اوں کے ساتھ گیا جب وہ لوگ مھاراجہ صاحب کے پاس ادھر کے مکان کو جاتے تھے تو مجھ کو نیچے چھوڑ جاتے تھے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے پوچھا کہ کون کون آدمی تھا اسے ساتھ جایا کرتے تھے۔

گواہ نے کہا کہ راجی - سالم - نرسو مجددار اور بشونت راو جایا کرتے تھے۔

سوالات جبریح سار جنٹ بیلین ٹائٹن صاحب

س۔ رزیدنسی میں کتنے دن تک تم ٹیکے والوں میں نوکر رہے۔ ج۔ اخیر مرتبہ پندرہ
میں روز نوکر ہا لیکن میں پہلے بھی نوکر رہ چکا ہوں۔ س۔ میری غرض یہ ہے کہ تم کتنے
دنوں تک ٹیکے والے رہے۔ ج۔ بین دو مرتبہ۔ ہا ایک مرتبہ ایک مہینے اور دوسری مرتبہ
پندرہ یا بیس روز تک۔ س۔ اول مرتبہ تم کسکو کتھے ہو۔ ج۔ جب ٹیکے چلنا شروع
ہوئے تھے۔ میں کوئی تاریخ بتاؤ کہ چلنا شروع ہوئے تھے۔ ج۔ بولی کی تعطیل دن
کے بعد۔ میں اخیر بولی کی تعطیلات کے بعد۔ ج۔ ہاں۔ میں تم کتنے ہو کہ میں ایک مہینے
تک نوکر رہا۔ ج۔ ہاں۔ میں دوسری مرتبہ کب نوکر ہوئے۔ ج۔ جب ٹیکے کا موسم ختم
ہوئے تو تھا۔ میں نوکر ہوئے پہلے راجی اور نرسو کو جانتے تھے۔ ج۔ ہاں۔ میں جانتا
تھا۔ میں تم قسم کھا سکتے ہو۔ ج۔ ہاں۔ میں پس نوکری سے قبل اوکو جانتے تھے۔
ج۔ ہاں۔ مگر جب سے نوکر ہوا اوکو زیادہ جانتے لگا۔ میں تھے مسٹر سوٹر صاحب کے
دوبرو بیان کیا تھا کہ تم کبھی زبے کے بچے ٹھہرتے تھے اور کبھی زبے کے اوپر جاتے تھے۔
کیا یہ بات صحیح ہے۔ ج۔ ہاں صحیح ہے۔ میں تم کب سے سوالات میں ہو۔ ج۔ بولی مہینے
ہوئے۔ میں کس وجہ سے سوالات میں ہو۔ ج۔ گواہی دینے کے واسطے۔ میں نے بچہ ج کہا
اس بے تم قید کیے گئے۔ ج۔ ہاں۔ میں تم خاٹا صاحب کی حراست میں کے روز رہے۔
ج۔ تین روز۔ بعدہ سوٹر صاحب کے پاس رہا۔ میں پس جو کچھ منے بیان کیا اوکو
قبول کرانے تو بے میں روز خاٹا صاحب کو لگے۔ ج۔ اوغون نے مجھے ایک روز کچھ
بھی نصیحت کیا۔ میں تمہارے ساتھ جگا بھی رہتا تھا۔ ج۔ میں نے اوکو نصیحت دیکھا
میں تمہارا کرتا تھا میں نے جگا کا بیان سنکر اپنا اظہار دیا تھا۔ ج۔ نصیحت۔ ج۔
کیا جگا بھی قید تھا۔ ج۔ ہاں۔

سوالات جو صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کیے

س۔ اول روز تم نے کسی نے کچھ دریافت نہیں کیا اور تمکو تمہارے گھر جانے دیا۔

ج۔ مجھے شام کے وقت دریافت کیا گیا تھا مگر کچھ جاننے کی اجازت ہو گئی تھی۔ س۔
دوسرے روز بھی اسے کچھ دریافت ہوا تھا۔ س۔ ج۔ مجھے کچھ دریافت نہیں ہوا۔ س۔
تیسرے روز سٹریٹ صاحب کے روبرو کچھ اظہار دیا تھا۔ ج۔ ٹان۔ س۔ اس وقت
سے تم حراست میں ہو۔ ج۔ نہیں دوسرے روز سے۔ س۔ اس وقت سے تم برابر حراست
میں ہو۔ ج۔ ٹان۔ جب سے کہ ہمارا صاحب پکڑے گئے ہیں۔ اس کے دوسرے روز سے۔
بعد اس کے صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ اب چارج کئے گئے ہیں۔ صاحب پریزیڈنٹ
نے کہا کہ اب عدالت کل جمع ہوگی۔

اجلاس روز دہم

گیارہ بجے حسب معمول کیشن کی نشست ہوئی۔ عالیجناب ہمارا سینڈھیا اور علیہ راؤ
موجود تھے سرلوس پٹی صاحب دوپہر سے پہلے آئے تھے لیکن بعد دوپہر کے شریک
تھیں ہوئے اظہار و ابھی باز تو تم گواہ کے شروع ہوئے اس کے اظہار سٹریٹ صاحب نے
نے دیے۔ اس نے بیان کیا کہ میں خشت پڑھوں راؤجی حوالدار رزیدنسی کو جانتا ہوں۔
دیوالی سے پہلے اس نے مجھے کچھ زبور کے بنوانے کے واسطے کہا تھا چنانچہ میں نے اس کے
سہراہ جا کر شیو لال زرگر کا مکان بنا دیا۔ زبور مفصلہ ذیل بنوایا گیا تھا۔
ایک جوڑی پائون کے کروٹوں کی۔ ایک کنٹھی۔ ایک جوڑی ننگن۔ دو چھٹے سونے
کے وزنی ایک تولہ۔ ایک کندھنی لٹکے کی۔ ایک جوڑی کرمہ لٹکے کی ہاون کی۔
کاکھک کے چھٹے میں یہ زبور بتا شروع ہوا تھا جو جو چیز تیار ہوتی گئی راؤجی کو ملتی گئی۔
عدالت میں جو کاغذ پیش ہے سنار کا حساب ہے۔

صاحب پریزیڈنٹ نے سارجنٹ بیلن ٹان صاحب سے پوچھا کہ آپ کو اس حساب کے
داخل ہونے میں کچھ حذر ہے اسٹون نے جواب دیا کہ نہیں لیکن سنار اس حساب کی
نقدین کے واسطے بلایا جائے۔

سوالات جرم سارجنٹ بیلن ٹان صاحب

س۔ کیا وجہ ہے کہ راؤجی نے یہ زبور تمہاری معرفت بنوایا۔ ج۔ میں شہر کے اندر رہتا تھا

ناور راوجی کو مین جانتا تھا جسے راوجی نے نو یافت کیا تھا کہ تم کسی سنار سے واقف ہو
مین نے کہا ناں جانتا ہوں میں یہ سنار کہاں رہتا ہے۔ ج سڑک پر سپیل کے درخت کے نیچے
رہتا ہے اس کیا اوس جگہ راوجی بھی رہتا ہے۔ ج یخین وہ شہر مین نہیں رہتا ہے۔

اظہار شیوالال وتل

شیوالال وتل بلا باگیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے اوس کے اظہار پے اوسے بیان کیا کہ مین
سنار ہوں میں مکان گنپت راوجھا دیو کے مکان کے قریب ہے بنے اوس سڑک پر جو شہر
کے باہر ہے مین کہو مین نہیں رہتا ہوں مین راوجی بازو تم کو جانتا ہوں اوس سے میری
ملاقات ہے اوسے کچھ زیور کسی شخص کے واسطے بنوایا تھا جس کے واسطے یہ زیور بنا تھا وہ ایک
پٹہ والا ہے راوجی اوس کا نام ہے وہ صاحب کے پاس رزمیڈنسی مین نوکر تھا۔ میری حساب
بھی سے معلوم ہوگا کہ مین نے کیا کیا اوس کا زیور بنایا ہے یہ میری ہی حساب کی ہے جو رکھی
ہے لکھنا پڑھنا مین نہیں جانتا دوسرے شخص سے لکھوا لیا کرتا تھا۔

س۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا چونکہ تم لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اس لیے تم سب حساب
کتاب زبانانی یاد رکھنے ہو گے ج۔ گواہ نے بیان کیا کہ مین یہ حساب نہیں پڑھ سکتا آپ
خود پڑھیے یا اور کسی سے پڑھو ابے اور کہا کہ دیوالی سے پہلے راوجی نے ایک جوڑی پانوں
کے کوپے کی ایک کنٹھی۔ ایک جوڑی کنگن اور اور کی چیز مین بنوائی تھیں جو چیرتی تھی۔
راوجی کے پاس بھی دینا تھا مجھ کو یاد تھیں کہ دیوالی کے دن مل پندرہ روز قبل یہ زیور
بن گیا تھا۔ یاد دیوالی کے بعد تک بنا جو زیور کہ اس وقت یہاں موجود ہے اوس مین ایک بیکر
سو نے کی نہیں ہے جو مین نے بنائی تھی مین سو یا چار سو پچھتر روپیہ کا زیور بنایا تھا مجھ کو
زبانانی یاد تھیں حساب مین درج ہے مجھ کو کل روپیہ مع مزدوری کے مل گیا۔

سارنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو اس گواہ سے کچھ دریافت کرنا چھین ہے۔

اظہار دولب منو داس

اس شخص کے اظہار میں انوارتی صاحب نے بے اوسے بیان کیا کہ مین سنار ہوں اور
راوجی کو جانتا ہوں مین اور راوجی ایک ہی بازار مین رہتے تھے مین نے راوجی کو واسطے

چاخیرین بنائی تھیں انوکا نام کرتی ہے اور وہ کان مین پٹنے جاتے مین اور اس
 زبور کی زنجیر مین بھی بنائی تھیں۔ سو اس کے کچھ زنجیرن اور بھی کانون کے واسطے
 بنائی تھیں جس قدر مین نے راؤ جی سے روپیہ پایا اوسکا حساب میرے پاس موجود ہے۔
 یہ بھی جو رکھی ہوئی ہے میرے حساب کی ہے۔ اس دیکھو گیارہوین اساتھ سدی مین کیا
 لکھا ہے۔ حج گیارہوین اساتھ سدی تاریخ لکھی ہے کہین سمیت نہیں لکھے شاید سبب
 ہوں گے۔ ہمیں کچھ زمین لکھی مین جسکی میزان گیارہ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ سو اس کے اور بھی
 چند زمین مفصلہ دیل لکھی مین۔

ساتوین اساتھ بدی مین عہد پر عہد لکھے مین۔ نوین اساتھ بدی عہد پھر عہد سونے
 کی دیخرون کے واسطے دیے گئے تھے دنوین تاریخ کو آٹھ روپیہ اور دیے گئے مین نے کل مبلغ
 نوین پائے تھے چنانچہ مین نے راؤ جی کے واسطے دو چھتے دو پالی روکا نوں کی زنجیرن
 بنائی تھیں۔ سر جٹ ملین ٹائن صاحب نے کہا کہ اس گواہ سے جھکو کچھ سوال نہیں کرنا ہے۔

اظہار دلپت گوہند رام

دلپت گوہند رام بلایا گیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے اس کے اظہار یہے اونے کہا کہ مین
 رضوت راؤ کو جانتا ہوں وہ گیکو راؤ کا نوکر ہے مین اس کے پاس سو تین برس سے نوکر تھا
 سندوق وغیرہ کی کہنیاں میرے پاس راکر تھیں جو کچھ وہ کہتا تھا مین کیا کرتا تھا۔
 مین اوسکا کارکن تھا مین جگا اور راؤ جی کو پہچانتا ہوں اگر وہ میرے رو برو آئیں تو مین
 اوکو فوراً پہچان لوں چنانچہ عدالت نے اوکو بلایا۔ گواہ نے کہا کہ رضوت راؤ کو مین نے
 ایک مرتبہ بارہ پانچوہ مہینے ہوئے اوسوقت دیکھا تھا رات کے آٹھ بجے دونوں میرے مکان
 پر آئے تھے اور پانچ سو روپیہ سکے بڑے کے بوجھ حکم رضوت راؤ کے راؤ جی اور جگا کو
 دیے تھے رضوت راؤ اوسوقت مکان کے اوپر تھے۔ سار جٹ ملین ٹائن صاحب نے کہا
 کہ جھکو اس گواہ سے کچھ سوال نہیں کرنا ہے۔

اظہار جگن لال امودر داس گواہ

اس شخص کے اظہار شرط اور رٹی صاحب نے یہے اونے بیان کیا کہ مین اجڑے فوجداری

برودہ کا نوکر ہون پر سالم کو جانتا ہوں وہ گیکوار کا نوکر ہے جس روز گیکوار کے پولیس کا گارڈ
اوسکے مکان پر مقرر ہوا تھا شاید تاریخ ۲۳ دسمبر کی تھی دن چھکوا بدھین گارڈ کے
مقرر ہونے سے ایک روز پہلے اوسکے مکان پر ہر فرجی آرڈر سیر فوڈیا کے ساتھ مین گیا چھ
حضور فوجدار مین اور مکان کی تلاشی لینے کے واسطے گئے تھے مینی کے پولیس کا ایک حوالہ
بھی ساتھ تھا اس بات کے کہنے پر میرا امام علی حوالدار عدالت مین بلائے گئے گواہ نے کہا
یہی شخص اوس روز ہمارے ساتھ گیا تھا حضور فوجدار گیکوار کی سرکار مین نوکر تھے جب
سالم کے گھر کی تلاشی ہوئی تو ایک رومال مین کچھ کاغذ بند ہے سوئے اون کاغذ
حضور فوجدار اپنے مکان پر گئے اور اذکون بند کر کے غم لگا دی اوسپر ایک ٹکٹ لگا کر
لکھ دیا کہ یہ کاغذ سالم کے مکان سے برآمد ہوئے گواہ کو ایک رومال دکھا کر پوچھا گیا کہ
وہ رومال ہی تھا گواہ نے کہا کہ مین بخوبی نہیں کہہ سکتا کہ یہی تھا بعد اس کے پھر اوس
کہا گیا کہ تم بخوبی غور سے دیکھو کہ یہی رومال ہے جب گواہ نے غور سے دیکھا تو کہا کہ ہاں
وہ رومال ہی ہے۔ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو اس گواہ کو کوئی سوال نہ کرو

اظہار میرا امام علی گواہ

میرا امام علی کے اظہار مقررہ ذرائع صاحب نے یہ اوسنے بیان کیا کہ مین مینی کی پولیس کا
حوالدار ہوں جب ہر فرجی اور واسیر و دیاسالم کے مکان مین تلاشی کے واسطے گئے تھے
مین اون کے ہمراہ تھا میرے روبرو ایک پولندہ کاغذون کا ملا تھا اس پولندہ پر
اوسوقت مہر کر دی گئی اور صاحب کے دکھانے کے واسطے ایک پہرے کے ہمراہ لایا تھا یہ
پولندہ سالم اور مینی بہائی کے روبرو دکھو لا گیا تھا جب تک پولندہ نہیں کھولا گیا وہ پولیس
کے پہرے مین تھا۔ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے کہا کہ اس گواہ سے مین کچھ دریافت کیا

اظہار مینی بہائی جس بہائی

مینی بہائی جس بہائی جو ریڈ مینی کے ایک ہندوستانی اسٹنٹ مین بلائے گئے اور مقرر
اور ذرائع صاحب نے اون کے اظہار یہ اوسخون نے بیان کیا کہ ۲۹ نومبر کو جب میرا امام علی
کاغذون کا ایک پولندہ لایا تھا مین موجود تھا اس پولندہ پر جایجا عدالت فوجداری

یہ وہ کی مہرین لگی ہوئی تھیں اور ایک ٹکٹ چپان تھا اوسین لکھا تھا کہ یہ کاغذ
سالم کے مکان سے کچھ جہت پونڈہ کھولا گیا ہیں اور سالم وہاں موجود تھا میں نے ان
کاغذوں کی کوئی فرست نہیں بنائی، اوسین سے جس قدر کاغذ نکال کر علیحدہ رکھے گئے
اونکی میں نے فرست بنائی تھی جو کاغذ کہ سوخت کشتن میں پڑے ہے اور جب چھڑت ایکس کا
نشان ہے اوسی پونڈہ میں کا ہے ہر ٹکٹ پر میرے دستخط ہیں اور جس قدر پونڈہ
سے کاغذ نکالے گئے سب پر میرے دستخط ہیں۔

مافی لارڈو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کاغذات پڑے جائیں۔۔۔ سارجنٹ میلن مائن صاحب
نے کہا کہ کوساٹے پڑے جائیں اور کیا ہجر اون کے پڑے جائے گی ہے۔
ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ یہ کاغذ اوس طرح پڑے جائیں اور عدالت میں داخل کیے جائیں
جس طرح کہ وہ کاغذ داخل ہے جس پر حرف ایکس کا نشان ہے ان کاغذوں سے معلوم ہوتا
ہے کہ مہاراجہ صاحب اور رڈیڈنسی کے ملازموں سے خط کتابت تھی۔ صاحب پریسیڈنٹ
نے ایڈوکیٹ جنرل سے کہا کہ کیا آپ نے یہ ثابت کیا کہ جس کاغذ پر حرف ایکس کا نشان ہے
اوسکا کھنے والا کون ہے لیکن آپ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ ان چٹھوں کا کھنے والا کون ہے
صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میں حضور کے روبرو یہ بات عرض کرنا ہوں کہ یہ چٹھیاں
بطور شہادت کے داخل ہو سکتی ہیں کیونکہ سالم۔ راجی۔ اور نرسو۔ برابر چٹھیاں لکھا
کرتے تھے اور اس بات کا اقرار کیا کہ پیرنگل اور خجرات کے برابر ہم چٹھیاں بھیجا کرتے تھے اگر
سارجنٹ میلن مائن صاحب اس بات کا خیال کرتے ہیں کہ یہ چٹھیاں وحقیقت اون لوگوں کی
لکھی ہوئی تھیں ہیں بلکہ جعلی ہیں تو اس امر کے ثبوت کے واسطے تدبیر کیجائے گی۔

سارجنٹ میلن مائن صاحب نے کہا کہ میرا عذر بہت صاف صاف ہے۔ اول یہ بات ثابت
کرنا چاہیے کہ یہ چٹھیاں اونکی اجازت سے لکھی گئی ہیں اور کس شخص نے لکھیں جیسا کہ اس
بات کی ضد یہی ہوگی کس قانون کی رو سے یہ چٹھیاں شہادت میں آپ داخل کر سکتے ہیں۔
صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میرے نزدیک یہ چٹھیاں شہادت میں داخل ہو سکتی ہیں
صاحب پریسیڈنٹ نے کہا مگر آپ نے اچھی طرح سے ثابت نہیں کیا کہ یہ چٹھیاں شہادت میں

داخل کرنے کے قابل ہیں۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ پس معلوم ہوا کہ حضور کے نزدیک چھٹیاں شہادت میں داخل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا ان میری بات یہی ہے۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ آپ اپنی دودھشت میں لکھ لیجئے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ اسکو دودھشت میں لکھ لوں گا لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کیشن کی اپیل نہیں ہے آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں اپنی دودھشت میں لکھ دوں۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ میں نے آپ سے صرف اس غرض سے عرض کیا کہ میرا یہ گفتگو تحریر کرنی چاہیے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ آپ کو چھٹے ہی رجسٹ نہ کرنا چاہیے۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا جو راء آپ کی ہو۔

اظہار بھودرنیسی

ہو درنسی بلایا گیا اور مسٹر انور ارنی صاحب نے اس کے اظہار یہے۔ اونٹنے بیان کیا کہ پہلے میں پٹہ والہ تھا اگر اب میں رزیدنسی کا سمجھتا ہوں کچھلے مھنے میں میری ترقی ہوئی ہے اور دسمبر کو راجی کا پٹہ مجھ کو ممبر ملین فرمودہ صاحب نے جو رزیدنسی کے ایک اسٹنٹ نے دیا تھا ۲۔ دسمبر تک میرے پاس وہ پٹہ رہا یہ پٹہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا لیکن جب نہانے کو جانا اس وقت ڈیوڑھی میں لکھتا تھا نا تھا صاحب نے دیکھنے کے واسطے مجھے پٹہ مانجا تھا چنانچہ میں نے اون کے حوالہ کیا کیشن میں جو پٹہ رکھا ہے وہی پٹہ ہے، میں ایک جیب ہے بلکہ اسکو جیب نہ لکھنا چاہیے اس میں تلیار لٹکائی جاتی ہے میں اس پٹے کی جیب سے واقف نہیں ہوں۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے اس گواہ سے کچھ سوالات نہیں کیے۔

اظہار اکبر علی

خان بہادر اکبر علی کے اظہار مسٹر انور ارنی صاحب نے بت دیے تھے کہ میں نے اپنی کی ڈیوٹی کو دوسرا راجی (پولیس افسر) میں موٹر صاحب کے ساتھ اس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے آتا تھا میں نے اپنی ۲۵۔ دسمبر کو دیکھی تھی مجھ کو اس میں ایک پوڑی ملی اور مل راجی سے میں نے پوچھا تھا کہ جو پوڑیاں گیکو اس کے پاس سے تم لائے تھے ان کو کہاں رکھا کرتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ میں بیٹی کی جیب میں رکھا کرتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ

کہ تمھارا پٹہ کہاں ہے اونسے کہا ہو در کے پاس ہے اسوقت ہم چار آدمی موجود تھے۔
 خان بہادر۔ عبدعلی۔ راو بہادر گجاستندوئل۔ اور راؤجی۔ اور جس مقام پر مسٹر
 سوٹر صاحب ٹھہرا کرتے ہیں ہم بھی اسی جگہ یعنی رز پڈ لنسی کے جنگل میں ٹھہرا
 کرتے تھے جب راؤجی کا پٹہ بھو در سے منگوایا بھو در اسکو لے کر آیا اور اونسے اپنے گلے سے
 اتار کر مجھ کو دیا۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ یہ لوگ کیونکر
 پڑے کو چھتے ہیں اگر گواہ پن کر دکھائے تو دیکھوں چنانچہ گواہ نے پٹے کو ہنکر دکھایا اور بیان
 کیا کہ پٹہ داسے اس طرح پھتے ہیں جب میں نے بھو در سے پٹہ مانگا اونسے مجھ کو اتار کر اس طرح
 دیا میں نے اسکو جابجا دیکھا اور ہر ایک مقام پر اسکو ٹھوٹا راؤجی نے کہا کہ میں تو بیکو
 اسی جیب میں رکھتا تھا جب ہر ایک جگہ پر دیکھا تو میری اونگلی ایک جگہ پر چلی گئی
 ٹھوٹے سے کوئی سخت چیز معلوم نہ ہوئی اسوقت میں نے مسٹر سوٹر صاحب کو بلایا اس پٹے
 کی ایک جیب میں ایک میلہ کپڑا تھا ہو در نے اسکو اپنا کپڑا بنایا ایک جیب میں تھوٹا
 سوت تھا جب مسٹر سوٹر صاحب آئے اون کے رویہ و پوڑیہ نکالی گئی اس پوڑیہ میں من
 آئے کے کوئی مفید چیز تھی چنانچہ مسٹر سوٹر صاحب نے اسکو کھول کر دیکھا اور وہ اپنے
 ہمراہ لے گئے۔

سوالات جرح سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب

س۔ تم انگریزی بول سکتے ہو۔ ج۔ میں نہیں بول سکتا ہوں کیونکہ میں انگریزی
 نہیں جانتا۔ س۔ حلقا بیان کرتے ہو کہ تم کبھی انگریزی نہیں بولتے۔ ج۔ جب میں انگریزی
 سے ناواقف ہوں تو کس طرح بول سکتا ہوں۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ سیدنا سادہ جواب دو کیا تم انگریزی بالکل نہیں بول سکتے
 ج۔ نہیں میں بالکل انگریزی نہیں بولتا ہوں۔ س۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب پٹی
 اوٹھا کر بولے اسی پاکٹ میں کہتے ہو کہ پوڑیہ ملی تھی۔ ج۔ ہاں۔ س۔ جب تمھارے پاس
 اول پٹی آئی تو کہنے ہو کہ یہ جیب بھی ہوئی تھی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ دکھاؤ کہ یہ جیب نہ
 کہاں سے پھاری تھی۔ ج۔ گواہ نے پٹی کو اوٹھا کر دیکھا کہ اس جگہ سے لیکن یہ نہیں کہہ

کہ کس قدر پھار مچی تھی۔ میں یہ بات دریافت کرتا ہوں کہ تمہیں عجیب کو کس واسطے کاٹنا تھا۔ ج میں نے دیکھا تھا کہ کوئی خیر سخت رکھی ہے میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اوس میں کیا چیز ہے۔ س۔ مگر تم کہتے ہو کہ میں سوٹر صاحب کو بلا دیا تھا۔ ج۔ ہاں بعد دیکھتے جیب کے س۔ مگر جیب سے دیکھا کہ جیب میں ایک پوڑیہ ہے تو سوٹر صاحب کے بلائے کی صورت کیا تھی اور قبل مٹی کے پھاڑنے کے سوٹر صاحب کو تنے کیوں نہیں بلایا۔ ج۔ مجھ کو بخوبی پوڑیہ کے موہنے کا یقین تھا۔ س۔ مگر تم جانتے تھے کہ کوئی تنے ہے کیونکہ اوس مقام پر تھا کیا اگلیاں تھیں۔ ج۔ ہاں میں جانتا تھا کہ کوئی سخت چیز ہے لیکن پوڑیہ کے موہنے کا یقین تھا۔ س۔ جب تمہیں عجیب پھاڑ کر پوڑیہ کو نکالا تھا تو اس وقت بھی تمہاری دقتیت ویسی ہی تھی جیسی کہ ابتدا میں تھی۔ ج۔ نہیں اس وقت معلوم ہو گیا تھا کہ پوڑیہ ہے ابتدا کی نسبت میری دقتیت بڑھ گئی تھی۔ س۔ سوٹر صاحب کے بلائے کی کیا حاجت تھی اگر بلانا منظور تھا تو پہلے بخوبی دریافت کر لینا چاہیے تھا۔ ج۔ میں نے سوٹر صاحب کو صرف اس غرض سے بلایا تھا تاکہ اوس کو دیکھیں کہ کوئی دوا ہے یا کیا چیز ہے۔ س۔ کیا یہ بات تمہیں جانتے تھے کہ سوٹر صاحب بخوبی یقین کرینگے اور تمہارے بیان پر اوس کو کچھ نہ ہوگا۔ ج۔ ادجی نے مجھے پیشتر بیان کر دیا تھا۔ س۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ ر ادجی نے تم سے کھ دیا تھا لیکن میں یہ بات دریافت کرتا ہوں کہ جب تمہیں پیشی کو پہاڑ اور تمہاری اگلیاں اوس جگہ تھیں جہاں سے کہ پوڑیہ نکلی تو پھر کیا وجہ تھی کہ تمہیں پوڑیہ نہ نکالی اور سوٹر صاحب کے آنے کا انتظار کیا۔ ج۔ ادجی نے مجھے کہا تھا کہ منجملہ اون پوڑیوں کے جو مجھ کو ملی تھیں کیسے قدر دو باقی ہے۔ س۔ میرے سوال کا جواب دیجیے کہ تمہیں سوٹر صاحب کو قبل نکالنے پوڑیہ کے کو واسطے بلایا۔ ج۔ ہاں میں نے پوڑیہ نہیں نکالی بلکہ سوٹر صاحب کے آنے کا انتظار کیا۔ س۔ شاید آپ کی یہ غرض ہے کہ جب تمہیں اس پوڑیہ کو ٹولا ر ادجی نے تم سے کچھ کہا۔ ج۔ نہیں جب میں پوڑیہ کو ٹولا تو میں اور ر ادجی ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ س۔ اس وقت تمہیں سوٹر صاحب کو بلایا۔ ج۔ ہاں۔ س۔ اب تک تمہیں میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے تمہیں سوٹر صاحب

گو یوں بلایا تھا سچ اس واسطے بلایا تھا تاکہ وہ اپنے ماتھے سے جیب کی کھولین۔ یہ غرض
 تھی کہ جس وقت پوڑی نہکلے مسٹر سوٹر صاحب موجود ہوں۔ ج۔ مان۔ س۔ تمہاری
 یہ غرض تھی کہ حیثیت پوڑی نہکلے کوئی شخص بطور گواہ کے موجود ہو۔ ج۔ مان چونکہ ہمارا
 افسر علی وہاں موجود تھا اس لیے میں نے اؤ کو بلایا اگر ہوتے تو کچھ ضرورت تھی۔
 س۔ پس تمہاری یہی غرض تھی اور گواہ سونے کی کیسی چیز ان ضرورت تھی۔ ج۔
 اگر مجھ کو گواہ کی ضرورت ہوتی تو تین شخص اوس وقت موجود تھے۔ س۔ وہ کون کون
 شخص تھے۔ ج۔ راؤ جی۔ س۔ لیکن تم جانتے تھے کہ راؤ جی مسٹر زگواہ نہ تھا۔ ج۔
 خان بہادر عبدالصلی۔ راؤ بہادر گجاندو تل۔ اور میں خود تھا س۔ تمکو پوڑی کے ملنے کا
 کچھ خیال تھا۔ ج۔ نہیں مجھ کو صرف اس قدر خیال تھا کہ اس ٹی سے اور کچھ نہ ملے۔
 س۔ جب تمکو پوڑی ملی ہوگی تو بڑا تعجب ہوا ہو گا۔ ج۔ مان جب راؤ جی نے اؤ کا ہونا
 بیٹی میں بیان کیا تھا۔ س۔ راؤ جی نے اوس وقت جبکہ تمکو پوڑی ملی کچھ بیان نہیں کیا۔
 ج۔ مجھ کو اوس وقت تک پوڑی میں کسی چیز کے ہونے کا خیال تھا۔ س۔ تمکو کچھ بھی خیال
 تھا کہ اس بیٹی میں کاغذ کی پوڑی ملے گی۔ ج۔ مجھ کو کچھ خیال تھا لیکن بیٹی میں کوئی
 سخت شے معلوم ہوئی۔ س۔ بغیر جیب کے ہاڑے تمکو معلوم ہو گیا کہ جیب میں کاغذ کی پوڑی
 ہے۔ ج۔ اوس وقت تک کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ کاغذ کی پوڑی ہے۔ س۔ لوگ مشہور
 کرنے میں کہ تم بڑے چالاک آدمی ہو کیا تمکو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کاغذ کی پوڑی ہے یا نہ
 ج۔ جب میں نے سخت چیز جیب میں دیکھی تو مجھ کو نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اوس میں کیا چیز ہے
 س۔ کیا تم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ کاغذ ہے۔ ج۔ مان مجھ کو کاغذ معلوم ہوا تھا۔
 س۔ کیا تمکو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ کسی شے پر کاغذ لپٹا ہوا ہے۔ ج۔ نہیں نہیں
 معلوم ہوتا تھا کہ کاغذ میں کوئی چیز بند ہے۔ س۔ کیا تم اس قدر اوس وقت جانتے تھے
 کہ صرف کاغذ کا ٹکڑا ہے۔ ج۔ مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ صرف کاغذ ہے یا کاغذ کسی شے پر
 لپٹا ہوا ہے۔ س۔ یا کوئی پوڑی سمجھے اس واسطے تم نے معلوم کرنے کے لیے جیب کو بھرا ڈالا۔
 ج۔ مان۔ س۔ تم نے بعد جیب کے بھاڑنے کے راؤ جی کو بلایا۔ ج۔ مان جب راؤ جی

کر چکا تھا۔ اس لیکن دیکھو تھے حبیب کو پھاڑا اور پوڑیہ نکالی کیا تمھاری یہ غرض ہے کہ
 راؤ جی نے اس وقت تھے کچھ بیان کیا تھا۔ ج۔ مان اس وقت کچھ بیان کیا تھا۔
 س۔ راؤ جی نے اس وقت تھے کیا کہا تھا۔ ج۔ راؤ جی نے مجھے کہا کہ مجھ کو
 پوڑیہ کے جو مجھ کو ملی تھیں کچھ دو باقی رہ گئی تھی یہ دو ابھی اسی میں سے ہے۔
 س۔ قبل آئے مسٹر سوٹر صاحب کے منے دریافت کر لیا تھا کہ اس پوڑیہ میں کیا ہے۔
 ج۔ ان اگر دریافت نہ کرنا تو کس طرح حبیب کو پھاڑتا۔ س۔ اگر تم راؤ جی سے نہ سنتے
 تو حبیب کو نہ پھاڑتے لیکن میں جانتا ہوں کہ تھے مسٹر سوٹر صاحب کو اس واسطے بلایا تھا تاکہ
 وہ دیکھیں اور دریافت کریں کہ اس حبیب میں کیا چیز ہے۔ یا تم خود راؤ جی کے بیان
 سے جانتے تھے۔ ج۔ مان اس تلوار راؤ جی کی بات پر اس قدر اعتماد تھا کہ بغیر پوڑیہ کے
 نکالے سوٹر صاحب کو بلایا تاکہ وہ خود آکر دیکھیں کہ حبیب میں کیا ہے۔ ج۔ مان میں نے
 حبیب کو تھیں پھاڑا کیونکہ ہمارے صاحب قریب تھے۔ س۔ اب بتاؤ کہ راؤ جی نے تم سے
 کہا تھا کہ میں نے ایک پوڑیہ اپنی بیٹی میں چھوڑ دی ہے باتنے صرف غصیلہ دریافت کیا تھا
 ج۔ راؤ جی نے صرف اس قدر کہا تھا کہ میں حبیب میں پوڑیہ رکھا کرتا تھا۔ گواہ ہے
 رنگ کر پھر بیان کیا کہ میں نے راؤ جی سے دریافت کیا تھا کہ تمھاری بیٹی میں حبیب ہے یا
 نہیں۔ س۔ تھے راؤ جی سے یہ بات کبھی بیان تھیں کی کہ میں نے کچھ حصہ زہر کا رہنے دیا
 اور ایک پوڑیہ زہر کی بیٹی میں ہے۔ ج۔ یہ بات اونے مجھے نہیں کہی۔ س۔ راؤ جی
 تمھاری حراست میں کب آیا۔ ج۔ ۲۲۔ تاریخ کو آیا تھا۔ س۔ راؤ جی کو تمھارے پاس
 کسے بھیجا تھا۔ ج۔ خود میں نے اس کو بلایا تھا میں نے خان بہادر عبدالعلی اور راؤ بہادر
 اور گجاندوئل کو بھیجا تھا۔ س۔ اس کو کون لایا۔ ج۔ ایک سپاہی لایا تھا۔ س۔
 کیا اونے ابتدا میں زہر دینے کا اقبال کیا تھا۔ ج۔ اول مرتبہ اقبال تھیں کیا۔
 س۔ میں اسبابی خیال کرتا ہوں۔ ج۔ خان بہادر عبدالعلی اور گجاندوئل سے اونے
 کچھ کہا تھا۔ س۔ قبل اس روز کے آنے کے تمھارے پاس کتنی دیر وہ حراست میں رہا۔
 ج۔ صبح کے آٹھ بجے سے اور شام کے سات بجے تک۔ س۔ وہ تمھاری حراست میں

ج۔ نہیں۔ میں نے اپنی قیمتی چیز کو کہاں چھپایا تھا۔ س۔ جہان اور موقوف شدہ ملازم تھے۔ س۔ وہ کہاں تھے۔ ج۔ رزیدنسی کے باغ کے احاطے کے اندر رہتے تھے۔ میں جب وہ تمہارے پاس آیا تو اوسنے زہر دینے سے اقبال کیا۔ ج۔ مان۔ س۔ یہی بات صحیح ہے اور کل باتوں کی ابتدا تم سے ہے اور تمکو بھی اس بات کی اطلاع تھی۔ ج۔ رزیدنسی کے نوکر باہم جھگڑا کرتے تھے اور ان کے جھگڑنے میں یہ بات دریافت ہوئی۔ میں میرے سوال کا یہ جواب نہیں دے رہا۔ یہ دریافت کرتا ہوں کہ تمکو اس امر کی پہلے سے اطلاع تھی یا نہیں۔ ج۔ اوسنے میرے روبرو خود بخود اقرار کیا۔ میں قبل اوسکے اقرار کرنے کے تھے کوئی بات کسی سے یہی نہیں سنی تھی جس سے وہ مجرم ہوتا سٹر اکبر علی خروار ہو کر بیان کر دے۔ ج۔ نہیں میں نے کوئی ایسی بات نہیں سنی تھی اس قدر سنا تھا کہ وہ روپیہ خوب اوڑھا رہا ہے۔ میں قسم کھا سکتے ہو کہ تم نے کچھ نہیں سنا تھا۔ ج۔ کس بات کی قسم کھاؤں میں اس بات کی کہ وہ بھی زہر کے دینے میں شریک ہے۔ ج۔ یہ دینے کسی سے نہیں سنا تھا کہ وہ زہر کے دینے میں شریک ہے۔ میں نے کسی سے یہ بھی نہیں سنا تھا کہ اوسکو زہر کی پوڑیاں ملی تھیں۔ ج۔ نہیں۔ میں ایک بات بھی تم سے نہیں سنی۔ ج۔ نہیں۔ میں نے یہ بھی نہیں سنا تھا کہ اوسکو زہر کی پوڑیاں ملیں جبکہ اوس نے تم سے بیان کیا ہے اور جگہ جہان وہ حراست میں تھا۔ ج۔ جب اوس نے مجھ سے بیان کیا تو میں اوس کے پاس گیا تھا اس سے پہلے نہیں گیا۔ میں بعد اس کے بھی وہ اور نوکرانوں کے ساتھ قید رہا۔ ج۔ نہیں دوسرے کمرے میں قید رہا۔ میں تم کہتے ہو کہ اوس نے ۲۲۔ تاریخ کو بیان کیا۔ ج۔ مان۔ میں قسم کھا سکتے ہو جس روز سے کہ اوس نے زہر دینے کا اقرار کیا وہ اور نوکرانوں سے علیحدہ رکھا گیا۔ س۔ ۲۲۔ تاریخ سے ۲۸۔ تاریخ تک وہ میرے چارچ میں تھا۔ میں نے تم سے یہ سوال نہیں کیا کیا تم قسم کھا سکتے ہو ۲۸۔ تاریخ کے بعد یہ شخص اور رزیدنسی کے نوکرانوں سے علیحدہ رکھا گیا اور سب سے علیحدہ رہا۔ ج۔ مان چھ وہ اپنے گھر کو نہیں گیا۔ میں سٹر اکبر علی میں نے کبھی پہلے ہندوستانی پولیس کے آدمیوں سے سوالات نہیں کیے ہیں انگلستان میں اکثر اتفاق ہوا ہے میرے

سوال کا جواب دو کیا تم قسم کھا سکتے ہو کہ ۲۲۔ تا پنج کے بعد تب اوہنے تختہ سارے
 سامنے اظہار دیے تھے اور سوقت سے رزیدنی کے اور نوکرون کے پاس نہیں گیا۔
 سوال صاف ہے اسکا جواب دو۔ ج۔ یہ شخص رزیدنی کے اور ملازمون کے پاس
 نہیں گیا بلکہ وہ میرے چارچ مین رہا۔ اس تم قسم کھا سکتے ہو کہ اوس روز اوس سے
 اور دوسرے کسی رزیدنی کے نوکر سے اوسکی باتیں نہیں ہوئیں۔ ج۔ میں نہیں کہہ سکتا
 کہ اوس سے کسی کی باتیں ہوئیں یا نہیں لیکن میرے حکم سے اوس پر سپاہیوں کا ہر
 مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس بنیاد اس صورت میں اور نوکرون سے باتیں کی ہوئیں۔
 ج۔ میں نہیں جانتا میں کیونکر کہوں میں رشا بد اوہنے کی ہوئے ج مجھکو اپنے خیال
 کو کہی کوئی وجہ نہیں جو میں ہلکے خیال کو کہی کوئی وجہ نہیں ہو کہ اوہنے اسی باتیں کی ہوئے ج میں
 حکم تھا کہ یہ شخص کسی سے باتیں نہ کرے پادشہ تم قسم کھا سکتے ہو کہ تم نے اسی حکم دیا تھا کہ وہ کسی سے
 باتیں نہ کرنے پائے۔ ج۔ مان میں نے حکم دیا تھا کہ یہ قیدی کسی سے باتیں نہ کرے۔
 لیکن یہاں گواہ رکا اور کہا کہ ایک بات ہوئی تھی اس وہ کیا بات تھی۔ ج۔
 اس شخص سے اور جمعدار سے مقابلہ کرایا گیا تھا۔ اس کے لئے اس شخص کو لاکر مقابلہ
 کرایا تھا۔ ج۔ میں نے اور راوہا درگبجاند دتل اور خان بہادر عید اعلیٰ نے
 ایک سپاہی کو حکم دیا تھا کہ راوہی کو لے آؤ اس جمعدار سے اور سوقت کیا کہا تھا ج۔
 اور سوقت وہ عید اعلیٰ اور گبجاند دتل میرے پاس موجود تھا اس جب سپاہی راوہی
 کو لایا تو میں جمعدار کا مقابلہ کرایا یہ مقابلہ کس طرح کرایا تھا میں سنا جاہتا ہوں۔
 ج۔ راوہا درگبجاند دتل اور خان بہادر عید اعلیٰ نے جمعدار سے کہا کہ راوہی نے
 سب باتوں کا اقبال کیا اس واسطے میں نے راوہی کو بلایا ہے۔ اس سے جمعدار سے اول
 یہ کہا کہ تم لوگوں سے راوہی نے اقبال کر لیا ہے۔ ج۔ مان اس میں کچھ بھی نہیں
 اوس سے کہا تھا کہ کیا قبول کیا ہے۔ ج۔ نہیں کس اور سوقت میں راوہی کو بلایا
 ج۔ راوہا درگبجاند دتل اور خان بہادر عید اعلیٰ نے کہا تھا کہ اگر تم کو فوراً راوہی
 بلایا جائے جمعدار سے کہا کہ اگر چاہو بلالو۔ اس اور سوقت راوہی کو منے بلوایا۔

ج۔ ہاں۔ س۔ راؤ جی اپنے مکان پر ملا تھا۔ ج۔ اپنے مکان پر نہیں بلکہ جہان
 ہمارے آدمی تھے۔ س۔ اوسکو تمھارے پاس لائے۔ ج۔ ہاں لائے۔ س۔ جب
 اون دو دونوں کا مقابلہ ہوا تو کیا گفتگو ہوئی۔ ج۔ راؤ جی نے کہا کہ اے بابا میں نے کل
 گلے پانی میں قبول کر لیا۔ س۔ اوس کے بعد جمودار نے بھی قبول کیا۔ ج۔ ہاں وہ وقت
 اوسنے کہا کہ اب صحیح صحیح حال نکو بتاؤں گا۔ س۔ کیا اوسنے اوس شام کو سب باتوں کو
 اقبال کیا۔ ج۔ مجھے نہیں اقبال کیا ہیں۔ کس شخص سے اقبال کیا۔ ج۔ میں نے اوس سے
 کہا کہ میرے روبرو تم کچھ بیان مت کرو صاحب کے پاس چلو۔ س۔ اوسنے کوئی بات نہ
 بھی کہی تھی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ مجھکو بتاؤ کہ تمھاری حراست میں اس جرم کے کس قدر
 قیدی ہیں۔ ج۔ میرے پاس گواہ ہیں قیدی نہیں ہیں۔ س۔ میں نے تمھارے پاس ایسے
 گواہ ہیں کہ انکو کبھی آنے جانے نہیں دیتے ہو۔ ج۔ ہاں ایسے گواہ ہیں کہ وہ کہیں چلے
 نہ جائیں تاکہ اون کے ملنے میں دقت نہ ہو۔ س۔ انکی نقد او کیا ہے کتنے گواہ ہیں اور کتنے
 قیدی ہیں۔ ج۔ میرے پاس کوئی قیدی نہیں ہے۔ س۔ کتنے گواہ ہیں۔ ج۔ بیش
 یا پائیس ہوں گے اون کے نام کی میرے پاس فہرست ہے آپ دیکھیں گے۔ س۔ میں جتنا
 نہیں چاہتا کیا تم ایک شخص کو جانتے ہو جسکا نام نور الدین بوہرہ ہے۔ س۔ ہاں۔ س۔
 نصیر الدین بوہرہ کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں۔ س۔ یہ دو دونوں قیدی ہیں۔ ج۔ میرے پاس قیدی
 نہیں ہیں وہ جیلخانے میں قیدی ہیں۔ س۔ کیا دو دونوں جیلخانے میں ہیں۔ ج۔ ہاں۔ س۔
 تمھارے چارج میں ہیں۔ ج۔ میرے چارج میں کیونکر ہو سکتے ہیں وہ جیلخانے میں ہیں۔
 س۔ کبھی تمھارے چارج میں وہ تھا۔ ج۔ وہ خان بہادر عہد اعلیٰ اور راؤ بہادر
 گجراتی و تل کے چارج میں تھے۔ س۔ انکو حراست میں کون لایا تھا۔ ج۔ جن دو آدمیوں کا
 نام بنے ابھی لیا۔ س۔ کیا یہ لوگ بھی اور گواہوں کے ساتھ رہتے تھے۔ ج۔ ہاں گروہری
 کو ٹھہری میں تھے۔ س۔ یہ لوگ جیلخانے میں کب گئے تھے۔ ج۔ خان بہادر عہد اعلیٰ جاتے
 ہیں وہ آپ سے بیان کریں گے انکی یادداشت میں تاریخ وغیرہ سب لکھی ہے۔ س۔
 لیکن مجھے تم بیان کرو کہ وہ لوگ کب جیلخانے میں گئے تھے۔ ج۔ ۱۵۔ یا ۲۰۔ روز ہوئے

س۔ وہ لوگ کب تک گواہوں کے ساتھ جیل خانے میں رہے۔ ج۔ وہ لوگ گواہوں سے علیحدہ رہتے تھے۔ س۔ کچھ روز تک وہ جیل خانے میں رہے۔ ج۔ خان بہادر عبد علی دونوں کی فداوار جانتے ہیں۔ س۔ کبھی صاحب مجسٹریٹ کے روبرو وہ گئے تھے۔ ج۔ میں نہیں جانتا۔ س۔ تم جانتے ہو کہ مسٹر سوٹر صاحب یا اور کسی حاکم کے روبرو گئے تھے۔ ج۔ میرے روبرو کبھی نہیں گئے۔ س۔ تم نے کبھی سنا تھا کہ وہ گئے تھے۔ ج۔ اگر میں سنتا تو آپ سے بیان کر دیتا۔ س۔ اونکی گواہی لینے کی آزامیں کرتے تھے اور جب وہ کچھ بیان نہیں کرتے تھے تو انکو بھرتہ جیل خانے بھیجا دیا کرتے تھے۔ ج۔ اونکی شہادت کا حال راولپور گجراتیوں کو معلوم ہو گا۔ س۔ مسٹر اکبر علی کیا آپ بخوبی نہیں جانتے کہ ان لوگوں کے روبرو کوشش کی گئی اور حال دریافت کیا گیا اور قیامت کرتے کرتے تھک گئے تو آپ نے انکو جیل خانے بھیجا۔ ج۔ مجھکو یاد کرے وہ جیسے سرگواہ چپ ہوا اور غور کرنے لگا۔ س۔ آپ کو یاد ہو گا۔ ج۔ وہ دو درپنت نے نور الدین کے باپ کا نام لیا تھا۔ س۔ میں دو درپنت کا کل حال جانتا ہوں لیکن آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ کے چارچ میں گواہ تھے اور جب آپ کو اون گواہوں سے کچھ حال دریافت ہوا تو آپ نے انکو جیل خانے بھیجا۔ ج۔ ہاں اب مجھکو یاد آیا جیل خانے کے بھیجنے کی اونکی یہ وجہ تھی کہ سنکھیا کے مقدمہ کا اون سے کچھ تعلق تھا۔ س۔ آپ کو یاد آگیا۔ ج۔ وہ دو درپنت نے کہا تھا کہ میں نے ایک بوہرہ کی دکان سے زہر خریدا تھا۔ س۔ وہ دو درپنت کے بیان پر ان دونوں شخصوں کے اظہار یہ گئے تھے۔ ج۔ میں نے بوہروں کے اظہار یہ تھے۔ س۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ پولیس نے اون کے اظہار یہ تھے۔ ج۔ ہاں یہ تھے۔ س۔ کیا وہ تمھاری حراست میں تھے۔ ج۔ ہاں۔ لیکن دوسرے جے میں۔ اسپر سارجنٹ ہیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ دوسری کیا چیز مترجم نے زور سے کہا کہ خیمہ۔ سارجنٹ ہیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ خفاست ہو خفاست ہو مترجم نے کہا کہ میں صاف کہتا ہوں مگر آپ سننے نہیں میں خفا نہیں ہوتا ہوں۔ س۔ کیا خفاست کوشش کی کہ وہ دو درپنت کے اظہار کی تصدیق ہو۔ ج۔ یہ بڑا معاملہ ہے اسکی

تحقیقات فی احوال ہوگی۔ اس آپ ٹھہر جانی کر کے اس بات کو یاد رکھیں کہ بڑا معاملہ اب دیر پیش ہے اور اوسکی تحقیقات ہو رہی ہے میرے سوال کا جواب دو۔ ج یہ ایک بات ہے وہ دوسری بات تھی اس میں شراکبر علی میرے سوال کا جواب دو کبھی کوئٹہ کی گئی تھی کہ یہ دونوں شخص وہو در پست کے اظہار کی صداقت کریں۔ ج۔ مان ہوئی تھی اور ہو رہی ہے راسپر مقدمہ اوڑا اس میں نے تمھارا مطلب یہ ہے کہ وہ جیلانی ہے بھیج دے گئے۔ ج۔ مان اظہار اون کے لیے جائیں گے۔

سوالات ایڈووکیٹ جنرل۔

س۔ تم کہتے ہو کہ میں اس بیٹی کو پھارڈا لالہ خان۔ ج۔ اس سے پہلے وہ سی ہوئی تھی۔ ج۔ مان سی ہوئی تھی اس لئے اوسکی سلائی کھول ڈالی۔ ج۔ مان۔ س۔ تم کہتے ہو کہ جب تم نے پوڑیہ پانی تو مسٹر سوٹر صاحب قریب تھے بیان کر دو کہ کس جگہ تھی۔ ج۔ وہاں سے دس قدم پر تھے۔ س۔ کسی کمرے میں یا کسی اور جگہ۔ ج۔ دوسرے کمرے میں تھے چلن درمیان میں پڑی ہوئی تھی اس رزمیہ نمئی کے مکان میں۔ ج۔ مان۔ مسٹر سوٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ تم ٹھہرو وہ ہاتھ دھوئے کے واسطے گئے تھے۔ س۔ جب تم نے سوٹر صاحب کو بلایا فوراً وہ آئے تھے۔ ج۔ مان فوراً آ گئے تھے۔ س۔ بیٹی کا تذکرہ اول نمے راجی سے کیا تھا یا راجی سے نہیں کیا۔ ج۔ میں نے اول راجی سے کہا تھا۔ س۔ میں نے اول راجی سے کب تذکرہ کیا۔ ج۔ جب راجی نے مجھے کہا کہ میرا قاعدہ تھا کہ زہر کی پوڑیاں پٹہ کی جیب میں رکھ کر لے کر آتا تھا اور نہ جوت تھا۔ س۔ کیا تم نے فوراً اوس پٹہ کو نکالیا۔ ج۔ مان۔ س۔ قبل بھو در کے آنے کے یہ پٹہ کبھی تمھارے قبضے میں رہا تھا۔ س۔ میں نے اس پٹہ کو دیکھا نہیں تھا اور نہ بھو در سے کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ س۔ جب تم نے پوڑیہ پٹہ میں پانی تو تم نے سوٹر صاحب کا بلانا مناسب سمجھا۔ ج۔ مان۔ کیونکہ وہ بڑے افسر ہیں۔ میں تم کہتے ہو راجی میرے پاس ۲۲ تاریخ کو آیا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ وہ کس وقت تمھارے پاس آیا تھا۔ ج۔ صبح کے ۸ بجے یا ۹ بجے۔ س۔ پاس آیا تھا۔ س۔ جب وہ تمھارے پاس آیا تھا تم نے اوس سے کچھ سوالات کیے۔

ج۔ مان۔ س۔ کیا، سو اسطے راؤجی کو تنے بلایا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ کس وجہ سے تنے راؤجی کو بلایا تھا بیان کرو۔ ج۔ مجھکو اور صاحب کو ادھر بہت بڑا شبہ تھا۔ س۔ کس وجہ سے نکلا ادھر پر شک تھا۔ ج۔ مجھکو چاروں طرف سے خبر ملی کہ راؤجی نے بہت سا روپیہ صرف کیا اور اخیر مرتبہ اس کمرے میں جہان کہ شربت رکھا تھا یہی شخص آیا تھا۔ س۔ تم کہتے ہو کہ صبح کے وقت تنے اوس سے کچھ سوالات کیے تھے مگر ادنیٰ کچھ جواب نہیں دیا۔ ج۔ ابوقت نہیں دیا۔ س۔ پنجویں صبح سو شام تک پھر بھی کبھی دیکھا تھا۔ ج۔ مان۔ میں نے اس سے باتیں کی تھیں۔ ج۔ نہیں باتوں کے کرنے کا وقت نہیں تھا۔ س۔ اوس روز نرسو گرفتار نہیں کیا گیا۔ ج۔ نہیں وہ کام پر تھا۔ س۔ کس کام پر۔ ج۔ بنگلہ کی جمواری پر کیا نرسو راؤجی کے ساتھ مع اور نوکر دن کے حراست میں تھا۔ ج۔ نرسو میری حراست میں تھا۔ س۔ کہا وہ اون نوکر دن کے ساتھ تھا جو حراست میں تھے۔ ج۔ نہیں۔ س۔ ۲۲۔ تاریخ کو کون کون شخص تھاری حراست میں تھا۔ ج۔ میری حراست میں کوئی شخص تھا صرف تحقیقات کے واسطے میرے پاس لوگ آئے تھے۔ س۔ بہر صورت وہ لوگ آپ کے پاس تھے۔ ج۔ فیضو اور جگا جہان قید تھے اوس جگہ سے میرے پاس آئے تھے۔ س۔ اور کون شخص آیا تھا۔ ج۔ اما بربیک حبکو کرنل فیروز صاحب نے قید کیا تھا۔ س۔ تم کہتے ہو کہ راؤجی تھاری حراست میں ۲۲۔ دسمبر سے ۲۸۔ دسمبر تک رہا۔ ج۔ مان۔ س۔ سو اوس روز کے جبکہ تنے راؤجی اور نرسو کا مقابلہ کرایا تھا اور بھی اون دونوں میں کبھی باتیں ہوئیں۔ ج۔ باتوں کے کرنے کا حکم تھا صرف ۲۲۔ تاریخ کو اون میں باتیں ہوئی تھیں۔ س۔ راؤجی نے سو اس بات کہ بابا میں نے گلے گلے پانی میں قبول کر دیا ہے اور بھی کچھ معذرت سے کہا تھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ یا کسی اور شخص نے بھی معذرت سے کھ دیا تھا کہ راؤجی نے کیا کہا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ ۲۴۔ دسمبر سے کس مقام پر بڑو دے میں قید تھا۔ ج۔ جہان ہم لوگ رہتے ہیں۔ س۔ یہ مقام کہاں ہے۔ ج۔ اوس میدان میں ہم رہتے تھے جو رزمیدنی کے نزدیک ہے۔ س۔ رزمیدنی کے احاطے میں۔ ج۔ نہیں احاطے کے قریب۔ س۔ تنے اوس کو کس طرح رکھا

ج۔ تھوڑے دن تک اخیر گواہ کے ساتھ اور چند روز تک علیحدہ رکھا اب ایک پولیس کے سپاہی کے پاس کئی کئی گواہ تھے۔ س۔ پھر وہ ان سے تم لوگ کہاں گئے ج۔ کرنل بریٹن صاحب کے ہنگامے کے پیچھے گئے۔ س۔ تم یہاں سے کب گئے تھے۔ ج۔ محرم کی دوسری یا تیسری تاریخ کو س۔ اور سوقت سے راجی تھارے پاس ہے۔ ج۔ مان۔ س۔ رنر سو کہاں رہا۔ ج۔ ہندوستانی پلٹن کے گارڈین اور چند روز گورون کے پہرے میں رہا۔ س۔ او سکوکس مقام پر رکھا تھا ج جس جگہ زبانی میں گورون کا پہرہ رہتا ہے۔ س۔ رنر تھارے چار ج میں کبھی رہا۔ ج۔ نہیں۔ اظہار دینے کے واسطے وہ میرے پاس آیا کرتا تھا۔ س۔ تھارے چار ج میں کبھی ٹھہرے ج۔ نہیں۔ س۔ پس تم کو اس معاملے سے کچھ تعلق نہیں ہے جس میں تین بوہرہ حراست میں ہیں۔ ج۔ گجراتی تھوڑے تھوڑے کو تعلق ہے س۔ جب راجی نے جھوٹا کہہ کر روبرو اقبال کیا کہ اے بابا میں نے گلے گلے پانی میں قبول کیا اور سوقت جھوٹا کہہ کر تھارے چار ج میں کچھ نہیں کہا جب راجی چلا گیا اور سوقت کہا تھا۔ س۔ اونے راجی سے کچھ بھی کہا تھا ج۔ نہیں۔ س۔ سرورکر اونے کہا کہ س۔ مقدمہ میں تحقیقات کرنے کا کون شخص مجاز تھا مسٹر سوٹر صاحب یا تم۔ ج۔ مسٹر سوٹر صاحب نے مجھ کو اختیار دیا تھا۔ س۔ جب تمکو تحقیقات کرنے کا اختیار دیا تھا تو تم نے صاحب کے آنے سے پہلے پتی کو کیوں پھا ج۔ کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ او میں پوڑیہ ہے یا نہیں۔

بعد اسکے ممبران کیشن ٹھن کھانے کے واسطے اوٹھ گئے بعد واپسی ٹھن کے اظہار و سنت رام بھکاری کے یہ گئے۔

اظہار و سنت رام بھکاری رام

اس شخص کے اظہار ایڈوکیٹ جنرل نے یہ اونے بیان کیا کہ میں گیکو اڑک نوکر ہوں۔ بمبئی اور بڑودہ اور سورت میں جو گیکو اڑکی دکانیں ہیں اؤکامین افسر ہوں اور کھانا میرے پاس رہتا ہے میں گیکو اڑکے محل میں رہتا تھا اور اکثر مہاراجہ صاحب کو دیکھا کرتا تھا۔ میں ٹیونٹ رادو کو جانتا ہوں وہ مہارادو کے پاس بطور چاوسس کے نوکر ہے

مین سالم کو بھی جانتا ہوں وہ بھی مھاراجہ صاحب کا نوکر ہے کبھی مھاراجہ صاحب کے ساتھ یہ لوگ رہتے تھے اور کبھی نہیں اور میں ایک اور شخص سے بھی واقف ہوں جسکا نام دامودر تریبک عرف دامودر پنت ہے یہ شخص گیکو اڑکاج کا نوکر ہے وہ پنتوں کی کنون کی تنخواہ تقسیم کیا کرتا تھا مجھ کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ مھاراجہ صاحب نے مجھ کو ایک کتا لے کر اپنے کتے کے واسطے طلب کیا تھا وہ چھوٹی چھٹی تھی جس جگہ مھاراجہ بیٹھے رہتے تھے بیچ پر یہ چھٹی پڑی ہوئی تھی جو لوگ مھاراجہ صاحب کے پاس کھڑے رہتے تھے ان میں سے ایک نے مجھے کہا کہ تم اس چھٹی کو پڑھو چنانچہ میں نے اس کو زور سے پڑھا جس طرح کہ میں اس وقت بول رہا ہوں چھٹی کے پڑھنے کے بعد مھاراجہ صاحب نے کہا کہ یہ چھٹی دامودر پنت کو دے دینا چنانچہ دوسرے روز میں نے چھٹی دیدی مجھ کو معلوم نہیں کہ وہ چھٹی کہاں گئی یہ چھٹی بگڑاتی زبان میں لکھی ہوئی تھی جس قدر مجھ کو مضمون یاد ہے بیان کرتا ہوں اس چھٹی میں یہ تاریخ تھی کہ کسی کے دستخط تھے۔ اوس میں لکھا تھا کہ بھانویا اور نوا بھابھ کا کارکن بائیں کرتے ہیں مین گیکو اڑکے محل میں نظر باغ سو کر جایا کرتا تھا اس کیا اس راستہ سے بچ کے لوگ جایا کرتے تھے۔ ج۔ بالا خانہ پر یہاں کچھری ہے۔ اس میرے سوال کا جواب دوسرے دن عام لوگ اسی راستہ سے جاتے تھے۔

سوالات جرنل مسٹر برٹن صاحب

س۔ اوس کچھری کا حال بیان کرو۔ ج۔ اس محل کے نیچے جو کوٹھیریاں ہیں ان میں مال رہتا ہے اور اوس کے اوپر دوسری منزل پر حج صاحب کی کچھری ہے۔ اس کیانتم حراست میں ہو۔ ج۔ ان۔ اس جرم پر متنے مھاراجہ صاحب کی چھٹی کو پڑھا۔ ج۔ ان۔ س۔ ۱۳-۱۴۔ جنوری سے حراست میں ہو۔ ج۔ مجھ کو خوب دھنیں پھر کہا کہ چھٹی پوس سدی سے حراست میں ہوں۔ ایڈوکیٹ جنرل نے پھر دوبارہ اس کو اہ کے اظہار لیے۔ اس دوسری منزل سے جو اوپر کا مکان ہے ان میں بھی کچھ مال ہوتا ہے۔ ج۔ نہیں وہ خالی رہتا ہے۔ اس محل میں نمبری منزل بھی ہے۔ ج۔ ان تین یا چار منزل ہیں۔ اس تم جانتے ہو کہ نمبری منزل پر کس طرف سے جاتے ہیں۔

ج۔ ایک چھوٹے کمرے میں سو کر اوسکا زینہ ہے۔ اس اوسمین چوتھا درجہ بھی ہے۔
 ج۔ مان ہو گا میں نے نہیں دیکھا۔ اس اس چوتھے درجہ پر کوئی زینہ ہے۔ ج۔
 کوئی زینہ نہیں ہے لوگ اوسپر آیا جایا کرتے ہیں۔ اس ااون درجون پر کبھی تم گئے ہو۔
 ج۔ ہاں۔ اس تم کہنے ہو کہ میں اب حراست میں ہوں تم کس مقام پر رہا کرتے تھے۔
 ج۔ جو گلے متصل چھاپہ دروازہ کے ہے۔ میں سینا پتی کی کچہری میں چٹی پوس سدی
 سے زیر حراست ہوں۔ اس کیلی حراست میں ہو۔ ج۔ ااون سپاہیوں کی حراست
 میں ہوں جو کچہری میں مقرر ہیں۔ اس کیلکوار کے پولیس کے سپاہی۔ ج۔ مان۔

انٹار مسٹر بوی صاحب

مسٹر بوی صاحب کے انٹار مسٹر انور ارنی صاحب نے نیلے اونھون نے بیان کیا کہ
 میرا نام آر تھرو ولیم کرولی بووی ہے نومبر گذشتہ میں رزیدنسی برودہ کا قائم مقام
 اسسٹنٹ رزیدنٹ تھا اور مکان رزیدنسی میں رہا کرتا تھا۔ تاریخ نومبر کی چھ کو
 خوب یاد ہے اوسی روز علی الصبح بو اوری کے واسطے گیا تھا۔ بجے جب رزیدنسی
 کو واپس آیا تو سالم سوار اور ریوٹ راؤ اور مادہ راولی کو دیکھا یہ تینوں آدمی
 برآمدے میں کھڑے تھے میری غرض یہ ہے کہ جہاں آمد رفت کا دروازہ ہے چھکوا یا
 ہے کہ فیضو سالم سے باتیں کرتا تھا جب بجے کپڑے پہن کر میں نکلا تو میں نے سنا کہ
 کرنل فیرو صاحب کے شرمین میں کچھ ڈال دیا گیا جب محاراجہ صاحب چلے گئے اوسوقت
 کرنل فیرو صاحب نے مجھے یہ بات کہی تھی بعد اس کے میں تحقیقات کے کرنے میں کرنل
 فیرو صاحب کو مدد دی جس وقت راولی کا پٹہ لیا گیا میں موجود تھا۔ جب پٹہ لگا گیا
 تو اوسنے خود اوتار کر ایک کھونٹی پر کرنل فیرو صاحب کی رخ کی کچہری میں ٹنگا دیا۔ سہ
 ایسا آیا جبکہ انٹار کینٹن میں سوچے ہیں میری سیم کی آیا ہے وہ میرے پاس اپرل یا
 سنی سا گذشتہ سے نوکر ہے دو ایک مرتبہ آیا اخیر حاضر ہوئی تھی چھکوا یا نہیں کہ وہ کس
 کس روز غیر حاضر ہوئی۔ سار جینٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ چونکہ وہ اکثر غیر حاضر
 رہی اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ غیر حاضر رہی گواہ نے پھر بیان کیا کہ

مجھ کو یاد ہے کہ جب عبداللہ کا ارکام راتھا تو وہ غیر حاضر ہو گئی تھی اور کرنیل فیروز صاحب کو زہریلے جانے سے چند روز پہلے بھی وہ غیر حاضر ہی تھی مجھ کو ۱۶ دسمبر یاد ہے جب سوٹر صاحب آیا کہ کمرے میں گئے تھے میں بھی اون کے ساتھ گیا تھا میں جانتا ہوں کہ شاید گجاندہ شاستری اور خان بہادر اول اور خان بہادر دوم بھی سوٹر صاحب کے ہمراہ تھے جو وقت اون سے سوٹر صاحب سے کچھ کہا تھا میں موجود تھا اس وقت وہ زیادہ بیمار معلوم ہوتی تھی۔ سس مسٹر انور ارنی صاحب نے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ اون سے کیا کہا تھا۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا میں غدر کرنا ہوں ایسے سوال کرتے کا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ آپ کے اظہار وں میں سوالات ہوئے تھے اگر اب بھی سوالات کیے جائیں تو ان کی صداقت ہو جائے۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مجھ کو وہی سوالات منظور ہیں۔

صاحب پریسیڈنٹ نے فرمایا کہ کوئی اور گواہ اون باتوں کی تصدیق کے واسطے آسکتا ہے بعدہ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے اپنا غدر واپس لیا۔ سس۔ مسٹر انور ارنی صاحب نے کہا کہ آپ اپنے سوٹر صاحب سے کیا کہا تھا۔ ج۔ ہوتے کہا تھا کہ میں کمی مرتبہ مجھ پر صاحب کے محکوم میں گئی اور میں نے روپیہ بھی پایا اون سے کچھ اور بھی بیان کیا تھا مگر مجھ کو یاد نہیں۔ ۱۶۔ دسمبر کو پڑوس سے میں روانہ ہوا۔

سوالات جریج سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب

س۔ بھائی بونا کر کو آپ خوب جانتے ہیں۔ ج۔ ہاں خوب جانتا ہوں۔ س۔ وہ اکثر رزیدنسی میں آیا کرتا تھا۔ ج۔ ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ س۔ کس طرح کا وہ صاحب رزیدنٹ کا نوکر تھا۔ ج۔ کورٹ آف وارڈس سے اس کو تعلق تھا۔ اور سوٹر صاحب کلکٹر سورت نے اس کو رزیدنسی میں بھیجا تھا۔ س۔ آپ اس سوال نہیں سمجھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ رزیدنسی میں نوکر تھا۔ ج۔ وہ رزیدنسی میں نوکر تھا بلکہ صاحب کلکٹر سورت کا نوکر تھا اس کو کوئی خاص خدمت صاحب رزیدنٹ نے سپروائیز کی تھی ج۔ نہیں۔ س۔ اس کو کچھ خواہ رزیدنسی سے ملتی تھی۔ ج۔ نہیں۔ س۔ آپ جانتے ہیں

کہ کچھ خبریں لایا کرتا تھا اور صاحب روز پڑنٹ کو لیکوار کی کارروائیوں سے اطلاع دیا کرتا تھا۔ ج میں جانتا ہوں کہ اکثر باتوں کی اطلاع دیا کرتا تھا۔ س کوئی اور شخص بھی اطلاع دیا کرتا تھا۔ ج۔ مان اور لوگ بھی اطلاع دیا کرتے تھے۔ س کیا بتاؤ گے نے بھی کبھی کوئی خبر دی تھی۔ ج۔ ٹھیک۔ س روز پڑنٹ سے سنکھیا یا کوئی تانبے کا زہر ہوتا تھا۔ ج میں نے بھی ٹھیک دیکھا۔ س آپ نے کبھی کسی کام کے واسطے سنکھیا نہیں منگوائی ج کبھی ٹھیک۔ س۔ آپ کے حکم سے کبھی سنکھیا ٹھیک آئی۔ ج کبھی ٹھیک آئی۔ س کیا اس حملہ کے بعد بھی ٹھیک آئی۔ ج۔ ٹھیک آئی۔

سوالات ایڈوکیٹ جنرل

س۔ آپ کہتے ہیں کہ بھالو پوٹا کر کلکڑ سورت کا فوکر تھا کیا وہ ذوالفقار علی بھٹو کے علاقہ کا جو بڑا دوسے میں ہے انتظام کرتا تھا۔ ج۔ مان۔ س۔ آپ نے سار جنٹیل مین صاحب سے کہا کہ سنکھیا آپ کے حکم سے کبھی ٹھیک آئی۔ ج کبھی ٹھیک۔ س۔ ۹۔ نوٹبر ۱۹۷۱ کے بعد کبھی ٹھیک آئی۔ ج۔ نہیں آئی۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ اور گواہوں کی شہادت بہت طویل ہے اور چار بج گئے ہیں اب درخواست موہنا چاہیے چاہے کمیشن برخواست ہوئی۔

اجلاس روزہ یازدہم

آج کے روز بوقت ۱۱ بجے اجلاس کمیشن شروع ہوا۔ کل ممبر اور سر لوئس پہلی حصہ اور حضور ٹھیک راؤ موجود تھے لیکن بعد دو بجے کے حضور ٹھیک راؤ اور حضور مہاراجہ سیندھیا اور سر لوئس پہلی صاحب چلے گئے۔

آج کے روز عدالت میں بہت بڑا ہجوم تھا صدر آدمی دھور پنت کے اظہار سننے کے واسطے آئے تھے جو تماشائی عدالت کمیشن میں آنے کے قابل تھے وہ میدان میں کھڑے رہے۔ حیوقت دھور پنت بلانا گیا تو وہ نہایت بیہودہ طور سے کمیشن میں حاضر ہوا۔ شہر محل کی مرزا بی بی نے ہوئے تھے۔ آدمی نہایت جسم اور نالائق معلوم ہوتا ہے اس کے چہرے کا نقشہ موٹا اور پیچک روز ہے اس کی کھال نل باغی کی کھال کے کھردری ہے بہ نسبت اور گواہوں کے

اوسکی عادات اور طرح کی معلوم ہوتی ہیں۔ جو شہادت راوی جی نے دی وہ بہت چابی کے ساتھ دی۔ نرسو نے کانپ کانپ کر گویا ہی دی او۔ اپنے حضور کو پوشیدہ کرنا چاہا مگر دھو در پنت نہایت بد ذات اور ڈر پرک ہے جو وقت اوستے گویا ہی دنیا شروع کی تو آہستہ آہستہ اور آنکھوں کو نیچے کیے ہوئے جواب دیتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دل میں نہایت مجبور ہے۔ لیکن سارجنٹ بیلن مائن صاحب نے اوس سے کہا کہ زور سے بیان کرو تاکہ محاراجہ صاحب بھی سمجھ سکیں اور سر اور ٹھاکر محاراجہ صاحب سے چار آنکھیں مکر داور اظہار دو یہ سن کر اوس نے سر اٹھایا اور بلند آواز سے بولنے لگا۔ سہ لوہیں پہلی صاحب رزیڈنٹ نے جو کہا تھا کہ دھو در پنت کے اظہار قابل سماعت اور کارآمد ہیں در حقیقت اوتھوں نے صحیح کہا تھا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے اوس کے اظہار پر اور اوس نے مفصلہ ذیل اظہار دیا

میرا نام دھو در تر مہک بادھو در پنت ہے۔ سارجنٹ بیلن مائن صاحب نے مترجم سے کہا کہ گواہ سے کہو کہ خوب زور سے بولے تاکہ حضور حاضر راوی بھی سنیں۔

گواہ نے بیان کیا کہ میں برہمن ہوں اور حضور گایکواڈ کا پر بوٹ سکریٹری تھا مجھ کو اس عہدے پر تین یا ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا مجھ کو کل سپاہیوں اور کسبوں وغیرہ کی تنخواہ تقسیم کرنے کا کام سپرد تھا چڑیا خانہ کی نوکروں کی تنخواہ بھی میں تقسیم کرتا تھا بموجب حکم گیکواڈ کے یہ سب روپیہ تقسیم کیا جاتا تھا میں لڑی پول کے دروازے پر رہتا کرتا تھا اوبینچ کی کچھری اپنے مکان میں کیا کرتا تھا اس کچھری میں پچیس ٹھوسے تھت تھے مادھو اور ام کرشنا سر دفتر تھا۔ ایک شخص جیکانام ناہاجی تول ہے جو اہر خانے کا کلرک تھا اور ایک اور شخص جیکانام لہوت راوی ہے خزانچی تھا۔ سسی ایاجی بدم چندر میرا سرشتہ دار تھا میں صبح کے ۷ بجے محل میں جاتا تھا اور رات کے دس بجے تک وہاں رہتا تھا مگر سہ پہر کے وقت کھانا کھانے کے واسطے اپنے مکان پر آیا کرتا تھا۔ میں گیکواڈ کے محل میں جس قدر کہ میں سب کو جانتا ہوں محاراجہ گیکواڈ محل کے چوتھے درجہ پر رہا کرتے تھے جس شخص کو کہ کوئی خاص کام ہوتا تھا وہ پیچھے کے راستہ سے آتا تھا اور دربار کے

سب لوگ بھاگ سے آیا کرتے تھے مگر اکثر لوگ جو بچ کی کچھری میں مھاراجہ صاحب کے پاس آتے وہ بچے کے زینے سے آیا کرتے تھے۔ سار جینٹ میلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میں گواہ کا مطلق بیان نہیں سننا یقین ہے کہ مھاراجہ صاحب بھی نہ سنتے ہوں گے گواہ سے کہا جائے کہ زور سے بیان کرے حکم ہوا کہ گواہ بہ آواز بلند بیان کرے۔ گواہ نے بیان کیا کہ لوگ گڈی کے کمرے میں جایا کرتے ہیں اونکی آمد رفت مگناس دروازے سے تھی۔ ایک اور دروازہ نظرباخ کی طرف سے تھا وہ خاص دروازہ مشہور ہے میں ثبوت راؤ کو جانتا ہوں وہ بطور جاسوس کے مھاراجہ صاحب کے پاس نوکر تھا میں سالم سے بھی واقف ہوں وہ مھاراجہ صاحب کا ایک سوار ہے یہ دونوں شخص دن کو مھاراجہ صاحب کی اردلی میں رہتے تھے اگر رات کو کچھ ضرورت ہوتی تھی تو بلائے جاتے تھے مجھ کو یاد ہے کہ مھاراجہ صاحب نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ سالم کو سنکھیا کی پڑیہ والہ کرو وہ ایام بہادر پد کے تھے ترجم سے دریافت کیا گیا کہ یہ کون دن ہوتے ہیں اون سے کہا کہ یہ دن ۲۶ ستمبر سے ۱۰ اکتوبر تک ہوتے ہیں۔ گواہ نے بیان کیا کہ مھاراجہ صاحب نے مجھ کو حکم دیا کہ دو تولہ سنکھیا خارش کے واسطے لگادو۔ چنانچہ میں نے بموجب حکم مھاراجہ صاحب کے حکمہ فوجداری کو لکھا اور سوقت ایک چٹھی گواہ کو دکھائی گئی اور میں نے تصدیق کیا کہ وہ چٹھی یہی ہے اور اد سپر سیر ہے دستخط ہیں۔ ایڈووکیٹ جنرل نے وہ چٹھی پڑھوائی اور میں نے لکھا تھا۔

نبام افسران راج سری حضور فوجداری۔ بعد رام رام کے معلوم ہوا کہ گھوڑے کی خارش کے واسطے دو تولہ سنکھیا کی ضرورت ہے اجازت دو کہ سنکھیا لگائی تجاے۔

دستخط۔ مودور تریبک خاگی والہ۔ مورخہ بہادر پد ۹ ستمبر ۱۹

مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء۔

گواہ نے بیان کیا کہ میں ہی تیار نہ ہے جبکہ چٹھی لکھی گئی اور کہ میں فوجداری سے سنکھیا نہیں آئی تو میں نے زور سے سنکھیا طلب کی مگر قبل طلب کیے جانے کے مجھے بتین مھاراجہ صاحب نے مجھے کی نصیحت میں نے کہا تھا کہ ہر فرجی دیا کہتا ہے کہ مھاراجہ صاحب

سے کچھ باتیں کر کے مین سنگھیا دون گا۔ ہر فرجی دوتا فوجدار تھا یہ سنگھیا راجہ صاحب نے کہا کہ لٹ کر سے سنگھیا لو مین نے کہا کہ اگر آپ لٹ کر سے سنگھیا سنگھیا مین گے تو اجازتی پر دانی بھیجا جائے گا مھاراجہ صاحب نے کہا کہ کوشش کر کے کہیں سے سنگھیا سنگھیا اور کہا کہ نوز الدین بوہرہ سے سنگھیا اور نوز الدین مھاراجہ صاحب کے سلخ خانہ مین پیشتر نوکر تھا۔ صاحب پر سیڈنٹ نے کہا کہ سلخ خانہ کیا مئے۔ کیا دانی خانہ کو کھتے ہیں۔ مترجم نے کہا مان۔

گواہ نے بیان کیا کہ اب دانی خانہ سلخ خانہ مین ہے یہ سلخ خانہ اوس مکرے کے قریب ہے جہاں مھاراجہ صاحب سویا کرے مین۔ چند روز کے بعد مھاراجہ صاحب نے کہا کہ ایک تولہ ہیر سنگھیا وجہ مین نے نوز الدین بوہرہ کو سنگھیا کے واسطے لکھا تولہ ایک پوڑیہ مین سنگھیا لایا مین نے اوس پوڑیہ کو نہیں کھولا اور مھاراجہ صاحب سے دریافت کیا کہ اسکو کیا کیا جائے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ وہ سالم کو دے دو وہ گھوڑوں کی خارش کی دوائ مین بنائے گا چنانچہ مین نے وہ پوڑیہ سالم کو دیدی۔

بعد اسکے مھاراجہ صاحب نے مجھے پھر کہا کہ ایک تولہ ہیر سنگھیا دے یہ سنگھیا سنگھیا آٹھ دنسل روز بعد مجھے کہا تھا چنانچہ مین نے نانا دتل سے ہیر سنگھیا کر کے مہاراجہ صاحب کے بقوت راد کو دے دے آٹھ دنسل روز بعد مجھے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ یہ شیشی حکیم کے پاس سے آئی ہے یہ سالم کو دیدینا یہ شیشی رات کے وقت مھاراجہ صاحب نے مٹی گجرا بکے ہاتھ میرے پاس بھیجی گجرا باند کو ز نانا کنولکر کانکر ہے نانا کنولکر مھاراجہ صاحب کے سامنے مین چونکہ وہ شیشی رات کے وقت آئی تھی معلوم نہیں اوس مین کیا تھا۔ مشرطول صاحب نے مترجم سے پوچھا کہ پرتنی دی کے کیا مئے مین مترجم نے جواب دیا کہ اس لفظ کے مئے وزیر کے مین۔ مشرطول صاحب نے کہا کہ گواہ نے کہا تھا کہ نانا کنولکر مھاراجہ صاحب کے سامنے مین اور موروثی وزیر بھی مین۔ مترجم نے کہا مان بعدہ گواہ نے بیان کیا کہ انکلی کے برابر شیشی مین نے بہ دو دو ہیر شیشی مین دیکھ مین پہلے گلاب کا عطر تھا گواہ نے شیشی کو دو پوڑیہ کے برابر نشان کیا گجرا باند کو رنے ایک شیشی

سے دوسری مین دوا کو کیا تھا یہ چھوٹی شیشی حسین دوا تھی مین نے اپنے پاس رکھ لی
 دوسرے روز حسب ہدایت مھاراجہ صاحب کے شیشی سالم کو دیدی وہ دن دوسرے کے
 تھے بعد چند روز کے مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا کہ ایک تولہ ہیرا اور دو تولہ سنکھیا
 سنگا و چنانچہ نور الدین بوہرہ سے سنکھیا لینے کے واسطے مین خود اس کے مکان پر گیا اور
 سنکھیا لے کر سالم کو دیدی اور ایک تولہ سیرے مین مین ماشہ پسا ہوا ہیرا تھا اور وہ ماشہ
 سیرے کے ٹکڑے تھے مین نے پوڑیہ کھول کر انھیں دیکھی یہ بات مان جی کے کھنے سے معلوم ہوئی
 تھی۔ مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا کہ سیرے کی پوڑیہ ثنوت راؤ کو دے دو اور مھاراجہ صاحب
 ڈاکر تھا کہ ان سیروں کی سو امی اکٹلوٹ کے تاج کے واسطے ضرورت ہے۔

صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ سو امی کے کیا منے ہیں۔ مترجم نے کہا کہ سو امی اول درجہ
 کے پوجاری کو کھتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ وہ پوڑیہ ثنوت راؤ کو مین نے دیدی مین نے ثنوت راؤ
 سے پوچھا کہ ان سیروں کا کیا سواگا ثنوت راؤ نے جواب دیا کہ کرنل فیہ صاحب کو زہر مین
 ملا کر دیا جائے گا مین نے اس قدر کہا تھا کہ یہ بات نہایت بری ہے اور مین نے کچھ نہیں کہا۔
 مین نے ۲۶ اکتوبر کو سنا تھا کہ زہر دیے جانے کا حیلہ کیا گیا جب سے کہ ثنوت راؤ کو
 سیرے دیے اور کئے آٹھ دنسل روز بعد دو شنبہ کے روز مین نے یہ خبر سنی تھی مین مھاراجہ
 صاحب کے ہمراہ آٹھ بجے رزیدنسی کو گیا لیکن راستہ مین شیوا کے دہرم سائے پر اونپر پڑا
 اور مھاراجہ صاحب کی داپتی تک دھان ٹھہرا نا جب مھاراجہ صاحب رزیدنسی سے واپس
 آئے تو مجھ کو اپنی گاڑی مین بٹھالیا اور مجھ کو سیرے مکان پر اتار دیا راستہ مین مھاراجہ
 نے مجھے کہا کہ رزیدنسی مین ایک شور و غل مچ رہا ہے مین نے پوچھا کہ کس سبب سے شور
 غل ہے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ نرسو سیرے پاس ہر روز آتا تھا مگر آج انھیں آیا راؤ جی
 نے جلدی کر کے ڈال دیا مین نے پوچھا کہ کیا ڈال دیا تھا۔ مھاراجہ صاحب نے کہا کہ نرسو
 پوڑیہ ہی پر بیٹھا رہا کرتا تھا جب کوئی آتا تھا تو وہ شیشی بجا دیا کرتا تھا آج نرسو تھا۔
 پس اسوجہ سے آج رزیدنسی مین شور و غل مچ رہا ہے مھاراجہ صاحب نے مجھے یہ بھی کہا
 کہ سالم راؤ جی کے مکان کو دوڑا گیا ہے تاکہ وہ پوڑیوں کو لائے اور جہان ایک بوڑھا

روٹی پکا رہی ہے اوسین ڈال دے۔ مھاراجہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ معلوم نہیں کہ سالم نے راؤ جی سے پوڑیوں کو لے کر چھینک دیا ہے یا نہیں۔ اور بڑی خرابی کی بات ہوئی ہے دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے جو وقت گاڑی میرے مکان کے قریب پھونچی مھاراجہ صاحب نے مجھ کو مان اوتا دیا اوس روز مھاراجہ صاحب سے اور کچھ باتوں کا سنا اس بار دین یا دھن۔ دو شنبہ کے روز اس کے کھانا کھا کر مھاراجہ صاحب کے محل میں گیا وہاں جا کر دیکھا کہ مھاراجہ صاحب لکشی بانی کے پلنگ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور نانا کنو لکڑے زہر کی باتیں کر رہے ہیں مگو میں نے یہ نہیں سنا کہ وہ کیا باتیں نہیں کیونکہ میں پانچ چھ قدم کے فاصلے پر تھا اور نہ میں اون باتوں میں شریک ہوا بعد اسکے مھاراجہ صاحب اور نانا اور میں گاڑی میں سوار ہو کر گھوڑ دوڑ کو گئے راستہ میں مھاراجہ صاحب اور نانا کنو لکڑے مجھ سے کہا کہ اس بات کی خوب خبر رکھنا اور جو جو خیرین معلوم ہوا کریں اوسکی اطلاع مجھ کو دیا کرنا میں نے اپنے مکان پر واپس آ کر کئی آدمیوں سے زہر کے دیے جانے کا حال دریافت کیا جو کچھ میں نے سنا تھا دوسرے روز صبح کو مھاراجہ صاحب کو اوسکی اطلاع دی۔ میں نے مھاراجہ صاحب سے کہا کہ راؤ جی کا پتہ نہیں ہے شاید کہیں بھاگ گیا مھاراجہ صاحب نے کہا کہ راؤ جی اگرچہ بڑا ہوشیار ہے لیکن جھوٹا بھی ہے اس وقت مجھے اور کچھ نہیں کہا منگل کے روز میں نے سالم اور بیٹوت راؤ کو مھاراجہ صاحب کے پاس محل میں دیکھا مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا کہ زہر کے دینے کا حال دریافت کر کے مجھے بیان کر دو اوس روز مجھے اور مھاراجہ صاحب سے زہر کے مقدمے میں باتیں ہوئیں جب کرنل فیروز صاحب کی جگہ سر لوئس ہیلی صاحب مقرر ہو کر آئے مجھ کو خوب یاد ہے کہ ایک روز مھاراجہ صاحب مجھ کو سر لوئس ہیلی صاحب کے سامنے لے گئے تھے اور صاحب موصوف کے روبرو بیٹھیں امر کی شہادت مجھے دلائی کہ مھاراجہ صاحب کی باتیں سہمی نہ این کا نہیں پاندر سے ہوئی مجھ کو مھاراجہ صاحب نے سر لوئس ہیلی صاحب کے روبرو پیش کیا مگر اوس روز مجھے اور صاحب مدد سے کچھ باتیں نہیں ہوئیں نہ کچھ زہر کا ذکر آیا اوس روز راؤ جی کو اپنے نہیں دیکھا صرف ایک مرتبہ پیشتر مقام نواری میں میری اوس سے ملاقات ہوئی تھی

جب مسٹر سوٹر صاحب بڑے دوپے میں آئے تھے تو تمام شہر میں اون کے آنے کی خبر ہو گئی تھی اون کے آنے کے بعد مجھے اور مھاراجہ صاحب سے کچھ گفتگو نہ ہر دیے جانے کی ہوئی تھی۔ اول راؤ جی گرفتار ہوا مگر پھر رہا ہو گیا اور سکو سنکر مھاراجہ صاحب نے کہا تھا کہ جو شخص باقی مہائی تھا وہ چھوٹ گیا اب کچھ ڈر نہیں ہے۔ لیکن مجھ کو یاد نہیں ہے کہ یہ باتیں مجھے اور مھاراجہ صاحب سے کس روز ہوئی تھیں اس قدر یاد ہے کہ سوٹر صاحب کے آنے کو بے گفتگو ہوئی تھی جب راجی دوبارہ گرفتار ہوا تب بھی مجھ کو خبر ہوئی تھی اور میں نے یہ بھی سنا تھا کہ اوسے اقبال کیا چاہتا تھا مھاراجہ صاحب کو میں نے یہ خبر چھوٹی پائی مھاراجہ صاحب نے اوس کے جواب میں کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے جب راؤ جی نے اقبال کیا تو اس کو اسکی بریت کا سٹیفیکٹ دیا گیا مجھے اور مھاراجہ صاحب سے اس بارہ میں گفتگو ہوئی تھی مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ اگر میان کوئی سختیقات ہو تو ہرگز کسی بات کو قبول نہ کرنا چھکو اور کچھ مھاراجہ صاحب کی گفتگو یاد نہیں ہے مجھ کو سالم اور ریشوت دواؤں کے گرفتار ہونے کی تاریخ البتہ یاد ہے۔ ۱۵۔ مارچ شری تھی۔ مہرچم نے کہا کہ یہ تاریخ ۲۳۔ دسمبر کے مطابق ہے قبل گرفتاری راؤ جی اور سالم کے صاحب رزیدنٹ نے مھاراجہ صاحب کو لکھا تھا کہ ان کو چارے پہاں بھیج دو جب یہ خبر مھاراجہ صاحب کی مھاراجہ صاحب کے پاس میں نے گیا تو مھاراجہ صاحب نے کہا کہ پہنچنے سالم اور ریشوت راؤ کو بھی بھیج دیا ہے مھاراجہ صاحب نے اس وقت مجھے نہیں کہا کہ اون دو دونوں کو کس واسطے بھیج دیا ہے مگر بعد مجھے کہا کہ میں نے دونوں کو نچلا کر کے بھیجا ہے کہ ہرگز کسی بات کا اقبال نہ کرنا سوا اس گفتگو کے اور کوئی بات مھاراجہ صاحب نے مجھے نہیں کہی۔ اس وقت سالم اور ریشوت راؤ رزیدنسی کو گئے اور پھر واپس آئے۔ اسی روز سر لوئس پہلی صاحب رزیدنٹ کا حکم آیا کہ سالم اور ریشوت راؤ کو بھیج دو قبل جاتے رزیدنسی کے میں نے ان کو دیکھا تھا وہ اوپر کی چھت پر ناٹا کو لکر کے پاس تھے جب ناٹا کو لکر مجھ کو ملے تو مجھے کہا۔

مسٹر برمنین صاحب نے کہا کہ ہم دریافت نہیں کرتے کہ اونھوں نے تم سے کیا کہا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ کوئی اور شخص بھی اس وقت موجود تھا سرج۔ سوانے ناٹا کو لکر

کے اور کوئی شخص تھا۔

گواہ نے بیان کرنا شروع کیا کہ جب سالم اور میٹونٹ راؤز ریڈیسی کو چلے گئے تو شام کے وقت مہاراجہ صاحب سے پھر سری ملاقات ہوئی مہاراجہ صاحب نے کہا کہ میں نے دونوں شخصوں سے ہمیشہ کر دی ہے کہ تم کسی بات کا اقرار نہ کرنا سوا اس بات کے اور جو کچھ مہاراجہ صاحب نے کہا مجھ کو یاد نہیں جس روز مہاراجہ صاحب گرفتار ہوئے اسی روز میں بھی شام کے وقت گرفتار ہوا۔ ۹۔ بجے ایک پہرہ آیا محل کے کمر بند کر دیئے گئے اور ایک جگہ پر لکھڑا ہو گیا۔ جب کہ میں صاحب اور گجائند و تل نے مجھے کہا کہ تم اپنے دفتر میں چلو تاکہ تمہارے روبرو ہر ایک چیز بند کر کے مہر لگا دی جائے جو وقت ہر ایک چیز پر مہر لگائی گئی میں بھی موجود تھا بعد اوس کے میں اپنے گھر چلا آیا لیکن فوراً پھر سری طلبی ہوئی اور سنی پتی کی کپڑی میں مجھ کو قید کیا چنانچہ دو روز تک حالات میں راناوان صرف جو کیداروں کا پہرہ تھا سپاہی تھے وہاں سے فوجدار کے سپاہی مجھ کو ریڈیسی میں لائے اور گورون کے پہرے میں ۱۶۔ روز تک قید رہا پھر پولیس کے سپرد کیا گیا جینک میں نے کسی بات کو قبول نہیں کیا مجھ پر گورون کا پہرہ رہا جب میں نے اقبال کیا تو پولیس کے سپرد کیا گیا اول میٹو ریڈیسی کے باغ کے نیچے میری طلبی ہوئی وہاں دونوں خان اور میٹونٹ راؤس کے موجود تھے یہ بلونت راؤ کارکن تھا جو احمد آباد سے بلایا گیا تھا اور ایک شخص مسی بھیجا تو پونا لہ اور ایک سپاہی پولیس کا وہاں موجود تھا جب میں وہاں پہنچا تو خان بہادر نے کہا کہ میں نے حکو واسطے بلایا ہے کہ میں تمہارے صندوق کے کاغذ دیکھا چاہتا ہوں اوس صندوق میں مہاراجہ صاحب کے رخ کے کاغذ تھے اوس پر میرے سامنے مہر لگائی گئی تھی اوپر بڑی بڑی مہر تھیں اور یہ سلم تھیں میں نے پولیس سے کچھ نہیں کہا مگر پولیس کے لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ اگر تم اقبال کرو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہو گا وہ لوگ آدھن تک صندوق کے کاغذ دیکھتے رہے۔ اوس کے بعد پھر میں گورون کے پہرے میں سپرد کیا گیا بلونت راؤ اور بھیجا تو پونا لہ اور دونوں خان بہادر نے دیکھا تھا ایڈو وکیٹ جنرل نے کہا کہ اب وہی گئے ہیں تمہن کا وقت آگیا اگر اجازت ہو تو حضور می دیر کے واسطے

عدالت پر خاست کیجا ہے چنانچہ ممبران کمیشن ٹھن کھانے کے واسطے گئے۔
 جب ٹھن کہا کر واپس آئے تو گواہ نے بیان کیا کہ بعد دیکھنے صندوق کے کاغذات کے میل
 اظہار ہوا سو وقت مقررچی صاحب۔ سرلوپس پبلی صاحب۔ کپتان جکین صاحب۔
 کپتان سی گریو صاحب۔ دو نوں خان بہادر۔ سچا مندو تل۔ اور بلونت راؤ سکریٹ
 موجود تھے جب میں نے اپنا اظہار دیا تو سرلوپس پبلی صاحب نے مجھے میرے جرم کی
 معافی کا وعدہ کیا تھا کسی شخص نے مجھے راؤچی یا زسو جبار کے اظہار کا حال بیان نہ کر
 کیا چونکہ میں گورون کے پہرے میں تھا مجھے کون اطلاع دے سکتا تھا جس روز مجھ کو
 سارٹیفکٹ ملا تو گوجا مندو تل اور دو نوں خان بہادر موجود تھے۔ گجا مند نے مجھے کہا
 کہ اگر سچ سچ بیان کر دے گا تو سرکار تمہارے قصور معاف کر دے گی اور مجھ کو ایک پرچہ
 بھی دکھایا سو اس کے اس وقت مجھے کچھ نہیں کہا۔ جب میں فوساری گیا تھا میں نے
 راؤچی کو دیکھا تھا راؤچی مھاراجہ صاحب کے غلخانے کے پاس بیٹھا تھا سو اسے راؤچی
 کے سالم اور مھاراجہ صاحب بھی بیٹھے تھے رات کے اسیکے مون گے اور بموجب طلبہ تاج
 صاحب کے میں گیا تھا جب میں مھاراجہ صاحب کے پاس پہنچا تو مھاراجہ صاحب نے
 مجھ کو ایک کاغذ دے کر کہا کہ اسکو پڑھو چنانچہ میں نے اسکو پڑھا تو وہ عرضی جمنابانی زود
 کھانڈے راؤ ستونی کی طرف سے حضور گورنر کے نام تھی اس وقت مھاراجہ صاحب نے کہا
 کہ اس عرضی کی نقل لکھ لو جب میں نے نقل لکھ لی تو وہ عرضی راؤچی کو واپس دی میں
 سب کاغذات مھاراجہ صاحب کے رو برو پڑھ کر سنایا کرتا تھا میں دیکھتی زبان جانتا ہوں
 اکثر حساب چھوٹے چھوٹے پرچوں پر دیا کرتے تھے کوئی کتاب تھی اور جس شخص کو مھاراجہ
 روپیہ دلاتے تھے میں یاد بنا کر مھاراجہ صاحب کے دستخط کر لیا کرتا تھا مھاراجہ صاحب
 اکثر مجھ کو زبانی حکم دیا کرتے تھے۔ ایک کاغذ جب گواہ کو دکھایا گیا تو اس نے کہا کہ میرے
 ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اسکا مضمون یہ تھا۔

(سرری لکھنی وغیرہ)۔ حساب میری ماہ سوال میں نے پھینا کیگ سرشس مثبت ۱۹

مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء

یادداشت۔ بمبئی سے کچھ مال بیونتا ولد مہیپاتی پوئی کی معرفت جو سرکار کا قاصد
ہے آیا ہے لہذا حسب احکم سرکار مفصلہ ذیل روپیہ نقد دیا گیا۔

کل کے بنے ہوئے روپیے جو بازار سے خریدے گئے الٹے بٹے بحساب ۱۸۔ ۱۹ فیصدی مامولہ

میزان۔ اٹھ سو روپیہ۔ سکہ بابا شاہی جو خزانے سے دیے گئے۔ اٹھ۔ ۱۹۔ میزان۔ مامولہ

بر وقت روپیہ پانے کے جو رسید بیونتا راؤ نے داخل کی تھی اس کا خد کے ساتھ

رکھی گئی۔ سارجنٹ جیلن ٹاٹن صاحب نے کہا کہ ان یادداشتوں کے پین کرنے سے

معلوم ہوتا ہے تاکہ ثابت ہو کہ وقتاً فوقتاً رزیدنسی کے ملازمین کو روپیہ دیا گیا اور حساب

میں دوسرے نام سے روپیہ درج ہوا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ مان اسی بات کے

ثابت کرنے کے واسطے یاد پینش کی گئیں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ ایڈوکیٹ جنرل

ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حقیقت وقتاً فوقتاً روپیہ کو کون کو دیا گیا اور یادداشت میں

دوسرے نام سے لکھا گیا چنانچہ اس گفتگو کے بعد یاد مذکور میں شامل کی گئی اور نشان

حرف اے کا کیا گیا۔ اور گواہ نے بیان کیا کہ روزمرہ ہفتہ وار اور ماہوار سی اور سالانہ

حساب بنکر پیش ہو کر کرتا تھا۔ بلونت راؤ کارکن روزمرہ کا حساب رکھا کرتے تھے اور میں

حسابات پر دستخط کیا کرتا تھا معلوم نہیں کہ بیونتا راؤ کی کیا تنخواہ ہے تو تنخواہ کے جس قدر

سالم اور بیونتا راؤ کو روپیہ دیا گیا وہ سب ملے سے دیا گیا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا

کہ جو یاد تھے پڑھیں ہمیں تم کہتے ہو کہ بابت اسباب کے جو بمبئی سے آیا تم جانتے ہو کہ کون سا

بمبئی سے آیا تھا۔ ج۔ کوئی اسباب نہیں آیا تھا۔ اس۔ پھر کون لکھا گیا کہ بمبئی سے آیا

آیا۔ ج۔ اس واسطے لکھا گیا کہ رزیدنسی کے سب نوکر دن کو روپیہ دینا منظور تھا۔ اس۔

تو کو کس طرح معلوم ہوا کہ رزیدنسی کے نوکر دن کو روپیہ دیا جائے گا۔ ج۔ مھاراجہ صاحب

نے ہدایت کی تھی کہ جب روپیہ رزیدنسی کے نوکر دن کو دیا جاوے تو وہ روپیہ طرح

حساب میں لکھا جائے اگر مال آتا تو مھاراجہ صاحب اس سوداگر کا نام لکھواتے تھے کی دکان

سے آتا تھا۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اور ایک یاد گواہ کو دی اور دریافت کیا کہ

یہ روپیہ بھی بیونتا راؤ کو دیا گیا تھا۔ ج۔ مان دیکھئے یہ کہ یہ وہاں سے نہیں آیا تھا۔

تشریح ہے نہ سود اگر کا نام ہے۔ اس کیا اسپر بھی تھا رہے دستخط ہیں۔ ج مان۔ اس کس شخص نے اس یاد کار روپیہ پایا۔ ج۔ سالم عوب نے۔ اس کو فی چیز احمد آباد سے کھا میں آئی تھی۔ ج۔ نہیں۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ مائی لارڈ۔ میرے نزدیک اگر یہ سب یادین گوہون کو دکھا کر شناخت کرائی جائیں اور ادن سے حلف لیا جائے تو مناسب ہے۔

سارجنٹ بلین ٹامن صاحب نے کہا مان میری رائے بھی متفق ہے۔

مین نے ان یادداشتوں کی فہرست بنائی ہے اوپر نشان حرف۔ ای سے تا کیونکہ ان سب یادداشتوں میں سات ہزار روپیہ دیا گیا ہے۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ مشیر جارج وین صاحب سے کہا جاوے کہ وہ ان یادداشتوں کی سلسلہ وار فہرست تیار کریں چار بجے عدالت برخاست ہوئی۔

اجلاس روز روز دہم

گیارہ بجے کیشن جمع ہوئی کل ممبران کیشن اور حضور مقرر آؤ موجود تھے سب بھر کے وقت عالیجناب مھاراجہ سیندھیا شریف تھیں لائے اور سر لوئس ہلی صاحب تمام روز تھیں آئے۔ ایڈوکیٹ جنرل نے وکیل اعظم سرکار نے دو درہن کا اظہار لینا شروع کیا صاحب موصوف نے گواہ سے دریافت کیا کہ تمہے سے کل کہا تھا کہ دو دفعہ مانا جی قتل کے پاس سے مین نے میرے منگوائے تھے لیکن بیان کر دو کہ اس کی قیمت کے دینے کا کسے بندوبست کیا تھا۔ ج۔ بموجب حکم مھاراجہ صاحب کے بندوبست کیا گیا مین نے مھاراجہ صاحب سے پوچھا تھا کہ ان ہیروں کی قیمت کی بجائے چنانچہ اجازت ہوئی تھی کہ ویدو اس وقت مین نے ہیروں کی قیمت دیدی۔ یہ روپیہ کسرت اور توفیر سے دیا گیا تھا لیکن اس روپیہ کو ہیروں کی قیمت مین دیا جانا دین حساب نہیں ہو بلکہ بموجب حکم مھاراجہ صاحب کے حساب مین اس طرح لکھا گیا کہ برہمنوں کے کھلانے کے واسطے روپیہ دیا گیا۔

جب گواہ سے ایک اور سوال کیا گیا تو مترجم گواہ سے کچھ بائین کرنے لگا۔

سارجنٹ بلین ٹامن صاحب نے کیا کہتے ہو مترجم نے کہا کہ جو کچھ گواہ نے بیان کیا میری

سمجھ میں نہیں آیا تھا اس لیے دریافت کرتا ہوں۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے مجھے سناؤ۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ جب مترجم خود بخود نہیں سمجھا ہے تو تم کیا تجھو گے۔ گواہ نے بیان کیا کہ مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ان ہیروں کو دوائی کی دین درج حساب کرنا کیونکہ ان کی خاک بنائی جاوے گی چنانچہ اسی طرح میں نے صاحب میں درج کیا لیکن جب کرنیل فیض صاحب کے زہر دیے جانے کا شور مچا تو میں نے مھاراجہ صاحب سے کہا کہ ہیروں کی خاک کس طرح ہو سکتی ہے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ تنے خاک ہونا ہیروں کا لکھ دیا ہے میں نے کہا کہ ہاں اس وقت مھاراجہ صاحب نے کہا کہ اس ورق کو حساب سے کمال ڈالو چنانچہ اس بار سے میں ناماؤنٹل سے میں نے صلاح لی اور غصوں نے کہا کہ جب مھاراجہ صاحب کا حکم ہے تو ایسا ہی کرو مھاراجہ صاحب نے مجھ کو یہ بھی حکم دیا کہ جب اس قسم کا خرچ لکھا کرو تو اس طرح اس کو درج حساب کیا کرو کہ کیوں اصل حال نہ معلوم ہوا کہ فورال دین بوہرہ سے جو دو مرتبہ سنکھیا لی گئی اس کی قیمت نہیں دی گئی صرف اس قدر اداں سے وعدہ کیا گیا کہ سلو خانہ ان کو بھی سپرد کیا جائے جب کرنیل فیض صاحب کو زہر دیے جانے کا حال عام میں مشہور ہوا تو فورال دین بوہرہ نے مجھے کہا کہ جس بوہرہ کی دکان سے سنکھیا لایا تھا وہ دوسروں سے مانگتا ہے۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ اس نے کچھ اور بھی بیان کیا تھا۔

سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ اسے سوال سے میں غدر کرتا ہوں کہ وہ بائین جو مھاراجہ صاحب کی نصیبت میں ہو ہیں وہ داخل شہادت نہیں ہیں۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ جو کچھ بائین اور کارروائی اس وقت ہوئی وہ سب داخل شہاد ہوں۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ آپ کی رائے میں یہ بائین داخل شہادت ہیں۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ ہاں لائق سننے کے ہیں اور جب ان کی تصدیق ہو جائے گی تو اس وقت لائق شہادت کے بھی ہیں۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ میں ان کی عرض سمجھا آپ چاہتے ہیں کہ کل حال دریافت ہو جائے اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ قابل شہادت کے یہ بائین ہیں یا نہیں۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے گواہ سے غیاطیہ پوچھا کہ

کہ درمیان مختارے اور نور الدین بوہرہ کے کیا گفتگو ہوئی تھی گواہ نے بیان کیا کہ نور الدین نے مجھے کہا کہ پہلی پوڑیا سنکھیا کی کسی کے نام درج نہیں ہوئی ہے اور دوسری پوڑیا میرے نام لکھی گئی ہے جس بوہرہ کے پاس سے میں سنکھیا لایا تھا اس نے کہا ہے کہ میری کتاب میں حساب کی ضبط ہو گئیں اور رزیدنسی کو گئی ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ سنکھیا کا فروخت ہو یا پوشیدہ رہے تو دو سو روپے مجھ کو دو اور میں اس بوہرہ کو دو بیرون تاکہ وہ میرا نام نہ بتائے۔

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ کیا حضور ایسی بات سننے کے مجاز ہیں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ ان مجھ کو اختیار ہے کیونکہ ان باتوں سے دریافت ہو گا کہ حقیقت کیا حال گذرا۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ حضور اس حال کو سنکر بطور شہادت کے تصور کرتے ہیں مگر میں یہ باتیں صرف گفتگو سمجھتا ہوں کچھ شہادت نہیں سمجھتا جو گفتگو مھاراج صاحب کے روبرو تھیں ہوئی وہ سمجھی جا سکتی ہے کہ بنائی ہوئی ہے تاکہ ایک شخص دوسرے کو باخود کرے۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ اس واسطے آپ گئے تھے کہ میں کیا باتیں بنائی ہوئی ہیں۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میں آپ کے روبرو یہ بات پیش کرتا ہوں کہ عجیب بن جو یہ گفتگو بنائی ہوئی ہو ایسی باتوں کی صداقت جبکہ دوسرا کوئی شخص وہاں موجود تھا کس طرح ہو سکتی ہے مگر چونکہ حضور اسکو شہادت تصور کرتے ہیں میں خاموش ہوں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ جب تک کہ ہر شخص کا حال نہ سنا جاے اسے مقدمے کی تحقیقات مشکل ہے اور تا وقتیکہ ہر شخص کی بات نہ سنوں گا میری سمجھ میں کس طرح آئے گا۔

گواہ نے بیان کیا کہ نور الدین بوہرہ سے میں نے کہا کہ دو سو روپے تم اپنے پاس سے دید جب تمکو اسلحہ خانہ کا کام ملے گا اسوقت یہ روپیہ مجھ کو دے گا نور الدین یہ بات سنکر جب ہو رہا اور پھر میں نے نور الدین کو تھیں دیکھا۔ نور الدین نے مجھے نہیں کہا کہ وہ کس بوہرہ کی وکان سے سنکھیا لایا تھا۔ میں نے مقام فوساری میں صرف ایک مرتبہ راجی کو دیکھا تھا معلوم نہیں کہ وہ گیکوار کے پاس آیا کرتا تھا یا تھیں۔

جب کرنیل فیصاحب کے پھوڑا نکلا تھا مجھ کو خوب یاد ہے ماہ ستمبر ۱۹۴۷ء تھا اس پھوڑے کا حال اوجہ سے یاد ہے کہ سالم نے میرے روبرو مجھاراجہ صاحب سے کہا تھا اور اس نے اپنی اونگلی سے بنایا کہ ملے تھے میں پھوڑا ہے کرنیل فیصاحب راؤ جی سے مرہم لگوا کر نے تھے راؤ جی نے ایک چمکی سنکھیا کی مرہم میں ڈال دی تھی جب مرہم کے لگانے سے کرنیل فیصاحب کے پھوڑے میں نورش ہوئی تو ادھون نے مرہم کے بہانے کو اتار ڈالا تھا یہ بات سنکر مجھاراجہ صاحب میرے روبرو کچھ نصیحتیں بولے جس زمانے میں کرنیل فیصاحب کے پھوڑا تھا تو مجھاراجہ صاحب نے کچھ دوا بنائے کا مجھ کو حکم دیا تھا اسی زمانے میں سالم کو بیٹے سنکھیا دی تھی اور مجھاراجہ صاحب نے حکم دیا تھا کہ حکیم صاحب کے پاس بڑے بڑے چوتے تانبے اور کالے گھوڑے کا پتیا بھیج دو وہ کچھ دوا بنائیں گے مجھ کو اور کچھ بات اوس روز کی جو مجھاراجہ صاحب نے لکھی ہو یا دھنیں چنانچہ یہ سب خبریں میں نے لکھا کر حکیم صاحب کے پاس بھیج دی تھیں اور حکیم صاحب نے ایک شیشی میں کچھ دوا بن کر بنا کر دی تھیں۔ صاحب پریمیڈنٹ نے کہا کہ اس شیشی کی دوا کا نسخہ تو معلوم ہو گیا مگر دینا کر وہ اس شیشی پر ڈاٹ لکھی یا دھنیں ایڈوکیٹ جنرل نے گواہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اس شیشی کا حال بیان کر سکتے ہو۔ گواہ نے جواب دیا کہ اونگلی کے برابر وہ شیشی تھی اور اس کو گجرا بامیرے پاس لایا تھا مجھ کو یا دھنیں کہ اس شیشی میں ڈاٹ تھا یا دھنیں۔ لیکن میں نے اس شیشی کی دوا کو دوسری گلاب کی شیشی میں رکھ دیا تھا اور اس شیشی پر روئی اور موم بطور ٹواٹ کے لگا کر سالم کو دے دی تھی میں جانتا ہوں کہ جو حال رزبندی میں گذرتا تھا اوسکی اطلاع مجھاراجہ صاحب کو ہو کر تھی تھی راؤ جی بذریعہ سالم کے مجھاراجہ صاحب کے پاس چٹھیاں بھیج کرتا تھا اور میں اون چٹھیوں کو مجھاراجہ صاحب کے روبرو پڑھ کر پھاڑ ڈالتا تھا چنانچہ گواہ کو کچھ چٹھیوں کے پولنڈ دکھائے گئے گواہ نے کہا کہ یہ روزنامے ہیں ایسے چار پولنڈ عدالت میں موجود تھے ایک پولنڈہ میں انگریز کا حساب ہے۔ یہ حساب مٹا سوا ہے ایک کارکن نے میرے حکم سے اس پر سیاہی ڈال دی تھی اور مکانام پولنٹ راکو اذیر راؤ جی کا بیٹا ہے۔ سیاہی ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ رقم

مالیہ کی سالم کے نام ذریعہ حقیقی جب زہر دیے جانے کا غور غا پڑا اور وقت
میں نے سیما ہی ڈلوادی تھی اس بطرح اور اور مقامات پر بھی جہاں ایسی
رقمیں کا ذکر تھا سیما ہی ڈلوادی گئی تھی۔ صاحب ابڈ وکیٹ صاحب ل سے
اون پولڈون کے کاغذوں کو دیکھا اور جہاں جہاں سیما ہی پڑی تھی
اوسکی تصدیق کی۔

مول صاحب نے ترجمہ سے کہا کہ تم جابجا گواہ کا بیان چھوڑ جاتے ہو۔ گواہ نے بیان کیا
کہ جہاں جہاں سالم کا نام آیا تھا یا کسی خرچ کی تفصیل نہیں کی جاتی تھی اوس پر سیما ہی
ڈلوادی تھا۔ یہ کل روپیہ کرنل فیصل صاحب کے زہر دینے میں یا رزبڈنسی کے نوکروں
کو تقسیم کرنے میں صرف ہوا۔

سوالات جریح سرسبز بیلین ملان حسب

س۔ تم کہتے ہو کہ جس قدر حساب تم نے بنائے وہ سب مصنوعی ہیں س۔ اس کے
مصنوعی ہیں کل حساب مصنوعی نہیں ہے اور دیدہ و دانستہ مصنوعی بنائے گئے۔
س۔ یہ حساب بموجب حکم مہاراجہ صاحب کے مصنوعی بنائے گئے۔ س۔ ج۔ حسب احکم
مہاراجہ صاحب کے بنائے گئے۔ س۔ ایسے غلط حساب بنائے گئے کہ وہ غلط و غلط حکم ملا
کر بنا تھا یا خاص خاص حساب کے واسطے۔ ج۔ جیسا موقع ہوتا تھا مجھ کو حکم ملتا تھا مہاراجہ صاحب
سے میں پوچھ لیتا تھا کہ فلان امر میں کیا ہدایت ہے۔ س۔ تم مہاراجہ صاحب سے
دریافت کر کے حساب غلط کیا کرتے تھے۔ ج۔ ہاں جیسا موقع ہوتا تھا کیونکہ مہاراجہ صاحب
واقعہ ہوتے تھے جس کام کے واسطے کہ روپیہ دیا جاتا تھا۔ س۔ نعم واقعہ ہوتے تھے یا
مہاراجہ صاحب۔ ج۔ مہاراجہ صاحب۔ س۔ جب تم مہاراجہ صاحب سے اجازت
لی اور تمہوں نے اجازت دی تھی۔ ج۔ ہاں۔ س۔ اگر ان حسابات کی تحقیقات ہوتی تو تم
کس طرح ثابت کر سکتے تھے کہ حساب کے غلط کرنے کے واسطے تم مہاراجہ صاحب سے
اجازت حاصل کی۔ ج۔ اس سے زیادہ اور کیا ثابت کرنا کہ کل کام مہاراجہ صاحب
کی ہدایت سے کیا کرتا تھا۔ س۔ بیان تمہارا ہے مگر میں دریافت کرتا ہوں کہ مثلاً

مھاراجہ صاحب نمبر پر جرم قائم کرتے کہ تم انکو لوٹتے ہو اور بغرض لوٹنے کے حساب کو تبدیل کرتے ہو تو تم کس طرح ثابت کرتے کہ ہننے مھاراجہ صاحب کے حکم سے حساب کو تبدیل کیا۔

ج۔ جو روپیہ دیا جاتا تھا چار کتابوں میں درج ہوتا تھا اور سو اس کے دینے اور لینے والا روپیہ کا موجود تھا۔ اس سے اس حساب کے تبدیل کرنے میں مھاراجہ صاحب کی ہدایت کا ہونا کس طرح ظاہر کر سکتے تھے جو تم کہتے ہو وہ خود تمہارا زبانی بیان ہے۔

ج۔ سو حکم زبانی مھاراجہ صاحب کے اور کچھ میرے پاس ثبوت تھا۔ س۔ جو سوال میں تم سے کرتا ہوں اسکا یہ جواب نہیں جو تم نے دیا میں دریافت کرتا ہوں کہ پھر تمہارے بیان اور مھاراجہ صاحب کے حکم کے کوئی تحریر تمہارے پاس ہے۔ ج۔ اب سے ہی حکموں سے مھاراجہ صاحب کے لاکھوں روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ س۔ اور حساب غلط کیا گیا۔

ج۔ جب کبھی غلط کرنے کا موقع ہوا۔ س۔ اور خود تمہیں حساب کو غلط کیا۔ ج۔

بحکم مھاراجہ صاحب کے کارکن سے حساب غلط اور تبدیل کیا دیا گیا۔ س۔ لیکن میں تم سے یہ بات دریافت کرتا ہوں تم اس پر غور کر کے جواب دو کہ اگر نمبر مھاراجہ صاحب یا اور کوئی دوسرا شخص تمہارا رکھتا کہ تم مھاراجہ صاحب کو لوٹے کھاتے ہو تو تم کس طرح سے ثابت کرتے کہ تمکو مھاراجہ صاحب نے اس طرح حساب غلط کرنے کا مجاز کیا تھا۔

ج۔ کاغذات سے خود ثابت ہو سکتا تھا۔ س۔ سو کاغذات کے اور کسی طرح سے بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ ج۔ کاغذ و مانند پر خود رسید لکھی ہوتی ہے۔ س۔ تمہارے پاس کوئی تحریر مھاراجہ صاحب کی ہے جس میں تمکو انھوں نے ایسا اختیار دیا ہو۔ ج۔

محافظ دفتر صاحب کے پاس ہوگی میرے پاس کوئی ایسی تحریر نہیں ہے۔ س۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس قسم کی کوئی تحریر پیش کرو جس سے معلوم ہو کہ مھاراجہ صاحب نے تمکو اختیار دیا تھا کہ یہی کتابوں کو غلط کرو۔ ج۔ میرے پاس کوئی ایسی تحریر مھاراجہ صاحب کی نہیں ہے۔ لیکن لکشی بابی جو مھاراجہ صاحب کی تیسری رانی ہیں انکی لکھی ہوئی ہے۔ س۔ تمہارے پاس مھاراجہ صاحب کی کوئی دستخطی ایسی تحریر نہیں ہے۔ ج۔ نہیں۔ لکشی بابی بموجب حکم مھاراجہ صاحب کے دستخط کرتی تھیں۔

اور ایسے حکمون پر مھاراجہ صاحب کی مہر بھی ہے۔ جس کوئی کاغذ دستخطی مھاراجہ صاحب کا تھا اسے پاس ہے۔ ج۔ چار سال سے پریوٹ سکرٹری کا محکمہ میرے تعلق ہوا ہے۔ اوس وقت سے مھاراجہ صاحب نے کوئی کاغذ میرے محکمہ کا دستخط نہیں کیا۔ میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر تم پر غلب کا جرم قائم کیا جاتا تو تم کس طرح اپنی برائی کرتے۔ ج۔ ایک ایک حساب پانچ جگہ لکھا جاتا تھا میں اوس سے ثابت کرتا کہ رد یہ صرف ہوا ہے میں نے غلب نہیں کیا۔ اس کچھ زمین مھاراجہ صاحب کے ہاتھ کی تھی ہوئی بھی حساب میں ہیں۔ ج۔ جب جمع خرچ کا نقشہ تیار ہوتا تھا تو مھاراجہ صاحب اس پر دستخط کیا کرتے تھے یہ نقشہ مھاراجہ صاحب کے دستخطوں کے واسطے ہر سال تیار ہوا کرتا تھا اس۔ ایسے دستخط کا کوئی کاغذ تھا اسے پاس ہے۔ ج۔ ہاں۔ اس۔ تم اس کو پیش کر سکتے ہو۔ ج۔ اگر آپ طلب کریں تو اسکا ہے۔ اس بہتر اس امر کی نسبت دیکھا جائیگا تلک کہی حساب کے چانچ ہونیکانک ہوا۔ ج۔ کس شخص سے میں شاید کوئی شخص چانچ کرتا۔ ج۔ نبل ہو ذرا فرتی کے بیز مھاراجہ صاحب کے کوئی شخص میری حساب کی چانچ کر گیا جاز تھا۔ اس پولیس نے تمہیں کھدیا تھا کہ مھاراجہ صاحب کی چانچ ہوگی ج۔ بعد قری کو پولیس نے مجھ کو وہ کاغذ دیکھا یا تھا میری سیاہی پڑی تھی اور کہا تھا کہ ان حسابات کی چانچ ہوگی۔ اس۔ پولیس ان کو کیا تم سے کہتا تھا کہ جس تھا اس حساب کی چانچ ہوگی ج۔ پولیس نے کہا تھا کہ ملام حساب کی چانچ ہوگی میں تمہاری تنخواہ کیا تھی میری تنخواہ دو سو روپیہ ماہواری تھی اور میرے بہانی کے چار سو روپیہ ماہواری۔ اس۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ تنہ یہ سب باتیں کیونکر قبول کیں اور تم تو اوس روز گرفتار ہوئے تھے سپر دز کہ مھاراجہ صاحب گرفتار ہوئے تھے۔ ج۔ اوس دن شام کو میں گرفتار ہوا تھا۔ اس محکو معلوم ہو گا کہ راجھی اور نرسو وغیرہ کے اظہار شرسوٹر صاحب نے یہ ہیں۔ ج۔ ہاں میں یہ خبریں سنا کرتا تھا۔ اس۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ خبریں بہت دلچسپ معلوم ہوا کرتی ہونگی۔ ج۔ مجھ کو جو کچھ خبر تھی مھاراجہ صاحب کو سنا دیتا تھا۔ اس۔ لیکن خود محکو تو یہ باتیں پسند آتی ہونگی۔ ج۔ میری ذات خاص سے ان باتوں کا تعلق تھا اس اس امر کی نسبت ہم آمندہ بحث کریں گے۔ لیکن جو نون

کے فریق میں تم بھی تو ایک شخص تھے اور تم نے مارڈوانے کے واسطے مدد بھی کی۔
 ج۔ ہاں میں نے مدد کی تھی۔ س۔ پس میں خیال کرتا ہوں کہ تمکو ایسے حالات
 کے سننے کا ذاتی تعلق بھی تھا۔ ج۔ ہاں اپنے اور مھاراجہ صاحب کے بچانے کے واسطے
 مجھکو تعلق تھا۔ س۔ بنیاد تمکو اپنا خیال کم ہو گا مھاراجہ صاحب کے بچانے کا زیادہ
 خیال ہو گا۔ ج۔ ہاں میں یہ سمجھتا تھا کہ چونکہ اب کل فرقی ہو گئی ہے میں بچ جاؤں گا۔
 س۔ چونکہ تمکو اپنا خیال کم تھا اور مھاراجہ صاحب کے بچانے کا زیادہ خیال تھا تنہ
 دریافت کیا تھا کہ راؤ جی وغیرہ نے کیا اظہار دیے۔ ج۔ میں نہر کی خیرین سنا کرتا تھا
 جب تک سلم چھوڑا رہا وہ سب حال مجھے آکر لکھا کرتا تھا۔ س۔ میں نے اوس غشی کھال
 بھی سنا ہو گا جسکا ذکر راؤ جی نے کیا۔ ج۔ میں قید میں تھا کس طرح سنتا۔ س۔
 لیکن میں اوس وقت کا ذکر کرتا ہوں جب تم قید تھے پھر راؤ جی کے اظہار اوس وقت سے
 تھے جب تم قید نہیں ہوئے تھے۔ ج۔ میں نے کچھ حال نشینی کا نہیں سنا۔ س۔ کیا تم کہتے
 ہو کہ میں نے نہیں سنا کہ راؤ جی کو نشینی دی گئی ہو شیار ہو کر جواب دو۔ ج۔ نہیں
 مجھے کہنے ایسا ذکر نہیں کیا۔ س۔ کسی شخص نے تم سے نشینی کا حال نہیں کہا۔ ج۔
 نہیں کہا۔ س۔ میں نے پوڈیہ کا کچھ حال سنا تھا کہ کرنل فیبر صاحب کے گلاس میں ڈالی
 گئی۔ ج۔ ہاں۔ س۔ میں نے سنا تھا کہ اوس میں شکیہا مٹی سج ہاں پس اور بسا ہوا
 ہیرا اوس میں ہے۔ ج۔ ہاں کس اور یہ کہ راؤ جی نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ پٹے
 دہر کی پوڈیہ کرنل فیبر صاحب کے گلاس میں ڈالی اور اون کے مارڈوانے کا لڑہ
 کیا۔ ج۔ ہاں مجھے مھاراجہ صاحب نے کہا تھا۔ س۔ جب تمکو معلوم ہوا کہ راؤ جی وغیرہ
 زیر حراست ہیں اور منجملہ اوصافین لوگوں کے تم بھی تھے تنہ وہ کاغذ حسین اس نم
 کا ذکر تھا کہ اسے چاک نہیں کرڈا۔ ج۔ کیا۔ کون کاغذ اس معاملے کا تھا۔ س۔
 مجھکو تھا اسے اویسے سوال کرنے سے تعجب نہیں آیا تنہ بیان کیا ہے کہ کئی کاغذ اس
 معاملے کے تھے۔ ج۔ کیا آپ اولن کاغذات کی طرف اشارہ کرنے میں جبکی نسبت میں
 اظہار دیے چکا ہوں۔ س۔ کیا تمکو کچھ شک ہے کہ اون کاغذوں کی طرف میرا اشارہ

نہیں ہے۔ ج۔ اول مجھ کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر ایک جگہ کا خد ہوئے تو میں اذکو چاک کر ڈالتا ہوں۔ جو کچھ تم بیان کرے ہو اگر وہ صحیح ہے تو تمھاری کارروائی سے خود معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت زہر دیا گیا۔ ج۔ مان۔ س۔ تم نے کس واسطے اذکو چاک نہیں کیا۔ ج۔ صرف دو کا خد و ن میں رشوت کا ذکر تھا۔ س۔ تم یہ جانتے تھے کہ رشوت کے بارے میں تحقیقات ہو رہی ہیں۔ ج۔ مان میں جانتا تھا۔ س۔ کیا تم اس بارے میں قسم کھا سکتے ہو کہ تم کو معلوم تھا کہ مشر سوڈ صاحب تحقیقات کر رہے ہیں۔ ج۔ مان قسم کھا سکتا ہوں۔ س۔ اس وقت تم نے کیوں نہیں ایسے کاغذات چاک کر ڈالے کیونکہ وہ سب کا خد تھا۔ اختیار میں تھے۔ ج۔ کل کا خد چاک نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ مختلف محکموں میں تھے سب جگہ سے جمع ہو کر اذکو کا ضایع کرنا غیر ممکن تھا۔ س۔ کون امرامع تھا کہ تم نے اذون کاغذات کو چاک نہیں کیا۔ ج۔ جب روپیہ کی دماند ہوئی تھی تو میں اس جگہ لکھا جاتا تھا اس صورت میں نہایت دقت تھی کہ سب جگہ سے کاغذ جمع ہو کر چاک کیا جاتا تھا۔ س۔ پیکر سارا جنت بلین صاحب نے سکرٹری سے کل کاغذات طلب کیے اور اپنے روپرور رکھ کر کھا کہ یہ کاغذ جدا جاتا تھے اور اب ایک کتاب میں سے ہوئے ہیں اور اذون کے ساتھ ترجمہ بھی لگا ہوا ہے اگر علیحدہ کر کے دیکھے جائیں تو اذون کی تعداد تھوڑی ہے کون امرامع تھا کہ تم نے ان کاغذات کو چاک نہیں کیا۔ ج۔ اگر روپیہ ایک جگہ دیا جاتا تو چاک ہو سکتے تھے لیکن مختلف وقت اور مختلف جگہ روپیہ دیا گیا پھر کس طرح چاک ہو سکتے تھے۔ س۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک سوال کا تم جواب بون بیان کرو کہ کیا بات مانع تھی کہ تم نے کاغذ چاک نہیں کیے جن کاغذ و ن نے تمھارے اور محاراجہ صاحب کے جرموں کی صداقت کی۔ ج۔ مجھ کو اس قدر نصیب نہیں ہے کہ اذون کا خد و ن کو چاک کرنا۔ س۔ فرصت سے تمھارا کیا مطلب ہے۔ ج۔ مجھ کو اس موقع نہیں ملا پھر میں کس طرح چاک کرنا۔ س۔ جو شخص آپ کے شہر میں کسی کو زہر دیتا ہے اور اس پر جرم ثابت ہو جاتا ہو تو اس کو کیا سزا دی جاتی ہے۔ ج۔ سزا دی جاتی ہے کہ سزا دی جاتی ہے لیکن بیان کر دو پچاسنی دی جاتی ہے یا کیا سزا ہوتی ہے۔ ج۔ سزا دی جاتی ہے لیکن میں نے قانون نہیں دیکھا۔ س۔ تم کو کچھ بھی

بھی خیال ہے کہ کیا سزا دی جاتی ہے۔ ج میں کچھ نہیں جانتا۔ س مجھ کو خیال تھا کہ تم
 واقعہ ہو گے مگر بیان کرو کہ تمہارے خیال میں کیا سزا ہوتی ہے۔ ج جو کچھ صاحبان
 جج مناسب سمجھتے ہیں سزا دیتے ہیں۔ س کبھی کسی کو پھانسی بھی دی جاتی ہے ج۔ بڑودہ میں
 کسی کو پھانسی نہیں دی جاتی ہے میں نے کسی کو پھانسی دے تو ہے نہیں سنا میں لیکن تم
 جانتے ہو کہ تلکوانی گردن کا بھی خوف ہے۔ ج میری گردن کا میں ہاں خوف تھا مگر
 اب نہیں رہا۔ ج میں آپ سے اوپر بیان کر چکا ہوں جس وجہ سے میں نے چاکی نہیں کیا۔
 س مجھ سے پھر بیان کرو۔ ج ایسے کاغذ کسی محکوم میں تھے مجھ کو چاک کرنے کی فرصت
 نہ تھی۔ س وہ کاغذ تمہارے اختیار میں تھے۔ ج ہاں میں تم وہ سب کاغذ لٹکا سکتے تھے۔
 ج حبیب مہاراجہ صاحب کو کشتی کو دیر یافت کر نیکی ضرورت ہوتی تھی منگایا جاؤ تھے میں بھالچہ
 صاحب کا نام منٹ لو مگر تلکوانی بات مانع تھی کہ تم نے نہیں منگوائے۔ ج وہ میرے نصیر میں
 س چونکہ وہ کاغذات تمہارے قبضے میں تھے اور تم جانتے تھے کہ ان میں کاغذوں سے
 قتل کے ارادے سے ماخوذ کیے جاؤ گے تو تم نے کس واسطے ان کو چاک نہیں کیا۔ ج مجھ کو خیال تھا
 کہ قرقی ہوگی اور نہ میں یہ جانتا تھا کہ ایسا وقت کبھی آوے گا جو آج ہے میں پس اس وقت سے
 نئے کاغذ نہ پھاٹے سوا اس کے اور کوئی وجہ نہ تھی۔ ج ہاں اور کوئی وجہ تھی۔ س۔
 مہربانی کر کے مجھ کو جواب دو کہ نئے کس واسطے خیال نہیں کیا کہ تم پر ایسا وقت آئے گا۔
 اگر نئے کاغذ نہیں پھاٹے تو کچھ کاغذات صاحب کے مشکوک کر دیے تھے۔ ج میں نے
 بعض کاغذات صاحب پر سپاہی ڈال دی تھی میں کبھی بات کے پوشیدہ کہنے کے واسطے۔
 ج۔ ہاں میں اس بات کا تعلق کچھ سالم سے بھی تھا۔ ج ہاں میں اس اور اس بات کے
 پوشیدہ کرنے کا تعلق اس کا روانی سے تھا۔ ج ہاں پوشیدہ کرنے کے واسطے میں۔
 نئے کچھ کاغذ کس واسطے مشکوک کیے اور سب کاغذات کو کیوں نہیں پھاڑ ڈالا۔ ج۔
 میں نے کارکن کو حکم دیا تھا کہ جیسا مناسب ہو کرو میں لیکن ایک سوال تم سے کرتا ہوں
 جو سب باتوں کا خلاصہ ہے۔ بیان کرو کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ نئے یہ سب باتیں بھاراجہ صاحب
 کے ماخوذ کرنے کے واسطے ایجاد کی تھیں۔ ج میں نے یہ سب باتیں اس واسطے کی تھیں کہ اگر

مھاراجہ صاحب ماخوذ ہون تو بری ہو جائیں اس تم قسم کھا سکتے ہو کہ سب قصہ سننے تھا
صاحب کے ماخوذ کرنے کو ایجا دینیں کیا ج نہیں۔ مھاراجہ صاحب کے ماخوذ کرنے کو
کیوسطے یہ کارستانی نہیں کی ہے۔ اس سرور ذکر اڈے کہا کہ ابتدائی حالات کا غذات ہو
مھاراجہ ماخوذ نہیں ہو سکتے تھے مگر جب نئے رمون پر سیاہی ڈال دی تو ماخوذ ہونے کی وجہ
ہو گئی تھے ایسا کیون کیا۔ ج مھاراجہ صاحب نے مجھے کہا کہ تم ان رمون کو مشکوک کر دو
پس میں نے یہی ڈال کر رمون کو مشکوک کر دیا۔ سارجنٹ بیلن مائن صاحب نے گواہ
سے کہا کہ میری طرف مخاطب ہو۔ میں بھی یہی سوال کر دین گا جو سرور ذکر اڈے کیا اس۔
جس طرح سے کہ تم رمون کو مشکوک کرتے ہو یعنی بڑے بڑے دہبہ سیاہی کے حساب پر ڈال کر
نوگوں کا خیال فوہ ان سیاہی کے نشانوں پر رجوع ہوگا۔ ج مجھ کو اس وقت ان نوگوں کا
خیال تھا۔ مھاراجہ سیندھیانے کہا۔ پانچ جگہ حساب رہا کرتا تھا کیا پانچون جگہ کے حساب
میں ایسے بڑے بڑے دہبے ہیں مگر یہ سوال گواہ سے نہیں کیا گیا۔ اس
سارجنٹ بیلن مائن صاحب نے کہا کہ میں تم سے دو ایک سوال اور کر دین گا کیا تم کو خیال
ہوا کہ سیاہی کے بڑے بڑے دہبے بے موقع معلوم ہون گے۔ ج اب مجھ کو بھی بے موقع
معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت کچھ خیال ہوا اس اگر تم جانتے تھے کہ کچھ تحقیقات ہوگا
تو کیا وجہ سیاہی ڈالنے کی تھی۔ ج یہ عرض تھی کہ کسی غیر شخص کو حال نہ معلوم ہو۔
میں مجھے بیان کر دو کہ تم بخوبی جانتے تھے کہ جب تک تم افراد نہ کرو گے جیٹانے سے باہر نہ
نکلو گے۔ ج مان میں جانتا تھا اس۔ اول تم گورون کے پھر یہ میں نے۔ ج۔
میں دور و زیک سنیاہی کی کچھری میں رہا اس تم اکیلے وہاں قید رہے یا اور بھی کوئی
شخص تمہارے ساتھ تھا۔ ج۔ میرے ساتھ صرف ایک سپاہی تھا اس صرف
دو دن اور دو ہا ت قید رہے۔ ج مان میں میں جانتا ہوں کہ رات کو تم بلنگ پر
سوئے ہو گے۔ ج جس جگہ دن کو میں بیٹھا تھا وہیں رات کو سو رہا اس۔ سپاہی
تمہارے ساتھ رہنے کے واسطے ملا تھا۔ ج۔ اس سپاہی کا مجھ پر ہر تھا تا کہ میری
حفاظت کرے اور میں بھاگ نہ جاؤں۔ میں بعد اس کے تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا

ج۔ مین ومان سے رڑ ٹڈنٹی مین آیا۔ س۔ ومان تمھارے ساتھ لوگوں نے کیا کیا۔
 ج۔ مجھکو ایک کمرے مین رکھا جہان سپاہیوں کا پرہ تھا اس پولیس کے حوالے تم
 کب بکے گئے۔ ج۔ ۱۶۔ یوم کے بعد جیب مین نے سب بانوں کا اقرار کر لیا اس آج کل
 جب تم عدالت مین نہیں ہوئے تو تو کیا کرتے ہو۔ ج۔ مین ایک ڈیرے مین رہا کرتا ہوں
 جب ومان لوگ کھتے مین بیٹھ جاؤ بیٹھ جاتا ہوں جب کھڑے ہونے کو کھتے مین کھڑا ہوتا
 ہوں اس اب تم پولیس کی حراست مین نہیں ہو۔ ج۔ جہان مین ہوں ومان پولیس کے
 لوگوں کا پرہ ہے س۔ اذکا کیا نام ہے۔ ج۔ مین مین جانتا چوتھے روز پرہ تبدیل
 ہوتا ہے س جب یہ مقدمہ ختم ہو جائے گا تو تمھارا کیا ہو گا۔ ج۔ جو صاحبان جج جو بزرگ
 وہی ہو گا اس صاف صاف کہو کہ اس کے کیا سنے مین۔ ج۔ جو کہ صاحبان جج کی رہے
 ہوگی وہی ہو گا۔ س۔ ہم یحیٰن سمجھتے کہ تمھارا کیا مطلب ہے۔ ج۔ میرا تصور یہ ہے کہ
 مین نے سب بانوں کا اقرار کر لیا اگر مین بے تصور ہوں تو مجھکو رہائی ہوگی ورنہ جو کچھ
 سزا ہوگی وہ معلوم ہو جائے گی۔ س۔ پس تمھاری عرض یہ ہے کہ جس طرح تحقیقات کی
 روداد ہوگی اوسے طرح سزا ہوگی مثلاً ممبران کیشن تمھاری ایک بات کا بھی یقین نہ کریں
 تو کیا ہو گا۔ ج۔ تو مجھکو سزا ہوگی۔ س۔ اگر ممبران کیشن تمھارے بیان پر یقین کریں تو
 کیا ہو گا۔ ج۔ مجھکو رہا کرینگے اور رہائی کا سارے ٹھکانے دیں گے۔ س۔ مجھے بیان کر دو کہ
 شروع مین کس تاریخ کو زہر دینے کا کرنل فیہ صاحب کے ارادہ ہوا تھا اور کیا کیا لیا
 زہر خورانی مین کی گئیں۔ ج۔ جو جو تدبیر کی گئی اذکا ذکر اظہار مین کر چکا ہوں۔ س۔
 لیکن جو بیان تم نے سٹرچی صاحب کے رو برو کیا تھا وہ میرے رو برو بیان کر دو کہ کس
 تدبیر مین زہر خورانی کی ہو مین۔ ج۔ پانچ تدبیر مین ہوئیں بیٹھے چار تولہ سنکھیا دودھ
 کر کے اور دو تولہ پسا ہوا ہیرا اور ایک شیشی دوا کی تیار کی گئی۔ س۔ جس شیشی مین تم
 حکیم کی دوا کھتے ہو اوس مین کیا تھا۔ ج۔ اوس مین کالے سانپ اور کالے چنٹوں کا سٹ
 تھا اس یہ شیشی کا حملہ کون سا تھا۔ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پانچم۔ س۔ ج۔
 مجھکو یاد نہیں کہ کون سا حملہ تھا۔ س۔ یاد کر دو کہ وہ کون سا حملہ تھا۔ ج۔ مین سٹرا

یاد کر سکتا ہوں میں اس بیان کو دیکھ رہا ہوں جو تھے سطرچی صاحب کے روبرو بیان کیا تھا کہ تین مرتبہ کرنیل فیہ صاحب کے مارنے کے واسطے حملہ کیا گیا۔ اول۔ اوس دوسے جو حکیم نے بنائی تھی۔ دوم پھوڑے کے مرہم بن زہر ڈالا گیا۔ سوم سنکھیا کے ذریعے سے جب شربت بن ڈالا گیا۔ چہان بن سے ہی بیان کیا تھا اس۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔ ج غلط کس طرح ہو سکتا ہے کس کس تاریخ کو حکیم کے پاس سے تمہارے پاس شیشی آئی تھی۔ ج مجھ کو یاد نہیں۔ اس۔ کوئی تاریخ تو یاد ہو گی تمہاری یاد بہت اچھی ہے بیان کرو۔ ج شاید اس وقت کا نہیں تھا۔

مترجم سے دریافت کیا گیا کہ اس وقت کب ہوا ہے۔ مترجم نے کہا کہ اکتوبر اور نومبر میں ہوا ہے اس۔ دیوانی کے کے روز پہنچے۔ ج۔ اس قدر مجھ کو یاد ہو تا تو تاریخ میں نہ بیان کر دیتا مارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے کہا کہ مانی لاؤ۔ مجھ کو گواہ سے ابھی کچھ سوالات اور بھی کرنا ہے لیکن چونکہ دو بج گئے ہیں اس لیے ٹھن کا وقت آگیا چنانچہ ممبران کمیشن ٹھن کھانے کے واسطے گئے جب ٹھن کھا کر واپس آئے تو مارجنٹ بلین ٹائن صاحب نے پھر سوالات کرنا شروع کیے کس کیا سنکھیا کے فروخت ہونے کی ضمانت تھی اور بغیر اجازت تھا صاحب کے فروخت نہیں ہوتی تھی ج۔ سنکھیا محکمہ فوجداری میں ملا کر فی تھی۔ کس۔ ہمیشہ مہاراجہ صاحب کے حکم سے ملتی تھی۔ ج۔ جو افسر فوجداری کا ہے وہ اس بات سے واقف ہو گا۔ اس۔ یہ اس بات کو نہیں جانتے۔ ج۔ میں نے کبھی فوجداری کا کام نہیں کیا اس لیے میں نہیں جانتا۔ اس۔ تم مجھے نہیں جانتے کہ مہاراجہ صاحب کے حکم سے جس قدر سنکھیا کی ضرورت ہوئی مل سکتی تھی۔ ج۔ ہاں مہاراجہ صاحب کے حکم سے سنکھیا مل سکتی تھی اس۔ پھر کس واسطے مہاراجہ صاحب کے حکم سے تھے سنکھیا نہ منگوائی۔ ج۔ ہر فرجی دو مانے کہا کہ مہاراجہ صاحب سے اجازت لے کر میں سنکھیا دوں گا۔ اس۔ لیکن جب تک مہاراجہ صاحب نے اجازت دی تھی۔ تو پھر سنکھیا کا منگو آنا کیا مشکل تھا۔ ج۔ مہاراجہ صاحب نے صرف ذہانی حکم دیا تھا تحریری حکم تھا اس۔ میں نے تحریری حکم کو نہیں لیا۔ ج۔ مہاراجہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ تم مجھے بھیجو کہ گھوڑے کی دوا کے واسطے سنکھیا کی ضرورت ہے۔

س سننے نور الدین بوہرہ کو حال میں دیکھا تھا ج۔ اس حال کے دریافت کرنے سے
آپ کا کیا مطلب ہے۔ سن تم جانتے ہو کہ اس حال کے دریافت کرنے سے جو کچھ میرا مطلب ہے
ج۔ جب میں چھوڑا ہوا تھا یا جب سے کہ میں قید ہوں۔ س سننے نور الدین کو انہیں
کیا دیکھا تھا۔ ج۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ س تم میرے سوال کو ٹالتے ہو اور
جواب دینا نہیں چاہتے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ گواہ سے صاف جواب لیا جائے
ج۔ جب میں قید تھا اس وقت نور الدین کو میرے پاس لائے تھے۔ س کس قدر
عرصہ اس بات کو ہوا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں۔ س۔ اس بات کے کھنے سے کیا تمہاری
یہ غرض ہے کہ دو تین روز سے تھے اس کو نہیں دیکھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ اخیر مقدمہ میں
دیکھا تھا۔ ج۔ نہیں۔ س۔ جب تمہارا اس سے مقابلہ ہوا تھا اس وقت تم سے کہا تھا
کہ تم برابر جھوٹ بولتے ہو۔ ج۔ اس نے کوئی بات مجھے ایسی نہیں کہی۔ جو مجھ کو اسے مجھے
کہا اس کو میں بیان کر چکا۔ س۔ سننے اس کے روبرو سنکھیا کے خریدنے کا ذکر کیا تھا
ج۔ ہاں میں نے اس کے روبرو کہا تھا کہ سنکھیا خریدی گئی ہے۔ س کیا اس نے
کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ ج۔ میرے روبرو اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ س اس نے
تمہارے روبرو انکار نہیں کیا۔ ج۔ وہ میرے روبرو میں کہا گیا اور پھر اس کو
لے گئے۔ س تمہارے روبرو کسے میں کیا تھا۔ ج۔ ایک افسر تھا مگر اس سے میں
واقعہ نہیں کہ کون تھا۔ س ہندوستانی افسر تھا۔ ج۔ ہاں۔ س اکبر علی تھا۔
ج۔ یاد نہیں۔ س عبد علی۔ ج۔ یاد نہیں۔ س خیال کر کے یاد کرو کہ اکبر علی تھا۔
ج۔ اس وقت کس طرح یاد آ سکتا ہے۔ س گمانزدہ تھا۔ ج۔ وہ تھا۔
س۔ شاید اکبر علی یا عبد علی ہو گا۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں شاید ہو۔ س پس وہ
افسر نور الدین کو تمہارے روبرو لائے۔ اور کہا کہ اس شخص سے تھے سنکھیا خریدی
تھی۔ ج۔ ہاں۔ س اس کو پھر جیلانی نے من لے گئے۔ ج۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ کہاں
لے گئے۔ س اس کو کوئی افسر لے گیا۔ ج۔ ہاں۔ س تمہارے روبرو گجیا بھی لایا گیا
ج۔ ہاں۔ س اکبر علی اس کو لایا تھا۔ ج۔ اکبر علی نہیں لایا۔ س پھر کون

لایا تھا۔ ج۔ گجاندو تل لایا تھا اس جو کچھ اسکی نسبت تھا را بیان تھا اس کے روبرو بھی مٹنے اوس سے کہا۔ ج۔ مان بن نے کہا اور وہ بیٹھا ہوا سنا کیا اس۔ اسکو بھی پتہ نہ تھا اسے پاس سے لے گئے۔ ج۔ مان وہ بھی بھیجا گیا اس نے بیان کیا ہے کہ مٹنے سالم کو نشینی دی تھی۔ ج۔ مان میں تم جانتے تھے کہ اوس میں زہر ہے۔ ج۔ مان میں نے بیان کیا ہے کہ جب نشینی دی گئی اوسوقت مھاراجہ صاحب موجود تھے۔ ج۔ گجا صاحب اجازت مھاراجہ صاحب کے نشینی لایا تھا۔ صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ کیا مھاراجہ صاحب اوسوقت موجود تھے۔ گواہ نے بیان کیا کہ اپنے اظہار میں میں نے بیان کیا ہے کہ گجا بابا میرے گھر پر نشینی لایا تھا۔ سٹر لول صاحب نے کہا کہ گواہ اس طرح دریافت کیا جا کہ مٹنے وہ نشینی کب دی تھی۔ ج۔ میں مھاراجہ صاحب کے ہمراہ تھا جوقت اپنے گھر کو سالم گیا وہ نشینی دیدی تھی۔ اس سار جٹ بیلن ٹان صاحب نے کہا تم نہیں کہتے کہ جوقت نشینی دی گئی اوسوقت مھاراجہ صاحب موجود تھے۔ ج۔ اوسوقت مھاراجہ صاحب موجود تھے۔ میں نے اپنے گھر پر سالم کو نشینی دی تھی۔ اس بروقت دینے نشینی کے مٹنے سالم سے کیا کہا تھا۔ ج۔ میں نے کہا تھا کہ اس نشینی کو راوی کے پاس لے جاؤ۔ اس کیساتھ کہا تھا کہ راوی اس نشینی کو کیا کرے۔

ج۔ کچھ کہنے کی ضرورت تھی۔ وہ جانتا تھا جو اسے بھیجی گئی۔ اس نے اوس سے پتہ کبھی کہا تھا۔ ج۔ میں میں جانتے تھے کہ نشینی کو اسے دی گئی۔ ج۔ مان میں بیان کر دے اسے تھی۔ ج۔ اسو اسے کہ نشینی کی دوا پانی میں ڈال دیا تاکہ بروقت نہانے کے تمام جسم میں آئے پڑ جائیں میں مٹھاری غرض اس سے یہ کہہ کر نیل فیہ صاحب کے جسم پر آئے پڑ جائیں۔ ج۔ مان میں کس طرح سے آئے پڑ جائے۔ ج۔ جب نشینی کی دوا پانی میں پڑنی تو نیک آیلہ پڑ جائے اس نے پتہ پھر سنا کہ نشینی کی دوا پانی میں ڈالی گئی۔ ج۔ میں نے میں سنا معلوم نہیں کہ ڈالی گئی یا نہیں۔ اس یاد کر کہ یہ معاملہ کب ہوا تھا۔ ج۔ دوسرے کے کچھ روز پشتر یا چند روز بعد۔ اس نے کبھی نہیں سنا کہ اوس نشینی کی دوا کیا ہوئی۔ ج۔ میں نے کبھی نہیں سنا۔ اس۔

نہ تھے کبھی دریافت کیا۔ ج۔ ٹھیک۔ میں یثوث ہمیشہ محل میں آیا کرتا تھا۔ ج۔ جب کوئی کام ہوتا تو اس وقت آتا تھا اور دو شنبہ اور جمعرات کے دن ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ اس لئے سالم ہی آیا کرتا تھا۔ ج۔ مان جب کبھی سواری ہوا کرتی تھی آتا تھا یا جب کبھی چٹھی لاتا تو درمیان میں بھی آیا کرتا تھا۔ میں نے سالم سے کبھی دریافت نہیں کیا کہ جو شیشی کرنل فیصل صاحب کے مار ڈالنے کو گئی تھی اور سکاٹے کیا کیا۔ ج۔ کبھی دریافت نہیں کیا۔ میں کیا نکلو دریافت کر سکی کچھ ضرورت تھی۔ ج۔ ٹھیک۔

ایڈوکیٹ جنرل سے دو بارہ اظہارِ دود و رینٹ کے لیے

س۔ تھے ابھی میرے عالم دوست سے کہا ہے کہ پانچ جگہ حساب لکھا جاتا تھا۔ ج۔ مان صاحب کہا ہے۔ س۔ وہ پانچ جگہ کس واسطے حساب لکھے جاتے تھے۔ ج۔ صاحب آپ کو اس سے کیا مطلب ہے۔ میں اس واسطے پوچھتا ہوں کہ میرے عالم دوست نے تم سے پوچھا تھا کہ تم نے ان پانچ جگہ کے حساب کو تلف کیوں نہ کیا اور دہیتہ کیوں ڈال دیے۔ ج۔ مھاراج نے زبانی حکم ٹھیکو دیا کرتے تھے اور ان کی تعمیل حکم کی یادداشت لکھی جاتی تھی اور وہ یادداشت جہاں روپیہ ملتا تھا وہاں درج حساب ہوتی تھی اور پھر کچھ کھاتے میں درج ہوتی تھی اور پھر کچھ کھاتے میں درج ہوتی تھی۔ ج۔ مان صاحب میں درج ہوتی تھی۔ میں کیا یہ سب حسابات تمھارے اختیار میں تھے۔ ج۔ مان صاحب میں نے جو بیان کیا ہے کہ جب سے نم نوکر ہوئے ہو ایک لاکھ روپیہ تمھاری تحویل سے خرچ ہوا ہے کیا یہ بات سچ ہے۔ ج۔ مان صاحب سچ ہے۔ میں نے کیا تمام خانگی حساب مھاراج کے تمھارے ذریعے سے ہوتے تھے۔ ج۔ مان صاحب ہوتے تھے۔ میں اس چار برس تمھارے عرصہ نوکری میں جو مھاراج نے ہر شخص کو روپیہ دلوایا پس کسی کی دہانہ کا حکم تحریر بھی نکلو مھاراج نے دیا۔ ج۔ نہیں میں نے مھاراج تمھارے حساب کی فرد پر دستخط بھی کرتے تھے۔ ج۔ مان صاحب فیصل بند حساب کی فرد پر دستخط کرتے تھے۔ میں فیصل بند حساب کیا چیز ہے۔ ج۔ روزمرہ کے خرچ کا کھاتا ہے میں نے ابھی کہا کہ ایک حساب میں تلف کر ڈالا۔ ج۔ مان صاحب

ہیرون کا حساب تھا اس پر پشتر تھا اس اظہارات مہنے کے تھے نرسو اور راجی کے نوار
کرنے کا حال سنا تھا جہاں صاحب سنا تھا۔ اس معلوم ہوتا ہے کہ تھے اسی سبب سے
وہ کا غنہ لطف کر ڈالا۔ جہاں صاحب۔ اس اور وقت سے جیسے کہ تھے اقرار کیا ہے اور
تم قید ہو تھے راجی اور نرسو کے بارے میں کچھ حالات تھے جہاں صاحب کچھ
نہیں تھے اس تھا اس جو اظہار یہ گئے تھے تو کیا زبان مرہٹی میں بے گئے تھے۔ جہاں صاحب
صاحب اگر جری میں اور سکا ترجمہ کیا گیا تھا اس تلو وہ سب سنا دیا گیا تھا۔ جہاں صاحب
صاحب سنا دیا گیا تھا اس تھے اور سپرد دستخط کیا تھا۔ جہاں صاحب کیا تھا۔

اظہار ہم چند فتح چند جو ہری

مشر اور راجی صاحب نے اس گواہ کے اظہار یہ اسے بیان کیا کہ میں برو دہ میں
رہتا ہوں اور پیشہ جو ہری کا کرتا ہوں میں نے نانا جی دتل کو اکثر دیکھا ہے وہ دیکھا
کا ذکر ہے نانا جی دتل کے پاس میں کبھی جواہرات نہیں لے گیا۔ اس اگر تم نہیں لے گئے تو
کون شخص لے گیا تھا۔ جہاں صاحب کس قیمت کے۔ اس تم یا کوئی اور شخص بھاری دکان سے
کچھ جواہرات لے گئے تھے۔ جہاں صاحب کس وقت اس آخر دسہرے میں۔ جہاں صاحب آخر دسہرے
میں جواہرات نہیں لے گیا اس نانا جی دتل کے پاس تم کبھی میرے نہیں لے گئے۔ جہاں
نہیں اس تھا راجہ صاحب کے محل کو کبھی میرے نہیں لے گئے۔ جہاں صاحب کا ذکر پوچھتے
ہیں۔ اس میں حال کا ذکر پوچھتا ہوں۔ جہاں صاحب میں حال میں کبھی نہیں لے گیا۔ اس
گذشتہ دسہرے میں لے گئے تھے۔ جہاں لے گیا تھا اس کسے منگائے تھے۔ جہاں صاحب
دتل نے کہا کہ کچھ میرے لاؤ۔ اس تم کچھ میرے لے گئے۔ جہاں لے گیا تھا لیکن مجھے کو
واپس لے اس تم کس کے پاس لے گئے تھے۔ جہاں نانا جی دتل کے پاس لے گیا تھا۔ اس
اس کے بعد پھر کبھی لے گئے۔ جہاں میں تم کبھی تھا راجہ صاحب کے محل میں میرے لیکر
گئے تھے۔ جہاں نہیں۔ اس اس کے بعد کبھی تھا راجہ صاحب کے محل کو میرے لے گئے تھے۔
جہاں نہیں۔ اس نانا جی دتل نے تھے کچھ میرے آخر دسہرے میں لے تھے۔ جہاں نہیں۔
اس تھے کچھ روپیہ ہیرون کی قیمت کا پایا۔ جہاں میں نے کچھ روپیہ نہیں پایا۔ اس

تھے ایام دسہرے میں بھی نانا جی قتل سے بھی کچھ روپیہ نہیں پایا۔ حسان میں نے کچھ روپیہ پایا تھا مگر وہ روپیہ کانک کے پھینے کا تھا۔

گواہ نے بیان کیا کہ میں ونا یک راو و نک ٹیشن کو جانتا ہوں اسٹوڈی، یا۔ کو اون کے پاس کچھ ہیرے لے گیا تھا وہ گلابی ہیرے تھے وہ اپنے اپنے چھوٹے تھے کہ ایک رتی میں چھ سات ہیرے چڑھتے ہیں میں نے اون سے کچھ روپیہ سابق کا بھی پایا تھا۔ اور گواہ نے بیان کیا کہ میں سات ہزار روپیہ کی ہندی شیو چند خوشحال چند کے نام کی دی تھی دو ہزار روپیہ ایک مرتبہ چار ہزار ایک مرتبہ اور دو ہزار ایک مرتبہ اور پچھتر ہزار ایک مرتبہ پایا اسی طرح متفرق وشل ہزار روپیہ پایا جب میں محل سے واپس آیا تو جن لوگوں کے ہیرے تھے میں نے واپس کر دیے۔ میں نے اس زمانے میں دموورنٹ کو کبھی بغین دیکھا نہ میں نے اون کے ہاتھ کبھی ہیرے بیچے اور نہ میں نے نانا قتل اور ونا یک راو کے ہاتھ کبھی فروخت کیے۔ مسٹر سوٹر صاحب نے جو ہیرے اظہار دیے تھے وہ مجھ کو یاد ہیں۔

مسٹر انور ارنی صاحب نے کہا کہ مانی لاٹو۔ اگر اجازت ہو تو اون اظہارات میں جو اس گواہ نے مسٹر سوٹر صاحب کے روپر دیے ہیں سوالات کے جائیں۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ اون اظہارات کو آپ بطور شہادت کے قرا بخین دیکھتے۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میں ایسے سوالات پر غور کرتا ہوں۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ جو اظہار اس گواہ نے مسٹر سوٹر صاحب کے روپر دیے ہیں وہ پڑھ کر گواہ کو سنا دیے جائیں۔

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ حضور مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ اظہار پڑھ کر سنا دیے جائیں صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ مان پڑھ کر سنا دیے جائیں اگر یہ گواہ شہادت کے دینے میں تامل کرتا ہے۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ میری غرض اس قدر سے یہ ہے کہ چونکہ اب یہ گواہ شہادت دینے میں تامل کرتا ہے لہذا جب بخیر سرکاری کونسلوں کے اس کے روپر و سابق کے اظہار نہ پڑھے جائیں۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ میں ممبران کونسل سے صلاح لی افوکی رہا ہے کہ اگر ایک رپورٹ

گواہ کو یاد دلا میں کہ اسے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو دیکھا اظہار دیے تھے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مسٹر اوزارنی صاحب نے گواہ کی طرف مخاطب ہو کر سوال کیا کہ تھے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو جو اظہار دیے تھے وہ زبان گجراتی میں تھے یا انگریزی میں ہیں یا دونوں زبان میں۔ ج میرے اظہار گجراتی زبان میں ہوئے تھے۔ اس۔ وہ اظہار ٹکوپڑہ کر سنا دیے گئے تھے۔ ج یہ اظہار سوٹر صاحب نے خود لکھے تھے اس ٹکوپڑہ کر سنا دیے گئے تھے یا تھے خود اس ٹکوپڑہ لیا تھا۔ ج شام کے وقت اظہار لکھے گئے اور مجھے دستخط کرائے تھے مگر سنا نہیں گئے۔ میں جانتا ہوں کہ اس روز میرا بیان صحیح صحیح نہیں لکھا گیا مجھے زبردستی دستخط کرایے تھے۔

اس۔ تھے سر لوئس پیلی صاحب کے روبرو دستخط نہیں کیے۔

ج۔ گجراتی میں نے مجھے کہا کہ تم کچھ نہ بولو اور زبان سے کچھ بیان نہ نکالو اور دستخط کر دو۔ گواہ سے پھر ہی سوال کیا گیا اسے بیان کیا کہ سر لوئس پیلی صاحب کے روبرو مجھ کو پڑہ کر نہیں سنا دیے گئے۔ اس۔ کیا تھے سر لوئس پیلی صاحب کے روبرو اپنے اظہار پر دستخط نہیں کیے تھے۔ ج۔ نہیں۔ گواہ کو ایک کاغذ دیا گیا اور پوچھا گیا کہ یہ اظہار تمہارا اور دستخط تمہارے ہیں یا نہیں گواہ نے کہا کہ نہ میرے یہ اظہار ہیں نہ میرے یہ دستخط ہیں۔ گواہ سے پھر کہا گیا کہ تجویز غور کر کے بیان کرے چنانچہ گواہ نے ہیت دیر کے بعد کہا کہ مان میرے دستخط ہیں۔

صاحب پریسیڈنٹ نے مترجم سے پوچھا کہ گواہ نے اپنے دستخط کے ہونے سے پیشتر کیا انکار کیا تھا۔ مترجم نے کہا کہ مان دستخط سے اور دو لکیروں سے جو دستخط کے اوپر ہیں انکار کیا تھا۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ کیا اس گواہ نے کہا تھا کہ میرے دستخط نہیں ہیں۔ مترجم نے کہا۔ کہ مان گواہ نے یہی کہا تھا۔ مسٹر اوزارنی صاحب نے گواہ کی طرف پھر مخاطب ہو کر سوال کیا۔ اس۔ یہ دستخط اور لکیر دستخط کے اوپر ہے تمہاری لکھی ہوئی ہے ج۔ مان۔ مترجم سے کہا گیا کہ دستخط کے اوپر جو سطر لکھی ہے اسکو پڑھو۔ چنانچہ مترجم نے اسکو پڑھا اسکا مطلب یہ تھا کہ میرے روبرو اظہار پڑھے گئے اور سوٹر صاحب کے روبرو

و دستخط کرتا ہوں اظہار صحیح ہن۔ مورخہ ۸۔ فروری ۱۳۳۷ء۔

گواہ نے بیان کیا کہ میں نے لکھا تھا لیکن مجھے بڑا ظلم ہوا تھا مجبور ہو کر مجھ کو دستخط کرنا پڑا۔ میں گجراتی زبان اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ میں اس کو بخوبی سمجھا بھی نہیں کہ اظہار رون میں کیا لکھا گیا۔ مسٹر انور رانی صاحب مستر جم کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ گواہ سے دریافت کرو کہ تھے سوٹر صاحب کے رو برو یہ کہا تھا کہ دو تین روز بعد دوسرے کے ناناجی و تنے جکے غلق گیکو اڑ کا جو اپر خانہ تھا مجھے ملے اور جو ہر یون سے کہلا بھیجا کہ ہیرون کی کچھ کمی ہے تم لاؤ چنانچہ میں اور جو ہری اوسی روز ہیرون کی کمی لے گئے مگر دوسرے روز دس دس دیے گئے دو روز بعد پھر ناناجی و تنے مجھے ہیرے کی کمی طلب کی چنانچہ میں لے کر گیا اور بعد قرار پانے قیمت کے وہ کمی خریدی گئی۔ اس کے چار پانچ روز کے بعد ناناجی و تنے نے پھر ہیرے کی کمی منگائی مگر دس روز جو اظہار میں موجود تھے ذابک راؤ ناناجی کے سارے وہاں تھے اونھوں نے ہیرون کو قولا اور قیمت ٹھہرا کر دمو در پنت کے پاس لے گئے۔ دمو در پنت نے کہا کہ قیمت زیادہ ہے لیکن انکو ہیرے پاکیں جاؤ اگر ضرورت ہوگی تو خریدے جائیں گے دو پوڑیوں میں ہیرے تھے۔ چنانچہ منجملہ اون کے ایک پوڑیہ رکھی گئی اور دو تین روز کے بعد دوسری پوڑیہ دس ملی۔ گواہ نے بیان کیا کہ میں نے مسٹر سوٹر صاحب کے رو برو یہ اظہار نہیں دیے جو اونھوں نے چاہا مجھ سے لکھا لیا جو کچھ کہ اس وقت مجھ کو اظہار سنائے گئے محض غلط ہیں میں نے سوٹر صاحب کے رو برو کبھی ایسا بیان نہیں کیا۔

مسٹر انور رانی صاحب نے کہا کہ تھے یہ اظہار نہیں دیے ہیں۔ کہ دو تین روز بعد جبکہ معلوم ہوا کہ کرنل فیروز صاحب کے زہر دیے جانے کا حملہ کیا گیا ناناجی و تنے مجھے کہا کہ تھے جو ہیرون کی کمی کو حساب کی کتاب میں لکھا ہے اس ورقہ کو بھارٹوالو کو نہ کہ کسی شخص کو یہ شبہ ہو کہ کرنل فیروز صاحب کو ہیرے کی کمی دی گئی یہ بات سنکر مجھ کو نہایت خوف ہوا ان درخون کو زمین ہیرے کی کمی کا حساب تھا فوراً کھلو اڑالا اور بجائے اون کے نئے ورق لگا دیے۔ یہ سنکر گواہ نے کہا کہ میں نے کبھی ایسا بیان مسٹر سوٹر صاحب کے رو برو

نہیں کیا میری کتاب میں ڈیڑھ مہینے سے سوٹر صاحب کے پاس ہیں۔
 مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ مجھے مسٹر سوٹر صاحب سے نہیں کہا کہ جو کتاب میں اس وقت
 میرے سامنے رکھی ہیں اور چہر نشان حرف - اے - بی - سی - کا ہے یہ وہی کتاب میں ہیں
 جنہیں کہ نئے ورق لگائے گئے۔

گواہ نے کہا کہ میں نے نہیں کہا۔ مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ مجھے مسٹر سوٹر صاحب
 سے یہ نہیں کہا کہ فلاں رقم فلاں صفحہ میں ہے گی۔ گواہ نے کہا کہ میں نے کہا کہ اس رقم کا آپ ذکر کرتے
 ہیں۔ مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ کوئی رقم جو کتاب میں لکھی ہو۔ ج۔ ج۔ میں نے کچھ
 نہیں لکھا میں نے مسٹر سوٹر صاحب کے رد برویہ بیان بھی نہیں کیا کہ میرے کی کئی کی
 قیمت سمجھ سکے بڑودہ مجھے منجھلاؤں کے سمجھکھکھانا جی دہلے دیے۔ یہ رد یہ صفحہ

۱۰۔ اور ۲۴۔ میں جمع ہے۔ ج۔ ج۔ میں نے مسٹر سوٹر صاحب سے یہ بیان نہیں کیا اور بتنے
 ایسا کوئی اظہار نہیں دیا۔ جب سے میں نے اظہار دی میرے مکان پر کوئی بھڑکتا تھا جہاں
 مجھ کو جانے کی ضرورت ہونی تھی وہاں جاتا تھا۔ گواہ کو ایک کتاب دی گئی۔

مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ یہ کتاب بابت سمیت ۱۹۳۔ کے تمھاری جنگد بتی ہے۔
 ج۔ ج۔ مان۔ مترجم نے کہا کہ جنگد بتی اس کو کہتے ہیں جس میں جا کر کی چیزیں لکھی جاتی ہیں۔
 مسٹر انوار ثانی صاحب نے اول رقم سوڑے ہزار روپے کی پڑھی جو بابت فروخت ہیرن
 کے گنگواری کے ماتھے کی تھی۔ ج۔ ج۔ مجھے زبردستی گنگواری دہلے دیے یہ رقم لکھائی تھی۔

صاحب پریسڈنٹ مسٹر انوار ثانی صاحب سے مخاطب ہوئے۔ اس بیان کو نم سکریٹر
 صاحب کو لکھا دو۔ مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ مان نہایت مناسب ہے کوئی فک
 صاحب پریسڈنٹ نے کہا اب ساڑھے چار بج گئے ہیں۔

مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ ابھی کچھ سوال کرنا باقی ہے۔ صاحب پریسڈنٹ نے
 صاحب ایڈوکیٹ جنرل سے کہا کہ میں آپ کے اختیار میں ہوں جنگ آپ فرماویں گے میں
 سنا کروں گا۔ مسٹر انوار ثانی صاحب نے کہا کہ دو تین سوال اور ہیں۔ صاحب پریسڈنٹ
 نے کہا کہ بہتر ہے۔ آپ دریافت کر لیجیے۔ مسٹر انوار ثانی صاحب گواہ کی طرف مخاطب

موسے سے گجائندہ سے۔ رفیقین کب درج کرائیں۔ ج جس روز پانی برستا تھا اور ہم لوگ ڈیرے میں تھے۔ جو بیان مسٹر بوٹر صاحب کے روایت سے کیا اوس کس قدر پیشتر۔ ج بہت پہلے میں بیان کر دکتی دیر پہلے۔ ج اوس روز غلام کو بت جبکہ میں نے یہ اظہار دیا جو لکھا گیا۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ گواہ کہتا ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ گواہ سے پھر دریافت کیا گیا اوس نے کہا کہ صبح کے وقت میں نے کتاب میں یہ رقم درج کی تھی اور شام کے وقت میں نے اظہار دیے تھے۔

مسٹر سرجنٹ بیلن ٹاٹن صاحب نے اجلاس کی برخاست ہوئی وقت پریسڈنٹ صاحب سے پوچھا کہ مجھے سننا ہے کہ اجلاس کا وقت تو آپ دوسرا بدلنا چاہتے ہیں کیا یہ بات درست ہے۔ بن میرا راہ تھا مگر تبدیل ہونا وقت کا اچھا ہوگا اور چونکہ مجھے اب کام شروع کر دیا ہے اسی وقت کو رکھنا چاہیے بعد اسکے اجلاس برخاست ہوا۔

اجلاس روز سیر و ہم آج کے روز تمامی اٹلی کیشن موجود تھے جلسہ راونکین آئے۔ مھاراجہ سیندھیا دوپہر کے بعد چلے گئے۔ سرلوئس صاحب تھوڑی دیر صبح کے وقت رہے۔ ہم چند فتح چند کا اظہار پھر شروع ہوا۔ مسٹر انوزاری صاحب نے پھر اس شخص کے اظہار اپنے شروع کیے۔ گواہ کو ایک حساب کی کتاب دی گئی اور پوچھا گیا کہ یہ رقم کس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ ج۔ میرے ہاتھ کی لکھی ہے۔ میں نے یہ رقم کب درج حساب کی تھی۔ ج جب میں نے اور رفیقین لکھی تھیں میں نے یہ رقم کیوں لکھی تھی۔ ج۔ گجائندہ نے کہا کہ تم اس رقم کو لکھو تاکہ اور رفیقین غلط نہوں۔

مسٹر انوزاری صاحب نے مترجم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کتاب کی ترجمہ کر کے پڑھنا مترجم نے پڑھ کر سنایا۔ رجوشی پر ماتند نرون جی نے ایک انگوٹھی جینوں کی جڑی ہوئی خریدی جس پر مٹیا لکھا ہوا تھا قیمت اوسکی دس روپے۔

سوالات جرگہ سارجنٹ بیلن ٹاٹن صاحب

سارجنٹ بیلن ٹاٹن صاحب نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مترجم سے کتاب کی کچھ رقموں کو پڑھو

بعد اجازت ہونے کے مترجم نے پڑنا کہ ٹھہراؤ گیکو اڑ کے نام سپرچ مین لکھا ہے۔
 اٹلے سے بابت ہیرون کے جود و درہنت کو دیے گئے۔

سارجنٹ جیلن ٹائن صاحب نے گواہ سے سوال کیا اس گلابی اور دوسرے رنگ کے ہیرن
 مین کیا فرق ہوتا ہے۔ ج مختلف قسم کے ہیرے ہوتے ہیں میں اسے تراشتے مین کچھ اختلاف
 ہوتا ہے یا ہیرے کی قسم مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ ج جو ہیرے ولندے ہوتے ہیں اون مین
 زیادہ چمک ہوتی ہے اور گلابی ہیرون مین کم چمک ہوتی ہے۔ س۔ مگر مین دریافت کرتا
 ہوں کہ تمہے جو رقم کتاب مین درج کی ہے وہ غلط ہے یا صحیح۔ ج گجائند نے مجھے زبردستی
 یہ رقم لکھوائی تھی۔ س اور پھر ابراہم صاحب سے ہیرون کالین دین ہوا کرتا تھا۔
 ج۔ او سو فٹ کچھ لین دین تھا اس نے گیکو اڑ کو کیونکہ مین ہیرے کی کئی دی تھی۔
 ج۔ نہیں۔ س۔ تم جانتے ہو کہ برادہ الماس کسکو کھتے ہیں۔ ج بہت چھوٹے چھوٹے
 ہیرون کو کھتے ہیں۔ س۔ تمہے پتے ہو ہیرون کو دیکھا ہے۔ ج۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔
 س۔ تمہارے اظہار سر سوٹر صاحب کے روبرو ہوئے تھے۔ تم انکو پہچانتے ہو۔ ج۔
 انکو مین نہیں پہچانتا۔ س۔ اگر تم انکو دیکھو تو پہچان لو گے دیکھو وہ بیٹھے ہوئے ہیں ڈرو
 منٹ اونکی طرف دیکھو رفعتہ۔ ج۔ ہیرے اظہار دو مین صاحب لوگوں کے روبرو
 بے گئے تھے۔ س۔ تمہے صرف پولیس کے روبرو اپنے اظہار دیے یا دو مین صاحب کے
 روبرو۔ ج۔ اول ہیرے اظہار پولیس کے روبرو ہوئے تھے۔ س۔ بعد کیا ہوا۔ ج۔
 پولیس کے آدمی دو مین صاحبوں کے روبرو مجھے لے گئے۔ س۔ وہاں جا کر تمہے پھر اظہار
 دیے یا صرف دستخط کیے تھے۔ ج۔ میں نے صرف گجائند کے کھتے دستخط کیے تھے۔ س۔
 یہ دستخط سر پولیس سنی صاحب کے روبرو تمہے کیے تھے یا قبل اون کے پاس جانے کے
 تھے۔ ج۔ پہلے ہیرے اظہار بے گئے اور وہاں جانے سے پہلے بھی دستخط کرائے تھے۔ س۔
 جب تم سر پولیس سنی صاحب کے پاس گئے تو کوئی کام باقی تھا۔ صرف یہ کہ اپنے اظہار
 کو پڑھو اور کہو کہ ہیرے دستخط ہیں۔ ج۔ گجائند نے مجھ کو بلایا اور دستخط کرائے اور کہا کہ اگر
 تم اور کچھ کہو گے تو نمکو قید کر دوں گا۔ س۔ مگر مین تم سے دریافت کرتا ہوں اور سر پولیس

پہلی صاحب بھی اس وقت موجود ہیں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی تھے سر لوئس پہلی صاحب کے روبرو کچھ کہا تھا۔ ج۔ میں پہلے بھی کچھ چاہوں کہ مجھ کو دم ہلکی دی گئی اور دستخط کرائے گئے۔ میں نے سر لوئس پہلی صاحب کے روبرو دستخط کیے تھے۔ ج۔ ہاں۔ میں اور سر لوئس پہلی صاحب کے روبرو اپنے اظہار پڑہ کر دستخط کیے تھے۔ ج۔ میں کیا کرتا گیچا نند نے زبردستی مجھے دستخط کرائے تھے میں تم بیان کرے گئے اور گیچا نند کہتا گیا۔ ج۔ جو کچھ گیچا نند نے چاہا لکھ لیا میں بعد لکھے جانے اظہار نکو سنا لے گئے تھے۔ ج۔ نہیں۔ میں گیچا نند نے تھے کہا تھا کہ اگر دستخط نہ کر دے تو جینے نہ بھیج دیں جاؤ گے ج۔ ہاں۔ میں جب سے تم کو یہی دینے کے واسطے یہاں آئے گیچا نند کو تھے دیکھا۔ ج۔ نہیں۔ میں کل کے روز اس کو دیکھا تھا۔ ج۔ ہاں۔ کل دیکھا تھا میں اس نے تم سے کچھ کہا تھا۔ ج۔ ہاں۔ میں کیا کیا تھا۔ ج۔ اس نے کہا تھا کہ تین لاکھ روپے کا جمع خرچ تمھارے نام لکھا گیا ہے وہ غلط ہے میں اور بھی کچھ کہا تھا۔ ج۔ نہیں۔ میں کل جب تم یہاں سے شہادت دے کر گئے تھے کہاں رہے۔ ج۔ اپنے گھر کو چلا گیا۔ میں۔ اب یہ بات تھے پوچھتا ہوں کہ تھے یہ بات سوڑ صاحب سے کہی یا نہیں کہ جبکہ تھے سنا کہ کرنل فی صاحب کو کہتے زہر دیا تو ناناجی و تل نے مجھے کہا تھا کہ جو تھے اپنی کتاب میں بیرون کے خرید کے بارے میں لکھا ہے اس کو دور کر دو ج۔ مجھے ناناجی و تل نے نہ لکھا اور نہ اس سے مجھے ملاقات ہوئی اور نہ میں نے کسی کے ہاتھ ہیرے بیچے۔ میں۔ کیا تھے سوڑ صاحب سے یہ بھی کہا تھا کہ میں ناناجی و تل کی یہ بات سنکر نہایت خوف زدہ ہوا تھا۔ ج۔ نہیں صاحب میں نے ہرگز نہیں کہا۔ میں۔ کیا تھے اس کے کہنے سے اپنی ہی کی پتی بدل ڈالی۔ ج۔ نہیں صاحب گیچا نند و تل نے زبردستی بدل ڈالی۔ میں۔ اچھا۔ ۱۰۔ ۲۴۔ پناہی کا پڑھو۔ ج۔ ہاں۔ میں صاحب و نان دو ہزار روپے کی رسید ہے۔ میں۔ یہ دو ہزار روپے تھے کس سے وصول پائے۔ ج۔ ناناجی و تل سے پائے تھے۔ میں۔ یہ روپیہ نکو ناناجی و تل سے کس باعث ملا تھا۔ ج۔ صاحب مجھ کو ہنڈی کا بانی روپیہ ملنا تھا میں وہ ہنڈی کس قدر روپیے کی ہے۔ ج۔ سات ہزار روپیے کی تھی۔ میں۔ گیچا نند و تل کے پاس کیا سب تمھارے کاغذ تھے۔ ج۔ ہاں۔ میں صاحب

میرے بارہ بھئی کہاتے ہیں۔ سارجنٹ میلن ٹائین نے کہا کیا یہ کتاب تمھاری ہے۔ جی ہاں صاحب
میری ہے۔ اس۔ یہ ہندیاں تمھاری دکان کی ہیں۔ جی ہاں صاحب میری دکان کی ہیں۔
س۔ پہلی ہنڈی کی کیا تاریخ بیچ پہلی ہنڈی کی تاریخ ۱۰۔ اسٹھہ سدی کی ہو اور وہ سمت کی ہو اور
دوسری ہنڈی سمت کی ہو س۔ کون سمیت کی ہندیاں ہیں۔ جی سمیت کی ہیں۔ اس۔ میری ہنڈی
کون تاریخ کی ہے۔ جی میری ہنڈی لمبا کی ہے اور وہ کاتک سدی ۱۰۔ تاریخ کی لکھی ہے۔
سوالات ایڈوکیٹ جنرل

س۔ تم نے سارجنٹ میلن ٹائین صاحب سے بیان کیا ہے کہ میں نے دو مرتبہ میری دکان کی فروخت
کا حساب جو تمھارا صاحب کے ماتھے بیچ میں کتاب میں لکھا ہے اور پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ
تمھارا صاحب سے میرا کچھ لین دین تھا۔ جی تمھارا صاحب سے کچھ لین دین میرا تھا
تھیں دیکھو اس صفحہ کو اور بیان کرو کہ کس کے ماتھے کا لکھا ہوا ہے۔ جی تمھارے گماشتہ
کا نام یاد نہیں ہے۔ جس کے ماتھے کا لکھا ہوا ہے۔ میری دکان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص
دکان میں آتا تھا اسی سے حساب لکھواتا تھا۔ میں تم جو کتاب میں لکھی ہو جی ہاں صحیح ہے
صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے ترجمہ سے کہا کہ اسکو پڑھو پانچہ مترجم نے اسکو پڑھا اسکا مضمون
یہ تھا۔ ۱۳۔ اسٹھہ سدی کو ناما صاحب کے ماتھے پر ۱۰ ہزار روپے کے میرے فروخت
کیے گئے اس کے بعد فیصل دزن وغیرہ کی لکھی ہے اس مسئلہ ۱۰ ہزار روپے کے میرے جو
تھے فروخت کیے۔ کسی نے پور میں جڑے ہوئے تھے یا علیحدہ تھے۔ جی۔ اوں ہیرن کا ہار
تھا اس ہیرن کا ہار نیکر کسکو دیا جاتا تھا۔ جی۔ ونا یک راو اور ناو تل کو ایسی
چیزیں دی جاتی تھیں جو شخص جو اہر خانے میں موجود تھا وہ اسکو لے لیا کرتا تھا۔ اس۔
یہ ہار کس کے لیے بنا تھا۔ جی۔ کسکو دیا گیا یا پھینک دیا گیا مجھ کو معلوم نہیں۔ اس۔
و نا یک راو گجائند نے کس کے حساب میں یہ ہار لکھا ہے۔ جی۔ سرکار کے حساب میں سر
پچوٹو صاحب نے ترجمہ سے دریافت کیا کہ کس کے حساب میں یہ ہار لکھا ہے۔ مترجم
نے بیان کیا کہ گیکو ار کے حساب میں لکھا ہے۔ جو دوسری رقم کی نسبت مترجم نے کہا کہ یہ
رقم اور بھی درج ہے آٹھ سو روپے بابت ایک مونی کے نک کے میں۔ اس رقم کہتے ہو کہ مٹر

سوٹر صاحب نے تمھاری شہادت نہیں لی دیکھو مسٹر سوٹر صاحب وہ بیٹھے سوچ رہے ہیں۔
 ج۔ مجھ کو یاد نہیں۔ اس تکو یا د نہیں کہ ان سب صاحب نے کچھ سوال تھے ہندوستانی
 زبان میں کیے تھے۔ ج۔ جب میرے اظہار ہی نہیں ہوئے تو سوال کس طرح کرے۔
 صاحب پریسڈنٹ نے مترجم سے کہا کہ اس گواہ سے کہو کہ سید یاساد ما جواب دے چنانچہ
 سوال کیا گیا اوسنے جواب دیا کہ نہیں۔ اس ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ تم ہندوستانی سمجھتے
 ہو یا نہیں۔ ج۔ میں گجراتی سمجھتا ہوں اور ہندوستانی نہیں سمجھتا ہندوستانی کو مسلمان
 کہتے ہیں۔ اس تمھاری غرض یہ ہے کہ میں ہندوستانی نہیں سمجھتا ج میں گجراتی سمجھتا
 ہوں میں کیا تم ہندوستانی بالکل نہیں سمجھتے۔ ج۔ نہیں۔ میں مطلق نہیں سمجھتے۔ ج۔
 میں نہیں جانتا کہ آپ کس زبان کو ہندوستانی کہتے ہیں۔ ہندوستانی کسی زبان
 ہوتی ہے۔ مترجم نے صاحب ایڈوکیٹ جنرل سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر حکم ہو تو گواہ
 سے ہندوستانی زبان میں کچھ بات کروں۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ نہیں میں آپ کو تکلیف نہیں دیتا۔
 مترجم نے کہا کہ کل میں نے کسی سوال ہندوستانی زبان میں کیے تھے اور گواہ نے گجراتی
 زبان میں مجھ کو جواب دیے تھے۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے گواہ سے مخاطب ہو کر کہا
 کل تھے کچھ سوال ہندوستانی زبان میں کیا نہیں کیے تھے۔ ج۔ نہیں میں زبان گجراتی
 سمجھتا ہوں اس آن میں سطر دن کو دیکھو جو تمھارے دستخط کے اوپر لکھی ہیں یہ تم نے
 کس مقام پر لکھی تھیں۔ ج۔ سر لوئس پیل صاحب کے ہنگامے میں لکھی تھیں۔ اس کیسا
 لوئس پیل صاحب کے رد برو۔ ج۔ ہاں۔ اس نے سر لوئس پیل صاحب سے کہا تھا کہ
 گجاندو تل نے تم سے کچھ کہا تھا ج نہیں اس نے نہیں کہا کہ گجاندو تل نے مجھے ظلم کیا۔ ج۔ نہیں کہا کہ کوئی
 مجھ کو تلکی دی تھی میں نے کوئی شکایت سر لوئس پیل صاحب نہیں کی۔ ج۔ تم نے گجاندو تل سے
 کہا تھا کہ اگر چپ چاپ دستخط نہ کر دو گے تو تمھارے حق میں اچھا ہوگا میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھ کو پاسپورٹ
 بڑا دق کیا اور ہر روز مجھ کو راست میں رکھتے تھے سوچ بان میں نے آٹھ بجے رات کو آٹھ بجے تک مجھے
 راست میں رکھتے تھے۔ اس گس جگہ تکو حراست میں رکھتے تھے۔ ج۔ کبھی رزیدنٹی کے

بنگلے میں کبھی درختوں کے نیچے جو گجاندہ تیل کے مکان کے قریب ہیں بلکہ کل رات کو جو بن
 اپنے گھر آیا تو تین سپاہی رات کی وقت میرے مکان پر آئے۔ اس کو واسطے وہ آئے تھے۔
 ج۔ میرے بلائے کے واسطے۔ اس اس بات کے کہنے کے واسطے کہ آج تم عدالت میں حاضر ہو۔
 ج۔ ادھون نے فوجدار کے پاس جانے کے واسطے کہا تھا۔ اس تم وہاں گئے تھے۔ ج۔
 جب سپاہی آئے میں گھبرا ہوا نہ تھا۔ میرے گماشتے کو پکڑے گئے تھے۔ اس فوجدار
 کے روبرو پکڑ کر گئے تھے۔ ج۔ رام چندر فوجدار کے روبرو گئے تھے۔ اس۔
 کیا فوجدار شہر میں رہتا ہے۔ ج۔ ہاں مقام منڈی میں شہر کے اندر رہتا ہے۔ اس
 تم کے مرتبہ رزیدنسی کو گئے۔ ج۔ ایک دفعہ اس اور کے مرتبہ اون درختوں کے نیچے گئے
 جو گجاندہ تیل کے گھر کے پاس ہیں۔ ج۔ ہر روز مجھ کو لے جاتے تھے اور درختوں کے
 نیچے بٹھایا کرتے تھے۔ اس۔ کہتے روزوں یہ بدسلوکی تمھارے ساتھ ہوئی ہے۔ ج۔ ڈوڑھ
 چھینے میں کیا ہر روز تم کو اس طرح لے جایا کرتے تھے۔ ج۔ ہاں۔ اس کتاب کو دیکھو
 کیا تھے اس میں نئے ورق لگائے ہیں۔ اس ج۔ میں نے کوئی نیا ورق نہیں لگایا۔ اس۔
 نہ تھے اس میں سے ورق نکالے نہ جدید ورق لگائے یہ صحیح ہے۔ ج۔ ہاں صحیح ہے۔ اس
 تھے کسی آدمی کی معرفت ورق نکلائے۔ ج۔ نہیں میری کتاب دو چھینے سے فرق ہے۔
 اس تم کو معلوم ہے کہ کسی اور شخص نے بھی اس کتاب میں سے نئے ورق نہیں نکالے۔
 ج۔ معلوم ہوتا ہے کہ سات یا آٹھ ورق نئے لگائے گئے ہیں اس کتاب کے کس
 حصے میں سے ورق نکالے گئے ہیں۔ ج۔ دیکھیے یہ ورق نئے لگے ہیں اور یہ پرانے ہیں۔
 اس کس جگہ سے ورق نکالے گئے ہیں۔ جہاں انگوٹھی کی فروخت لکھی ہے۔ ج۔ ہاں
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ رقم اس میں نہیں ہے اس تم کو معلوم نہیں کہ کس شخص نے یہ ورق نکالے
 ج۔ مجھ کو معلوم نہیں اس تم کو نہ معلوم ہوا کہ ورق نکالے گئے۔ ج۔ درختوں کی
 زنگیت میں فرق ہے اس جو دو ہندی لکھی گئیں بنے ہنہار اور چار ہنہار کی اون کو
 کہنے لکھا تھا اور کس دکان پر لکھا تھا۔ ج۔ ہم چند فتح چند کی دکان بمبئی میں لکھی یہ
 اس۔ یہ دکان بھی تمھاری بٹی میں ہے۔ ج۔ ہاں۔ اس یہ روبرو کو دیا گیا۔ ج۔

شو چند خوشحال چند باشندہ پونا کو یہ روپیہ دلایا گیا تھا۔ س یہ کون شخص ہے۔ ج۔
وہ بھی ایک جوہری ہے۔ اس شخص کو ہند یون کار روپیہ کو واسطے دلایا گیا تھا سچ
شیو چند نے کچھ مال ناناجی دتل کو دیا تھا۔ س کیا تھے ناناجی دتل کے ہاتھ یہ مال اپنے
حساب میں بیچا تھا یا دوسرے شخص کے حساب میں۔ ج۔ میں نے اپنے حساب میں بیچا تھا
س۔ یہ جو ہند یان تلکو ناناجی دتل نے دی ہیں کیا اس مال کے عوض میں دی ہیں
ج۔ مان صاحب۔ س شیو چرن سے جو مال خرید اٹھا کیا یہ ہند یان اس مال کی
پوری قیمت تھی۔ ج۔ پوری نہیں تھی کوئی سو باڑوہ پور بیجاتی رہ گیا تھا۔ س۔ کیا یہ باقی کار روپیہ
شیو چرن کو تنھاری بیٹی کی دکان دیا گیا تھا۔ ج۔ مان صاحب۔ س۔ کیا یہ سب روپیہ چولانی تھا
میں دیا گیا تھا۔ ج۔ مان جھکا۔ س۔ سوائے ان دو ہند یون تلکو دی سہ اور لکھ کے تھو کوئی
اور ہندی شیو چرن کی دینا ہے۔ ج۔ کوئی ہندی نہیں۔ س۔ چھا ان ہند یون کی تاریخ بتاؤ۔ ج۔
جیسٹہ بدی ۱۲۔ اور ۱۳۔ تاریخ ہے۔ س۔ اب یہ بتاؤ کہ تھے ان ہند یون کی نسبت کتنا روپیہ وصول پایا
ج۔ کوئل ہزار روپیہ پایا ہے۔ س۔ سات ہزار کی ہندی تلکو دس ہزار کو جو ہے۔ ج۔ اوہ میں ان
ڈک ٹین کا بھی روپیہ ہے۔ س۔ تلکو تران ڈک ٹین کار روپیہ کیون ملا دیا ج۔ وہ ناناجی کا سالہ اور
ناناجی دتل کا وہ حساب تھا۔ س۔ اپنی کتاب کا ڈک ٹران صفحہ دیکھو اوہ میں دو ہزار روپیہ کیسے لکھے ہیں ج۔
ٹان بھی جو چند خوشحال چند روپیہ میں۔ س۔ یہ کیا ہاتھ کے لکھے ہیں۔ ج۔ میرے ہاتھ کے لکھے ہیں اس کے شبہ
میں کہ میں نے ناناجی دتل سے دو ہزار روپیہ پائے اور شیو چند اور خوشحال چند کے
حساب میں ادا کیے۔ س۔ کیا یہ درست حساب ہے۔ ج۔ مان صاحب یہ حساب درست ہے۔
س۔ دو ملاکون شخص ہے۔ ج۔ یہ ناناجی دتل کا نائب ہے۔ س۔ اسکی کیا وجہ ہے
کہ جب یہ حساب ناناجی دتل کا تھا تو تھے شیو چند خوشحال چند کے حساب میں کیون لکھا
ج۔ اس واسطے کہ وہ حساب بھل تھا اس پیرے کی بکری جو تنھاری بیٹی میں لکھی ہے یہ
درست ہے۔ ج۔ صاحب مجھے خبر نہیں جو کچھ کتاب میں لکھا ہے۔ وہ درست ہے۔ س۔
تم ان کتابوں میں برابر اپنا کلام کرتے تھے۔ ج۔ پہلے ہی میں کلام کرتا تھا اب تو پونے
دو چھٹے سے فرق ہے۔ س۔ اگر تھے ورق بھی کے نہیں بدے تو گجرات کو ورق بدے

کیا مطلب تھا۔ ج صاحب مجھ کو خبر نہیں ہے کہ اوسنے چل کواسطے کیا پس کل جو تم گھر
جانے لگے تو کسی پولیس واسے نے تم سے کچھ کہا تھا۔ ج۔ مان صاحب ایک سپاہی نے
مجھ کو روکا اور کہا کہ تم ٹھہرو ہم صاحب یا گناہ تو مل ہو پوچھ لین تو جاؤ زین مگر پھر مجھ کو ڈنڈا
س چھاراج دے پورے پوچھا کہ تم سے اور اوس سپاہی سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔ ج۔
اور کچھ بات نہیں ہوئی۔ جلسہ ٹھن کے واسطے برخاست ہوا۔

اظہارِ زانا ناجی و تل گواہ

جب ممبران کمیشن ٹھن سے فراغت پا کر پھر آئے تو ناجی و تل طلب ہوا ایڈوکیٹ
جنرل نے اوسکے اظہار لینا شروع کیے۔ اوسنے بیان کیا کہ میں قوم کا برہمن ہوں اور
میکوار کے جواہر خانے کا داروغہ ہوں۔ میں دمو در پنت سے داقت ہوں آخر دسہرے
میں دمو در پنت نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ کچھ میرے رکھ کر نے کی ضرورت سے درکار میں چنانچہ
تین چار جوہریوں سے میں نے میرے طلب کیے۔ سمیان گھیلا شاہ۔ پرتاب شاہ اور
ہیم چند تین جوہری میرے پاس میرے لئے۔ فتح چند ہیم چند کے میرے دمو در پنت کے کھلا
کے واسطے ایک روز تک رکھے۔ اوسکے دوسرے روز جب اور جوہری میرے لئے آئے
بھی رکھے لیا جو وقت دمو در پنت کو وہ میرے دکھائے گئے تو ہیم چند فتح چند کی کوٹھی کے
میرے اونٹوں نے پسند کر کے رکھے۔ بانی جوہریوں کے میرے من سے واپس کر دیے۔
ہیم چند کے میرے وزن میں اسٹھ یا ساٹھ رتی ہوں گے اون کو وزن کر کے
دمو در پنت کے حوالے کر دیے اور ایک یا دو داشت و فنز کے رکھنے کے واسطے کارکنوں نے بنائی
چھڑات رڈز کے بعد دمو در پنت نے مجھے پھر کہا کہ فتح چند کی کوٹھی سے گلابی میری
کئی ٹنگاؤں چنانچہ میں نے ہیم چند سے کہلا بھیجا۔ وہ خود میرے کی کئی لے کر میرے پاس آیا۔
وہ مہتر یا چوہتر رتی وزن میں تھی حسبِ احکم دمو در پنت کے وہ بھی خریدی گئی اس
کئی کی قیمت جو کچھ ٹھہری تھی وہ مجھ کو یا نہیں جوہری کی کتاب میں جو سب قیمت لکھی
ہے وہ صحیح ہے اون ہیروں میں بھن ہیرا ایک رتی کا اور اکثر ایسے تھے کہ ایک رتی میں
دو تین چار اور پانچ تک وزن میں تھے تین ہزار روپیہ دمو در پنت کے جوہری مذکور کو

مین نے دیے ایک مرتبہ دو ہزار روپے دیے اور دوسری مرتبہ ایک ہزار روپے دیا۔ یہ روپیہ دو درہنت سے بموجب ایک یادداشت کے جس پر مین نے بھی دستخط کیے تھے ملا تھا اور زانا چند کی معرفت یہ روپیہ ہم چند کو دیا گیا تا ناچند دو مالہ محال کے صرافت مین۔ منجھد سہ کے ایک ہزار روپیہ اپنے مکان پر خود مین نے دیا۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے مسٹر نور دجی منترجہ درجہ اول سے کہا کہ تم اپنے اسسٹنٹوں پر بخوبی خیال رکھو اکثر ترجمہ غلط ہو جاتا ہے۔ اوتھون نے جواب دیا کہ تمھیں اس بات کا خیال رہتا ہے۔ اس روپیہ کی بابت جو یادداشت مین مرتب ہوئیں وہ آتا رام کارکن کے دفتر مین ابام دیوالی مین دو درہنت نے ان یادداشتوں کو منسکایا تھا جب اذکوے کر مین گیا تو دو درہنت نے کہا کہ انکو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ مین چاک کر دیں گا۔ اس روپیہ دو درہنت نے اذکو چاک کیا۔ ج میرے سامنے چاک نہیں کیا۔

سوالات جج سارجنٹ بیلن مین حسب

س۔ منے جو اظہار و یاد بخوبی سمجھ مین نہیں آیا لیکوار کے دربار مین تمکو کیا عہدہ تھا۔ ج۔ کیا آپ میری خواہ دریافت کرتے ہیں۔ اس تمھارا عہدہ دریافت کرتا ہوں۔ ج۔ جو اہر خانہ کا مہتمم ہوں۔ اس تمھارے تعلق کون کام ہے۔ ج۔ مین جو اہرات اور زبور کی محافظت کرتا ہوں۔ جب تمھارا جہ صاحب پہننے مین مین اذکو دے دیتا ہوں اس کوئی کام اور بھی تمھارے سپرد ہے۔ ج۔ جب جو اہر خانہ مین جو اہرات کی ضرورت ہوتی ہے تو میری معرفت خریداجاتا ہے اس رقم بیان کر سکتے ہو کہ یہ میرے کو اسطے خریدے گئے تھے۔ ج۔ مجھے کہا تھا کہ یہ میرے رکھ کر نے کے واسطے درکار مین اس نے کسے کہا تھا۔ ج۔ دو درہنت نے اس۔ اس رکھ کی کیا ضرورت تھی۔ ج۔ دو اکے واسطے اس نے کبھی پہلے سا تھا کہ میری رکھ دو اکے واسطے بنائی جاتی ہے۔ ج۔ مین نے کبھی ضمیمہ سناس نے اپنی تمام عمر مین میری رکھ دیکھی ہے۔ ج۔ چار برس سے مین نوکر ہوں اس سے پہلے کبھی میرے بھی نہیں دیکھے تھے۔ اس نے اپنی عمر مین سناس کہ میری دن کی رکھ ہوتی ہے۔ ج۔ مین نے کبھی ضمیمہ سناس نہ تھے کبھی سناس نہ تھے رکھ دیکھی۔ ج۔ مین نہیں جانتا اس نے تھے سناس۔ ج۔ نہیں

سانہ میں نے دیکھا میں آج کل غم کھان رہے ہو۔ ج۔ بڑودہ میں رہتا ہوں۔ سس۔
 نمبر کوئی کارآمد مقرر ہے۔ ج۔ میں خان بہادر کی حراست میں تھا۔ سس اس سے تمھاری
 یہ غرض ہے کہ تم قید تھے۔ ج۔ جس روز سے تمھارے صاحب قید ہوئے میں پولیس والوں نے
 مجھ کو بٹھا رکھا ہے۔ سس۔ تمھارے سے تمھاری کیا غرض ہے کیا تم قید میں ہو۔ ج۔ پولیس والوں
 نے مجھ کو بٹھا رکھا ہے میں اسی کو قید سمجھتا ہوں۔ سس کو اسطے بٹھا رکھا ہے۔ سس۔ میں نہیں
 جانتا میں نے دریافت کیا کہ تم کو کیوں بٹھایا ہے۔ سس۔ میں کس سے دریافت کرتا۔ سس۔ جسے
 تم کو بٹھایا تھا اس سے دریافت کرتے۔ ج۔ جسے مجھ کو بٹھایا تھا وہ بیرون کا حساب طلب کیا چنانچہ میں بیان
 کر دیا۔ سس۔ تم پر اور کوئی جرم ہے یا نہ ہو۔ ج۔ نہیں۔ سس۔ تم پر کوئی جرم ہے۔ ج۔ مجھ کو جان بوجھ
 کام تھا۔ جب تمھارا صاحب قید ہوئے مجھ کو بھی قید کر لیا۔ سس۔ تم نے جو سیم چند سے خرید
 خریدے تھے اس کا حال اب آؤ گے سے کہا تھا۔ ج۔ جب مجھ کو لوگ لشکر میں لائے تھے جس شخص
 نے دریافت کیا اس سے کھدیا اس سے پہلے پندرہ سولہ روز تک مکان وارہ میں
 بیٹھا رہا۔ سس۔ یہ شخص بیان کر دے پندرہ سولہ روز تک غم و اناں قید رہے۔ ج۔ پندرہ یا
 بیس روز تک شہر میں رہا مجھے کہنے دریافت نہیں کیا۔ سس۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ قبل
 تحقیقات کے تم پندرہ سولہ روز تک قید رہے تھے۔ ج۔ ان مکان وارے میں قید تھا۔
 سس۔ تم کسی حراست میں تھے۔ ج۔ سینا پتی کی کچھری میں تھا۔ سس۔ تم پر کن لوگوں کا پہرہ
 تھا۔ ج۔ پر دیسی سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ سس۔ جب تم پندرہ بیس روز قید رہے تمھارے پاس
 کوئی شخص اظہارِ رائے کے واسطے آیا تھا۔ ج۔ کوئی شخص نہیں آیا مجھ کو بلا لیا تھا۔ سس۔
 کون شخص بلا لیا تھا۔ ج۔ کچھ سپاہی آئے تھے۔ سس۔ تم ان کے ساتھ گئے تھے۔ ج۔
 ان ایک گاڑی پر سوار کیے گئے۔ ان کے مکان پر مجھ کو لگے۔ سس۔ گماندہ دل نے تم سے
 کیا کہا۔ ج۔ انہوں نے مجھے ہیرو کا حال دریافت کیا تھا۔ کیا دریافت کیا تھا۔ ج۔
 مجھے پوچھا تھا کہ سنو کو میں نے کس قدر پیسے خریدے گئے تھے۔ سس۔ جو سیم چند کی کوٹھی سے خریدے
 گئے تھے ان کا حال تم سے دریافت ہوا تھا۔ ج۔ سیم چند کو ہیرو کی کچھ خصوصیت نہیں کی علیٰ انہوں ہیرو کی خرید کا
 حال دریافت کیا تھا۔ سس۔ ان سے کیا کہا تھا۔ ج۔ میں نے کہا تھا کہ سیم چند نے خریدے

گئے۔ میں نے راؤ جی اور نرسو کے اظہارات کا حال سنا ہے۔ ج میں نے نہیں سنا۔
 میں نے بیان کرے ہو کہ جس روز چھارہ صاحب گرفتار ہوئے اسی روز میں بھی پکڑ گیا
 ج۔ ہاں اسی روز گرفتار ہوا تھا میں تم کہتے ہو کہ میں نے نرسو اور راؤ جی کی گواہی
 کا حال کچھ نہیں سنا۔ ج۔ میں کچھ واقف نہیں ہوں میں نے میں تم سے دریافت کرتا ہوں
 کہ تم نے اوس کے اظہار وں کا کچھ حال سنا تھا۔ ج۔ میں انکو نہیں جانتا نہ میں نے
 انکو کبھی دیکھا میں میرے سوال کا جواب دو۔ تم نے نہیں سنا کہ راؤ جی اور نرسو کی گواہی
 ہوئی۔ ج۔ میں نے کبھی نہیں سنا میں۔ تم حلف کرو گے کہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ ج۔
 جب یہاں تحقیقات ہو چکی اور وقت میں نے سنا تھا میں میرا سوال یہ بھی نہیں ہے
 میں پوچھتا ہوں کہ تم نے سنا تھا کہ نرسو اور راؤ جی نے کیا اظہار دیے۔ ج۔ میں نے
 نہیں سنا نہ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے کیا اظہار دیے میں نے یہ بھی نہیں سنا کہ
 نرسو اور راؤ جی نے میری کی نسبت کیا اظہار دیے تھے۔ ج۔ میں نے دیوالی کے بعد
 سنا تھا کہ زہر دیے جانے کا ارادہ ہوا ہے میں اگر تم میرے سوال کا جواب نہ دو گے تو
 روزِ شریک تم سے سوال کیے جاؤں گا۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ تم نے سنا تھا کہ راؤ جی
 اور نرسو کے اظہار دوبارہ زہر خورانی کے لیے گئے تھے۔ ج۔ اور وقت میں نے نہیں سنا
 پیچھے سنا تھا کہ وہ قید میں میں قبل اپنے بیان کے تم نے سنا تھا کہ وہ لوگ قید میں ج
 میں نے نہیں سنا میں گنجائش دہل نے بھی تم سے کہا کہ ان لوگوں نے کیا اظہار دیے۔
 ج۔ نہیں کہا میں گنجائش دہل نے تم سے کہا تھا کہ میں بولنا اور سوچ کے اور کچھ
 نہ کہنا۔ ج۔ ہاں میں اسے تم سے کہا تھا کہ اگر میں نہ کہوں تو کیا نتیجہ ہوگا ج۔ ہاں ٹھیکو
 دہم کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اگر میں نہ بولوں تو جھوٹ کا فرہ چھو گے۔ میں اس بات کے
 کھنے سے تم کیا سمجھے تھے۔ ج۔ میں سمجھا تھا کہ ٹھیکو قید کرنے کے یا کہ میں اور بھی دین گے۔
 میں اگر تم تمہارے بیان پر یقین نہ کریں تو تم جانتے ہو کہ تمہارے واسطے کیا سزا ہوگی
 ج۔ سزا کا کوئی کچھ منظور ہوگا اور میں کیا غدر ہے میں۔ لیکن تم کیا سمجھتے ہو کہ اسی
 حالت میں تمکو کیا سزا ہو۔ ج۔ جو سزا کی مرضی ہو وہی سزا ہے میں جانتا ہوں

کوجب پولیس کے پنجے سے تم نکلے تو بہت خوش ہو گے۔ سرکار کی جو مرضی ہو اس میں
خوش ہوں میں۔ گجاندہ نے تمہارے اظہار تحریر کے متعلق باتیں لکھ کر اپنے اظہار انوکو دیدے
تھے۔ ج۔ ج۔ میں نے لکھ کر نہیں دیے تھے وہاں لپکا کے تھے میں جب تم اپنا بیان کر چکے تم کو
لوگ کہاں لے گئے تھے۔ ج۔ صاحب کے پاس لے گئے تھے۔ میں صاحب سے تمہارا ہوش
سوٹر صاحب میں۔ ج۔ اس وقت سوٹر صاحب وہاں تھے میں نے تمہارے اظہار کئے
ہے تھے۔ ج۔ اور صاحب لوگ جو بنگلے میں تھے اونہوں نے میرے اظہار بے تھے۔
میں کچھ تہہ بیان کرو جس سے مفصل حال معلوم ہو کہ یہ صاحب لوگ کون تھے۔ ج۔
میں نہیں جانتا لیکن اس قدر واقف ہوں کہ سر لوئس ہیلی صاحب بھی موجود تھے
میں۔ خبردار ہو کر بیان کرو کہ سر لوئس ہیلی صاحب اس وقت موجود تھے۔ جبکہ تم نے
بیان کیا تھا۔ ج۔ ہاں اس وقت میرے اظہار تحریر ہوئے تھے ہیلی صاحب موجود تھے
میں۔ تمہارے اظہار کئے گئے تھے۔ ج۔ دوسرے صاحب جو وہاں بیٹھے تھے اونہوں نے
لکھے تھے میں نے دو نوٹ صاحب کے روپر دیے اظہار دیے تھے۔ ج۔ ہاں اس
تکو دو نوٹ کے اظہاروں کا حال معلوم ہے۔ ج۔ نہیں۔ میں نہ کہنے دن قید
رہ کر سر لوئس ہیلی صاحب کے پاس اظہاروں کے واسطے گئے تھے۔ ج۔ میں نے روز کے
بعد گیا تھا۔

ایڈوکیٹ جنرل ڈی پھرناسی مل کر اظہار لیا

س۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ پندرہ یا بیس روز سیناچی کی کچھری میں ہر دسویں سپاہیوں
کے پہرے میں رہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ سپاہی کسے نوکر تھے۔ ج۔ گنگوڑا کے تھے۔ میں
کیا ان کے پہرے میں تمام محل تھا۔ ج۔ ہاں صاحب تمام محل تھا اور وہ حفاظت
کرنے کے واسطے آئے تھے۔ میں پہلے پہل تمہارے اظہارات گجاندہ میں لے گئے تھے۔
ج۔ ہاں صاحب پہلے گجاندہ میں لے گئے تھے۔ میں سر ذکر راؤ نے پوچھا کہ تم تمہارا
جو اہر خانے کے ہو۔ ج۔ ہاں صاحب میں جو اہر خانہ کا دار و فہ ہوں میں۔ میں تمہارے پاس
کوئی حساب میرے کی خرید کا ہے۔ ج۔ کوئی نہیں۔ میں جو اہرات خریدے جاتے ہیں

کیا اسکا حساب تم جو اہر خانہ میں نہیں رکھتے ج۔ ہمارے یہاں حساب نہیں رہتا یہ تفرانہ
میں رہتا ہے اس نام کوئی یادداشت رکھتے ہو۔ ج۔ مان صاحب یادداشت رکھتے ہیں۔
س۔ اگر یہ یادداشت غلط ہو تو اسکا کیا اعتبار ہے ج۔ جو کچھ سرکار فرمائے وہی درست ہو
صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ اب وقت ساڑھے چار بجے کا ہے جلسہ درخواست کیا جاوے
پچانچہ جلسہ درخواست ہوا۔

اجلاس روز چہارم دوہم
آج کے روز کمیشن شروع ہوئی تمام اٹلی کمیشن موجود تھے پھر راؤ بالکل نہیں آئے
مھاراجہ سیندھیا و دپہرے چلے گئے تھے۔ سر لوئیس پبلی صاحب بھی بعد دوپہر کے چلے گئے
آمارام دلد رکھنا تھے کے اظہار شروع ہوئے
سٹراوز رٹنی صاحب نے بیکوارٹ کے جو اہر خانے کے کارکن کو طلب کیا اونے بیان کیا
کہ میں ریاست بیکوارٹ کے جو اہر خانے کا کارکن ہوں ہمارا خسراناہی دمل ہے نہجھکو پادے
کہ دیوالی سے آٹھ روز پہلے کچھ سیر خریدے گئے تھے چار جوہری سیرے لائے تھے تین
جوہری کے سیرے واپس کر دیے گئے اور سیم چند کے سیرے رکھ دیے گئے تھے۔
ایک یادداشت دفتر میں رکھنے کے واسطے بنائی گئی تھی لیکن دو تین روز کے بعد ناہاجی
دل نے اسکو مجھے لے لیا تھا۔ بعدہ میں نے سنا کہ کوئٹل فیہر صاحب کے زہر دیے جانے
کا ارادہ ہوا ہے۔

سوالات جمع سار جنٹیلین جن صاحب

س۔ اب بھی تمکو جو اہر خانے سے تعلق ہے۔ ج۔ مان میں جو اہر خانے کا اب کوئی
داروغہ ہے۔ ج۔ گنت راس مھاجن میں بیان کر دو کہ سیرے کی کنی کیا چیز ہوتی ہے۔
ج۔ چھوڑ چھوڑے پیرن کو کنی بونے ہیں میں کیا کنی اسکو کہتے ہیں کہ جب سیرا تراشا جاتا
ہے اور اس کے ذرا ذرا ٹکڑے کرتے ہیں۔ ج۔ مان میں تھے دیکھا یا سنا ہے کہ سیرے کی
خاک ہو سکتی ہے۔ ج۔ نہیں سس صاحب پریسڈنٹ نے کہا میں معلوم ہوتا ہے کہ
نئے لگتا ہوا سیرا نہیں دیکھا۔ وج۔ نہیں میں جو اہر خانے میں کتنے سال سے ہوں۔ ج۔

بارہ برس سے ہون کس تھا۔ یہ صاحب اکثر میرے خریدار کرتے تھے۔ ج۔ نان۔
 س چھوٹے اور بڑے۔ ج۔ دو نوٹن طرح کے خریدار کرتے تھے۔ س۔ زیورین جڑے ہوئے
 خریدتے تھے۔ یا جہا۔ ج۔ دو نوٹن طرح کے خریدنے تھے میں جھارا جہ صاحب کے جواہر
 بن بہت میرے تھے۔ ج۔ نان بہت میرے تھے۔ س۔ تھا را بیان ہے کہ جو لوگ میرے
 لائے تھے منجملہ اون کے پیچ چند کے میرے خریدے گئے تم کو نوکر واقف ہو کہ صرف اسی شخص
 کے میرے خریدے گئے۔ ج۔ نا ناوٹل نے پسند کر کے اون ہیرون کو خرید لیا تھا۔ س۔ ہوا
 نا نا جی وتل کے اور بھی کسی شخص نے تم سے ہیرون کا حال کہا تھا۔ ج۔ جب ہیرون کی
 خرید ہوتی تھی تو نا نا جی وتل جھک کر بلاتے تھے۔ س۔ جب ہم چند سے میرے خریدے گئے تھے
 تم موجود تھے۔ ج۔ نان میں موجود تھا۔ اس اوس مرتبہ کس طرح کارروائی ہوتی تھی۔
 ج۔ دنیا یک راوے ایک یا دو داشت اپنے ماتھے لکھی اور اپنے پاس رکھی میں ادبھی
 کچھ حال تم جانتے ہو۔ ج۔ اور بن کچھ نہیں جانتا۔ میں چھوٹے چھوٹے میرے کس کام آتے
 میں۔ ج۔ جڑاؤ کام میں لگتے ہیں۔ س۔ بڑے سوڑ صاحب نے تمہارے اظہار بے تھے۔ ج۔
 نان بے تھے۔ س۔ جو کچھ تھے اون کے روبرو بیان کیا تھا تمہارے نزدیک صحیح ہے ج۔
 نان جو کچھ میں جانتا تھا بیان کیا میں جب یہ میرے خریدے گئے تھے تو جواہر خانے میں کثرت
 سے میرے موجود تھے۔ ج۔ نا نا جی وتل کو جو جواہر خانے کے داروغہ میں یہ حال معلوم ہو گا۔
 س۔ تمہاری یہ عرض ہے کہ تم کو کچھ حال معلوم نہیں ہے۔ ج۔ نان میں کچھ نہیں جانتا۔
 س۔ سا جہٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ مانی لاڑو۔ اس گواہ سے سوال کیا جاے
 کہ اوس زمانے میں بھی تلوار کا قبضہ ہیرون سے جڑا جاتا تھا۔ ج۔ نان تلوار کا
 قبضہ اور میان ہیرون سے جڑا جاتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے میرے اوس میں لگائے جاتے
 تھے۔ س۔ چھوٹے چھوٹے میرے لگتے تھے یا بڑے میرے جڑے جاتے تھے۔ ج۔ چھوٹے میرے۔
 س۔ ایک مرزئی بھی طیار ہوتی تھی۔ ج۔ نان ایک مرزئی میں بھی چھوٹے چھوٹے میرے
 جڑے جاتے تھے میں تم جانتے تھے کہ یہ میرے کہاں سے آئے تھے۔ ج۔ جواہر خانے میں تھے۔
 س۔ جواہر خانے میں یہ میرے کب سے رکھے تھے۔ ج۔ ہمیشہ خریدے جاتے تھے اور اس طرح

ہیرون کا صحیح خرچ رہا کرتا تھا۔

بلونت راوراوجی کے اظہارات

بلونت راوراوجی نے اپنے اظہارات ایڈوکیٹ جنرل کے سامنے دیے کہ مین خانگی خزانہ سرکار مین نوکر موبن اور مین دمودر پنت کی ماتحتی مین تھاجا پون کے اوپر جو سیما بی ڈال دی گئی ہے مجھ کو نہیں معلوم کہ کس نے ڈالی ہے۔ یہ رپٹ مین مانت صاحب نے اس سے سوالات نہیں کیے۔

رہامیش مورہ کے اظہارات

مین سوامی نرائن کے مندر کا چیلہ موبن مین سبھا چند مین سبھا چند مین نے کوئی روپیہ اس وقت تک نہ دیا کہ موبن نے اس وقت مین سبھا چند مین پاپا اور جہاگ بھی مین نے روپیہ پایا ہے تو اس کی رسید مھاراجہ کو دی ہے۔ اس کو رسید دکھانی اس نے انکار کیا کہ یہ میری رسید نہیں ہے۔ یہ رسید بھولا ناتھ پونجا رام کی لکھی ہوئی ہے۔

سوالات جرج جیٹ جیلن مانت صاحب

س۔ تھے ایک مرتبہ کہا ہے کہ تھے اس روپیہ پایا ہے اور پھر تھے کہا کہ اس روپیہ پایا ہے ج۔ مان صاحب پائے تھے۔ س۔ اس کی رسید مین کمان مین۔ اجلاس مین اس کی رسید مین دکھانی گئیں اور اس نے تصدیق کی۔

رہامیش مورہ کے دوبارہ اظہارات

س۔ اس وقت تک اس کو اس وقت دے گئے تھے۔ ج۔ برہم بھون کرنے کے واسطے دیے گئے تھے۔ س۔ سوائے ان روپیوں کے نکوا اور کبھی بھی برہم بھون کرنے کے واسطے روپیہ ملا ہے۔ ج۔ کبھی نہیں ملا۔ س۔ کیا تم کو کچھ روپیہ خیرات کرنے کے واسطے ملا تھا۔ ج۔ مان صاحب اس وقت ملا تھا اس نے اس کی رسید دی تھی۔ ج۔ نہیں صاحب نہیں دی۔ کارکن مین کی اٹھتیاں چوٹیاں لایا تھا اس وقت اس کی رسید مین دی گئی۔

دیتیریا رام چندر کے اظہارات

مشرف و رافٹی صاحب نے دیتیریا رام چندر کے اظہارات مین اس نے بیان کیا کہ مین فوجی

نوکر تھا۔ مین سنگھیا فوجدار کے حکم سے دیا کرتا تھا میرے پاس ایک بار سنگھیا کے واسطے دو درہنت کی یادداشت آئی تھی جاگ جیون داس نے یادداشت پر دستخط کر کے سنگھیا بھیج دی۔ جاگ جیون داس فوجداری کے حاکم مین عرصہ میں ہفتہ کا گزرا سو گا کہ سنگھیا ہمارے یہاں سے بھیجی گئی تھی۔

سوالات جبرج سرٹنٹ بیان مائن صاحب

س۔ تمھارے یہاں سے سنگھیا کس قاعدے سے دی جاتی ہے۔ ج۔ جب کارکن کی یادداشت پر فوجداری کا حاکم دستخط کر دیتا ہے جب ملتی ہے اس کی سنگھیا کے دینے میں بڑا بندوبست ہوتا ہے سچ مان صاحب سنگھیا کے دینے میں بڑا بندوبست ہوتا ہے اس اول گیکوارٹ کے حکم سے سنگھیا کیون نہیں ملا۔ سچ۔ اس یادداشت پر گیکوارٹ کے دستخط نہیں تھے۔ س۔ تھے تو ابھی کہا کہ کارکن کی یادداشت کھنے سے بھجانی ہے۔ ج۔ صاحب پہلے یہ دستور تھا۔ کہ کارکن کی یادداشت سے سنگھیا بھجانی تھی مگر اٹھارہ مہینے کے عرصے سے گیکوارٹ کے حکم دیا کہ بغیر ہمارے حکم کے سنگھیا نہ بجا یا کرے۔

دیشیرام چندر کا دوبارہ اظہار کیا گیا

س۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس یادداشت میں گیکوارٹ کے دستخط کہاں ہیں۔ ج۔ صاحب اس یادداشت میں دستخط نہیں ہیں۔ س۔ اچھا کون سی یادداشت پر گیکوارٹ کے دستخط ہیں۔ ج۔ ۲۹ تاریخ کی یادداشت پر دستخط ہیں۔

اظہار ہمایو پونا کر

رام کرشنا سداچو جو عرف میں بھایو پونا کر مشہور ہے بلایا گیا اور ایڈوکیٹ جنرل نے اس کے اظہار لیے۔ اسے بیان کیا کہ میں گریس سے مین بڑو سے مین رہتا ہوں۔ بافضل مجھ کو میر ذوالفقار علی کی ریاست میں تعلق ہے۔ مسٹر پوپ صاحب کی طرف سے مین نوکر ہوں میر ذوالفقار علی نواب جعفر علی رئیس سورت کے بیٹے ہیں اور سرکار انکی منتولی ہے انکی کچھ ریاست بڑو سے مین بھی ہے سو انگریزی ریاست میر ذوالفقار علی کے کچھ کام اور بھی میرے متعلق ہے اور چند سر داروں کی طرف سے مین محتار بھی ہوں

کرنیل فیہ صاحب کو جانتا ہوں و یوان صاحب نے مانا کو کو کرنے کرنیل فیہ صاحب سے بری ملاقات کرائی تھی جب صاحب موصوف بڑودہ کے رزیدنٹ تھے مین اکثر ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک چٹھی مستر پوپ صاحب کی کرنیل فیہ صاحب کے نام مین لایا تھا وہ چٹھی میر ذوالفقار علی کے معاملے سے متعلق تھی میر ذوالفقار علی کا مقدمہ اوس زمانے مین بمقام جی و ترمٹھا اس دفعہ مین کرنیل فیہ صاحب کے پاس ضرورت سے گیا تھا اور کاشتر بغیر ضرورت بھی جایا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی کرنیل صاحب کو شہر کے حالات سے اطلاع کیا کرتا تھا اور جب کرنیل صاحب جو خوری سے واپس آتے تھے اس وقت اکثر ایسی باتوں کی مین اطلاع دیا کرتا تھا۔ وٹسل گیارہ بجے مین صاحب بوسٹ کے پاس جانا تھا مین نے کرنیل فیہ صاحب سے خبر ان کے بیان کرنے مین کبھی کبچہ روپ پیسین پانچ مین نے سنا تھا کہ کرنیل فیہ صاحب کو زبردیے جانے کا ارادہ ہے۔ جب کرنیل فیہ صاحب نے دو تین روز کے بعد مجھے تذکرہ کیا تو مین نے اون سے کہا کہ بلونت راوی کی وانی ہے کہ جو زبردیے کو دیا گیا اوس مین مین چیرین ٹھین۔ یعنی ہیرے کی ریت۔ تو تیار۔ اور سنا لکھا۔

مستر ملول صاحب نے پوچھا کہ ریت کے کیا معنی ہین۔ گواہ نے کہا کہ مین بے سوسے ہیرے کو ریت کہتا ہوں۔ مین نے جو کچھ بلونت راوے سنا تھا کرنیل صاحب سے کہدیا بلونت راوے کو بھی کرنیل صاحب کے پاس لے گیا۔

صاحب پریڈنٹ نے دریافت کیا کہ بلونت راوے کو کرنیل صاحب کے پاس تو لے گئے۔ گواہ نے کہا کہ مان۔ مین نے گیا تھا اور کرنیل صاحب سے مین نے ملاقات کرائی تھی۔

بلونت راوے کرنیل فیہ صاحب سے ہیرے کے چوری کا ذکر کیا تھا بلونت راوے پوپ صاحب کا کارکن ہے وہ اکثر رزیدنسی کو آیا کرتا تھا۔ پوپ صاحب ایک بازاری عورت کے بیٹے مین جو کھانڈے راوے گوارے کے پاس نوکر تھی پوپ صاحب محلہ جے کے نقشے مین بلونت راوے نے حال مجھے رزیدنسی مین کہا تھا۔

بسوالات جنت سار جنت بیلن مان صاحب

سے تملو وہ تحقیقات ہونا یاد ہے جو جنرل میڈ صاحب کے زبردیوں کو تھی سرج۔ ہان

یاد ہے میں نے بہت کچھ پردی کی اور گیکوارڈ پر مقدمات دائر کرائے لیکن مترجم نے ترجمہ غلط کیا اور کہا کہ گیکوارڈ کے سامنے مقدمات دائر کرائے۔ سٹر ملول صاحب نے جب اعتراض کیا تو مترجم نے کہا کہ برخلاف کو اس ملک میں سامنے کھتے ہیں۔ گواہ نے کہا کہ اگر میں ایسا کرنا تو لوگوں کے حق میں انصاف نہوتا۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ یہ سوال کا جواب نہیں ہے گواہ نے کہا کہ اکثر لوگوں کا حق گیکوارڈ نے چھین لیا تھا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو لوگوں کی حق رسی نہوتی۔

س۔ کیا ہر ایک مقدمے میں ہم گیکوارڈ کے برخلاف تھے۔ ج۔ مجھ کو صرف چار مقدموں سے تعلق تھا اور مقدموں سے کچھ غرض نہ تھی۔ س۔ ان میں ہی دریافت کرنا ہون کہ جو مقدمے سامنے کیا وہ گیکوارڈ کے برخلاف تھا۔ ج۔ ان لوگوں کا روپیہ گیکوارڈ پر چاہیے تھا اور وہ نہیں دیتے تھے اگر ایسا نہ کرتا تو روپیہ بھی نہ ملتا۔ س۔ لیکن میرے سوال کا جواب دو۔ ملک کو جب موقع ملا گیکوارڈ کے برخلاف کارروائی کی۔ ج۔ جو میرے نزدیک صحیح اور درست بات تھی اور سب طرح سے کارروائی کی۔ س۔ میں نے نہیں دریافت کرنا میرے سوال کا جواب دو۔ ج۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے گیکوارڈ کو ضرر پہونچے۔ س۔ میرے سوال کا اب تک تم نے جواب نہیں دیا۔ تم نے کل کارروائی گیکوارڈ کے برخلاف کی۔ ج۔ میں نہیں سمجھا آپ کیا دریافت کرتے ہیں۔ سارا جینٹیلین ٹائمن صاحب نے عدالت سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرا سوال بہت صاف صاف ہے۔ اس کا جواب ملنا چاہیے۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ تم مستحق جواب پانے کے ہو لیکن میں نہیں دیکھتا کہ تم کو کس طرح جواب صاف ملے گا اس میں دریافت کرنا ہون کہ تم نے جو مقدمے کمیشن میں پیش کیے وہ برخلاف گیکوارڈ کے تھے۔ ج۔ یہ مقدمے ایسے تھے جسے گیکوارڈ کو کچھ ضرر پہونچے بلکہ وہ مقدمے اس مقدمہ کی بابت تھے جو گیکوارڈ سے لوگوں کا روپیہ چاہیے تھا میں کمرنیل فیرو صاحب جانتے تھے کہ تم ان مقدموں کی پردی کرتے ہو۔ ج۔ ان جانتے ہون گے۔ س۔ کمرنیل فیرو صاحب کے پاس تم اکثر جاتے تھے۔ ج۔ ان اکثر جاتا تھا اور اب بھی جاتا ہوں۔ س۔ تمہاری عادت تھی کہ ہر چند تم کو کچھ نہیں ملتا تھا تاہم ان کو خبریں پہونچا کر دیتے تھے۔

ج۔ جو حال صحیح صحیح مجھکو معلوم ہوا کرتا تھا میں کرنل صاحب سے کہہ دیا کرتا تھا۔ اس
تھاری خبریں وہ سنا کرتے تھے۔ ج۔ ہاں سننے سننے کا اون کو اختیار تھا سو میرے
اور لوگ بھی خبریں پھونچا یا کرتے تھے۔ س۔ لیکن جو خبریں تم پھونچاتے تھے اون کو کرنل
فیہ صاحب اچھی طرح سنتے تھے۔ ج۔ صرف میری خبروں کو نہیں بلکہ کسی آدمیوں کی خبروں کو
اچھی طرح سنتے تھے۔ س۔ تم یہ خبریں پھونچاتے تھے کہ شہر اور گلیوں کے محل میں کیا ہوتا ہے
ج۔ جب صاحب ہوا اکلانے جاتے تھے تو جو خبریں سنا کرتے تھے ان کو وہاں آکر مجھے
پوچھتے تھے۔ مجھکو جو کچھ معلوم ہوتا تھا میں کہہ دیا کرتا تھا۔ س۔ سو انھارے اور لوگ
بھی فیہ صاحب کو خبریں دیا کرتے تھے اور جو لوگ خبریں پھونچاتے تھے وہ تھارے نوکر
ہوتے تھے۔ ج۔ ہاں اون لوگوں کو کسو اسٹے نوکر کھتا صاحب تین بن چار چار کو س
مک ہوا اکلانے جایا کرتے تھے۔ جو لوگ ان کو ملتے اون سے دریافت کیا کرتے تھے۔ س۔
جو خریطہ گلیوں کے محصور دیوار کو بھیجا تھا تنے او سکا ذکر کیا تھا۔ ج۔ مجھکو بخوبی یاد ہیں
س۔ یاد کر کے بتاؤ۔ ج۔ اگر آپ خریطہ کی بابت دریافت کرتے ہیں تو مھاراجہ صاحب نے
بہت سے خریطے بھیجے تھے۔ میں میں اس خریطہ کا ذکر کرتا ہوں جو دربارہ تبدیلی کرنل
فیہ صاحب کے گیا تھا۔ ج۔ مجھکو یاد نہیں کہ اس خریطہ کا میں نے کرنل صاحب سے
ذکر کیا ہو س تم قسم کھا سکتے ہو کہ میں نے ذکر نہیں کیا۔ ج۔ ہاں قسم کھا سکتا ہوں کہ
ذکر نہیں کیا اس۔ تم اس خریطہ کو حال ہو واقف تھے۔ ج۔ مجھکو کس طرح اسکا حال معلوم ہوتا اس
لے دریافت ہوا کہ انکو اس خریطہ کا حال مطلق معلوم تھا۔ ج۔ نہیں مجھکو مطلق معلوم تھا۔ اس
جو کچھ کرنل صاحب نے اس بارے میں کہا ہے اسکو سنو۔ جب کرنل صاحب سے سوال
کیا گیا کہ تم نے بھانپو یا کرے اس خریطہ کا حال جو دوسری نومبر کو بھیجا گیا تھا سنا تو او
نے بیان کیا کہ ہاں میں نے سنا تھا۔ پس کرنل فیہ صاحب نے تو اقرار کیا کہ تم سے سنا
تم کس طرح کہتے ہو کہ میں نے نہیں کہا۔ ج۔ مجھکو یاد نہیں۔ س۔ تم قسم کھا سکتے ہو کہ
میں نے نہیں کہا۔ ج۔ مجھکو یاد نہیں کہ میں نے کرنل فیہ صاحب سے کہا یا نہیں۔
س۔ انکو اور خریطوں کی بھی اطلاع نہیں ہوئی۔ نہ تم نے کرنل فیہ صاحب سے اسکا

ذکر کیا ج جب میں نے سنا کہ خریطہ جانے والا ہے میں نے کرنل صاحب سے کہا لیکن
 بوجہ یہ معلوم ہونے مضمون کے کچھ مفصل حال خریطہ کا نہیں کہا میں تم کو بتا کر جانتے تھے
 کہ خریطہ لکھے جاتے ہیں۔ ج۔ ٹوگ دربار میں باتیں کیا کرتے تھے وہاں میں سنا کرتا تھا
 اس۔ تم گیکو اڑ کے نوکر دن کو جانتے ہو۔ ج۔ میں بڑو دے کے سب رہنے والوں کو
 جانتا ہوں اس۔ تم سالم کو جانتے ہو۔ ج۔ ہاں۔ اس قدر جانتا ہوں کہ وہ رزیدنٹی
 میں آیا کرتا تھا اس۔ تم کبھی گیکو اڑ کے محل میں سالم کی ملاقات کے واسطے نہیں گئے۔
 ج۔ نہیں اس۔ تم کبھی محل کو نہیں گئے۔ ج۔ جب کوئی کام ہوتا تھا چلا جاتا تھا
 لیکن جب کمیشن مٹی ہے میں نہیں گیا۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ کون سی کمیشن کا ذکر ہے۔ ج۔ کرنل میڈ صاحب کی
 کمیشن کا۔ اس سے پہلے دس پانچ مرتبہ گیا تھا اس سے زیادہ نہیں گیا اس
 نم و مو در پنت سے واقف ہو۔ ج۔ ہاں دور سے دیکھا ہے بانی نہیں کین۔ اس۔
 بیان کر دو کہ بابو صاحب کون ہیں۔ ج۔ کھاندے راوراجہ کی مدخولہ عورت سے یہ
 ایک لڑکا ہے۔ اس شخص گدی کا دعویدار ہے۔ ج۔ نہیں وہ اس تنخواہ کا دعویدار
 جو اس کو ملا کرتی تھی اس مگر تم جانتے ہو کہ اب اس کو گدی کا دعویٰ نہیں ہے۔
 ج۔ اس کو کوئی لڑکا گدی کا دعویٰ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مدخولہ عورت سے ہے۔ اس
 تم تحقیق کھ سکتے ہو کہ اس کو سو تنخواہ کے اور کچھ دعویٰ نہیں ہے۔ ج۔ سو تنخواہ کے اور
 کچھ دعویٰ نہیں کرتا ہے۔ اس تم سے گیکو اڑ حال اور سابق سے کبھی رجسٹر ہو گئی ہے۔
 ج۔ چند روز محکمہ حراست میں رکھا تھا اس کو جو ہے۔ ج۔ مسٹر سالن صاحب اسٹ
 رزیدنٹ کو ہاؤس بند ہیانے کچھ رشوت دی تھی لہذا بھاؤ سیندیا کو سہ کارنے
 موقوف کر دیا تھا۔ اس مجھے صاف صاف بیان کر دو کہ گیکو اڑ حال نے پتھر کچھ جرم قائم
 کیا تھا۔ ج۔ مجھے کوئی جرم قائم نہیں کیا۔ نہ محکمہ کبھی قید کیا۔

اظہار مسٹر جی صاحب

مسٹر جی صاحب کے اظہار مسٹر انوار علی صاحب نے دیے۔ انھوں نے بیان کیا

کیا کہ میرا نام ہمیں سینٹ رچی ہے اور میں اسسٹنٹ انجینئر گورنمنٹ میں جو ٹرودو میں رہتا ہے مجھے کو مول سر دسی سے تعلق ہے۔ جب دموورنٹ کے اظہار یہ گئے تھے مجھکو یاد ہے۔

صاحب پریسڈنٹ نے مسٹر اوزارنی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ دموورنٹ نے مرہٹی زبان میں اظہار دیا اور کوشہادت نہیں کہہ سکتے۔ مسٹر رچی صاحب نے کہا کہ زبان مرہٹی سے میں کی قدر واقف ہوں۔ میں نے اس کے بیان کا ترجمہ انگریزی میں کیا تھا اور ریڈیو کے ہندوستانی اسسٹنٹ نے مجھکو مدد دی تھی ہندوستانی اسسٹنٹ کا ترجمہ صحیح تھا اور میں نے بھی صحیح صحیح تحریر کیا دموورنٹ نے جو کچھ بیان کیا میں جلدی جلدی لکھتا گیا اور بعدہ اسکو میں نے درست کیا عدالت میں جو اظہار اسکا رکھا ہے یہی ہاتھ کا ہے یہ اظہار ۲۹-۳۰ جنوری کا لکھا ہوا ہے جب ترجمہ ہو کر دموورنٹ کو سنایا گیا میں موجود تھا۔

مسٹر اوزارنی صاحب نے صاحب پریسڈنٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ۲۹- اور ۳۰ جنوری کے لکھے ہوئے اظہار شہادت میں داخل کیے جائیں۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے کہا کہ یہ اظہار کس قانون اور قاعدے کی رو سے شہادت میں داخل ہو سکتے ہیں اگر حسب قاعدہ عام کے داخل شہادت کیے جاتے ہیں تو یہ قاعدہ عام نہیں ہے۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ یہ اظہار شہادت میں داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ تحقیقات کیلئے آپ کو غور کرنا چاہیے۔ سوائس کے مسٹر رچی صاحب اظہار پٹنے کے مجاز تھے اور اس کے لئے ہر اظہار کافی سمجھے جاسکتے ہیں بعدہ وہ اظہار پیش ہو کر داخل شہادت کیے گئے اور ان کے اظہار بھی داخل ہوئے جنکی تصدیق ہو چکی تھی۔

سوالات چارج سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب

س۔ دموورنٹ آپ کے چارج میں ہے س۔ نہیں۔ س۔ گمانند دہل کے دربار چارج ہے س۔ مسٹر موٹر صاحب کے چارج میں ہے س۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ کس

کس شخص کی حراست میں ہے۔ ج۔ میں نہیں جانتا۔

اظہار عبد اعلیٰ

خان بہادر عبد اعلیٰ کے اظہار سٹر انور ارنی صاحب نے یہ اوٹھون نے بیان کیا کہ میں بمبئی کے پولیس کا انسپکٹر ہوں وہ میرے بھتیجے میں ہجراوی سٹر سوٹر صاحب کے تروڑے میں آیا تھا شاید ۹۔ دسمبر تھی اس وقت میں تروڑے میں ہوں اور سٹر سوٹر صاحب کو مدد دیتا ہوں۔ یہ شکریہ سارجنٹ بلین ٹاؤن صاحب نے کہا کہ تم ٹھہرو مجھ کو کرنل فیروز خان کو بلانے میں۔ کرنل فیروز صاحب بلائے گئے صاحب پریسیڈنٹ نے اون سے کہا کہ آپ کو سی پریسیڈنٹ۔ سارجنٹ بلین ٹاؤن صاحب نے کہا کہ ان کو سی پریسیڈنٹ بلین ٹاؤن صاحب پر جھگڑے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھ سکون۔ کرنل فیروز صاحب نے کہا کہ ان میں بھی جھگڑے ہوئے ہیں گا۔ سارجنٹ بلین ٹاؤن صاحب نے کرنل صاحب سے کہا کہ آپ کی شہادت ملتوی کی گئی تھی کہ آپ نے چند اصل کاغذ کے منگوانے کا وعدہ کیا تھا آپ نے وہ کاغذ منگوائے یا نہیں۔ ج۔ ہاں منگوائے ہیں۔ سارجنٹ بلین ٹاؤن صاحب نے کہا براہ معصروانی مجھ کو دیجئے۔

کرنل فیروز صاحب نے وہ کاغذات ڈھونڈ کر جوابیڈ وکیٹ جنرل کے قبضے میں تھے جنہاں صاحب کے جواب دیے۔

کرنل فیروز صاحب نے کل ممبران کیشن سے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو سرکاری کاغذ کیشن کے روبرو پیش کروں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا آپ کو اختیار ہے پیش کرنے نہ کرنے کا۔ کرنل فیروز صاحب نے کہا پس اسی حالت میں مجھ کو پیش کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ میں آپ کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ایڈ وکیٹ جنرل کو ذمہ دار کر تا ہوں۔ کرنل فیروز صاحب نے کہا کہ جو بات دریافت کرنا ہو اس کا میں جواب دوں گا لیکن کاغذ نہیں پیش کروں گا۔

سارجنٹ بلین ٹاؤن صاحب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کاغذ کے پیش کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ کرنل فیروز صاحب نے کہا کہ ان میں انکار کرتا ہوں لیکن جو کچھ ان کاغذات

کے متعلق کا آپ سوال کرینگے جواب دون گاہ۔

سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا بہت اچھا بیان کیجیے کہ اس کاغذ میں یہ لکھا ہے یا نہیں۔ کوئی جیل نہیں پایا جاتا پس اس بات کا تحریر کرنا حضور گورنر جنرل کو لازم آیا کہ کرنیل فیہر صاحب نے متوقع اس مقدمہ میں سند ادا کی۔

کرنیل صاحب نے کہا کہ یہ عبارت اس کاغذ میں لکھی ہوئی ہے لیکن کچھ عبارت چھو گئی تھی۔ اسی طرح جا بجا سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے عبارت پڑھ پڑھ کر سنائی۔

کرنیل فیہر صاحب نے اذکوت لیکر کیا لیکن یہ بھی کہا کہ جو خاص اور عمدہ باتیں ہیں وہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ بعد اس کے سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے دریافت کیا کہ آپ

نور الدین بوہرہ کو جانتے ہیں۔ ج۔ مین نام سے واقف نہیں ہوں لیکن ایک بوہرہ کا مقدمہ اوس کمیشن میں دائر تھا جو پچھلے سال جمع ہوئی تھی۔ پس شاید وہ یہی شخص ہو گا۔ آپ جانتے ہیں کہ گیکوارڈ نے اس شخص کو بہت بڑی سند ادا کی تھی۔ ج۔ مین اگر

وہی مقدمہ اور اس شخص کو اوس مقدمہ سے تعلق سے توبہ وہی شخص ہے پس اس کے ایک رشتہ دار کو گیکوارڈ نے بہت سے بید لگوائے تھے اور اس شخص کو دینی پر بھی پانچ ہزار روپیہ

جرمانہ کیا تھا۔ ج۔ مین اس پر جرمانہ ہوا تھا لیکن مجھ کو جرمانہ کی تعداد یاد نہیں۔

سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے ممبروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ یہ کاغذ کرنیل فیہر صاحب کا عام میں مشہور کیا جائے کرنیل فیہر صاحب جس طرح چاہیں اس کاغذ کو رکھیں۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ نور الدین بوہرہ کے مقدمے کا کرنیل فیہر

صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے کہا کہ کرنیل صاحب جواب دے چکے ہیں۔ بعدہ سارجنٹ صاحب نے کرنیل فیہر صاحب کی طرف مخاطب

ہو کر دریافت کیا کہ اس بوہرہ نے گیکوارڈ کے اوپر نالاش کی تھی یا نہیں۔ ج۔ مین اس زمانے میں نالاش کی تھی۔ صاحب پریسیڈنٹ نے پوچھا کہ جس زمانے میں کمیشن ج ہوئی

تھی۔ اسے نالاش کی تھی۔ ج۔ مین نام سے بخوبی واقف نہیں لیکن ایک بوہرہ سے وطن ہوا۔

ایڈوکیٹ جنرل ذودارہ اظہار کرنل فیضیہ کے لیے

س۔ یہ جو فقرات تمہارے رپورٹ پر لکھے گئے یہ گورنمنٹ رزرویشن سے انتخاب کیے گئے ہیں۔
ج۔ ہاں صاحب گورنمنٹ رزرویشن سے انتخاب کیے گئے ہیں۔ میں معلوم ہوتا ہے کہ
تمہارے مفید مطلب کے فقرے اوسمیں سے نہیں لکھے گئے ہیں۔ ج۔ ہاں صاحب نہیں لکھے
گئے۔ میں اوسوقت جبکہ رزرویشن گورنمنٹ سے جاری ہوا تھا تو تم کہاں تھے۔ ج۔
ہاں میں انگلستان میں تھا اس جب کہ رزرویشن گورنمنٹ سے جاری ہوا تو تمکو موقع
جواب دینے کا تھا یا نہیں۔ ج۔ میں انگلستان میں تھا تو تم کہاں سے پاتا۔ اس تمکو
اس رزرویشن کی خبر تھی کہ کوئی ایسا رزرویشن جاری ہوا ہے۔ ج۔ صاحب مجھے
خبر تھی جب میں انگلستان سے آیا تب مجھکو خبر ہوئی اس جب تم انگلستان سے آئے تو
اوسوقت کیا سہ کار نے تمہارے پاس رزرویشن کے جواب دہنے کے واسطے بھیجا تھا۔
ج۔ نہیں پہنچے آپ درخواست کر کے سنگا یا تھا۔ اس جب وہ رزرویشن تمہاری درخواست
کو مطابق آیا تو تمہارا لزم تھا اور پر لگاؤ کو کچھ سبک دیا۔ ج۔ ہاں صاحب میں نے سب کا جواب دیا۔ میں
تم انگلستان سے آئے تو کیا پہلے پالن پور میں ٹھہرے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب پالن پور میں
ٹھہرا تھا اور جس دن سے میں ہندوستان میں آیا اوس دن سے میں پوری تنخواہ میں
پانی س۔ بڑوس میں جو تم آئے تو اپنی ترقی پر آئے تھے۔ ج۔ ہاں صاحب ترقی پر کیا
اظہار گنجائش دے تھیں

گجائش دہل کے اظہار ایڈوکیٹ جنرل نے لکھے اوسے بیان کیا کہ مجھکو سرکار سے راجستھا
بہادر کا خطاب ملا تھا میں احمد آباد میں اول درجہ کانسٹیبل پولیس میں مسٹر سٹریٹس
کے ہمراہ خاص کام پر مقرر ہوا ہوں۔ مجھکو یاد ہے کہ ۱۰- دسمبر کو میں بڑوس میں آیا تھا
اوسوقت سے میں یہاں ہوں صرف ایک دو روز کے واسطے احمد آباد چلا گیا تھا جس پر
گیگوار گرفتار ہوئے کپتان جیکسن صاحب کے ہمراہ میں گیگوار کے محل کو گیا تھا۔
ہم لوگ ۹ بجے دن کے گئے تھے میں نے جا کر فوراً محل میں جا بجا پھرہ مقرر کروایا اور جس
جس مقام پر مال و اسباب تھا میں نے مہر لگا دی جو اہر خانہ اور بج کے ترائے پر بھی منظر

لگائی گئی کپتان جکین صاحب اور اور آدمیوں کے سامنے یہ مہرین لگائی گئیں اور قوت بھی دمو در پنت موجود تھے اوس روز میں نے اور بھی بہت کام کیے اس بے سب کا حال مفصل یاد نہیں جو کاغذات بیچ کی کپھری کے تھے وہ کئی روز تک بند رہے بعدہ روز میں منسکائے گئے کچھ کاغذات اب بھی لیکو اڑکے محل میں بند ہیں جو کاغذ روز پڈنسی میں منسکائے گئے وہ پولیس کے پاس میں رکھے گئے۔

صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ یہ کاغذ روز پڈنسی میں کئے طلب کیے تھے۔
ج۔ بموجب حکم سرکار کے گئے تھے اور جب یہ مہرین توڑی گئیں تو کل کارکن بیچ کے محلے کے اور سٹروٹ صاحب موجود تھے جو وقت دمو در پنت گرفتار ہو اچھکو یاد ہے کہ بعد گرفتار ہونے کے میں نے اوسکو دیکھا تھا میں نے اوس سے کہا تھا کہ اگر تم صحیح صحیح حال بیان کرو تو تمھاری خطا معاف ہو جائے گی بلکہ تعزیرات ہند کی جس دفعہ میں معافی خطا کا ذکر ہے وہ بھی اوسکو میں نے دکھا دی تھی سو اس کے بنے اوس سے یہ بھی کہا تھا کہ نانا جی و تل غبر مے اپنے جرموں سے اقرار کیا۔ یہی باتیں دمو در پنت سے میں نے بھی سنی ہیں اور کہا تھا کہ خوب سمجھ کر اسکا جواب دو بعد اس کے میرا کنیشن نے ثفن کھانے کے واسطے عدالت کو برخاست کیا۔ بعد ثفن کھانے کے کنیشن پھر جمع ہوئی صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے سوال کیا کہ سننے بیان کیا کہ دمو در پنت کو دیکھا اور اوسکو سمجھایا تھا تنے اوس کے بعد بھی اوسکو دیکھا۔ ج۔ میں نے دو تین گھنٹے کے بعد پھر اوسکو دیکھا تھا۔ جب سر لوئس پٹی صاحب نے اوسکا قصور معاف کر دیا تو اوس کے اظہار ہوئے یہ شخص ڈیرے میں بلایا گیا وہاں میں نے اوسکو دیکھا تھا سر لوئس پٹی صاحب بھی اوس ڈیرے میں تھے اوس وقت اوس نے اظہار دینے اور سٹروٹ صاحب نے اوسکا اظہار لکھا تھا۔ میں بہیم چند قح چند گواہ کو جانتا ہوں قبل اظہار دمو در پنت کے میں نے اوسکو دیکھا تھا اس کس قدر عرصہ پیشتر اوسکو تنے دیکھا۔ ج۔ پانچ چھ روز قبل اوسکو میں نے دیکھا تھا اوسکا بیان محض غلط ہے کہ میں نے زبردستی اوس سے اقرار کرایا اور یہ بھی غلط ہے کہ جو کچھ میرا جی چاہا میں نے لکھ لیا اور یہ بیان بھی اوسکا محض غلط ہے

کہ میں نے اوس سے کہا کہ اگر تو اظہار پر دستخط نہ کرے گا تو میں تجھ کو قید کر دوں گا۔ میں نے کسی طرح کی دھمکی اوس کو نہیں دی نہ میں نے تیرا دوستی اوس سے کیا تو میں کو چھینا جب میں نے کتاب میں دین میں نے اذکور رکھ لیا ہم چند فوج چند کے اظہار مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو لے گئے تھے اوس وقت میں بھی موجود تھا مجھ کو یاد ہے کہ جب وہ اظہار دے چکا تھا تو مسٹر سوٹر صاحب سر لوئس پہلی صاحب کے روبرو اوس کو لے گئے تھے کوئی رقم کتاب میں میرے حکم سے درج نہیں ہوئی تھی کوئی بیاد نہیں کہ اول مرتبہ میں نے کتاب کو کب دیکھا تھا۔

جب ہم چند فوج چند اول مرتبہ میرے پاس کتابوں کو لایا تو یہ رفیقین اوس میں درج نہیں تھے کوئی ورق کتاب کا نہ نکلو یا نہ کوئی نیا ورق اوس کی جگہ لگوایا معلوم ہوتا ہے کہ قبل آئے کتابوں کے میرے پاس نئے ورق لگائے گئے تھے میرے پاس اس کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ جب نرسو جوعدار گرفتار کیا گیا مجھ کو یاد ہے کہ رزیدنسی میں موجود حکم مسٹر سوٹر صاحب کے وہ گرفتار ہوا تھا۔ مجھ کو یہ بات یاد نہیں کہ کس شخص نے اوس کو گرفتار کیا تھا لیکن میرے روبرو وہ گرفتار کیا گیا بعد گرفتاری کے راؤ جی سے اوس کا مقابلہ کر آیا گیا جو میدان رزیدنسی کے روبرو ہے وہاں میں نرسو کے پاس بیٹھا ہوا اس مقدمہ میں سوالات کر رہا تھا خان صاحب اکبر علی اور عبد اعلیٰ وہاں موجود تھے میں نے راؤ جی سے کچھ دیا تھا کہ تم یہی بات کہہ دینا کہ میں نے سب باتوں کا اقرار کر لیا جب راؤ جی نرسو کے پاس آیا تو اوس نے بھی کچھ دیا میری دانست میں کسی پولیس کے آدمی نے نرسو سے نہیں کہا تھا کہ راؤ جی نے کیا کہا۔ راؤ جی سے جس قدر کہا گیا تھا۔ اسی قدر اوس نے نرسو سے کہا۔

سوالات جرم جرح ساجنت بیلن ٹائٹن صاحب

س۔ تیسے جو کچھ راؤ جی سے کہا وہ اس واسطے کہا تھا کہ وہ صحیح صحیح بیان کرے۔ ج۔ کس بارے میں۔ س۔ اسی مقدمہ میں۔ ج۔ اون لوگوں کا مقابلہ اس غرض سے کیا گیا تھا تاکہ صحیح صحیح حال دریافت ہو جائے۔ بس۔ اگر نرسو ہر ایک بات سے انکار کرتا تو آپ کیا کرتے۔ ج۔ اگر کوئی ثبوت نہ ہوتا تو نہ مار کر دیا جاتا۔ بس۔ مختاری غرض یہ ہے

کہ تم نرسو کور مار دیتے۔ ج مان۔ جب صاحب حکم دیتے ہیں بیان کرو کہ جب تم محل میں گئے تو سب کا خذ فرق کر بیٹھے۔ ج مان۔ میں مسٹر سوٹر صاحب یا کوئی دوسرا مسٹر موجود تھا جبکہ کتابوں کی خبریں توڑی گئیں۔ ج اس وقت مسٹر سوٹر صاحب موجود تھے اور میں بھی تھا۔ اس میں تم سے یہ سوال نہیں کرنا میرا سوال یہ ہے کہ جب کا خذ تمھارے قبضے میں تھے تو مسٹر سوٹر صاحب نے اذکھو دیکھا تھا سچ جس وقت میں نے اون کا خذات کو دیکھا تو مسٹر سوٹر صاحب کو بھی دکھا دیا تھا۔ اس کس قدر مدت تک تمھارے قبضے میں یہ کا خذات رہے۔ ج میرے قبضے میں کبھی یہ کا خذ نہیں رہے پولیس اور چنگی گارڈ میں تھے۔ میں اسے عزیز سمجھ کر جواب دے۔ جب تم نے کھول کر کا خذات دیکھے اس سے کس قدر عرصے کے بعد مسٹر سوٹر صاحب آئے تھے۔ ج فوراً مسٹر سوٹر صاحب آگئے تھے۔ میں فوراً سے تمھارا کیا مطلب ہے۔ ج دخل بند رہا سنٹ کے بعد میں نے ان سب کا خذون کو فرق کیا تھا۔ ج مان۔ اس فرق سے کس قدر دیر کے بعد مسٹر سوٹر صاحب آئے تھے۔ ج کن کا خذون کو آپ کئے ہیں۔ میں وہ کا خذ جو آپ نے فرق کیے تھے۔ ج جس قدر دفتر تھے اون کے سب کا خذون کو بند کر کے مہر کر دی گئی تھی۔ میں اون دفاتر میں کوئی شخص جا بھی سکتا تھا۔ ج میں اور کپتان جیکسن صاحب دفتر میں جاسکتے تھے۔ میں تم ہر ایک کا خذ کو دیکھ سکتے تھے۔ ج مان۔ میں تم کہتے ہو کہ پاؤ گھنڈہ تک میں کا خذ دیکھتا رہا اس کے بعد مسٹر سوٹر صاحب آئے۔ ج مان۔ میں اس عرصے میں تم نے سب کا خذات دیکھ لیے تھے۔ ج جب میں نے دیکھا کہ کا خذون پر سیاہی گر گئی ہے تو میں نے مسٹر سوٹر صاحب سے اطلاع کی جب مسٹر سوٹر صاحب آئے تو میں نے کل کا خذات کو دیکھا کئی پائین اور بھی اون سے دریافت ہوئیں۔ میں آپ اس کتاب کی تحریر کا حال بیان کرتے ہیں۔ ج مان کچھ ورق اس کتاب سے نکال کر نئے ورق لگا دیے گئے تھے۔ میں کتاب دکھاؤ کہ تمھاری کیا غرض ہے۔ ج دیکھو اس سطر کی تحریر بہ نسبت اور سطرون کے علیحدہ ہے۔ میں لیکن یہ ورق ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہیں جب تم نے کتابوں کو فرق کیا اس کتاب کی بھی حالت تھی۔ ج مان۔ یہی حالت تھی لیکن اس وقت ورق ایسے

پہلے تھے اب ہاتھوں کے گلے سے پہنے ہوئے ہیں۔ جس تکو کوئی نہ معلوم ہوا کہ بہ نسبت اور
 سطرون کے یہ سطر بنی لکھی ہوئی ہے۔ ج۔ یہ سطر حال کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔
 جس نم کہتے ہو کہ یہ کتاب غلط ہے اور بوجہ ایک سطر کے لکھے جانے کے کتاب غلط ہو گئی۔
 ج۔ ایک سطر پر کچھ موقوف نہیں اسی طرح اور جابجا غلط ہے اور ورق بدلے گئے ہیں۔
 س۔ تنے صرف ایک جگہ دکھایا کہ نئی سطر لکھی ہوئی ہے اور بھی سطرین دکھاؤ۔ ج۔
 تمکو یہ خیال کرنا چاہیے کہ کل ورق جوڑے ہوئے ہیں اور کوئی ورق پھٹا نہیں ہے۔
 جس کتاب کے اخیر میں جو جزو ہے اوس میں چند ورق کم ہیں اور جس قدر ورق کتاب کے
 اور جزو دن میں ہیں اسی قدر ورق آخر جزو میں نہیں ہیں۔ ج۔ وہ حصہ کتاب کا دکھاؤ
 جس میں کہتے ہو کہ ورق نکال دیے گئے ہیں۔ گواہ نے سنکر وہ حصہ کتاب کا دیکھا یا جہان سے
 ورق کم تھے۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ اس جگہ کچھ نشان رکھ دو چنانچہ مترجم نے اپنے
 دستخط کر دیے۔ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے کتاب کو اوٹھا کر کہا کہ کس طرح تم ثابت
 کر سکتے ہو کہ یہ رقم بدلی گئی ہے۔ ج۔ یہ سیاہی نئی ہے اور وہ سیاہی پورانی معلوم
 ہوتی ہے۔ جس جواہر خانہ کا اب کون شخص منتم ہے۔ ج۔ اب سے کیا غرض ہے۔ اس
 سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے تین دفعہ کہا اب اب اب۔ ج۔ اب گینٹ راؤ جہان
 منتم ہے۔ اس شخص تمھارے قریب کا رشتہ دار ہے۔ ج۔ وہ میرا سدا ہی ہے۔ اس۔
 تمکو اپنی آبرو کا بڑا خیال ہے اور جیون کو احتمال ہے کہ گواہی تمھاری بناوٹ کی ہے۔ ج۔
 اب خیال میری نسبت کبھی نہیں ہوا۔ اس تمام عمر میں ایسا الزام میرے کبھی نہیں لگا۔ ج۔
 نہیں اس جب ریاست کو یہ کی گئی نشینی کا مقدمہ تھا تم وہاں موجود تھے۔ ج۔ ہاں
 میں وہاں موجود تھا۔ اس دن اعلیٰ درجے کے افسر پولیس تم تھے۔ ج۔ ہاں میں افسر پولیس
 تھا اور میں نے کل تحقیقات کی اس وہ مقدمہ ابتداؤ سٹر کا گلن صاحب کے روبرو
 پیش ہوا تھا میں نے اوسکی تحقیقات نہیں کی۔ ج۔ اس سے تمھاری غرض یہ ہے کہ جو مقدمہ
 سٹر کا گلن صاحب کے روبرو پیش ہوا تھا میں نے اوسکی تحقیقات نہیں کی۔ اس۔ اس سے
 تمھاری غرض یہ ہے کہ جو مقدمہ سٹر کا گلن صاحب کے روبرو پیش ہوا تھا اوس میں تم شامل

انسپر پولیس تھے۔ ج۔ اس مقدمہ کی تحقیقات میں نے نہیں کی۔ پس کیا تھے اوس مقدمہ کی بھی تحقیقات نہیں کی۔ جو مسٹر رچی صاحب کے روبرو پیش ہوا تھا۔ ج۔ میں ایک مرتبہ مسٹر رچی صاحب کے روبرو گیا تھا۔ مسٹر ملول صاحب نے مندرجہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ گواہ نے مسٹر کاگلن صاحب کا نام بھی لیا تھا۔ سارجنٹ میلن این صاحب نے کہا کہ افسوس کہ تم تمام کہاں ترجمہ نہیں کرتے۔ مسٹر کاگلن صاحب کا نام نہیں لیا۔ گواہ نے کہا کہ اگر میں آپ کا سوال بخوبی سمجھوں تو اس کا جواب دے سکوں۔ پس مجھ کو حیرت ہے کہ تم کو یہ جواب صاف دو گے۔ میں دیتا کرتا ہوں کہ تم اوس مقدمہ میں جو مسٹر کاگلن صاحب کے روبرو پیش ہوا تھا درجہ اول کے انسپر پولیس تھے۔ ج۔ میں تو اوس مقدمہ کی پوری تحقیقات نہیں کی تھی کیس قدر تحقیقات بن کر کیا ہو، تھا شاید سب قدر تحقیقات کیوں اسے میں بلایا گیا تھا۔ اس۔ مسٹر گھانڈا آپ میرے ساتھ تو ہیں۔ پس آپ میں نہیں بلکہ میں بغیر جواب صاف حاصل کیے زبان آؤں گا۔ میں اپنے سوال کو اس سوزیادہ مفصل بیان نہیں کر سکتا شاید نہیں جواب صاف دو کیا تم اوس مقدمہ میں خاص انسپر پولیس تھے۔ ج۔ میں نمبر اول کا انسپر پولیس تھا اور بطور گواہ کو اوس میں گیا تھا۔ اس۔ نمبر اول سے تمھاری کیا غرض ہے کیا یہ مطلب ہے کہ تم اس مقدمہ کی تحقیقات میں خاص انسپر پولیس تھے۔ نمبر اول سے میری یہ غرض ہے کہ مجھے زیادہ تنخواہ کا کوئی آدمی گواہ بن نہ تھا۔ اس زمانے میں تمھارا کیا درجہ تھا اور کس قدر تنخواہ تھی۔ ج۔ اگر آپ مجھ کو سنہ کا پتہ دین گے تو میں بیان کر سکوں گا۔ اس۔ سنہ ۱۸۷۵ء تھے۔ ج۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں درجہ اول کا میں انسپر پولیس تھا۔ اس۔ تم کو یاد ہو گا کہ مسٹر کاگلن صاحب نے کہا تھا کہ دوبارہ شہادت اس مقدمہ کے پولیس نے بہت کچھ کارروائی کی ہے۔ ج۔ میں نے اوس مقدمہ میں کچھ تحقیقات نہیں کی تھی۔ میں صرف گواہ تھا۔ اس۔ کیا مسٹر کاگلن صاحب نے تمھاری نسبت یہ بات کہی تھی۔ ج۔ اگر کہی تھی وہ بڑی غلطی پر تھے۔ کیونکہ میں نے اوس مقدمہ کی تحقیقات نہیں کی تھی میں صرف گواہ تھا۔ اس۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کیا اونہوں نے اپنی زبان سے یہ بات کہی تھی۔ ج۔ مجھ کو یاد نہیں شاید اپنی کچھری میں کہا ہو گا۔ اس۔ جو کچھ اونہوں نے کہا تھا اوس سے تمھاری طرف اشارہ تھا۔ ج۔ میں نہیں جانتا کہ کسی نسبت یہ بات تھی جب مجھ کو ایک بات سے تعلق تھا مجھ کو اس کی تلاشی کی ضرورت تھی۔

س۔ اگر تم سے تعلق نہ تھا تو اور کس سے تعلق تھا ج جن پولیس کے دو گون نے تحقیقات کی تھی اور تھیں سے تعلق تھا اور میں صرف بطور گواہ کے تھا۔ اس جس مقدمہ کی تحقیقات مسٹر جیٹ ویٹ صاحب نے کی وہ ٹکوا باد ہے۔ ج مان مجھ کو باد ہے لیکن بروقت عیث ہوئے مقدمے کے میں موجود تھا۔ اس لیکن بروقت تحقیقات مقدمہ کے تم موجود تھے۔ ج۔ میں موجود تھا جب مقدمہ دورہ سپرد ہوا اور سو وقت مجھ کو تعلق ہوا تھا۔ اس۔ اس بیان سے کیا تمھاری یہ غرض ہے کہ ٹکوا اس مقدمے سے کچھ تعلق تھا جسکی سماعت مسٹر جیٹ ویٹ صاحب کے روبرو ہوئی تھی۔ ج۔ جس وقت مقدمہ کی سماعت ہوئی تھی میں موجود تھا لیکن مقدمہ کو میں نے مرتب کیا تھا۔ میں ٹکوا باد ہو گا کہ مسٹر جیٹ ویٹ صاحب نے کہا تھا کہ صدر مقدمے میرے روبرو آئے اور میں نے ان کا فیصلہ کیا لیکن اس مقدمہ کو فی نہیں آیا جیسا کہ یہ مقدمہ ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ بناوٹ کا ہے۔ ج۔ میں آپ کے اس سوال کو نہیں سمجھا۔ اس میں سوال یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ مسٹر جیٹ ویٹ صاحب نے برسہ اجلاس یہ کہا تھا۔ ج۔ کہا ہو گا میں اور سو وقت موجود تھا۔ اس۔ تم نے سنایا اور طرح سے ٹکوا اطلاع ہوئی کہ صاحب موصوف نے تمھاری نسبت ایسا کہا تھا۔ ج۔ مجھ کو خیر نہیں۔ سوا اس کے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ مدعا علیہ کی باتوں پر مسٹر جیٹ ویٹ صاحب آگئے تھے اگر عدالت کو منظور ہو تو اون کا خدات سے جو میرے پاس موجود ہیں اس کو ثابت کر دوں گا۔

گجاند و تل کے پھر دوبارہ اظہار ہو

س۔ درمیان اور سو وقت کے جیسے کہ اون کا خدات پر مقرر لگ گئی تھی اور پھر وہ ہر توڑی گئی تمھارے قبضے میں کبھی وہ کا خدات آئے۔ ج۔ نہیں آئے۔ میں نے اون کا خدو کیا کیا۔ ج۔ صاحب میں نے اون کا خدو اون کو دو گھنٹہ تک دیکھا اس جو وقت تم نے اون کا خدو کی آزمائش کی تھی اور سو وقت کوئی کارکن بھی تھا۔ ج۔ مان کارکن تھے اس جب تھے اون کا خدو پر سپاہی کے نشان دیکھے تو نہنے کیا کیا۔ ج۔ میں نے اون کا خدات کو سوٹر صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اس نم رچی صاحب کے پاس پہنچ گئے

تھے۔ راج مین مقدمہ کو دیکھ کر دس مین گیا تھا۔ اب ساوہے چار بج گئے تھے اور کینٹن بیٹا سستہ ہوئی۔

اجلاس روز پانچواں
ایک بجے میران کینٹن جمع ہوئے سرلوہیں پٹی صاحب اور چھوڑ گیکو اور موجود تھے۔

ہر جیون داس پر شوتم داس کے اظہارات سٹراٹواری صاحب نے یہ اونے بیان کیا کہ مین کارکن جو کہ گجراتی زبان مین خزانے کا کام رکھتے ہیں اوکا سردار ہون چھو بساں اور سابق ہندوستانی حسابات مین کمال دخل ہے اول شخصوں کے جز بنائے جاتے ہیں اور ایک خزانہ درقون کا ہوتا ہے اور ساری ہی جز دن کی ہوتی ہے اگر ایک ورق بھی پھارٹا جائے تو ایک خیر خراب ہو جاتا ہے۔ سٹراٹواری صاحب نے پوچھا کہ ہیم چند فتح چند کی بچی کو دیکھ کے متناخت کر سکتے ہو کہ امین کوئی ورق بھاڑا گیا ہے۔ ج مان صاحب امین سے ورق نکالے ہیں اور اٹھوان اور ساتوان جز نے کاغذ کا جوڑا گیا ہے۔

سوالات جرمیٹ بیلن ٹامن صاحب

س۔ کیا تم سچ کہتے ہو کہ امین سے ورق نکالے گئے ہیں۔ ج مان صاحب چھ جز مین سے کئی ورق نکالے گئے ہیں میں چھ جز مین سے کے ورق بے گئے ہیں۔ ج صاحب دو ورق بے گئے ہیں میں کے ورق تبدیل کیے گئے ہیں۔ ج میرہ ورق تبدیل کیے گئے ہیں اور خیر مین میں س وہ کون سا جز ہے۔ ج ساتوان جز ہے میں کیا انگوٹھی کی نسبت ادھی جز مین لکھا ہے۔ ج مان صاحب اسی مین لکھا ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل نے پھر اس کے اظہار یہ

سبکو بتاؤ کہ کس جگہ سے ورق جاتے رہے ہیں۔ ج اونے ایک پلے کر جہان سے ورق گئے تھے اول سے آخر تک نشان کر دیے۔ یہ بتاؤ کمان کمان دوسری سیاہی سے لکھا ہے۔ ج اونے فوراً جہان جہان دوسری سیاہی سے لکھا تھا بتا دیا۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے فرینک ہنری سوٹر صاحب کو بتا کر اون کے اظہار لینا شروع کیا

اوتھون نے بیان کیا کہ مین کشنر پولیس اور کمپنن آف وی اسٹار آف انڈیا کا سہل
 ۹۔ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اوس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے برودہ کو آیا تھا جہین کہ مشہور
 تھا کہ کرنل فیروز صاحب کو زہر دیا گیا میرے ساتھ خان بہادر اکبر علی اور اون کا بیٹا
 خان بہادر عبد العلی اور راول بہادر گجاندو تل تھے۔ مین بھول گیا راول بہادر گجاندو تل
 میرے پھوپھے سے کئی روز بعد آئے تھے مجھ کو خوب یاد ہے کہ مین نے اس مقدمے میں سماء
 اینڈ آیا کا اظہار لیا تھا ۱۶۔ دسمبر کو بوقت ۵ بجے اوسکے مکان پر جو بیوی صاحب کے
 احاطے میں ہے دیکھا تھا اوس روز اوسنے مفصل حال بیان نہیں کیا نہ مین نے اوس روز
 اوسکے اظہار کئے کیونکہ وہ شدت سے بیمار تھی جو کچھ اوس روز آبانے کہا تھا مجھ کو بخوبی یاد
 ہے مین نے اوسے بیان کیا تھا کہ مین پھر راول کے پاس دو مرتبہ گئی تھی اور وہ بھی پایا تھا
 چونکہ اوس وقت وہ شدت سے بیمار میں بھی مجھے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میرے اظہار بھرنے لے گا
 مجھ کو یہی بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے مجھ کو بخوبی یاد ہے کہ قبل اس میرے جانے کے کوئی
 پولیس کا آدمی آیا کہ پاس نہیں گیا تھا۔ ۱۸۔ دسمبر کو مین آیا کا اظہار لیا تھا عدالت میں
 جو اظہار لکھے ہوئے ہیں میرے لیے ہوئے اور میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں مجھ کو ترجمہ کی ضرورت
 نہیں ہے مین ہندوستانی زبان بخوبی سمجھتا ہوں ۲۱۔ دسمبر کو مین نے اسپتال میں جا کر پھر
 آیا کے اظہار لیے اون دونوں اظہاروں پر نشان حرف وی نمبر ۲۔ کا ہوا۔ ڈاکٹر سوڈو
 صاحب ۱۹۔ دسمبر کو رزٹرنسی میں آئے اور مجھے کہا کہ آیا کو اب آرام ہے وہ آپ کو بلاتی
 ہے چنانچہ ۲۱۔ دسمبر کو مین نے اوس کے پاس جا کر اوسکے اظہار لیے۔ مین نے ۲۴۔ ۲۵۔
 ۲۶۔ دسمبر کو راولی کے بھی اظہار لیے تھے اور ۲۶۔ دسمبر کو نرسو کے بھی اظہار لیے یہ سب
 اظہار جو عدالت میں داخل ہوئے میرے ہی ہاتھ کے ہیں نرسو ۲۳۔ دسمبر کو گرفتار ہوا تھا
 وہ رزٹرنسی میں قید کیا گیا اور جنگی پورے اوپر مقرر ہوئے اوس روز سے آج تک وہ
 جنگی پورے میں ہے قبل یہ جانے اظہار کے کوئی وعدہ معافی قصور کا اوس سے نہیں کیا
 جب اوسکا اظہار ہونے والا تھا مین نے سر لوئس پٹی صاحب کو بھی بلا لیا۔
 سر لوئس پٹی صاحب نے بھی اوس سے کہا کہ کوئی خطا تمہاری معاف نہوگی بلکہ جو جرم

تیسرے قائم ہو گا بموجب اسکے تھکوسنرادیجاے گی یہ سنکر نرسو جمعہ اسنے اپنی پگھوسی اون کے
قد مون پر رکھ دی اور کہا کہ چاہے مجھکو بھانسی ہو جاے لیکن جو حال صحیح صحیح ہے وہ آپ
سے بیان کروں گا اور جو کچھ میں نے کیا ہے یا کرتے ہوئے دیکھا آپ مصافحہ بیان
کروں گا جب وہ بیان کر چکا تو اسکو بہرے میں بھیج دیا اوس روز اسکا اظہار تحریر نہیں ہوا
تھا۔ ۲۴۔ دسمبر کو میں نے اس کے اظہار لکھے جس کمرے میں نرسو کے اظہار لکھے تھے وہ زینتی
میں کھاتے کا کمرہ تھا کھانے کے کمرے کے برابر جو کمرہ ہے اوہیں میں رہتا تھا جس پر دروازہ
کی پٹی دیکھی گئی مجھکو وہ تاریخ یاد ہے ۲۵۔ دسمبر تھی مجھکو ایسا یاد آتا ہے کہ قبل میرے
وان چھوٹنے کے پٹی رنگائی گئی تھی اوس وقت میں اپنے کمرے میں گیا کہ انفر وینیکٹو پوس
ر پولیس سرائے رسانی نے مجھکو اطلاع کی کہ پٹی میں کوئی کاغذ معلوم ہوتا ہے اوس
مقام پر کچھ دوڑے نکلے ہوئے تھے میں نے اپنے ماتھے سے پوڑیہ نکالی جب اسکو کھول کر دیکھا
تو کوئی تھے سفید سفید معلوم ہوئی میں نے اپنے ماتھے سے ایک لفافے میں رکھا اور اسکی
کیفیت تجزیہ کی اور حیرت ہوئی گیا اسکو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب دودھ پنت کے اول اظہار
پیسے گئے میں بڑودے میں موجود تھا۔ میں نے بمبئی سے پھر واپس آکر ۳۔ ۴۔ ۵۔ فروری
شعبہ ۱ کو اس کے اظہار لیے اس کے اظہار یہ موجود ہیں چنانچہ سوٹر صاحب سے اظہار لے کر
شامل سل ہوئے اور نشان حرف جی نمبر ۲۔ کا اس پر کیا گیا تبعدہ گواہ نے بیان کیا کہ مجھکو
چند حساب کے کاغذ دیکھنا یاد ہے اوہیں جا بجا سیاہی کے دہتے پڑے ہوئے تھے۔

۱۔ فروری کو یہ کاغذ حساب کے دیکھے تھے یا شاید جوڑی میں دیکھے ہوں تاریخ بخوبی
یاد نہیں۔ ایک پولندہ کاغذ کا گجراتہ دنل میرے پاس لایا تھا اور مجھے کہا کہ نیچے میں
چلو حساب کے کاغذ دیکھے جاتے ہیں میں دوسرے ایک نیچے میں رہتا تھا اور حساب کے
کاغذ دوسرے ڈیرے میں رہتے تھے جب میں ومان گیا تو دیکھا کہ چند ہندوستانی کارکن
بے کارک اور حساب کے کاغذات کو دیکھ رہے ہیں میں نے کچھ کتابیں اور بھی ومان
رکھی دیکھیں جنہیں چند مقام پر سیاہی پڑی ہوئی تھی ومان دیر تک میں بیٹھا رہا جو
کارکن اور کاغذات کو دیکھ رہے تھے وہ خود انھیں کے لئے ہوئے کاغذات تھے

اور محل سے آئے تھے اون میں ایک کا نام بلونت رات تھا۔ میں نے سیم چند اور فتح چند کا اظہار کیا۔ مجھ کو خوب یاد ہے عدالت میں جو اظہار موجود ہے وہ میرا لکھا ہوا ہے۔ ۶۔ فردری کو کرنیل بارٹن صاحب کے احاطے میں یہ اظہار پڑے تھے۔ سر رچرڈ میڈر صاحب نے دریافت کیا کہ کس تاریخ کو تھے یہ اظہار پڑے تھے گواہ نے کہا کہ ۶۔ فردری کو پڑے تھے اوسے ہندوستانی زبان میں اظہار دیے تھے جس روز انگریزی میں میں نے اوس کے اظہار پڑے تھے اوس دن مرٹنی یا گجراتی زبان میں بھی اوس کے اظہار لکھے گئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ تم ہندوستانی زبان جانتے ہو جب اوسے کہا کہ ان جانتا ہوں توینے ہندوستانی زبان میں اوس سے سوالات کیے۔

سار جیٹ میلن ٹاٹن صاحب نے کہا کیا آپ نے اوس کے اظہار ہندوستانی زبان میں لکھے تھے۔ گواہ نے کہا کہ میں نے ہندوستانی زبان میں دریافت کیا تھا لیکن انگریزی زبان میں تحریر کیے تھے جب اوس کے اظہار لکھے گئے تو اونکو ہندوستانی زبان میں سنائے گئے تھے۔

مجھ کو خوب یاد ہے کہ اوسے اپنے اظہار پر دستخط بھی کیے تھے اوسکو کسی قسم کی دیکھی نہیں ہوئی تھی نہ کچھ رشہ دیکھا ہوا ان اظہاروں کے اور بھی کچھ باتیں اوسے مجھے کی تھیں اوس کے کان میں ایک بالی پڑی ہوئی تھی وہ نہایت عمدہ تھی میرے اوس میں چڑے تھے چونکہ میں نے ایسی بالی کبھی بنی ہوئی نہیں دیکھی تھی میں نے اوس سے دریافت کیا کہ یہ بالی کہاں کی بنی ہوئی ہے اوس نے کہا کہ بڑودہ کی بنی ہوئی ہے یہ باتیں قبل اظہار ہونے کے اوس سے ہوئی تھیں ان پر میں نے نشان حرف - اے - بی - سی - کے کر دیے تھے عدالت میں جو کتابیں رکھی ہیں وہی ہیں اوپر میرے دستخط بھی ہیں۔

جو وقت سیم چند فتح چند کے اظہار کمیشن میں پڑے گئے اسی سیم چند کے اظہار میں نے پڑے تھے۔ پانچہ اوس کے اظہار انگریزی عدالت میں داخل کیے گئے۔ اور نشان حرف پنج نمبر ۲ کا کیا گیا۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ یہ اظہار دیے ہیں غلطی نسبت سار جیٹ میلن ٹاٹن صاحب نے کر کے ہیں۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ نہیں یہ وہ اظہار نہیں ہیں۔

سار جینٹ مین ٹائن صاحب مرہٹی زبان پر عذر کرتے ہیں لیکن اون اظہار اون کو بھی تھوڑی دیر کے بعد داخل کروں گا بعد اس کے سوتر صاحب نے بیان کیا کہ بلوئٹ جسے صاحب کی جانچ کی تھی کبھی حراست میں نہیں رہا مین اوں کے نام سے واقف نہیں ہوں دو تین روز ہوئے کہ اوسکے اظہار کیشن مین ہوئے تھے۔

سوالات جرم سار جینٹ مین ٹائن صاحب

س۔ مین نے یہ بات سمجھی ہے کہ اول آپ نے نرنو سے باتیں کیں بعدہ اوسکو آپ سرسوس پہلی صاحب کے روبرو لائے اور وہ صاحب موصوف کے روبرو راضی ہوا کہ جو کچھ بیان جانتا ہوں بیان کر دوں گا۔ ج۔ ٹائن میں تمہارا سروز اوسکو اظہار تحریر نہیں کیوں ج۔ اوسروز اسنو صرف بیان کیا تھا لکھ نہیں گئے تھے۔ س۔ اوسروز جو گفتگو ہوئی کوئی تحریر آپ کے پاس نہیں ہو۔ ج۔ مان ضرور کا لکھا ہوا کچھ حال میرے پاس نہیں ہے۔ س۔ اوسروز اوسکے اظہار اون کا لکھا جانا کچھ مشکل تھا۔ ج۔ مین اس مقدمہ میں اور تحقیقات کرنا تھا اوسوقت مجھ کو فرصت نہ تھی۔ س۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وہ تحقیقات بہت ضروری تھی۔ ج۔ مان بہت ضروری تھی۔ س۔ اوس تحقیقات سے بڑھ کر اور کوئی بات نہ تھی۔ ج۔ مان بڑھ کر تھی اگر آپ چاہیں تو مین اپنا روزنامہ دیکھا سکتا ہوں کہ اوس روز مجھ کو کیا کام تھا۔ س۔ سٹریٹر صاحب مین جانتا ہوں کہ اوس روز آپ کو بہت کام ہو گا۔ روزنامہ کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا آپ نے صرف اوس کے اظہار نہیں لکھے۔ ج۔ مان اسپو جے نہیں لکھے اور مین جانتا تھا کہ نرسو جی گا۔ رد مین ہے پس کوئی شخص اوس کے پاس نہ جاسکتا ہے نہ کچھ سکھا سکتا ہے۔ س۔ کیا آپ کے پولیس کے آدمی نہیں جاسکتے تھے۔ ج۔ مان پولیس کے آدمی اس پھر آپ کے اس بات کے کیا کہنے سے کیا غرض ہے کہ کوئی شخص نہیں جاسکتا تھا ج میری غرض یہ جو کہ کوئی غیر شخص اوسکو پاس نہیں جاسکتا تھا۔ س۔ جب تین دن کو بعد اوسکے اظہار یہ تو اوسکا بیان ہی تھا جو اونے اول روز بیان کیا۔ ج۔ مان وہی بیان تھا جو اونے ۲۳ دسمبر کو کیا تھا اور ۲۴ دسمبر کو مین اوسکو طلبہ کیا۔ گجائند و مل کو پھر بلا یا سٹریٹر رانی صاحب نے پھر اوس سے سوال کیے۔ اوسنے

بیان کیا کہ میں ہم چند فتح چند کو جانتا ہوں کہ اونے سوٹر صاحب کے رو برو اظہار
دیے تھے اور میں نے ترجمہ اتنی زبان میں وہ اظہار لکھے اور ہم چند فتح چند
نے اوس پر دستخط کر دیے۔

سوالات جبرج سرخٹ بیلن ٹان صاحب

س۔ کیا ہشتیار کے کہنے سوٹر صاحب کو بلایا تھا اسکے اظہار کے لیے تھے۔ ج۔ سوٹر
سوٹر صاحب کے بعد ان کے لیے تھے۔ بلکہ سوٹر صاحب نے خود دیے تھے اور میں ان کے
ساتھ لکھتا جاتا تھا۔ س۔ میرا سوال یہ ہے کہ تھے قبل آنے سوٹر صاحب کے اسکے اظہار کے تھے یا پھر
نے اظہار کے لیے تھے یا یہ کہ فقط سوٹر صاحب نے آکر خود ہی اظہار کے اور قبل ان کے آنے
کے تھے بالکل نہیں ہے۔ ج۔ نہیں میں نے لکھے اور سوٹر صاحب نے خود ہی اظہار کے۔
س۔ کون تاریخ اوس میں ہے۔ ج۔ اوس میں آٹھویں تاریخ ہے اس مگر چھٹی تاریخ بھی تو
ورج ہے۔ ج۔ ان چھٹی تاریخ بھی ہے۔ س۔ دو تاریخ کے ہوئے کا کیا سبب ہے۔ ج۔
چھٹی تاریخ تو سوٹر صاحب نے اظہار کے تھے اور آٹھویں تاریخ سر لوہس پہلی صاحب کے
رو برو اونے دستخط کیے۔ اس سبب سے دو تاریخیں ہوئیں۔

ایڈوکیٹ جنرل نے دوبارہ اظہار کے

س۔ کیا پہلے گجراتی زبان میں اظہار کے تھے۔ اور بعد اسکے سوٹر صاحب نے انگریزی
میں لکھا۔ ج۔ نہیں صاحب پہلے سوٹر صاحب نے انگریزی میں لکھے تھے بعد اسکے گجراتی
زبان میں میں نے ترجمہ کیا اور اوس سے دستخط کرائے۔

صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ میں سمجھا کہ اول زبان انگریزی میں اسکا اظہار لکھا گیا
بعد اسکے گجراتی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ ج۔ ان صاحب انگریزی سے گجراتی زبان میں
ایک اور شخص ترجمہ کرتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے پوچھا تھے گجراتی میں لکھ لیا ہم چند کو سنایا بھی تھا۔ ج۔
ہم چند نے خود اسکو پڑھ لیا اور جہان جہان وہ اگامین نے اسکو بتلادیا۔ س۔
بعد اسکے کیا اونے دستخط کیے۔ ج۔ ان صاحب اونے خود اپنے ہاتھ سے دستخط کیے۔

صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ ہم چند نے کیا ہندوستانی زبان میں اپنے اظہارات دیے تھے ج۔ ہان صاحب کچھ ہندوستانی زبان میں اظہار دیے اور کچھ گجراتی زبان میں۔ س۔ نیتو کتے تھے کہ کسی اور شخص نے انگریزی میں لکھ کر گجراتی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ سر لوئس پیلی صاحب کو بلاؤ اور ہم اوسے چند سوالات پوچھیں گے۔ اور سر لوئس پیلی صاحب اپنی کرسی پر بیٹھیں اور اپنے اظہار میں

اظہار سر لوئس پیلی صاحب

سر لوئس پیلی صاحب کے اظہار ایڈوکیٹ جنرل نے بے ادھون سے بیان کیا کہ میں ایجنٹ گورنر جنرل ہند اور اپنی کنستبل ٹرودہ کا ہون ۳۰ دسمبر کی شام کو ٹرودے میں پھونپنا تھا ٹرودے کے پھونپنے کے بعد اول میرا کام یہ تھا کہ میں نے مسٹر سوٹر صاحب کو اس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے بلایا جو کرنل فیروز صاحب کو زہر دیے جانے کا ارادہ ہوا تھا اور یہ کارروائی بموجب اوس ہدایت کے میں نے کی جو مجھ کو گورنمنٹ سے ملی تھی چنانچہ مسٹر سوٹر صاحب میرے پاس مقرر ہوئے اور ۹ دسمبر کو وہ میرے پاس پھونپے۔

میں نے ان کے رہنے کے واسطے رزیدنسی میں ایک کمرہ دے دیا تھا جو کمرہ فی الحال کہانا کھانے کا ہے اوس میں ادھون سے اپنی تحقیقات شروع کی مجھ کو یاد ہے کہ میں نے ادھون سے سنا تھا کہ راؤ جی حوٹلار نے کچھ بیان کیا ہے میں نے اس مقدمہ کی کل تحقیقات مسٹر سوٹر صاحب کے سپرد کر دی تھی ۲۳ دسمبر کو صبح کو وقت مسٹر سوٹر صاحب اور مسٹر رچی صاحب میرے پاس آئے تھے میرا ارادہ تھا کہ بڑے دن کی تعطیلات میں بمبئی کو جانے

جب مجھ کو معلوم ہوا کہ بہت بڑی ایک بات ظاہر ہوئی ہے اوس وقت میں نے بمبئی کا جانا ناہو کیا۔ مسٹر سوٹر صاحب بھی ۲۱ دسمبر کو بمبئی جاتے ہوئے تھے میں نے ان سے کہا کہ ۲۳ تا ۲۵ تک آپ بھی نجائیے اوس روز کھانا ہوئے ذوالا ہے عداو کے ہم اور آپ ساتھ چلیں گے۔ مسٹر سوٹر صاحب اور مسٹر رچی صاحب نے راؤ جی کے بیان کا مجھے ذکر کیا تھا میں نے کہا کہ راؤ جی کو میں دیکھنا چاہتا ہوں جب میں نے اس کو دیکھا تو اوسے مجھے بیان کیا تھا جو آپ کینٹن کے روبرو اظہار دیا جو کچھ اوس کے دل میں آیا مجھے کہا اور کوئی شخص

اوسوقت راوی جی سے متوجہ نہیں ہوا دوسرے روز جمعرات بھی حقیقت میں زینے سے
 اترنا تھا میں نے مسٹر سوٹر صاحب سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیے میں فوراً مھاراجہ صاحب
 سے کہوں گا کہ زہر کے دیے جانے میں آپ کا بھی نام آیا ہے اوسوقت مسٹر سوٹر صاحب
 نے کہا کہ نہ سونے بھی سب باتوں کو قبول کیا ہے حقیقت مھاراجہ صاحب میرے پاس آئے
 سوٹر صاحب میرے ساتھ مھاراجہ صاحب کے پاس گئے بیٹھے مھاراجہ صاحب سے سب باتوں
 کا ذکر کیا اور کہا کہ آپ بھی ہر طرح سے تحقیقات میں مدد دیجیے تاکہ سب حال بخوبی معلوم
 ہو جاوے چنانچہ مھاراجہ صاحب نے مدد دینے کا وعدہ کیا جب مھاراجہ صاحب چلے گئے تو
 میں نے نرس کو دیکھا وہ کھانے کے کمرے میں بیٹھا تھا وقت مقررہ پر اوس کمرے میں گیا
 اور جمعہ صبح میں نے کہا کہ اگر ملکیو یہ خیال ہو کہ سب حال بیان کر دینے سے تمھاری خطا
 معاف ہو جاوے گی تو یہ بات ہرگز نہیں ہے حتی المقدور میں تمکو سزا دلانا کا بعد اس کے
 بیٹے کہا کہ تم تھوڑی دیر چلو بیٹھ کر خوب سوچ سمجھ لو اوس کے بعد جو تمھارے دل میں آئے بیان
 کرنا میں نے مسٹر سوٹر صاحب سے بھی کہا کہ جمعہ رات کو سمجھا دو کہ اوسکا قصور معاف نہوگا۔
 تھوڑی دیر تک جمعہ رات چپ بیٹھا رہا اوس کے بعد یکایک میرے پیرون پر بگڑی ڈال دی اور
 اوسنے اور بھی کچھ باتیں لجاجت کی کہیں وہ جھکویا دہنیں اوسنے کہا کہ سرکار مجھکو چاہے
 مارے یا زندہ رکھے میں جو کچھ سچ ہے سرکار کے روبرو بیان کر دوں گا چنانچہ اوسوقت
 اوسنے بیان کیا مگر اوسکا بیان لکھا نہیں گیا جو کچھ اوسنے کمیشن کے روبرو بیان کیا وہی
 مجھے لکھا تھا اور جو اظہار حضور گورنر جنرل کی خدمت میں بھیجے گئے اوسکا مطلب بھی نسل
 اوس اظہار کے تھا جو ۲۶ ستمبر کو مسٹر سوٹر صاحب نے پے تھے میرے کتے سے اول روز مسٹر
 سوٹر صاحب نے اوس کے اظہار نہیں لکھے تھے میں نے کہا تھا کہ ابھی اسکو غور کرنے دو پھر میں
 اس معاملہ میں کچھ کارروائی نہیں کی ۲۶ ستمبر کو بوقت شام میں باہر جانے کے واسطے
 کپڑے پہنتا تھا اور اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا اوسوقت میں نے نرس کو دیکھا کہ ایک پولیس
 کے سپاہی کے ساتھ زبردستی کے باغ کی طرف جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد کچھ شور و غل
 کی آواز آئی لوگ رسیان اور اعانت چلے تھے جس طرح ممکن ہوا میں فوراً زینے سے

اور تاجب برآمدے میں چھوٹی تو دیکھا کہ نرسو مع دو تین سپاہیوں کے بھاگا ہوا آتا ہے
 میں نے سپاہیوں سے پوچھا کہ کیا حال ہے اونہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص کنوین میں
 گر پڑا تھا اس لیے کنواں کچھ گھڑا ہے اور آپ اوس کنوے سے واقف ہیں۔ وح۔ مان میں اس
 کنوین کو جانتا ہوں بہ نسبت اور کنوؤں کے وہ زیادہ گہرا ہے۔ یہ کنواں پختہ بنا ہوا ہے
 دوسرے روز اتوار کو میں نے نرسو کو دیکھا اوس کے ایک رشتہ دار نے ایک عرضی بھیجی تھی
 جب گورنمنٹ انڈیا کے پاس سے جھیکو لیکوار کے گرفتار کرنے کی ہدایت ہوئی تو لیکوار کے
 محل میں جس قدر کمرے تھے سب پر جھنگوادی میں نے کپتان جیکین صاحب اور ایک پولیس
 کے حوالدار کو اس کام پر مقرر کیا تھا جھیکو اس حوالدار کا نام یاد نہیں ہے بعد گرفتاری
 لیکوار کے جو خاص خاص گواہوں کے اظہار سے گئے اون اظہارات کی تصدیق میرے
 روبرو ہوئی قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کے اظہار ہو جائے تھے تو پولیس کے لوگ تصدیق
 اظہار کے گواہ کو میرے پاس لاتے تھے اگر گواہ بڑا لکھا ہوا ہوتا ہے اظہار کو خود پڑھ لیتا تھا
 اور اگر ناخواندہ ہوتا تھا تو اسکو پڑھ کر اسکو اظہار سنایا جاتا تھا بعد سماعت کو وہ دستخط کرتا تھا
 اور میں اوپر تصدیق لکھ دیتا تھا دوسرے دن قبل اسکی گرفتاری کے میں جانتا ہوں ایک مرتبہ لیکوار
 پہلے دیکھا تھا اور شاید دو ایک باتیں بھی اوس سے میں نے کہی تھیں اسوقت جبکہ میں
 اوس سے باتیں کرتا تھا لیکوار بھی آئے تھے میں اوس سے گفتگو کرتے لگا جب لیکوار مجھے
 رخصت ہونے کو کہے تو کہا کہ دوسرے دن میرے پراپوٹ سکرٹری امین میں نے لیکوار سے
 نیوٹ اور سالم کے بھیجے رہنے کی درخواست کی تھی یہ دونوں شخص رزیدنسی کے احاطے
 میں قید ہیں دوسرے دن میں نے اوس کو بلایا تھا جب اول مرتبہ اوسکو طلب کیا تو میں کچھ
 کام کرتا تھا وہ غلطی سے شہر کو واپس آیا جب وہ غلطی جھیکو معلوم ہوئی تو میں نے اوسکو
 پھر فوراً بلایا حضور مجھاراجہ صاحب کے وکیل اوس کے پاس آتے جاتے تھے کچھ سماعت
 تھی میں بیٹو بسنت راوے ہذا سے واقف نہیں ہوں یہ شخص اپنے تین بیان کرتا ہے
 کہ میں لیکوار کا صراف ہوں اس شخص پر چند جرم ہیں بموجب ہدایت گورنمنٹ انڈیا کے
 اوسکی تحقیقات میں نے ملوثی رکھی ہے جب کشتن کا فیصلہ ہو جائے گا اسوقت دیکھا جائے گا

سوالات جریمہ سارجنٹ بیلن ٹائٹن حسب

س۔ سر لوئس پبلی صاحب جب گیکوار آزاد تھے تو آپ نے ان کو اکثر دیکھا ہوگا۔ ج۔
 بیشک میں نے بہت دفعہ ان کو دیکھا۔ حضور پھر راہروزیادوسرے روز میرے پاس
 آئے تھے میں جب آپ بروڈے میں آئے تو حضور دوسرے کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
 کہ آپ کو حضور پھر راہ کے انتظام میں اعانت کرنا بہت مشکل معلوم ہوا۔ ج۔ مجھ کو ہدایت
 تھی کہ جہاں تک ممکن ہو حضور پھر راہ کے انتظام میں مدد دون اور یہ بھی مجھ کو ہدایت
 تھی کہ کرنل فیہ صاحب نے جو رپورٹوں کی تحقیقات شروع کی تھی اس کو میں ختم کروں
 س۔ سر لوئس پبلی صاحب جب آپ سے اور حضور پھر راہ سے بائیں ہوئیں تو آپ کو
 معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کی صلاح مانتے تھے اور ملک کا عمدہ انتظام کرنا چاہتے تھے۔
 ج۔ حضور گیکوار مول سے چاہتے تھے کہ ملک کا عمدہ انتظام ہو اور جو کچھ میں ہدایت
 کروں اس کو وہ بجا لائیں۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نے کہا کہ میرے دوست ایڈوکیٹ جنرل نے آپ سے نسبت
 بشونت راہ اور سالم کے کچھ دریافت کیا ہے لہذا میں آپ کے رد پر کچھ کا قذات پیش
 کرتا ہوں اور یقین ہے کہ یہ کا قذات صحیح اور درست ہیں اور اگر میں غلط رہوں تو اس
 سے مجھ کو اطلاع دیجئے چنانچہ سارجنٹ صاحب نے ان کا قذات کا پڑھنا شروع کیا۔

چٹھی بنام داوا بھائی نوروجی

مائی ڈیر سر۔ اگر آپ سالم اور بشونت کو میرے پاس بھیجی دیجئے تو میں آپ کا ممنون
 ہوں گا۔ سٹریوٹر صاحب اس مقدمے سے جسکی فی الحال تحقیقات ہو رہی ہے انکی
 شہادت لینا چاہتے ہیں۔

دستخط۔ لوئس پبلی۔ مقام ریڈنسی۔ مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۹۰۲ء

سارجنٹ صاحب نے کہا کہ سر لوئس پبلی صاحب کیا آپ نے مندرجہ ذیل چٹھی اسی روز پائی۔

چٹھی بنام سر لوئس پبلی صاحب محل ٹرودہ

دائع ۲۳۔ دسمبر ۱۹۰۲ء

مانی ڈیرسر۔ بوجب آپ کی تحریر کے جو اس وقت میرے پاس پھونچی مین نے سالمہ اور
یشونت راو کو ادھی شہادت کے واسطے آپ کے پاس روانہ کر دیا۔

آپ کا خادم۔ دادا بھائی نوروجی۔
اور ایک چٹھی اور بھی آپ کے پاس دادا بھائی نوروجی کی آئی وہ یہ ہے۔
بنام سر لوئس پیلی صاحب

مانی ڈیرسر۔ مین نے سالمہ اور یشونت راو کو آپ کے پاس بھیج دیا یقین ہے کہ وہ
پھونچے ہوں گے مین منظر ہوں کہ آپ کے پاس سے اور کوئی چٹھی آئے جسکی مین تفصیل کروں
دستخط۔ دادا بھائی نوروجی۔

سر لوئس پیلی صاحب نے جواب دیا کہ دادا بھائی نے یہ چٹھی شاید اس واسطے لکھی کہ سالمہ
اور یشونت راو شہر کو واپس گئے تھے۔ سارجنٹ میلن مان صاحب نے پھر ایک چٹھی لکھی
وہ یہ ہے۔

بنام دادا بھائی نوروجی

مانی ڈیرسر۔ محرابانی کر کے محاراجہ صاحب سے کہیے کہ سالمہ اور یشونت راو کی خانہ تلاشی
کیجاے کیونکہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جرم زہر خورانی مین صاحب رزیدنٹ سابق کے شریک
ہیں اور چونکہ کشتیر پولیس اس مقدمہ کی تحقیقات کرنے مین اسوجہ سے تلاشی کی ضرورت
ہے۔ کشتیر پولیس یہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ اپنی کچھری کے کسی انسر کی معرفت اون کی
خانہ تلاشی کرائیں اس چٹھی کو دو آدمی کشتیر پولیس کے آپ کے پاس بھیجائیں گے ان لوگوں
کے سامنے خانہ تلاشی ہونا چاہیے۔

دستخط۔ لوئس پیلی۔ مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۹۴۴ء

بعدہ سر لوئس پیلی صاحب نے اور دوسری چٹھی بھیجی اور محاراجہ صاحب نے فوراً
اد کی تفصیل کی۔

بنام دادا بھائی نوروجی

مانی ڈیرسر۔ صاحب کشتیر پولیس نے مجھ کو اطلاع دی کہ یشونت راو اور سالمہ ملازمان

لیکھو اور جھکوا آپ نے سچو اور یا تھا وہ بغیر اظہار اور بلا حاضری کے صاحب کشتن پولیس کے پاس سے شہر کو واپس گئے۔ صاحب کشتن پولیس کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر زبردستی کا جرم ثابت ہو لہذا صاحب کشتن پولیس چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو حراست میں رہنے کے واسطے بھیج دیجے میری صلاح حضور لیکھو اور کو یہ ہے کہ اس مقدمے کی تحقیقات میں ہر طرح سے مدد دین تاکہ مقدمہ صاف ہو جائے اگر حضور لیکھو اور ان لوگوں کو گارڈین بھیجیں گے تو مناسب ہوگا۔ دستخط۔ لوئس پیلے۔

تبعہ اس کے دادا بہائی نوروجی نے مندرجہ ذیل چٹھی سر لوئس پیلے صاحب کے نام بھیجی بنام کرنل سر لوئس پیلے صاحب۔ برودہ۔

مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء

حجرت آپ کی چٹھی پھونچی فوراً مھاراجہ صاحب نے یثوت راؤ کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ تم اور سالم بغیر اظہار ہوئے کیون رزیدنسی سے واپس آئے۔ یثوت راؤ نے کہا کہ ہنچھی ایک پٹہ والہ کو دی پٹہ والے نے واپس آکر کہا کہ صاحب نے کہا ہے کہ سلام ہو بویہ سنکر سالم نے جواب دیا کہ صاحب نے ہم لوگوں کو مضرت طلب کیا ہے صاحب سے دریافت کر دو کہ واسطے جھکوا بلایا ہے اس وقت مانا جی پٹہ والے نے آکر کہا کہ تم لوگ جاؤ۔ پس ان سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ غلطی ہوئی میں نے ان لوگوں سے نہیں کہا کہ تم صاحب کشتن پولیس کے پاس جانا میں نے صرف آپ کے پاس بھیجا تھا جب میں نے مھاراجہ کو آپ کی چٹھی کا مضمون سمجھایا تو انھوں نے کہا کہ تم اس ہے جو اپنی غلطی ہوئی چنانچہ مھاراجہ صاحب نے حکم دیا کہ فوراً وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوں اور اب میں ہمراہی ایک کارکن کے بھیجتا ہوں یہ کارکن ان کو آپ کے سپرد کرے گا۔ حضور مھاراجہ صاحب ہر وقت آپ کی اعانت کرنے کے واسطے مستعد ہیں اور چاہتے ہیں کہ مقدمہ بخوبی صاف ہو جائے۔ دستخط دادا بھائی۔ نوروجی۔

بنام دادا بہائی نوروجی

مقام رزیدنسی۔ مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء۔ نانی ڈیرسر۔ مین شکور ہون کے

آپ نے اس قدر جلد ہی سالمہ اور نشوونہ راؤ کو اداس شہادت کے واسطے بھیجا یا اپنے کشتی پولیس سے خود کھد دیا ہے کہ یہ لوگ حراست میں رکھے جائیں مگر راؤ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور کل افکنی گواہی ضرور دے لیجائے اگر پٹہ واسے نے اون لوگوں سے سلام ہونے اور چلے جانے کو کھد دیا تھا تو بغیر میری اطلاع کے اداسے کہا تھا۔

میری طرف سے حضور گیکو اڑکا شکریہ ادا کیجیے کہ وہ میرا اطمینان کرتے ہیں اور ہر طرح سے وہ میری مدد کریں گے اگر ممکن ہو تو مکمل صبح کے ۸ بجے آپ مجھے ملاقات کیجیے۔ دستخط۔ پولیس پبلی۔

یہ چٹیان سنگریسر پولیس پبلی صاحب نے جواب دیا کہ غلطی کا ہونا تو صاف ظاہر ہے مناسب تھا کہ نشوونہ راؤ اور سالمہ صاحب کشتی پولیس کے پاس جاتے۔ حضور گیکو اڑنے میری چٹھیوں کے جلد جلد جواب دیے۔

س۔ کیا اس بات کا میں یقین کر دوں کہ جب گیکو اڑ کی نسبت زہر خورانی کا احتمال ملے تو وہ خود آئے اور انہوں نے اپنے تئیں سپرد کر دیا۔ ج۔ درحقیقت انہوں نے ایسا نہیں کیا اس پس آپ بطور خود بیان کیجیے کہ کیا ہوا تھا۔ ج۔ اول مرتبہ ۲۳ دسمبر کو میں نے سنا کہ گیکو اڑ بھی زہر خورانی کے مقدمے میں شامل ہیں جب وہ ۲۴ دسمبر کو میری ملاقات کے واسطے آئے تو موجودگی کشتی پولیس کے میں نے سب حال جو گدرا تھا اون سے کھد دیا اور درخواست کی کہ جہاں تک ممکن ہو آپ اس مقدمہ کی تحقیقات میں مدد کریں انہوں نے کہا کہ میں بروقت مدد کرنے کے واسطے موجود ہوں۔ س۔ جب سے آپ نے یہ بات اون سے کہی اور جب تک کہ وہ گرفتار نہیں ہوئے راؤ کو کسی طرحی روک ٹوک تھی ج۔ کون سی گیکو اڑ۔ ج۔ نہیں میں آپ نے راؤ کو کیونکر گرفتار کیا ج۔ جب حضور ولسلے نے مجھ کو ہدایت کی اور سوقت میں نے گرفتار کیا۔ س۔ کیا خود وہ زہر پیدسی میں آئے تھے۔ ج۔ مان وہ خود زہر پیدسی میں آئے تھے۔ اور میں نے سب حال اون سے کھد دیا تھا۔ س۔ اور سوقت انہوں نے اپنا یہ قصور ہونا بیان کیا تھا اور آپ سے کہا تھا کہ میں تیار ہوں مجھ کو اس وقت قید کر لیجئے۔ میں نے سنات

ایکسی قاعدے کا برتاؤ ہوا تھا۔ ج۔ ٹان میں سرحد زبڈنسی تک گیا جب اونکی عملداری میں پھونپا تو حضور دسبرے کا اشتہار پڑھ کر سنایا اور اونکو گرفتار کیا یہ سب باین۔ نہایت عزت کے ساتھ ٹوہن میں پنچملہ اور بانون کے لگوارٹے یہ بھی کہا تھا کہ میرے دشمن بہت ہیں۔ ج۔ ٹان کہا تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ جو زمین میرے بانون کے نیچے ہے وہ بھی میری دشمن ہے۔ پس اس وقت سے لگوارٹہ راست میں ہیں۔ ج۔ ٹان حراست میں ہیں لیکن اعزاز کے ساتھ پس اونکا اسباب سرکار نے بالکل ضبط کر لیا۔ ج۔ جو اسباب محل میں تھا وہ عاریتاً فرق موہا ہے۔ پس کل اسباب فرق موہا ہے۔ ج۔ ٹان اور میں نے تمام اسباب پر اس واسطے ہتھ لگا دی ہے تاکہ مصالح نہو اور محفوظ رہے۔ جس شخص کی نسبت سرکار ہدایت کریگی اسکو وہ کل اسباب واپس دے گا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ اب شہادت ختم ہوئی جو کمیشن کے روبرو ہونے والی تھی۔ بیلن ٹان صاحب نے کہا کہ اگر سر لوہس پہلی صاحب کی شہادت کسی قدر آج پہلے ختم ہو جاتی تو میں ایڈریس شروع کرتا لیکن چونکہ اب زیادہ دیر ہو گئی اس لیے کل کے رفرپش کروں گا۔ صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ بہت اچھا کل پیش کیجیے گا۔ سارجنٹ بیلن ٹان صاحب نے کہا کہ اگر آپ اجازت دینگے تو میں ایک بیان تحریری لکھواؤں گا قبل شروع کرنے ایڈریس کے پیش کروں گا چنانچہ عدالت برخاست ہوئی۔

اجلاس روز شاتر دہم
گیارہ بجے ممبران کمیشن جمع ہوئے سب لوگ مع حضور پھر راؤ اور سر لوہس پہلی صاحب کے موجود تھے سرجنٹ بیلن ٹان صاحب نے کہا۔ مائی لارڈ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں سوٹر صاحب سے خبر پوچھوں اور پوچھوں چنانچہ سوٹر صاحب واسطے گواہی کے بلائے گئے۔ اس نے اپنے کو نوکر راؤ جی کو پٹہ لینے کو واسطے بھیجا تھا۔ ج۔ مئے راؤ جی کو نہیں بھیجا۔ پس۔ مگر معلوم ہے کہ تمھارے آنے کے پیشتر پٹہ لگ گیا تھا۔ ج۔ ہاں لگ گیا تھا۔ صاحب پریسیڈنٹ نے سرجنٹ بیلن ٹان صاحب سے کہا کہ میں آپ کے سوال کا مطلب نہیں سمجھا۔ ج۔ میرے سوال کا مطلب یہ ہے کہ سوٹر صاحب نے کسی کو پٹہ لینے کو واسطے بھیجا تھا سوٹر صاحب نے جواب دیا کہ میں ذرا ایک شخص کو بھیجا تھا۔ پس میں نے خود اپنی ماتحت سے اس کو پٹہ لگوا

دیکھا۔ جہان میں نے خود اپنے ہاتھ سے دیکھا۔ سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب نے بیان کیا کہ حضور
 طہر را وچاہتے ہیں کہ ایک بیان تحریری جہاں کمیشن کے روبرو پڑ جائے مجھ کو یقین ہے کہ آپ
 صاحب زبان مرہٹی سے واقف ہوں گے۔ اگر میرا گمان صحیح ہے تو مترجم زبان مرہٹی میں اور میں ان
 پر ہے سر رچرڈ نیڈ صاحب نے کہا کہ مہاراجہ جے پور مرہٹی زبان کو نہیں سمجھتے ہیں ترجمہ کی ضرورت
 ہوگی۔ سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب نے کہا کہ اس صورت میں ہندوستانی زبان میں ترجمہ ہو جائے
 صاحب پریسڈنٹ نے پوچھا کہ یہ بیان تحریری کس زبان میں ہے۔ سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب
 نے کہا کہ مرہٹی زبان میں ہے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ آپ کتے ہیں کہ آپ کے پاس ان بیان
 تحریری کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہے۔ سارجنٹ میلن ٹاٹن صاحب نے کہا مان انگریزی میں
 بھی ترجمہ ہے۔ مناسب ہے کہ یہ بیان تحریری انگریزی میں پڑ جائے اور فوراً اس کا ترجمہ ہندوستانی
 زبان میں ہو جائے۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا ابتر ہے کہ اول زبان انگریزی میں پڑ جائے۔
 اور حالینچاب حضور مہاراجہ جے پور کتے ہیں کہ انگریزی میں پڑ جانا کافی ہے بعد ہندوستانی
 زبان میں اور اس کا ترجمہ ہو جائے گا۔ مشرراہن صاحب نے کہا کہ اگر حضور اجازت دیں تو اس
 بیان تحریری کو میں پڑھوں۔ چنانچہ بعد اجازت کے صاحب موصوف نے پڑھنا شروع کیا۔
 میرے عزیز دوست حضور گورنر جنرل نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مجھ کو ہر طرح سے موقع ملے کہ میں اس
 بہت بڑے اہتمام کو روک دوں جو مجھے حایہ کیا گیا ہے۔ مجھے یہ کہ کرنیل فیض صاحب جو میرے یہاں رزیدنٹ
 تھے ان کی زہر خورانی کا ارادہ کیا گیا۔ اب میں ہاپٹس طرح حضور دسیر کو اس خواہش سے کہ میں اپنے
 تین اور تمام خلائق کے روبرو اس اہتمام سے صاف کروں۔ بیان کرتا ہوں۔

مجھ کو کہی کرنیل فیض صاحب سے دشمنی تھی نہ اب ہے۔ اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ میں اور میرے ذریعہ
 جانتو تھو کہ کرنیل فیض صاحب نے عمدہ رزیدنسی پر ایسی کارروائی شروع کی تھی کہ ریاست کا عمدہ انتظام
 ناممکن ہو تا میں پہلے ناکام ہو چکا تھا حضور دسیر مورخہ ۲ جولائی ۱۸۸۵ء کے کرتا تھا اور خلیفہ کو
 حسب رپورٹ کمیشن ۱۸۸۵ء کے میرے پاس آیا تھا میں نے داوا بھائی نور جی اور بالاموگیش دیکل اور
 ہرنرجی اور داسیر دیا اور فاضل شمس الدین وغیرہ اپنے وزیر ذکی صلاح سے ۲ نومبر ۱۸۸۵ء کو
 بذریعہ کرنیل فیض صاحب حضور گورنر جنرل کو خلیفہ روانہ کیا ہر چند کہ کرنیل فیض صاحب نے عدلیہ

میں نے بخوبی جانتا تھا کہ جب حضور گورنر جنرل کے روپر و صحیح صحیح حال پیش کیا جاگا تو میری درخواست پر بخوبی لحاظ ہو گا چنانچہ ہی خیال میرا اور تمام میرے وزیروں کا تھا اس خیال کو زیادہ تر مضبوطی اسوجہ سے بھی ہو گئی تھی کہ ایک مرتبہ گورنمنٹ بمبئی نے کرنل فیروز صاحب کو بہت بڑی چشم نمائی کی تھی ہمارا خیال غلط تھا کیونکہ ۲۵-نومبر ۱۹۰۵ء کو ان کی تبدیلی کا حکم آگیا۔

اس صورت میں مجھ کو نہ تو کوئی نصب ذاتی تھا۔ نہ کوئی پولیٹیکل دیتھنی جسکے سبب میں اس جرم کا ارادہ کرتا جسکا الزام مجھ پر لگا یا ہے اور میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے نہ بذات خاص نہ کسی اور کارندے کے ذریعے سے کرنل صاحب کے دینے کے واسطے زہر تنگیا یا تاکہ ان کی جان لیجائے اور نہ میں نے بذات خاص اور نہ کسی اپنے کارندے سے یہ کہا کہ ایسا ارادہ کیا جانے اور میں بیان کرتا ہوں کہ مسماۃ امینا اور نرسو اور راجی اور دمو و تریمبک کی شہادت اس مقدمہ میں غلط ہے۔

اور میں یہ بھی بیان کرتا ہوں کہ میں نے نہ بذات خاص کسی رزیدنسی کے نوکر کو ترغیب دی کہ وہ بطور جاسوس کے مجھ کو خبریں دیں اور نہ میں نے کسی شخص کو اس کام کے واسطے روپیہ دیا۔

یہ بات میں نہیں کہہ سکتا کہ رزیدنسی کے نوکروں کو کبھی انعام نہیں دیا گیا کیونکہ جب کبھی کوئی تقریب یا خوشی یا تہوار ہو ا اور سوقت انعام دیا اگر کسی خفیف امر کی اطلاع ہو تو اسکا میں ذمہ دار نہیں ہوں یہ بات لوگوں کی بنائی ہوئی ہے میں نے بذات خاص کسی نوکر سے ایسی خبروں کے لانے کی درخواست نہیں کی نہ میں نے ایسی کوشش کی کہ رزیدنسی سے خفیہ خبریں تنگائی جائیں۔ میں اپنے تئیں بلا خوف و خطر کمیشن کے روپر و پیش کرتا ہوں امید قوی ہے کہ جو میرے مغرز اور مکرم دوست حضور و میرا نے ممبر مقرر کیے ہیں وہ بہر صورت میرے مقدمہ کا انصاف کریں گے اور جو کچھ مجھے سوال کیا جائے گا میں اس کے جواب دینے کے واسطے موجود ہوں۔ اور میں ہر قسم کھا کر انکار کرتا ہوں کہ میرے دشمن جو بہت بڑا جرم مجھ پر عاید کرنا چاہتے ہیں وہ محض غلط ہے۔

سرحدت بدین ثمان صاحب کی اسپیش

سازت بدین ثمان صاحب ممبران کمیشن کے روبرو اسپیش کرنے کے واسطے منجانب حضور غیور
اٹھے اور اس طرح بیان کیا کہ حضور لاڈ اور حضور مھاراجگان اور ممبران کمیشن پر
واضح ہو کہ میں یقین اور خیال کرتا ہوں کہ حضور گیکو اڈ بڑودہ پر نہایت ظلم سے بے بنیاد
مقدمہ دائر کیا گیا ہے اب حضور مھاراج کو موقع ملا ہے کہ وہ ایسی عدالت سے اپنے انصاف
کے داد خواہ ہوں۔ اب یہ بات ظاہر ہوئی کہ کس قدر بے بنیاد یہ تہام ہے۔ اور یہ بات
ظاہر ہوئی ہے کہ کس خفیف بنیاد پر اون سے اذکی آزادی چھین لی گئی اور وہ اپنی
رعایا کی نظروں میں حقیر کیے گئے اور مثل اس شخص کے جو سنگین جرم میں قید ہوتا ہے۔
اونہوں نے تکلیفیں اٹھائیں اور اب یہ بھی معلوم ہوا کہ کس کس شہادت سے یہ جرم اوپر
قائم ہے اور وہ شہادت کس طرح حاصل کی گئی۔

معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اس مقدمے کے پیروکار ہیں ایسے دل سے مدعی بن گئے کہ خارج
از بیان ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اس مقدمہ میں پولیس نے بلا خوف و خطر بہت سی کارروائی
کی۔ اب حکو معلوم ہوا کہ اس مقدمہ کی کیا بنا ہے اور کس طرح کی شہادت ہے اور کیسے
کیسے گواہ اس مقدمہ میں گواہی دینے کو آئے ہیں۔ میں بے باکانہ ظاہر کرتا ہوں اور بلا خوف
کہتا ہوں کہ کوئی دور اندیش آدمی میرے بیان کی تردید نہ کرے گا کہ مختلف بیان ہرگز
یقین کے لائق نہیں ہیں اور وہ باتیں جو غیر ممکن ہیں اور وہ معاملات جو خیال سے باہر
ہیں سب کا مجموعہ کیا گیا اور ایک ایسا جرم قائم کیا گیا جو زمانہ حال میں سنا نہیں گیا
ایسا کوئی مقدمہ کسی عدالت میں پیش ہوا اور یہ بات میں بے تامل ظاہر کرتا ہوں کہ جو
گواہ ثبوت جرم کے واسطے پیش کیے گئے انکو مطلق اپنی عزت و کلام کا پاس نہیں۔

حضور گیکو اڈ کی طرف سے جو میں اسپیش کھڑا ہوں وہ سب لوگوں کے دلوں پر منقش
کرنا چاہتا ہوں کہ صحیح معاملہ کیا ہے جو محکومان ایک گواہ کی گواہی دوسرے گواہ کے بیان سے
مختلف معلوم ہوتی ہے اور ہر ایک آدمی کی گواہی دہانت کے ساتھ پائی جاتی ہے اور
اوس سے جھوٹ ظاہر ہوتا ہے جن لوگوں نے گواہوں کے بیان کو سنا ہے وہ

کھ سکتے ہیں کہ گواہوں نے بالکل دروغ حلفی کی کوئی منفرد شخص ایسے گواہوں کی شہادت کو باور نہیں کر سکتا۔ مافی لارڈ۔ مین بیان کر چکا ہوں کہ کل شہادت جو کمیشن میں لگی ایسی مختلف ہے کہ کبھی سنی نہیں گئی۔

زمانہ حال میں ایسا کوئی مقدمہ میری نظر سے نہیں گذر ا مجھ کو یہاں کی عدالتوں سے واقفیت نہیں ہے شاید یہاں کی عدالتوں میں ایسی بد ذاتی کے مقدمے دائر ہوتے ہوں لیکن اور ملکوں کی عدالت میں ایسے مقدمے کے دائر ہونے کا حال نہیں سنا گیا میں اس بات سے افسوس کرتا ہوں کہ اوسن بچارہ راجہ کی آزادی نہایت بدنامی کے ساتھ چھین لی گئی علاوہ اس کے بہت بڑی رسوائی اذکی ہوئی اور ایسی رسوائی کا اذکو بہت بڑا خیال ہے۔ جب میں شہادت پر نظر ڈالتا ہوں تو جھوٹ اور بناوٹ کا ڈھیر معلوم ہوتا ہے جب میرے روبرو گواہوں کے اظہار ہوئے تھے تو مجھ کو نہایت تعجب ہوتا تھا کہ یہ لوگ کس کس طرح کے جھوٹ گرہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک جھوٹ سے دوسرے جھوٹ کی صداقت ہو اور ایسے جھوٹ کے بولنے والے سمجھتے تھے کہ سننے والے بوقوف میں جو کچھ ہم کہیں گے وہ یقین کر لین گے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ جھوٹ اوس شخص کی نسبت ہوتے ہیں جس سے سرکار ناراض ہے قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص مغلوب ہوتا ہے اور اوسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ اپنی جگہ پر بھروسہ قائم نہیں ہوگا تو یہ ناپاک کئے ہوئے اور عراتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے برائی کرتے ہیں۔

ایک زمانے میں یورپ کا قاعدہ تھا کہ کبھی کسی مقدمہ کی تحقیقات نہیں کرتے تھے اور اوسے زمانے میں ایک منفرد شخص کو دو بد ذات شخصوں کی گواہی پر پھانسی دے دی گئی ایک کا نام ادش اور دوسرے کا ڈوگر فیلڈ تھا چونکہ یہاں کے لوگ عالم تناخ پر یقین کرتے ہیں آہذا میرے نزدیک راجہ اور نرسو وغیرہ نے جو گواہی دی ہے اون کے قلاب میں انہیں گواہوں کی بنے ڈوگر فیلڈ اور ادش کی روح لگئی ہے ان لوگوں نے محض جھوٹی گواہی اس بیدار ترقی کمیشن کے روبرو دی ہے۔

مافی لارڈ۔ آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ میں اس مقدمہ کو بہت بڑا مقدمہ تصور کرتا ہوں اور

اوسکی تردید کا اپنے تئیں ایسا ذمہ دار سمجھتا ہوں کہ میری تقریر میں فرق آگیا شاید مثل میرے اور لوگوں کو یہ خیال نہ ہو جس قدر تقریر اس مقدمہ میں سونا چاہیے میری زبان میں اوسکے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

میں نہایت افسوس کے ساتھ اس بچا رہائیس کی ہمدردی کرتا ہوں اور زیادہ تر اس بات کے خیال کرتے کہ اوسکی رمانی میری تقریر پر موقوف ہے۔ مجھ کو یقین ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حسب خواہش میری ہوگا کیونکہ ایسے ہی فیصلے میں انصاف اور سچائی ہے میں نے جو یہ کام اپنے تعلق کیا ہے وہ نہایت عظیم ہے حقیقت سے کہ میں عدالت میں ابدریس کھڑا ہوں میرا ولی اور خاص نشانہ یہ ہے کہ رہتی ظاہر موجب مجھ کو مدد کی ضرورت ہوئی تو مجھ کو بانی سے مجھ کو مدد دی گئی اس کمیشن میں ہر ایک طرح کا موقوفہ دیا گیا پس ہون موقوفوں کے ملنے سے بخوبی عدالت میں ابدریس کر دینا گا اور جو بات میرے دل میں ہے ہر شخص کے دل پر نقش کر دینا گا اور ہر ایک تقریر کو بتدریج بیان کر دینا گا یہاں تک کہ ہر شخص کی رائے میری رائے سے اتفاق کرے اور جیسا میں چاہتا ہوں وہی ایسا فیصلہ ہو۔

مافی لارڈو۔ آپ نے بہت کم سنا ہوگا کہ کسی وکیل نے ایسے اطمینان کے ساتھ بیان کیا ہے عدالت اس بات کا خیال نہ کرے کہ یہ تقریر میری عدالت کی توہین میں ہے اگر عدالت کا فیصلہ میری رائے کے برخلاف ہو تو میں سمجھوں گا کہ ابتداء میں مجھ کو خیال خام تھا لیکن مجھ کو یقین کامل ہے کہ آپ سب صاحب میری گفتگو کو بخوبی سماعت کریں گے۔

مافی لارڈو۔ جو اشتہار حضور دیر سے جاری کیا ہے اوس میں اس تحقیقات کی ایک حد کر دی ہے اوس میں یہ امر خاص لکھا ہے کہ کوئی تحقیقات زیر دست کی نہ صرف دو بات کی تحقیقات کیجاے کہ گیکو اڑے ز زید منی کے ملازموں سے سازش کی یا نہیں۔

دوسرے یہ کہ جو اتہام گیکو اڑکی نسبت ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ پس سو ان دو امور کی تحقیقات کے اور کسی امر کی تحقیقات نہوگی۔ میں نے ان دونوں امور کی پرہو اسطے ممبران کمیشن کا خیال رجوع کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ گیکو اڑ جھوٹ اور بد ذاتی کے ابر میں چھپا ہوا ہے میں بڑے دے میں اس واسطے نہیں آیا ہوں کہ گیکو اڑ کی پچھلی کارروائی

پر غدر کروں نہ سو اسطے آیا ہوں کہ جو کمیشن زمانہ گذشتہ میں گیکو اڑنے کی اوٹکو روکروں
اون باتوں کو بیان کے باشندے بخوبی جانتے ہوں گے لیکن اس بات کا میں یقین کرتا ہوں
کہ چند باتیں گیکو اڑکی عموماً ایسی ہوتی ہیں جنکی وجہ سے اون کو اور لوگوں پر بھروسہ کرنا
پڑا اور خود کارروائی کرنے کا اوٹکو موقع کم ملا اور نہ ان باتوں کا وہ انتظام کر سکے جنکا
انتظام اوٹکو کرنا چاہیے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات صرف ہندوستان میں نہیں ہے
بلکہ تمام ملکوں میں ہے کہ اکثر ریٹوں کے پاس خوشامدی اور بد ذات نوکر ہوتے ہیں وہ
نوکر رئیس کو لوٹتا اور وہ سو کا دینا چاہتے ہیں اور جب اوٹکو موقع ملتا ہے اپنے ارادے
سے باز نہیں آتے اور رئیس ایسے ہی لوگوں پر زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔

پس بغیر تامل اور غور کے ایسا خیال نہ کرنا چاہیے کہ اگر رئیس کے نوکر دن نے کوئی حرکت
کی تو گویا خود رئیس نے اوٹکو کیا۔ میں اس بارے میں کچھ اور گفتگو نہ کروں گا کیونکہ مجھ کو
اور اور میں تقریر کرنا باقی ہے۔ لیکن جو گفتگو کہ میں کر چکا اوس سے یہ بات ظاہر کرنا منظور
تھا کہ گیکو اڑ کے مشیر کس طرح کے ہیں۔ اون لوگوں کو بیچ کے معاملات میں بہت بڑا اختیار
تھا اب اس بات کا نتیجہ ہون کہ باپس انصاف جو صاحبان یورپ کا مشہور ہے بلا تعصب
میری تقریر سنیں۔ میری غرض پولیٹیکل معاملات پر گفتگو کرنے کی نہیں ہے کیونکہ حضور و سب
نے جو کچھ کارروائی کی ہے اوس میں پولیٹیکل معاملات کا کچھ ذکر نہیں ہے اور حضور موصوف
عام پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی عملداری کا انتظام عزت و آبرو سے ہو سکتا
ہے کہ سرکار برٹش کو اور کسی رئیس سے مخالفت ہو اور ایسے امر کا فیصلہ اس طرح سے ہو
کہ عام تہذیب یافتہ لوگ اوس سے خوش ہوں پس حضور موصوف نے اس اجلاس میں
ایسے لوگوں کو مقرر کیا ہے جو نہایت منصف و راج ہیں۔ میں ہندوستانی ریٹوں کو
جو اپنے ہم عصر کی عادات سے بخوبی واقف ہیں۔ دربارہ شہادت و دروغ کے ممبران کا
خیال رجوع کروں گا اور اون لوگوں کے روبرو ثابت کروں گا کہ جس قدر شہادتیں
گذری ہیں وہ محض غلط ہیں اور لائق اعتبار کے نہیں ہیں ہندوستانی ریٹوں کے
موجودہ روبرو بات چیت کروں گا کہ اوٹکو آج ایسے اختیارات دیے ہیں اور ان پر راستی اور

انصاف کے کرنے کا بھروسہ کیا گیا ہے کہ جو کچھ وہ انصاف کریں گے اوس سے تمام ہندوستان میں دھوم مچ جائے گی۔ اور اپنے ہم وطن لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ مجھکو آپ لوگوں سے ہر طرح کی سزا اور انصاف کی امید ہے چونکہ صاحب پریسیڈنٹ باشندہ انگلستان میں اسوجے مجھکو نہایت خوشی ہے اور جب وہ باشندہ انگلستان میں تو ہر طرح سے اذکو آزادی حاصل ہے مجھکو توقع ہے کہ حضور پریسیڈنٹ رہتی سے ہرگز منہ نہ موڑیں گے اور بخیر انصاف کے اور کچھ اپنے افسر کی طرف سے اذکو خیال نہوگا۔

میں اس بات پر نازاں ہوں کہ حکام یورپ میں نہایت مضعف مزاج ہوتے ہیں اور سوا انصاف کے راستہ کے دوسری طرف نہیں جھکتے ہیں ایسے ممبروں کے ساتھ ہونے سے میں اپنے تئیں نہایت خوش نصیب سمجھتا ہوں گو میری زبان میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ صاحبان کمیشن کے روبرو تقریر کروں مگر ان کے انصاف سے مجھکو بخوبی یقین ہے کہ میرے دل کا منشا برائے گا۔

مائی لارڈ حضور کو یاد ہو گا کہ ابتدا میں شہادت اس امر کی گزری تھی کہ گواہ سکھائے گئے لیکن بالفضل سب سے میں گفتگو نہ کروں گا کیونکہ جو الزام لیکو اڈر پر عاید کیا گیا ہے اوس میں گفتگو کرنا منظور نہیں ہے۔

لیکو اڈر پر جو زہر خورانی کا جرم عاید کیا گیا ہے البتہ اوسکی نسبت مجھکو گفتگو کرنا ضرور ہے۔ میں نے پولیس کی طرف خیال رجوع کیا تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ پولیس و انوکلی نسبت کوئی قانون نہیں ہے اور جو اظہار پولیس میں ہوتے ہیں اوسکی نسبت بھی کوئی قاعدہ نہیں ہے قاعدہ عام یہ ہے کہ جو اظہار پولیس کے روبرو ہوں جب تک انوکلی صداقت دے شخص نہ کرے وہ شہادت میں تصور نہیں کیے جانے اس لیے اگر کوئی آدمی پولیس کے روبرو کسی بات کا اقرار کرے تو وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے جب تک کہ دوسرے شخص اسکو تصدیق نہ کرے اس بات کا اضعاف قانون کو بڑا خوف ہے کہ گواہوں کو پولیس والوں سے بہت بڑی عبرت ہو جاتی ہے۔ ہندوستان کے پولیس والوں کو ہر طرح کا اختیار دیا گیا ہے جو وہ چاہتے ہیں کر سکتے ہیں اس ایک قانون ایسا جاری ہونا چاہیے۔

جسمین پولیس کے اختیارات محدود کر دیے جائیں مین نہیں دیکھتا کہ کوئی ناچ یا محبوسیت پولیس کے اختیارات کو روک سکے اونے اونے پولیس کا سپاہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس مقدمہ میں مین نہیں کہہ سکتا ہوں کہ کس قدر لوگ حراست میں رہے جسکی نسبت پولیس واسے کہے ہیں کہ بنظر تحقیقات مقدمہ کے وہ لوگ حراست میں رکھو گئے ہیں جس صور میں کہ اونکو ایسے لا انتہا اختیار حاصل ہیں تو خواہ مخواہ لوگوں کے دل میں کس قدر عبرت ہوگی ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر اور اپنے جسم کو اپنا نہیں کہہ سکتا جو وقت پولیس والا چاہے گرفتار کرے اور جنبک چاہے اسکو حراست میں رکھے بطاہر اسکا کوئی علاج نہیں ہے کوئی محبوسیت نہیں مداخلت نہیں کر سکتا ہے محبوسیت کو اختیار نہیں دیا گیا کہ ایسی باتوں میں مداخلت کرے یا اس شخص کو کچھ ہرجہ دے جو حراست میں رہا ہو۔

میرے نزدیک شاید یہی قانون ہندوستان کا ہے میں شک نہیں کہ بڑے بڑے میں سبھی کا رد وانی ہوتی ہے ہنے اکثر دیکھا ہے کہ پولیس کو جن لوگوں کی شہادت دلانا منظور تھی اون کے ساتھ ایسا ہی کیا خصوص اس مقدمہ میں اونکی کارروائی ظاہر ہے مجھکو پولیس کی کارروائی پر اکثر گفتگو کرنا پڑے گی لیکن ایک بات ممبران کیشن کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جس سے بہت بڑی نا انصافی کا احتمال ہے۔ کہ ایک انفر پولیس مقدمے کے قائم کرنے کا مجاز ہے اور مجرم کو سزا ہونے کے واسطے وہ ہر طرح کی کوششیں کرتا ہے اور نیز ایسے انفر پولیس کو اظہار لینے کا اختیار ہے اور وہ اظہار لائق شہادت کے سمجھے جاتے ہیں آدمی کی خاصیت یہ بھی ہے کہ جب کسی آدمی کو شش کرتا ہے یا کسی چیز کے پیچھے دوڑ کر اسکو پکڑتا ہے اگر وہ چیز اس کے ماتھے ٹھین آتی ہے تو وہ ہونے سے پکڑتا چاہتا ہے پولیس کے کانسٹیبل ہی آدمی ہیں جب اون میں بشریت ہے وہ ہی ایسی ہی کوششیں کرتے ہوں گے یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک کاغذ جو ڈیش کے محلے کا ایسے لوگوں کے سپرد کیا جاے جن کے مزاج میں وہ باتیں ہوں جنکا میں ذکر اور کر چکا ہوں جس شخص کے مزاج میں منصب ہو اسکو ایسے معاملات نہ سپرد کیے جائیں اکثر اظہار جو بننے دیکھے اون سے یہ بات ظاہر ہے کہ زبردستی اظہار دے گئے اور جو اہلی میان تھا وہ اون

اظهارات میں نہیں ہے ہر چند صد ہا جھوٹ بولے گئے لیکن جھوٹ کا جھوٹ ہی رہا ان باتوں کی صداقت میں اچھی طرح سے کر سکتا ہوں اور میرے بیان سے آپ صاحبوں کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ میرا بیان صحیح ہے ہر ایک اظہار میں پولیس کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ مانی لارڈو۔ اب ایک دوسرا معاملہ پیش کر کے صاحب پریسڈنٹ کا خیال رجوع کرتا ہوں وہ بائین قانون اور انصاف کے متعلق میں اکثر لوگ اپنے اپنے گھڑوں میں باہم گفتگو کیا کرتے ہیں کہ کچھ شک نہیں کہ فلاں شخص واقعی مجرم ہے پس ایسے ہی خیالات صاحبان انگریز کی تعیناتوں میں میں جو آج کل برودے میں مقیم ہیں اب اون سے یہ بات دریافت کرنے کے قابل ہے کہ وہ کس وجہ سے جانتے ہیں کہ وہ واقعی مجرم ہے جب اون سے دریافت کیا جائے گا تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا خیال غلط تھا۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ لوگ اس قسم کے خیالات بیان کرتے ہیں گو ان کو اصل حال سے کچھ واقفیت نہیں اکثر میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ خیالی باتوں کو واقعی باتیں تصور کرتے ہیں اور ان خیالی باتوں کو حقیقت نہیں کرتے عدالت کے روبرو یا رٹا پس بائین پیش ہوتی ہیں جو محض خیالی ہیں اور ان کی نسبت دریافت نہیں کیا جاتا کہ ان کی اصلیت کیا ہے اس بات کے کھٹے سے میری غرض اس بیان سے ہے جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں مجرم میں فلاں شخص کے ساتھ شریک تھے میں جانتا ہوں کہ جب لوگ اس طرح کا بیان کریں تو بخوبی تحقیقات کیجئے خصوص اس مقدمہ میں لوگوں کی خیالی شہادت نہ پسند ہو چیک کہ بخوبی سمجھ نہ لیجئے میں جانتا ہوں کہ تمام انگریزی عدالتوں میں بلکہ اون عدالتوں میں بھی جہاں بموجب قانون سرکار انگریزی کے کارروائی ہوتی ہے قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنے تین مجرم کا شریک ظاہر کرنا ہے اس کی شہادت کی سماعت نہیں ہوتی جس تک کہ اس کے بیان کی بخوبی تصدیق ہو جائے۔ یہ بات نہایت ضرور اور لائق غور کے ہے۔ اس بار میں بھی میں گفتگو کروں گا کوئی قانون اس میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تین شریک مجرم قرار دے اور بیان کرے تو اس کے بیان پر کسی نہایت مجرم ہونے کا انہماک ہے وہ سراسر بری نہیں رہ سکتا بلکہ اس کو بھی سزا ہوگی۔

سماج چیف جسٹس اس بات پر بخوبی غور کریں گے کیونکہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ اس پر یہ کہ میری اس رائے سے تمام قانون دان لوگوں کی رائے متفق ہوگی۔

لازم نہیں ہے کہ جو شخص دوسرے کی نسبت گواہی دیتا ہو اس کی گواہی مجرم کے روبرو لیجائے مثلاً ایسے مندرگواہ کا دستیاب ہو جائے دیکھا ہو کہ راوی جی نے کرنل فیصل صاحب کے کلاس میں زہر ڈالا بہت مشکل ہے اگر ایسا کوئی گواہ ملتا تو اس سے راوی جی کی نسبت جرم ثابت ہوتا نہ کیونکہ اڑکی نسبت میرے نزدیک دموور پنت کا اظہار کچھ صحیح نہیں ہے اور شاید صحیح ہو کہ اسے نوز الدین سے سنکھیا منگوائی اور نوز الدین سے اس کی صداقت کیجائی یا اون لوگوں سے تصدیق کیجائی جس سے کہ میرے خریدے گئے توان باقون سے دموور پنت کی نسبت جرم ثابت ہوتا نہ کیونکہ اڑکی پر آپ شہادت میں اول سے آخر تک بیٹھے نہ کوئی ٹیکو اڑکی لکھی ہوئی تھی ہے نہ کسی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ گیکو اڑکی خود زہر خورانی میں شریک تھے اور کسی مندرگواہ کو خاص نہیں کہا کہ اس زہر خورانی میں گیکو اڑکی کچھ متعلق تھا اس بارے میں مجھ کو بہت طول طویل گفتگو کرنا پڑے گی میں کیشن کے روبرو ثابت کر دوں گا کہ گواہوں کی شہادت اعتبار کے لائق نہیں ہے میں کیشن کے روبرو یہی نتیجہ نہیں کر دوں گا جبکہ میرا کیشن سماعت نہ کریں یا اس کو تقریر منطقی کہیں میں وہی تقریر پیش کر دوں گا جو قانونی اور لائق سماعت ہے لوگوں کو میں نے اکثر کہنے سنے کہ بیرسٹر اور قانون دان صرف زبانی تقریر کرتے ہیں اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ایسی گفتگو کرنا چاہیے جو عام کی سمجھ میں آوے نہ ایسی گفتگو کرنا چاہیے جبکہ کوئی نہ سمجھے میرا خاص منشا یہ ہے کہ میری بات کو ہر شخص سمجھے بلکہ اس مقدمہ کی نسبت تو یہاں تک حکم یہ ہے کہ بالکل قانونی کارروائی نہ ہو اور اس طرح سے کارروائی کبھی کہ جس غرض سے کیشن جمع ہوئی ہے وہ مطلب حاصل ہو اس بارے میں گفتگو کو نہ بادہ طول دینا نہیں چاہتا جس حالت میں کہ بالکل ٹیکو اڑکیں اس کو میں پیشتر بیان کر چکا ہوں جن لوگوں کی وجہ سے ان کی یہ ذہنیت ہے وہ اس حالت کے فوہ وار تصور ہوں گے یقین ہے کہ ایسے لوگوں کی کارروائی سے کیشن میں

کچھ فرق نہ ہوگا مگر ادنیٰ کارروائی پر صرف اس قدر گفتگو کر دے گا جس سے جوئے کمیشن کو مدد ملے۔ اب اس امر پر ممبران کمیشن کا خیال رجوع کرتا ہوں کہ جب سے کارٹے گیکوارڈ کی جائیداد فرق کر لی ہے اور جب کی نسبت سرلوہس پٹی صاحب رزمیڈرٹ نے کہا تھا کہ تھوڑے عرصے کے بعد واکنڈاشت کر دیا جائے گی۔ لیکن آئینک واکنڈاشت نہیں ہوئی اور گیکوارڈ بہت ٹنگدست میں تھی کہ وہ مقدمہ کی تردید بھی چاہے نہیں کر سکتے تھے اجمالاً وہ نہایت تکلیف کی حالت میں ہیں اس قدر اشارہ کمیشن کے غور کرنے کے واسطے کافی ہوگا مگر میں نہایت عاجزی کے ساتھ کمیشن کے روبرو یہ امر پیش کرتا ہوں کہ کمیشن اس بات پر بخوبی لحاظ کرے کیونکہ گیکوارڈ حلف دروغ آدمیوں کے حلقے میں ہیں اور یہ کمیشن کو خیال کرنا چاہیے کہ جب سے کرنیل میڈ صاحب کی کمیشن نے نشست کی تھی اور وقت سے میرے مکمل نے کیسی کارروائی کی اس کمیشن میں جو کچھ کارروائی ہوتی تھی میرے اور کمیشن کے نزدیک اسکا دریافت کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ تحقیقات اپنے شخص کی ہے رہنے کرنیل میڈ صاحب جو نہایت لائق افسر ہیں اور انکا فیصلہ لائق اگستائی کے نہیں ہے۔ صاحب موصوف نے حضور و سیر کو جو کچھ مدد دی وہ بہت عمدہ طور سے دی ہوگی لیکن بعد برخاست اس کمیشن کے جو گیکوارڈ نے کارروائی کی اس پر خیال کرنا چاہیے اور جب سے کمیشن ختم ہوئی اس وقت سے دیکھا چاہیے کہ گیکوارڈ کا چال چلن کیسا رہا اور انھوں نے اپنی رعایا کی بہبودی کے واسطے کیا کیا انتظام کیا۔

جب پہلے کمیشن کی نشست ہوئی تھی شاید وہ بھی بوجہ ملازمان گیکوارڈ کے کارروائی کی تھی کوئی خاص تعلق گیکوارڈ کا اس سے تھا اس کمیشن میں جو کچھ فیصلہ ہوا اچھا ہوا لیکن میں آپ سب صاحبوں سے دریافت کرتا ہوں کہ جو شخص ایسے بڑے جرم کا مرتکب ہو جسکا اہتمام گیکوارڈ پر ہے وہ ایسی ہی کارروائی کرے گا جیسی کہ فی الحال گیکوارڈ نے کی ہے نہیں ہرگز نہیں کرے گا گیکوارڈ نے کل کارروائی برخلاف اس کے کین اگر کوئی شخص کسی جان کا دشمن ہوتا ہے تو اپنی دشمنی کو ظاہر نہیں کرتا ہے کیونکہ اگر ظاہر کرے گا تو سب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ اگر گیکوارڈ کرنیل خیر صاحب کے زہر دینے کا ارادہ کرتے تو وہ ادنیٰ

نہایت محبت کرتے اور جن کا خدات سے شک پایا جاتا فوراً چاک کر ڈالتے اور کوئی بات ایسی باقی نہ رکھتے جس سے کسی بات کا پتہ لگتا لیکن گینگواڑ نے سب بامین صاف طور سے کہیں اون کے پاس ایک خریدی حضور و سیراب کا بعد رپورٹ کرنی مل میڈ صاحب کے چھوٹا کرنل میڈ صاحب نے اپنی رپورٹ میں بعد تحقیقات کماحقہ کے لکھا تھا کہ گینگواڑ کو کچھ عرصہ تک اور حملت دیجیے اور اون سے شرط لیجیے کہ عہدہ انتظام کریں پس حضور میر نے ان خوشیہ اخراج حملت دی تاکہ گینگواڑ عہدہ انتظام کریں۔

گینگواڑ کو اوس خریدی کے آنے سے اطمینان ہو گیا تھا کہ حضور محدود بخوبی اضااف کریں گے اور عہدہ انتظام کا موقع دین گے پھر گینگواڑ کو کہا غرض تھی کہ قبل نہایت کرنے اپنی بیعت عہدہ انتظام کے ایسی حرکت کے فریب ہوئے۔ سر لوئس پٹی صاحب نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ گینگواڑ ہر ایک میری تقریر کو سنتے تھے اور اوپر عمل کرنے تھے اور حضور و سیراب نے جو جو ہدایتیں کہیں اون پر عمل کرنا چاہتے تھے۔

جب سے سر لوئس پٹی صاحب یہاں مقرر ہوئے وہ کی طرح سے گینگواڑ سے ناخوش نہیں ہوئے نہ اندھا خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کرنل فیض صاحب بلا تخی کے عہدہ انتظام کرنا چاہتے تو ہی ممکن تھا۔ کرنل فیض صاحب سے بڑھ کر کوئی بدتر شخص رزیدنسی کے عہدے کے واسطے دوسرا ہوگا اور خون نے نہایت خراب کارروائی کی اور فیض صاحب سے ہر کام کو کر بیٹھے تھے گینگواڑ کو ان کی حرکات کی شکایت کرنے کو بہت بڑا موقع تھا مجھ کو ایک شہرہ اسکا جو دریافت ہوا وہ یہ ہے کہ فیض صاحب ہر وقت دہر لٹھ بھیا بوننا کر سے بائیں کیا کرتے تھے اور اوس سے بہت برسی دوستی کا برناؤ رکھتے تھے اور یہ شخص گینگواڑ کا دشمن جانی تھا۔ اس صورت میں گینگواڑ کو کس طرح یقین ہوتا کہ میرے معاملے میں اضااف ہوگا اور میں بھی یہ بات جانتا ہوں کہ ایسی حالت میں گینگواڑ کو یقین ہونے کی وجہ تھی کہ کرنل فیض صاحب کچھ نہیں کہ بھانپنا تھا نہایت مغرور اور راست یاد آدمی ہے لیکن میری رائے اون کے بیان سے بالکل خلاف ہے میں اسکو ایک جاسوس سمجھتا ہوں وہ ہمیشہ گینگواڑ کے برخلاف باتوں کی تلاش کرتا تھا گو یہ بات صحیح ہو کہ کرنل فیض صاحب اسکو خبروں کے سننے کے واسطے کچھ روپیہ نہیں

دیتے تھے لیکن کرنیل فیہ صاحب کا اوسکو منہ لگانا اوسکی چپ روپیوں سے بھرنے کو اسطے کافی تھا کیونکہ لوگ جانتے ہوں گے کہ یہ شخص صاحب کے کان میں باتیں کرتا ہے اور صاحب اوسکی باتوں کو سنتے ہیں یہ بہت بڑا شخص ہے لیکو اڑ جانتے ہوں گے کہ ایسے شخص کے ہاتھ میں کرنیل فیہ صاحب کی کیبل ہے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور جو باتیں کرنیل فیہ صاحب میرے برخلاف کرتے ہیں اسی شخص کے کہنے سے کرتے ہوں گے لیکو اڑے ہوئے۔

نومبر کو خریدا لکھا اوسکی تحریر سے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ مگر ان کیشن کو سب تاریخن یاد ہوں گی مگر میں صرف تذکرہ اؤں کہ بیان کرتا ہوں کیونکہ ۲۔ نومبر واقع یاد رکھنے کے ہے یہ خریدا خوب عجز و تامل کے بعد لکھا گیا کیونکہ اوسکی عبارت نہایت عمدہ ہے اور ان ایسی پہلین پیش کی گئی ہیں کہ بخیر منظوری کے حضور ولیسے کو اور کوئی چارہ تھا اور ان دو تین مقدموں کی نظیریں بھی دی گئی ہیں اور کئی مقدموں کا تذکرہ ہے جس میں انصاف ہوئی۔ میں گواہوں کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوہ ہر خریدا تیار ہوتا تھا اور دوسری طرف سنکھیا اور ہر ایسا جاتا تھا اور ایک بوتل میں اور ایک شیشی میں دوا تیار ہوتی تھی جبکہ ذکر پچر الفیل کے اور کہیں سنا نہیں گیا۔ ایسی بات کا ذکر اونیویں صدی میں سنا جاتا نہایت تعجب کی بات ہے کہ لیکو اڑ پر یہ تہمت ہے کہ وہ بد معاشوں سے ملتے تھے اور اون کو کرنیل فیہ صاحب کے زہر دینے کی ترغیب دیتے تھے اور بیان ہے کہ یہ ترغیب اوسوقت لیکو اڑ نے دی تھی جبکہ خریدا بھیج چکے تھے اور جواب کے منتظر تھے اسکا ذکر میں پھر کردن کا اور اوسوقت مفصل حال بیان کردن کا مجھ کو ابھی بہت بڑی بڑی باتوں کا ذکر کرتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ جو مجرم اہلی ہے اوسکا پتہ لکھ لے۔

فی الحال لیکو اڑ کے ذمہ جو الزام لگا با گیا ہے وہ کسی طرح سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تکب اوسکے سہ ہوں جب حضور ولیسے کے پاس خریدا چھوٹا فوفور لیکو اڑ پر وہ کو حضور موصوف نے جواب دیا اگر لیکو اڑ صاحب رزٹڈنٹ کو زہر دیتے تو اؤں کو کچھ حال دریافت کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر حقیقت لیکو اڑ نے زہر دیا تو اس تحقیقات کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اونہوں نے ملکہ مظہر کے قائم مقام کی نسبت ایسی حرکت

کی اور سرکار کو اس قدر انتہام کی ضرورت تھی بلکہ ہمیشہ نزدیک محنت نہتہ ہے کہ زہر
 دیا گیا کیونکہ جب علانیہ یہ نہ تو مناسب رہا نہ انتہا اس قدر بخش تھی کہ اوغون
 سے صاحب زرڈنٹ کی تبدیلی کے واسطے خرچہ کیا گیا تھا تو پھر زہر دینے کی کیا حاجت تھی
 یہ بات بھی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ جب گلیکٹرڈنٹ روڈ کرچکے تھے تو بغیر انتظار جواب
 کے زہر دینے اور انصاف ہونے کی کوشش نہ کر سکتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر مین زہر کا
 وجود خواست خرچہ مین مین نے کی ہے وہ منظور ہوگی اور وہ یہ بات بھی جانتے تھے
 کہ اگر اس زرڈنٹ کو مین نے مار ڈالا تو دوسرا زرڈنٹ مقرر ہو جائے گا اور چونکہ اوکی
 تبدیلی کے واسطے خرچہ روڈ کرچکا تھا تو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے اور گلیکٹرڈنٹ بھی خوب
 جانتے تھے کہ اگر مین زہر خورانی مین شریک ہوں گا تو بروقت تحقیقات کے مجھکو کسی مشکلیں
 درپیش ہونگی اور تحقیقات کے بعد بحالت ثبوت اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔

اب گلیکٹرڈنٹ کی کارروائی پر غور کرنا چاہیے کہ جب سر لوئس پٹی صاحب نے اون سے کہا کہ
 تمہیں کس طرح کی نگرانی نہیں ہے جو چاہو کرو اور تمہارے انتظام میں کچھ غرض نہ ہوگا تحقیقات
 ہوتی ہے جو خاص مجرم دریافت ہوگا وہ گرفتار کیا جائے گا اور وقت و مودور بہت اونکا
 سکر نہ بھی زہر خواست تھا گو مودور بہت کیسا ہی آدمی ہو لیکن جالاک کی اور زہر و دھمی مین
 اونکے شک نہیں وہ ضرور گلیکٹرڈنٹ کہنا کہ راوچی اور زہر گرفتار ہو گئے ہیں اور تحقیقات
 ہو رہی ہے اور وقت گلیکٹرڈنٹ کے پاس روپیہ تھا اور ہر طرح سے اون کو اختیار تھا۔

اوس زمانے میں اوغون نے ایسی کارروائی نہیں کی جیسا کہ کوئی تصور والا آدمی
 کرتا ہے بلکہ ایسی کارروائی کرتے رہے جیسا کہ کوئی بے تصور شخص کرتا ہے اور یہ بات ظاہر
 نہیں کی گئی کہ نہ سواور راوچی سے اوس زمانے میں محاراجہ صاحب نے کچھ باتیں کیں اور
 نہ کہ یہ بیان کیا کہ محاراجہ صاحب نے بذریعہ اپنے معتبر آدمیوں کے اونکو علیحدہ کر دینا چاہا
 نہ ظاہر کیا کہ محاراجہ صاحب نے رشوت دینے کا ارادہ کیا ہو اگر جبرم اونکی نسبت
 صحیح ہے تو وہ اس طرح بیٹھے رہے جیسے کوئی شخص دیدہ و دانستہ سزاگ پر بیٹھا ہے اور اپنے
 اوڑ جانے کا کچھ خوف نہیں کرتا ہے ہمیشہ دوسر لوئس پٹی صاحب سے ملے رہے اور اپنی

یہ سب کے اختلاف کے واسطے عمدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہر کام حسب صلاح
پہنچ رہے ہیں۔ جب کہ جو چیز بابت حضور و پیر کے کرنے تھے روز مرہ کے کام میں ان کے
کچھ فرق نہیں آیا جب وہ سر لوئیس پہلی صاحب کی ملاقات کو جانے تو ہمیشہ وہاں نہرو
اور راولپنڈی کو دیکھا کرتے تھے یہ توفیق کیا کہ ان کی ملاقات کے مشہور میں لیکن گیکو اڑے ان سے
کہ فی بات نہیں کی اور یہ طرح پر ہر ایک کا رد وانی کرنے ہے جس طرح کہ کوئی مقصور
شخص اگر وہاں نہ رہے کہ بات سر لوئیس پہلی صاحب کی شہادت سے صاف ظاہر ہے
کیونکہ وہ انہوں نے گیکو اڑے کو خبر کیا کہ سالم اور شیونٹ راؤ کو بھیجید و انہوں نے فوراً
رد وانی کر بھیج دیا اور اس خط کتابت پر میرا ان پیشین فیور کہ ہیں۔

سر لوئیس پہلی صاحب نے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ دونوں شخصوں کو کوساٹے بلاتے ہیں اس
پر بات دیکھنا چاہیے کہ کیا بات ان دونوں آدمیوں کو بتایا جیسا کہ اگر درحقیقت
نہرو یا تھا تو ان دونوں شخصوں کے بچنے میں طعن خیال ہوا بلکہ گیکو اڑے ان سے
کھدو یا تھا کہ جو کچھ تم سے دریافت کیا جائے اور اسکو تم جانتے ہو بیان کر دو یہ بات
بھی ظاہر ہے کہ سالم اور شیونٹ راؤ کو کسی شخص نے ترغیب بھی نہ دی تھی اور اس بات پر
خیال کرنا چاہیے کہ سرکاری قانون کیا ہے اور افسران پولیس کس قسم کے تحقیقات
کرتے ہیں۔ ہر چند لوگوں نے بیان کیا کہ گیکو اڑے کا ارادہ کرنل فیور صاحب کے مار ڈالنے کا
تھا لیکن عجیب بات ہے کہ اس مقدمے کی تحقیقات میں انہوں نے کی طرح کی مداخلت
نہیں کی۔ نہ لوگوں کو رشوت دی اور نہ کسی کو کچھ سکھایا کہ فلاں بات اس طرح کہنا
بلکہ سالم اور شیونٹ راؤ کو بھیج دیا اور خود بھی لکھ بھیجا کہ جواب میرے لائق ہو اس کے
انجام کے واسطے میں موجود ہوں ابتدا سے انتہی تک گیکو اڑے کی طرف سے کوئی کارروائی
ایسی نہیں ہوئی جس سے معلوم ہو کہ ان کے ذمہ کچھ مقصور ہے اور کسی امر کو وہ پوشیدہ
کرنا چاہتے ہیں۔

مافی لارڈو۔ اب اس بات پر آپ کا خیال رجوع ہونا چاہیے امید ہے کہ آپ گیکو اڑے پر حسرت
کرینگے۔ میں زمانے میں کہ مقدمہ کی تحقیقات ہوئی تھی سالم اور شیونٹ راؤ گیکو اڑے کو

ادون کے محکوم تھے اگر ادون دونوں شخصوں کو گیکوار کبھی علیحدہ کر دیتے تو کچھ مشکل بات
 نفعی ہوتا اس کے گواہوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ کچھ کچھ روپیہ آیا وغیرہ کو خبروں کے
 ملنے کے واسطے اگست اور ستمبر میں دیا گیا جب گیکوار خبروں کے ملنے کے واسطے روپیہ
 خرچ کرتے تھے تو کیا ادون لوگوں کو روپیہ نہیں دے سکتے تھے جنکو کرنل فیروز صاحب کے
 مارٹر دینے کے واسطے آمادہ کیا تھا ادون لوگوں کو روپیہ کا دیا جانا کیسے بیان سے ظاہر
 نہیں ہوا اور شہادت میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ نرسو اور رادوجی نے کبھی گیکوار سے
 روپیہ طلب نہیں کیا شاید اس واسطے نہ مانگا کہ اگر ہم روپیہ کر صرف کرینگے تو ہمارے حساب
 دینا پڑے گا اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ اس ریش نے اپنے تین صرف پانچ چھٹ
 آدمیوں کے سپرد کر دیا اور ہر شخص سے کہتا تھا کہ اسی تدبیر کو دتا کہ کرنل فیروز صاحب
 کو زہر دیا جائے اس صورت میں گیکوار نے گویا اپنے ذمے مقدمے لیا تھا لہذا کو کیا ضرورت
 تھی کہ ہر شخص سے اپنا دلی حال بیان کرتے اس ارادے کے پورا ہونے کے واسطے ایک
 شخص کافی تھا پانچ چھ آدمیوں کے جمع کرنے سے کیا غرض تھی یہ بات بالکل خلاف عقل
 معلوم ہوتی ہے کہ گیکوار نے ایسا کیا ہوا نرسو کی شہادت سے ظاہر ہے کہ وہ رادوجی کے ساتھ
 درمیانی شخص رہا رادوجی سے جس قدر چھوٹ بولا اس سے اوٹ کی صداقت کی جب اس کو
 گیکوار کے پاس لائے تھے تو گیکوار کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا جس قدر کارروائی
 کی تو حسب بیان رادوجی کے خود رادوجی نے کی معلوم ہوتا ہے کہ نرسو خواہ مخواہ جبرم میں
 شریک ہوتا ہے اور نرسو نہایت کمبخت آدمی معلوم ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اپنی طبیعت
 سے ایسی باتوں میں چھنس جاتا ہوں ہر قدم پر اس کو چھندے نظر آتے ہیں وہ
 اپنے قصور کو بڑی ندامت سے ظاہر کرتا ہے یہ شخص اپنے تین بڑا خدا پرست ظاہر کرتا ہے
 یہ مقدمہ اس قدر طویل ہے کہ تھیک خوف ہے کہ کوئی بات چھوٹ نہ جائے لیکن میں
 سب بات کا بخوبی خیال رکھوں گا امید ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو تو آپ سب صاحب
 اس کو بتا دیں۔ بروقت شروع ہونے مقدمے کے جو ایڈووکیٹ جنرل نے اسپیسج کی تھی
 ب او سپر سب صاحبوں کا خیال رجوع کرتا ہوں۔ صاحب موصوف کی اسپیسج و حقیقت

نہایت عمدہ اور عمدے کی لیاقت کے موافق تھی صاحب موصوف نے اوہیں کسی بات پر زیادہ تعصب نہ رہنیں کیا بلکہ نہایت حلم اور استقلال کے ساتھ کئی تھی۔
 جھگو گیکو اڑ کی طرف سے اوس اسپچ میں کوئی شکایت نہیں ہے بلکہ جانتا کہ ممکن تھا صاحب موصوف نے جھگو مدودی۔ اب میں مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس وقت کہ صاحب اڈر وکیت جنرل نے اسپچ کہی تھی اور درخواست کی تھی کہ جو ہر کنیشن گیکو اڑ پر جرم قائم کر کے سزا بخیز کریں۔

اوتھون نے اپنے نزدیک گیکو اڑ پر دو جرم قائم کیے تھے میسن اوتھون نے اپنی متسام اسپچ کی کوئی وجہ کرنیل فیہ صاحب کو نہ ہر دینے کی نہیں بیان کی شاید دیدہ و دانستہ اس بات کو اوتھون نے بیان نہیں کیا پس اب میں بیان کرتا ہوں کہ گیکو اڑ کو کرنیل فیہ صاحب کے نہر دینے کی کوئی وجہ نہ تھی شاید اڈر وکیت جنرل میرے دوست نے اوسکی وجہ بخوبی دریافت کی ہوگی لیکن جب کچھ دریافت ہوا اس سے اوتھون نے اپنی اسپچ میں مذکرہ کیا کہ گیکو اڑ نے ریڈنسی کے ملازمون کو ترغیب دی اوتھون نے یہ بیان نہیں کیا کہ آیا نہر سو اور راوچی سے باہم کیا واسطہ تھا اڈر وکیت جنرل نے اپنی اسپچ میں ایک شخص جکا نام پیدر وہے ذکر کیا کہ آیا وغیرہ ملازمون کی ایک صلاح تھی اور پیدر وکی اور صلاح تھی پیدر وکر نل فیہ صاحب کا خانہ مان ہے اور ۲۔ برس سے اون کے پاس نوکر تھا پیدر و کے اظہار پر اگر عور کیا جائے تو اوس کے بیان سے گیکو اڑ اوس جرم سے بری ہونے میں جو اون کے ذمہ عاید کیا گیا ہے لہذا یہ بات قابل غور ہے کہ اڈر وکیت جنرل نے اپنی اس اسپچ میں پیدر وکی نسبت کس طرح ذکر کیا ہے اوتھون نے نویدہ و دانستہ پیدر و کا ذکر اس طرح کیا کہ یہ شخص نہایت عفت دار اور لائق اعتبار کے ہے میں بھی کہتا ہوں کہ ان تمام جھوٹی گواہی میں جنھوں نے عدالت کے رد و روشہادت دی ہے پیدر وکی شہادت پر کب طرح کا اعتراض نہیں ہو سکتا اگر پیدر وکی کو اسی صحیح تصور کیا جائے تو یہ مقدمہ ختم ہو گیا اور جو کچھ گواہوں نے جھوٹی گواہی کا عمل کھڑا کیا ہے وہ بالکل گر جاے گا۔

راؤ جی جو جوئے گواہ اور کاسر گروہ ہے اس کی گواہی حرت بھرت رو کی گئی، راؤ جی اور پیدرو کے بیان میں کس قدر اختلاف ہے۔ پیدرو ۲۵۔ ۲۶ میں نے کرنل فیروز خان کا معترف کر رکھا اس کے حوت دار سونے کے صاحب ایڈوکیٹ جنرل ہی مقررین اس نے کمیشن کے روبرو بیان کیا کہ راؤ جی نے میری نسبت جو کچھ بیان کیا وہ غلط ہے اور سراسر اس کی بنیاد ہے۔

مافی لارڈ۔ میری زبان نہیں کہ راؤ جی کی شہادت کس طرح یہ گڑھی گئی پیدرو کی گواہی نے راؤ جی کی شہادت کو بالکل فساد دیا اور ایڈوکیٹ جنرل کی قابلیت بھی اس کے قائم نہیں رکھ سکتی اب یہ بات معلوم ہونا باقی ہے کہ آپ کی رائے بھی اس امر میں میری رائے سے مطابقت ہے یا نہیں۔ ایڈوکیٹ جنرل اس کے بارے میں اس امر میں بخوبی اس پر کمر بن گئے اور پیدرو کی شہادت کا اچھی طرح تذکرہ کریں گے۔

میرے نزدیک ایڈوکیٹ جنرل ہزار تھری کریں گے مگر میران کے ذہن میں کزناتیا مشکل ہو گا کہ آیا ممکن ہے کہ پیدرو کی شہادت پر یقین کیا جاوے یا راؤ جی کی گواہی صحیح سمجھی جاوے اور طرفہ اجلیا ہے کہ پیدرو کی شہادت ابتداؤ بی کے ایک حبش آن دی پس اور ڈپٹی کمشنر پولیس مسٹر ایڈیشن صاحب نے لی تھی اس بے پیدرو اور راؤ جی کی گواہی میں دیکھنا چاہیے کہ کس قدر اختلاف ہے ممکن نہیں کہ دونوں کی گواہی پر یقین کیا جاوے ضرور ہے کہ ایک شخص کی گواہی جھوٹ اور دوسرے کی شہادت صحیح ہو۔ پیدرو کی گواہی میں مجھ کو کوئی بات کھنسا باقی نہیں ہے لیکن راؤ جی کی گواہی پر مجھ کو اعتراض ہے راؤ جی کی نسبت صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اس کا معترف ہونا نہیں کہا۔ ایڈوکیٹ جنرل نے بروقت شروع ہونے مقدس کے اپنی اسپیج میں بیان نہیں کیا کہ کرنل فیروز خان صاحب کو شروع میں زہر دے جانے کا ارادہ کب ہوا راؤ جی اپنی گواہی میں اول اپنے ارادوں کا بخوبی اظہار دیا کہ مجھ کو تار یخین یا دھن میں مگر کمیشن کے روبرو تار یخین پھر بیان کر دیا لیکن عجیب بات ہے کہ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اس کا تذکرہ نہیں کیا شاید اتفاقاً ان سے یہ بات

چھوٹ گئی یا دوست مذکور صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے یہ سمجھا ہو گا کہ راؤ جی کا بیان قدریہ بنیاد ہے کہ کمیشن کے روبرو اس کا تذکرہ نہ کرے اگر صاحب ایڈوکیٹ جنرل کا یہی خیال تھا تو نہایت درست ہے صاحب موصوف مشیر کے بیان کا ذکر نہیں کرتے ہیں اور بخون نے صرف ۶- اور ۷- نمبر کے حلون کا ذکر کیا اور ممبران کمیشن کو یاد ہو گا کہ راؤ جی نے اپنے اظہار میں ۶- اور ۷- نمبر کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس نے کہا ہے کہ میں نے ۶- اور ۷- نمبر کو زیر نہیں ڈالا لیکن تاہم کریمل فیض صاحب کی حالت یہی ہی ہو گئی تھی کہ نہ ہر کھانے سے موتی ہے اگر ۶- نمبر کو زیر ہر دیا گیا تو چکو ترے کے شربت میں دیا گیا ہو گا۔ راؤ جی کا بیان ہے کہ جو پوڑیاں مجھ کو ملی تھیں ان کو میں نے ۹- نمبر کو شربت میں ڈال دیا کچھ شک نہیں کہ اکثر چھوٹ کے بونے واسے اپنی بات کو بھول جاتے ہیں اور دروغ کو آدمی بڑبڑھو لکڑھوتے ہیں جب ایڈوکیٹ جنرل نے شروع میں اس بیج کی جتنی اوس میں بیان تھا کہ راؤ جی نے ۶- اور ۷- نمبر کو زیر ڈالا لیکن میں نہیں کچھ سکتا کہ راؤ جی نے مسٹر موہر صاحب کے روبرو یہ ذکر کیا تھا یا نہیں مگر اس نے کسی نہ کسی افسر کے روبرو ضرور کہا ہو گا لیکن جب عدالت میں اس کے اظہار سے گئے تو اس نے ۶- اور ۷- نمبر کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس نے غلطی سے کہا کہ ۹- نمبر کو سب پوڑیاں شربت میں ڈال دیں - یہ وہ ایڈوکیٹ جنرل نے ہمیں چند فتح چند کا ذکر کیا اس گواہ کی نسبت ہر وقت ذکر کرنے شہادت و موثر پنت کے بیان کر دیں گا - ایڈوکیٹ جنرل کہتے ہیں کہ سنکھیا اور میرا کوٹ کر سالم کو راؤ جی کے دہن کے واسطے دو مرتبہ دیا گیا لیکن راؤ جی صرف ایک پوڑیہ کے بونے کا ذکر کرتا ہے اول اس کو مشیر کے پیچھے من ایک پوڑیہ دی گئی اور دوسری مرتبہ اس کو دو پوڑیاں دی گئیں راؤ جی نے اس کے پیچھے یکے اور دو نوں پوڑیوں میں سے ایک مفید اور دوسری میں گلابی رنگ کی کوئی شے بھی گلابی چہرے کی نسبت راؤ جی نے اس سے کہا تھا کہ اس نے سنا ہو گا کہ گلابی رنگ کے پیرے ہونے میں اگر جب میرا سنکھیا ایک جگہ کوٹے گئے تو پھر گلابی رنگ کس طرح آگیا اور جو پوڑیہ اس کی بیٹی میں ملی تو اپنی بات کے سمجھ بونے کو واسطے اس نے بیان کیا کہ سنکھیا اور پیرے ملائے نہیں گئے راؤ جی کی طبیعت عجیب طرح کی ہے اس نے کریمل فیض صاحب کو مارنا بھی چاہا تھا اور اس کو رجم بھی آتا تھا پیٹی کا

تذکرہ بھی من کل کروں گا اوس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمہ مصنوعی ہے۔
صاحب ایڈوکیٹ جنرل دربارہ تحقیقات پولیس کے کہتے ہیں کہ باہم گواموں میں کچھ گفتگو
نہیں ہوئی تھی اسوجہ سے وہ کہتے ہیں کہ گواموں کی شہادت بناوٹ کی نہیں ہے لیکن
میرے نزدیک یہ سب باتیں فضول ہیں البتہ اس قدر عجیب شہادت میں ہے کہ وہ بے بنیاد
ہے فی الحقیقت اسپین گواموں کے گفتگو نہیں ہوئی لیکن ان گواموں کو ایک مغز شخص
یعنے اکبر علی نے طلب کیا تھا اور بخوبی اون کو سکھا سکھا کر ہر ایک بات کو دریافت کیا
اون گواموں نے یہ کہنے کے بعد سب حال بیان کر دیا یہ کارروائی اکبر علی کی میری
سمجھ میں نہیں آتی کہ کس طرح سب لوگوں نے یچین ہو کر یکایک اپنے دونوں کارزار اپنے
بیان کر دیا۔ میرے نزدیک یہ سب شہادت بنائی ہوئی ہے اور بناوٹ کو میں نہایت کر دہ
اور سب گواہ اسی واسطے یکجا کیے گئے تھے کہ ان کی گواہیاں گڑھی چائین گجاندہ کی نسبت
بھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا محض ہر ایک بات میں گجاندہ یا آتا ہے اور اگر
کوئی شخص کہے کہ گواموں کی گواہی کیسی ہے تو اس کے جواب میں میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں
گجاندہ یہ گواہ خود نہیں جانتے تھے کہ ہم کیا بیان کرتے ہیں جیسے کہ ان کی گواہی بنائی گئی
اوس طرح ان کی یاد بھی درست ہوتی تو میں کس طرح شہادت میں تقریر کر سکتا لیکن میں
اوپر کہہ چکا ہوں کہ جھوٹوں کی یاد بہت خراب ہوتی ہے یہ گواہ مختلف بیان کرتے تھے۔
اکبر علی عبد اعلیٰ گجاندہ نے بوجہ خیر خواہی اپنے ملک کے جو کارروائی کی ہے یقین ہے کہ
ممبران کمیشن ہرگز اوپر اعتبار نہ کریں گے اوس کے بعد صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اس طور سے
ذکر کیا تھا کہ دودھ پنت۔ راوچی۔ نرسو برے بذوات آدمی ہیں اور اسوجہ سے اپنے
اظہار میں اقرار کیا ہے کہ خطا معاف ہو اور جو باوجود غلطیوں نے بذواتی کی ہے اوس سے درگزر
کیجیے مگر نرسو میں عجز اور بے تصور ہونا و دونوں بامیں پائی جاتی ہیں یہ شخص اپنی خطا
پر ایسا نادام ہوا کہ کٹوئین میں ڈوب مرنا چاہتا تھا اور اسے وہی مثل پوری کی کہ کٹوئین
میں پھانی ملتی ہے مگر بجائے پھانی کے اوسکو کانسٹیبل ملا کیونکہ اوس کے کودنے کے بعد
کانسٹیبل بھی کٹوئین میں کودا تھا۔ بعدہ ایڈوکیٹ جنرل لیکچور کا ذکر کرتے ہیں جبکہ وہ

۹۔ ذمہ کو کرنل فیروز صاحب کے پاس آئے تھے اور بخون نے بیان کیا کہ کرنل فیروز صاحب کی طبیعت مالش کرتی تھی اور جو حالت نہ ہر کھانے واسے کی ہوتی ہے وہی اونکی حالت تھی لیکن ڈاکٹر بیورڈ صاحب سے گو کرنل فیروز صاحب نے نہیں سنا کہ ٹیبلٹ کے امتحان کا کیا نتیجہ ہوا اگر جب کرنل فیروز صاحب کی ملاقات لیکچرار سے ہوئی تو کرنل فیروز صاحب کو سنکر تعجب ہوا کہ جو حالت اونکی تھی ویسی ہی اکثر لوگوں کی شہرین ہی حالت ہو بلکہ لیکچرار نے بیان کیا کہ میری طبیعت کی بھی یہی کیفیت ہے حالانکہ کرنل فیروز صاحب نے نہ ہر کا اپنے مطلق ذکر نہیں کیا اور سوقت تک کرنل فیروز صاحب کو لکھنؤ کی نسبت کچھ شک نہ تھا معلوم ہوا کہ ہوگا کہ مجھ کو نہ ہر دے جاسے گا اگر دودور ہنٹ کا بیان صحیح ہے تو او سوقت لکھنؤ کی حالت سے متعجب نہ گئے کہ کرنل فیروز صاحب کی کیا کیفیت ہے کیونکہ دودور ہنٹ لکھنؤ سے رہتا ہے یہی مجھے گفتگو کی تھی جب لیکچرار نے کرنل فیروز صاحب سے بیان کیا تھا کہ اس قسم کی بیماری شہرین ہے تو او کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر نے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جو شخص نہ ہر کھاتا ہے اونکی کیا حالت ہو جاتی ہے کرنل فیروز صاحب نے جو ڈاکٹر بیورڈ صاحب کو چٹائی کھینچی اور سین اور بخون نے لکھا تھا کہ پیٹ میں درد ہے اور سر گھومتا ہے اور منہ میں تانے کا مزہ ہے اونکی نسبت ایڈوکیٹ جنرل بیان کرتے ہیں کہ لیکچرار کرنل فیروز صاحب کو یقین کرانا چاہتے ہیں کہ اصل بیماری تھی عارضی تھی جب میں کرنل فیروز صاحب کی شہادت پر غور کرتا ہوں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ لیکچرار اوس روز جو کرنل فیروز صاحب کی ملاقات کے واسطے گئے تھے وہ دن اونکی ملاقات کا تھا کوئی تہی بات لیکچرار نے نہیں کی تھی اور نہ لیکچرار کی باتوں سے کچھ تردد معلوم ہوتا تھا اوس روز معمولی گفتگو ہوئی تھی یہاں تک میں نے اپنے دوست ایڈوکیٹ جنرل کی اسپیج پر گفتگو کی وہ بالکل ثابت سے برہم ہوئی تھی اب وہ کہتے ہیں کہ یہ مقدمہ نہ سواد ر راوی دوشخصوں کی گواہی پر ہے وہ اس بات کے مقررین کہ راوی اور نہ سونے جرم میں اجانت کی وہ کہتے ہیں کہ اس مقدمہ کا فیصلہ رو بہاد پر ہوگا صاحب موصوفت میں طرح سے شہادت کی صداقت کرتے ہیں اول یہ کہ گواہ علیحدہ علیحدہ رکھے گئے اس امر کی نسبت پہلے میں بحث کر چکا ہوں جس شخص نے نہ سو

کی گواہی سنی ہوگی کیا وہ کھسکے گا کہ اوسکی گواہی صحیح ہے اوسکی تمام گواہی سے یہ بات مترشح ہے کہ ایک زمانے میں وہ بد ذات تھا لیکن اب اپنے لیے پریشیاں ہے۔ دمودرت راوجی۔ اور نیرسوی کی گواہی کے واسطے بہت کچھ صداقت درکار ہے میرے دوست رحیب ایدو کیٹ جنرل نے اوسکی صداقت نہیں کی اگر پیدرو کی گواہی صحیح ہے تو راوجی کو دروغ حلفی میں سزا دینا چاہیے صرف تین آدمیوں کی گواہی پر اس مقدمہ کا دار مدار ہے اور ادوہین تین شخصوں کی گواہی سے گینگوارڈ کی عزت اور مال متاع چھن گیا کیا اون لوگوں کی گواہی ایسی ہے کہ جسکی سماعت ہو اور گینگوارڈ کو اوسکی گدی اور اوسکی جا بداد چھین کر مفلس کر دیا جائے آپ لوگ جو میرا کنیشن میں صرف بطور جوری کے ہیں کیا آپ صاحبوں کو یہ مناسب ہے کہ بلا غور و تامل کے گینگوارڈ کو پھانسی دے دیں محض جھوٹے گواہوں کی گواہی پر ایدو کیٹ جنرل چاہتے ہیں کہ گینگوارڈ کو سزا دی جائے ان لوگوں کی گواہی بالکل بے مینا ہے سب سے پہلے کرنیل فیرو صاحب کی گواہی کا ذکر کروں۔

مائی لارڈ۔ بوجہ تبدیلی موسم کے میری آواز قابو میں نہیں ہے کرنیل فیرو صاحب اس عجیبے زمانے میں نامور شخص ہیں انکی نسبت ایک لفظ سو ادوس کے جو مچھو کہنا ضرور ہے زبان سے نہ کہا تو کیا اور ایسی بات نہ کہوں گا جس سے کرنیل فیرو صاحب رنجیدہ خاطر ہوں کرنیل فیرو صاحب بے شک مغز اور استہگو نامور اور بہادر شخص ہیں لیکن جس عہدے پر وہ مامور تھے وہ اوس کے لائق تھے اس عہدے کا کام نہایت نازک تھا گینگوارڈ جانتے تھے کہ اوپر ایک زمانے میں ایسی چشم نمائی ہوئی تھی کہ انکی آبرو اور کارروائی میں فرق آگیا تھا اور معلوم ہوا تھا کہ وہ انتظام نہیں کر سکتے ہیں مچھو امید ہے کہ یہ باتیں کرنیل فیرو صاحب کی نسبت زیادہ سخت نہیں ہیں۔ بعد اس کے ایک گورنر بمبئی سے انکو بری کیا جو کاغذ کرنیل فیرو صاحب کے پاس گیا اور جسکو میں نے عدالت میں پیش کیا اوس سے کرنیل فیرو صاحب کو بدنام کرنا منظور نہیں ہے صرف اس واسطے پیش کیا تھا تاکہ ثابت ہو کہ کرنیل فیرو صاحب اوس عہدے کے لائق تھے جس پر کہ وہ مامور تھے اور گینگوارڈ ان باتوں کو خوب جانتے اور سمجھتے تھے کہ جب انکی تسکایت ہوگی فوراً تبدیل کر دیے جائیں گے کرنیل

فیر صاحب نے ایسے لوگوں سے ملاقات رکھی جن سے کہ گیکوارڈ نہایت ناراض تھے اور وہ لوگ گیکوارڈ کے دشمن قاتل تھے مثلاً منجراون کے ایک شخص بھاپو پونا کر تھا اون لوگوں کا بیان ہے کہ ہم کو کرنل فیر صاحب نے کچھ روپیہ نہیں دیا لیکن کرنل فیر صاحب کی سہ پرستی اون کے کما کھانے کے واسطے کافی تھی معلوم ہوتا ہے کہ کرنل فیر صاحب اون سے ایسا میل جول رکھتے کہ جو کچھ وہ لوگ کہتے تھے وہی کرنل فیر صاحب کرتے تھے و اللہ اعلم کرنل فیر صاحب کس طرح کہتے ہیں کہ بھاپو پونا کر مغز شخص ہے میں نہیں سمجھتا کہ اون کو کیوں معلوم ہوا کہ بھاپو پونا کر راست باز آدمی ہے کیونکہ وہ گیکوارڈ کے بالکل خلاف تھا بعدہ کرنل فیر صاحب کو یہ خیال ہوا کہ جن لوگوں پر گیکوارڈ عظیم کرنے ہیں اون کی نالرش سننا چاہیے پس معلوم ہوا کہ صد نا آدمی گیکوارڈ کی شکایت کیا کرتے تھے جب ہوا کھانے کو جانے اور وقت سے لوگ شکایت شروع کرتے تھے عرض ہو شخص گیکوارڈ کی شکایت کرتا تھا او سکونجی کرنل فیر صاحب سنتے تھے بعض بعض شکایتیں محض جھوٹ ہوتی تھیں لیکن صاحب موصوف اونکی بھی سماعت کرتے تھے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ صاحب موصوف ہر ایک شکایت کو سنتے ہیں اور گیکوارڈ کی طرف سے وہ رجحیدہ ہیں تو لوگوں نے جا اور بے جا عرضیاں دینا شروع کر دیں میں اوپر کچھ چکا ہوں کہ جب گیکوارڈ دیکھا کہ کرنل فیر صاحب کس کس قسم کے لوگوں سے ملتے ہیں اور ہر وقت اور ہر خطہ بھاپو پونا کر سے گفتگو رہتی ہے اوپر جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کرنل فیر صاحب بالکل بھاپو پونا کر کے قابو میں ہیں سمجھے کہ عمدہ انتظام ہونا غیر ممکن ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شکل و پریش نہ آتی جس عمدہ انتظام کے واسطے حضور و سر نے دو سال کی اونکو ہمت دی تھی اگر کرنل فیر صاحب ایسا نہ کرتے تو کوئی وقت نہتی لیکن اس حالت میں عمدہ انتظام ہونا غیر ممکن تھا کرنل فیر صاحب کو بھی گمان تھا کہ مجھ کو نہ ہر دیا جائے گا لیکن نہیں معلوم کہ کس شخص نے او سکونجی پرانی تھی اور کس طرح اونکو ایسا خیال ہوا کہ کرنل فیر صاحب کو اس قسم کے خیالات تھے اور گیکوارڈ کے فرائض میں دوسری طرح کی باتیں تبیین ظاہر ہے کہ بھاپو پونا کر بازاری گپ کرنل فیر صاحب کو نہ کہ سنایا کرتا

اور کرنیل فیہ صاحب برہات کو یقین کر لیتے تھے ستمبر یا اکتوبر میں فیہ صاحب کو مانٹھے پر
 پھوڑا نکلا تھا اس مقدمے میں پھوڑے کی نسبت بہت بڑا ذکر ہے اور بہت کچھ کارروائی
 پھوڑے کی نسبت بیان ہوئی اس پھوڑے کی دواؤ اکثر صاحب کیا کرتے تھے کرنیل صاحب
 اوس زمانے کی شکایت کرتے ہیں کہ اکثر میراجی مالٹن کیا کرتا تھا اور پھوڑے میں نسبت
 درد ہوتا تھا اور درد کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ ڈاکٹر سپورٹو صاحب پھوڑے پر دوا
 گلوڈیم لگایا کرتے تھے اور گلوڈیم کی یہ خاصیت ہے کہ بروقت لگانے کے درد ہوتا ہے
 ایڈوکیٹ جنرل بیان کرتے ہیں کہ راجوچی نے چکو تریہ کے شہرت میں کچھ پوڑیاں ڈال دیں
 اور بلا کسی شکایت کے کرنیل فیہ صاحب اوسکو پی گئے حالانکہ اگر کوئی چکو تریہ کا خراب اثر
 پیے گا تو بیشک شکایت کرے گا لیکن کرنیل فیہ صاحب نے چپ چاپ اوسکو پی لیا اور کس طرح
 کی شکایت نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل فیہ صاحب کے مزاج میں نہایت تحمل تھا میں ہوز
 تک اوصحون نے شہرت نہیں بیا اور یہ بات نئی معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص کوئی خاص
 نسخے کا حادی ہوتا ہے تو فیہ اوس کے استعمال کے اوسکو یقین نہیں آتا آپ صاحبوں کی رہا
 میرے بیان کے مطابق ہوگی کہ کرنیل فیہ صاحب نے شہرت نہ پینے کی کوئی معقول وجہ بیان
 نہیں کی جو وجہ وہ بیان کرتے ہیں میرے نزدیک وہ کافی نہیں ہے اگر راجوچی کا بیان
 دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اوسے صرف میرے کی کئی ڈالی تھی چنانچہ اوسکی نسبت ڈاکٹر جنرل
 نے بیان کیا کہ اوس نے کچھ ضرر نہیں پہنچتا پس صرف ایسے خیالات کی وجہ سے اوسکا سر
 گھونٹنے لگا اور طبیعت مالٹن کرنے لگی اور جو حال ستمبر اور اکتوبر میں ہوا تھا وہی حال
 ہو گیا راجوچی کا بیان ہے کہ ۶۔ اور ۷۔ نومبر کو میں نے سنکھیا نہیں ڈالی پھر کس طرح کرنیل
 فیہ صاحب کی طبیعت بگڑ گئی تاہم کرنیل صاحب خاموش ہو رہے اور کسی سے اوصحون نے
 شکایت نہیں کی۔ ۸۔ نومبر کو اوصحون نے شکایت کی اور سنکھیا کے دیے جانے کا شبہ ہوا
 لیکن وہ میں بائیں میرے خیال میں نہیں آتین ہنجلادون کے ایک یہ ہے کہ کوئی معقول وجہ
 کرنیل فیہ صاحب کو نہ ہر دیے جانے کی تھی اسات کا خیال اور لوگوں کے دلوں میں ہی
 آیا ہوگا ایسے خیالات کی نسبت میں بہت کچھ گفتگو کر دیا گا مجھکو اسبات کی ہی حیرت ہے

کچن لوگوں کو سنسکھیا مل سکتی تھی وہ کرنیل فیئر صاحب کے کمرے میں بھی جا سکتے تھے اور کرنیل فیئر صاحب کی کل عادتوں سے واقف تھے پھر کمرے کے دروازے پر بند ہونے کا اہتمام نہیں ہوا سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ عرصہ تک اردو موزارٹ اور اچھی طرح سے زیر دیا گیا جب شربت میں زیر ملایا گیا تو کرنیل فیئر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ تلچٹ کا رنگ سیاہی مائل بھورا تھا اور گواہوں کا بیان ہے سیاہی مائل نختا بنک ہلکا بھورا تھا جب تلچٹ کا امتحان کیا گیا تو جو صورت کرنیل فیئر صاحب بیان کرتے ہیں اس سے بالکل برخلاف تھی کرنیل فیئر صاحب نے گلاس کو میز پر رکھ دیا تو چوڑی دیر کے بعد اوڈ کو شبہ ہوا اور تلچٹ کو دیکھا آپ کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے اس کی نسبت کیا کہا میں نے اون سے یہاں تک سوال کیے کہ وہ ناراض ہو گئے اور کہا کہ تم یہاں کیا روزِ حشر تک رہو گے میں بھی جانتا ہوں کہ جو سوالات اون سے میں نے کیے اون سے اوڈ کو حیرت ہوئی ہوگی کیونکہ تلچٹ ڈاکٹر صاحب نے دیکھا اس کا رنگ ہلکا بھورا تھا اور جس تلچٹ کی نسبت کرنیل فیئر صاحب بیان کرتے ہیں اوڈ کی رنگت سیاہی مائل بھوری تھی یہ بات صحیح ہے کہ رنگ کی نسبت اکثر لوگوں کا بیان مختلف ہو جاتا ہے مگر اس قدر اختلاف نہیں ہوتا جو کرنیل فیئر صاحب اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے سنسکھیا کی آزمائش کی وہ کچھ خوب تھی بلکہ جس طرح ڈاکٹر گری صاحب نے امتحان کیا وہ طریقہ بھی عمدہ تھا پور وپ میں جب اس طرح کا امتحان ہوتا ہے تو ڈاکٹر لوگ سنسکھیا کو دیگر اجزاء سے علیحدہ کر کے اصلی صورت پر دکھا دیتے ہیں اور ایسا نہیں کرتے کہ دانت کا سا چھد بن گیا اور اس کو کھد یا کہ یہ سنسکھیا ہے۔

پسے ہوے ہیرے کی نسبت جو لوگ بیان کرتے ہیں وہ بھی محض خیالی یا نہیں ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ تلچٹ میں ہوا ہوا ہیرا تھا یہ بھی محض یہی ہے مان کوئی چیز اور میں جانتی ہوئی تھی اور اس سے شبہ بھی چھل سکتا تھا لیکن اس کی نسبت پسے ہوے ہیرے کا کہنا بالکل غلط ہے اور اس بات کا ثابت کرنا بھی غیر ممکن ہے اس کی نسبت خیال ہے کہ وہ ہوا ہوا ہیرا تھا اگر اس پر کچھ کہہ کر اس سے ڈاکٹر گری ہیرے کا کہنا ثابت ہو جائے گا تو یہ ہیرا

بیجا ہے ڈاکٹر لوگ اسکو کبھی ثابت نہیں کرتے یقین ہے کہ اس امر کی نسبت جو تحقیقات ہوئی ہے ممبران کمیشن اس پر کسی طرح کا خیال نہ کریں گے البتہ یہ امر کسی قدر ثابت ہوگا کہ جو پورٹ یہ امتحان کے واسطے بھیجی گئی تھی اس میں شک کیا تھا لیکن یہ بات اسکی نسبت دریافت طلب ہے کہ یہ پورٹ یہ وہی ہے جو پچھٹ تھا جو کرنل فیروز صاحب کے گلاس میں سے نکلا اور اس بارے میں کرنل فیروز صاحب نے اظہارِ دوہا ہے کہ جب سے میں نے پچھٹ کو دیکھا اس کے بعد کوئی شخص گلاس کے پاس نہیں گیا لیکن کرنل فیروز صاحب کے اس اظہار کو میں تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ اگر کوئی شخص گلاس کے پاس جانا چاہتا تو نہت کچھ موقع مل سکتا تھا میری اس تمام گفتگو سے یہ ظہور ہے کہ اس مقدمے میں کسی عجیب شہادت گذری ہے اور اس شہادت کی وجہ سے کیا کیا خیال دل میں گذر رہے ہیں۔

دو پچھڑ کے بعد دو بجے تھے سارجنٹ بیلن ٹاؤن صاحب نے کہا کہ آج ہفتہ کا دن ہے عدالت کو برخاست کرنا چاہیے اور کہا کہ اگر صاحب پریسیڈنٹ کو منظور ہو تو میں کچھ بیان کروں صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ اگر آپ تھک گئے ہیں اور دم لینا منظور ہے تو بہتر میری طرف سے زبردستی نہیں ہے۔

سارجنٹ بیلن ٹاؤن صاحب نے کہا کہ خیر۔ مات میرے ذمہ ہے اور اب مجھکو دم لینا منظور صاحب پریسیڈنٹ نے کہا کہ وجہ مذکورہ بالا سے عدالت برخاست کرے گی لیکن جب تھوڑا وقت بھی ضایع ہوتا ہے تو مجھکو افسوس ہوتا ہے۔

سارجنٹ بیلن ٹاؤن صاحب نے پریسیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس مقدمے میں بہت سی باتوں کی تردید کر چکا ہوں اور دو شنبہ کے روز کو ششمن کروں گا میری طرف سے تردید کا کچھ خلاصہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔
بعد اس کے عدالت برخاست ہوئی فقط۔

اجلاس روز ہفتہ قدم

آج ۱۱ بجے ممبران کمیشن جمع ہوئے لیکن محاراجہ سیندھیا بوجہ علالت کے غیر حاضر تھے۔ سر لوئس ہلی صاحب کمیشن میں موجود تھے اور حضور پھر راجہ بھی تمام دن بیٹھے رہے۔

صاحب پر سیڈ نہ نے کہا افسوس ہے کہ مہاراجہ سبندھیا بوجہ علالت کے آج بھی
 راجنٹ ہیلن ٹاؤن صاحب اسپتال کے واسطے اوٹھے اور انہوں نے بیان کیا کہ یہ
 شنبہ کی اسپتال میں بیان کیا تھا کہ میں نے دو ایک جگہ غلطی کی ہے آج میں اس غلطی
 کو درست کروں گا اور وہ غلطیاں تاریخوں کی تصحیح وقت میں نے اول زبردستی
 کی تاریخ بیان کی تھی وہ اگست یا ستمبر کا مہینا تھا لیکن ایک گواہ نے جسکی شہادت
 کیس قدر لائق اعتبار ہے وہ کہتا ہے کہ زبردستی کا اول ارادہ بندہ یا میں روز
 ۹ نومبر سے پیشتر کیا گیا تھا دوسری بات یہ ہے کہ اخیر دفعہ جو لیکچرنگی طرف سے پوچھا
 دینے کا بیان موبہ ہے وہ جو لائی کے جھٹے میں ہے شنبہ گذشتہ کی اسپتال میں جو لائی کے بعد
 کی تاریخ میں نے بیان کی تھی مگر بہ وقت دیکھنے کا قعات اور اپنے دوستوں کے بیان
 سے یہ غلطیاں معلوم ہوئیں ان باتوں کا ذکر مجھے کروں گا کیونکہ میں نے ان باتوں کو
 کو درست کر لیا ہے۔

مافی لارڈو۔ ایک اور بات یہ ہے جسکا ذکر کرنے بلا غور کے کیا تھا گو مجھ کو اس وقت
 اسکا طول طویل بیان کرنا منظور تھا وہ بات گلاس کی تلچھٹ کی بابت ہے اسکی
 نسبت کرنل فیہ صاحب خود بیان کرنے میں کہ میں نے تھوڑا شربت پی کر رکھ دیا تھا
 بروقت دیکھنے گواہی کو انان کے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھ مرتبہ زبردستی جانے کا
 ارادہ ہوا اور ایک مرتبہ کرنل فیہ صاحب کو کوئی نہ کوئی امر مانع ہوا اور کیس قدر شربت
 کو پی کر چھوڑ دیا۔ کرنل فیہ صاحب کا بیان ہے کہ جب کبھی شربت میں زبردستی ملا گیا
 ہمیشہ اسکا مزہ بدل گیا۔ پس اسوجہ سے انہوں نے شربت نہیں پیا۔

اور اذکا بیان ہے کہ شکمیا اور پسا ہوا شربت میں پڑا تھا اور ان دونوں
 چیزوں میں کی طرح کا مزہ نہیں ہے۔ پس کچھ شبہ نہیں ہے کہ اگر چیزیں شربت میں
 ڈالی گئی ہوں تو ضرور کرنل صاحب پی جائے۔ اور مزہ میں کچھ فرق نہوتا اور
 گھنٹہ آدہ گھنٹہ کے بعد اسکی کیفیت معلوم ہوتی کیونکہ ڈاکٹروں کی بھی رائے ہے کہ
 گھنٹہ آدہ گھنٹہ کے بعد زہر اثر کرتا ہے اسبارے میں شنبہ کے روز میں نے اتفاقاً ذکر

نہیں کیا تھا مگر ان کی مشین کو باور ہے کہ جب دو موور پنت کے اظہار وغیرہ پر گفتگو کرنے سے فراغت ہوگی تو اس امر پر بھی بین تقریر کروں گا اب دو موور پنت کے اظہار سے نروید کرنا شروع کرتا ہوں۔

سماں ظاہر ہے کہ دو موور پنت سے ہر ایک بات کی ابتدا ہے اگر نہ ہر بات تو ہی شخص کے ذریعے سے آیا یہ بات کہیں ظاہر نہیں ہوئی کہ کسی اور شخص نے ذہر کے ننگانے میں کوشش کی ہو اور دوسرے کسی شخص نے ذہر دیا ہو صرف اس قدر سراخ ملتا ہے کہ دو موور پنت نے ذہر ننگا یا سوا اس کے اور کسی شخص پر شبہ نہیں ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اسی شخص کی نروید سے ابتدا کی جائے۔

مافی لارڈو۔ قبل شروع کرنے گفتگو دربارہ شہادت دو موور پنت۔ نرسو۔ اور راوی کے میرے نزدیک سب بات کا کہنا مناسب ہے کہ یہ امر دریافت کیا جائے کہ ابتداؤں لوگوں کی شہادت کس طرح لی گئی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس طرح شروع میں گواہ سے برتاؤ ہوتا ہے ویسی ہی شہادت ہوتی ہے ان کی شہادت ابے لوگوں کے ذریعے سے لی گئی جو خود مندر اور طول دینا چاہتے ہیں۔

ہن ایسی بات کہنا نہیں چاہتا کہ کسی شخص کو تجھے ضرر پہونچے لیکن مجبور ہو کر چند لوگوں کا نام لینا اس مقدمہ میں ضرور سمجھتا ہوں مسٹر سوٹر صاحب بڑے لائق افسر ہیں اور بینتی میں اسے اور جج کے عہدہ دار ہیں ان کو بخوبی معلوم ہو گا کہ متحدہ اور افسلن پوپیر کے گجائند وقل۔ ایکر علی۔ عبد البلی کا ہمراہ لانا کس واسطے مناسب ہو گا اور یہ بات بھی ان کو بخوبی معلوم ہوگی کہ ایک بہت بڑے افسر بھی سے ان لوگوں کی کارروائی پر جہت بڑی چشم نمائی کی تھی گو وہ چشم نمائی صحیح تھی یا غلط لیکن سوٹر صاحب کو اس امر میں شک کرنا چاہیے تھا کہ اس مقدمے میں بھی ویسی ہی کارروائی ہو لوگ نہ کریں کیا بھی میں اور کوئی افسر پولیس تھا جو انہوں نے دوسرے مقام سے ایک انجیلیر کو طلب کیا اس کے بلائے کی کوئی وجہ ظاہری نہیں معلوم ہوتی سوٹر صاحب کا اس قدر اختیارات دینا ان کو مناسب نہ تھا جس طرح کہ ان گواہوں نے شہادت دی ہے

میں ممبران کمیشن کا خیال اوسپر خاص کر رجوع کرتا ہوں کیونکہ اس بات پر تمام لوگوں
 کا خیال رجوع ہوگا۔ ان پولیس کے افسروں کو اختیار تھا کہ جس شخص کو چاہیں
 حراست میں رکھیں اور مسٹر سولر صاحب نے جو چاہا اودن گواہوں کے اظہار یہ۔
 جس طرح گواہوں کے اظہار یہ گئے ہیں علیحدہ علیحدہ ہر ایک کا میں ذکر کروں گا
 اور یہ بھی ظاہر کروں گا کہ گواہوں پر ظلم ہوا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی ہے۔
 یہ صحیح ہے کہ گواہ لوگ تنگ بین نہیں کیسے گئے بلکہ اودکو خوف دلایا گیا ہے اور بعض
 گواہوں کے چہرے سے خوف زدہ ہونا پایا جاتا تھا وہ لوگ جانتے تھے کہ ہمارے جان
 و مال کی خیر نہیں ہے اور جب تک کہ ہم حراست میں ہیں کوئی صورت ہمارے مفرتی
 نہیں ہے تاوقتیکہ حسب خواہش پولیس کے ہم نہ بیان کریں گے ہندوستان کے شہر
 میں ایسی بات ہرگز جانتے نہ رکھی جانی مگر اس شہر میں جو ہندوستان سے بالکل علیحدہ
 اور قانون سے ناواقف ہے رورکھی گئی یہاں کے لوگ مطلق نہیں جانتے کہ انہی پر
 کے واسطے کیا فکر کریں وہ اپنے تئیں ثابت کر دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ پولیس کو سب
 طرح کی طاقت اور ہمہ گیر قہر ہے۔ پولیس نے اپنی کامیابی کے واسطے کوئی بات فرو گذشت
 نہیں کی میں نے خوب غور کر کے اس تقریر کو پیش کیا ہے مجھ کو امید ہے کہ جو کچھ میں نے بیان
 کیا ہے بخوبی اوسکی صداقت ہوگی اب وہ مورد رپٹ کے اظہاروں کی تردید کرتا ہوں۔
 معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک بات کی ابتدا اسی شخص سے ہے یہ شخص بیان کرتا ہے کہ مجھ کو گینگو
 نے اس مقدمہ میں حاصل بحیث بنایا تھا پس مناسب ہے کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس
 شخص کی شہادت منظور کی جائے اور دریافت کیا جائے کہ آیا ایک شخص کی شہادت قابل
 اعتبار کے ہے یا نہیں جس طرح کہ میں گفتگو کرتا ہوں اوسے طرح اور لوگ بھی مجھے گفتگو کریں
 میں نہیں چاہتا کہ اس مقدمہ میں کوئی سخت کلمہ میری زبان سے نکلے صرف وہی الفاظ
 استعمال میں لاتا ہوں جو مصفاہ اور لائق تحریر کے ہیں جو بائیں سرمدول میں ہیں اگر ممبران
 کمیشن کے بھی ذہن نشین ہو جائیں تو یقیناً کامل ہے کہ گینگو اڑ میں رہے گا اور غیر ممن
 ہوگا کہ کسی ملک کے قانون دان لوگ گینگو اڑ کے برخلاف مقدمہ کا فیصلہ کریں گے گینگو اڑ

کیا کسی اور فی آدمی کا فیصلہ بھی ایسی حالت میں برخلاف نہیں ہو سکتا جس طرح کی شہادت گزری ہے اگر وہ تسلیم کچھ تو افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنا تاج و تخت اپنے ہاتھ سے کھینچے معلوم ہوتا ہے کہ جس روز گینگوارڈ نظر بند کیے گئے اسی روز دمودر پنت بھی قید کیا گیا لیکن محبٹرٹ کے روبرو اوسکو نہیں لائے اور نہ اون لوگوں سے اوسکا مقابلہ کیا گیا جو اسپرٹمت رکھتے تھے اس امر کی بخوبی تحقیقات نہیں ہوئی ابتدا ہی سے وہ سپاہیوں کے پہرے میں قید کیا گیا سترہ روز تک وہ قید رہا اگر کوئی شخص افسران کرے کہ سپاہیوں کا پہرہ ہونا کوئی خوف کا مقام نہیں ہے لیکن یہ بات لائق لحاظ کے ہے کہ اوس کے دل میں کیا کیا خیالات گذرے ہوں گے اور روز بروز اوسکی طبیعت کیسی دگرگون ہوتی گئی ہوگی۔

میں اس طرح قید کرنا بھی ایک طرح کا تشدد سمجھتا ہوں اس شخص نے بیان کیا کہ بنے یہ بیان اس واسطے کیا کہ قید سے رہائی پادوں اور جو کچھ کہ اوسنے بیان کیا اوسکی نسبت صحیح نہ ہوگا احتمال نہیں ہے یہ بات اوسنے سچ اور صحیح بیان کی ہے۔ اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ بعد میں پولیس گارڈ کے سپرد ہوا اوسوقت اوسکو راہوچی اور نرسو کی شہادت سے اطلاع ہوئی۔ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ انکار بھی کرنا تو یہ انکار اوسکا لائق اعتبار کے تھا اور اوسکو معلوم ہوا تھا کہ گینگوارڈ پر کیا جرم ہے بنے اوسکو معلوم ہوا تھا کہ زہر خورانی کا جرم ہے جیمین سنگھیا اور پے ہوئے میرے کا ذکر ہے سو اس کے ایک نشینی کا بھی ذکر ہے یہی شخص کہتا ہے کہ میں نے نشینی دی تھی اور کہتا ہے کہ نشینی کے دے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ نشینی میں کیا ہے یہ اظہار اوسنے خوب حفظ کر رکھے تھے ان باتوں پر ممبران کیشن کو بخوبی غور کرنا ضرور ہے اس گواہ کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ اگر تم گینگوارڈ کو قید کرو دو تو تم بری ہو جاؤ اور اگر گینگوارڈ بری ہو جائیں گے تو تم قید ہو جاؤ گے۔ پولیس نے شاید یہ بھی سکھا دیا ہوگا کہ قید ہونا اور رہا ہونا خود تمھارے اختیار میں ہے اگر گینگوارڈ قید ہوے تو تم رہا کر دے جاؤ گے اور تھوڑی جاگیر بھی تمکو ملے گی وائٹہ اعلم ایسی دروزح حلفی سے آئندہ کو کیا نتیجہ ہو اگر ایسے جھوٹوں کو سزا نہیں دی جائے گی

تو میرے نزدیک کسی مجرم کو سزا نہیں جوتی میں نہیں جانتا کہ سزا کیا چیز جو بد وضع حلفی اور اقدام قتل میں دیجاتی ہے میں نے کبھی کسی مقدمے میں نہیں دیکھا کہ ایسی ایسی صاف شہادت کسی شخص سے دی ہو اور اس شخص کو اپنے جھوٹ بولنے کا مطلق خیال نہیں ہو اس دنیا میں بہت عجیب غریب باتیں میں منجملہ ان کے ایک اس شخص کی بھی شہادت ہے سب گواہوں میں یہ شخص چالاک ہے لہذا جب وہ گواہی دیتا تھا اور گیکوارڈ کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا تو اس کے چہرے سے شرمندگی اور شہمائی کے آثار ظاہر تھے اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص دروغ حلفی کر رہا ہے اور اس کی حلف دروغی میں ثابت بھی کر دیا گیا۔ اس شخص سے نہ صرف اپنی شہادت بنائی ہے بلکہ اور دن کی گواہی بھی گڑھی ہے۔

خصوصی ہم جیڈ کی۔ اس مقدمے میں ظاہر کر دیا گیا کہ پولیس نے نہایت مہیا کی کے ساتھ اس مقدمے میں مداخلت کی ہے۔

مجھ کو ہم جیڈ کی شہادت میں خاص گفتگو کرنا ہے اور خصوصاً اس موقع پر جبکہ اس کے اظہار میں سوالات کیے گئے تو کس قدر اس کا بیان مختلف ہو گیا میں ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس شخص کے اظہار میں پولیس نے زیادہ کارستانی کی ہے چونکہ موروثی حضور پھر اڈہ کا ریوٹ سکریٹری تھا اس لیے وہ ہر طرح سے معتمد ہونے کا جو کچھ حال وہ بیان کرتا ہے وہ بالکل غلط ہے وہ کہتا ہے کہ حسابات غلط ہیں اس کو بڑا خوف تھا کہ کرنل فیروز صاحب کی کتاب میں منگو کر نہ دیکھیں اس لیے جا بجا اور نہ سیاہی بولوا دی اگر گیکوارڈ پر جرم نہ قرار دیا جاتا تو اس شخص کو ضرور سزا ہوگی کہ اسے حسابات کو مشکوک کیا اور اس بات کو اس کے کوئی عدالت تسلیم نہ کرتی کہ گیکوارڈ کے فائدے کے واسطے میں نے ایسا کیا ہے چونکہ یہ بات عقل قبول نہیں کرتی کہ اول حساب لکھا جاے اور پھر وہ مشکوک کر دیا جاے اگر اس شخص پر تلب کا جرم قائم کیا جاتا تو اس کو کوئی عذر نہیں ہو سکتا تھا اس کے پاس بجز زبانی عذر کے کہ میں نے گیکوارڈ کے حکم سے کتابوں کو مشکوک کیا اور کوئی ثبوت نہیں ہے نہ اندازہ اس کا بیان لائق اعتبار کے نہیں۔ اگر کوئی پرچہ تحریری گیکوارڈ کے ماتھے کاوش کرے تا تو البتہ اس کے بیان کا اعتبار ہو سکتا تھا ہرگز یقین نہیں کہ بغیر حکم تحریری گیکوارڈ کے

وہ کتابوں کو غلط کر سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دمو در پنت نے خاص اپنے فائدے کے واسطے کتابوں کو غلط کیا لیکو اڑکا کوئی حکم نکتہ شخص کہتا ہے کہ میں نہ بکے صحیح سے رات کے دوشل بجے تک لیکو اڑکے حملوں میں رہتا تھا اور صرف کھانا کھانے کے واسطے اپنے گھر کو آتا تھا اگر لیکو اڑ اس شخص کو اپنا شریک کرنا چاہتے تو ہر وقت اس سے صلاح کرتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کبھی کسی بات میں مشورہ نہیں کیا گیا اگر یہ بات صحیح ہے کہ لیکو اڑ اپنے نوکروں سے صلاح کیا کرتے تھے اور جس جرم کا کہ اوپر اتہام ہے اگر اصل کرنا چاہتے تو اس معاملے کو اپنے نوکروں کے سپرد کر دیتے اور خود کسی سے گفتگو نہ کرتے یہ ضرور تھا کہ وہ ہر شخص سے اپنے موافقہ میں گفتگو کرے تاکہ اوں میں سے کوئی نوکر اوں کے برخلاف ہو جاتا تو برخلاف ان کے گواہی دیتا ہمارے نزدیک لیکو اڑ نے ہرگز ایسا نہیں کیا اور چونکہ دمو در پنت اذکار پر بوٹ سکر پڑی اور حسب بیان اس کے لیکو اڑ کا وہ مشورہ کار تھا لازم تھا کہ یہ کام اسی شخص کے سپرد کریں۔

اس مقدمہ میں عجیب بات یہ ہے کہ لیکو اڑ چاہتے تھے کہ جن قدر زیادہ آدمیوں سے اس بُری صلاح میں گفتگو کریں اسی قدر بہتر ہے بلکہ ظاہر کیا گیا ہے کہ لیکو اڑ نے کیسے کیسے لوگوں سے ملاقات کی اوں ممبران کیشن کا میں خیال جو جوع کروں جو ہندوستانی ہیں اور ایسے معاملات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ اونکی راہ دربارہ ملاقات لیکو اڑ کے اور لوگوں کے ساتھ کیا ہے ممبران موصوف سے اس امر کا مستدعی ہون کا کہ بوجہ واقفیت حالات ہندوستان کے ایک نصفہ راب دین اگر اضاف کے ساتھ راہ دین گئے تو لیکو اڑ کو بہت بڑی مدد پہونچے گی اگر ممبران کیشن صفحہ ۱۱۲ کتاب کو دیکھیں گے تو عجیب کیفیت معلوم ہوگی یعنی او میں لیکو اڑ کا حکم فوجدار کے نام سنکھیا کے واسطے درج ہے دمو در پنت کا بیان ہے کہ لیکو اڑ نے حکم دیا تھا کہ غارش کے واسطے سنکھیا سنگائی جاے چنانچہ اس نے فوجدار کو چٹھی لکھی مگر سنکھیا میسر نہ آئی اگر ممبران کیشن تھوڑا سا غور کریں گے تو یہ بات محض لوگوں میں ہوگی اگر وہ چاہتے تو فوراً سنکھیا آسکتی تھی جب فوجدار کی شہادت عدالت میں لی گئی تو اس نے بیان کیا کہ دمو در پنت کی چٹھی سب طرح سے صحیح ہے معلوم نہیں کہ کس وجہ سے

سنسکھیا نہیں ملی پس دمودر پنت کا یہ بیان صاف غلط قرار پاتا ہے دوسری مرتبہ جب چٹھی بھیجی گئی تو دمودر پنت کا بیان ہے کہ لگیو ایسے دستخط کیے لیکن ہرگز خیال میں نہیں آتا کہ ادنیٰ خوں نے دستخط کیے ہوں جب لوگوں نے دریافت کیا کہ سنسکھیا کس واسطے منگائی جاتی ہے تو دمودر پنت کا بیان ہے کہ میں نے کھ دیا کہ صاحب رزیدنٹ کو زہر دینے کے واسطے منگائی جاتی ہے۔ میں دمودر پنت کے اظہار کو خیال کرتا ہوں کہ پولیس کا سنسکھیا ہوا ہے اور لوگوں نے اس سے کھ دیا ہو گا کہ اگر تم لگیو اے پر جرم ثابت کر دو گے تو تمہارے حق میں ہتھیار ہو گا اس لیے اپنے فائدے کے واسطے اس نے یہ تمام گواہی دی ہے اگر حقیقت منگائی گئی تو اس نے اپنے کسی خاص کام کے واسطے منگائی ہوگی دمودر پنت کی حالت اس وقت دیکھنا چاہیے کیونکہ کرنل فیہ صاحب ہمیشہ تحقیقات کرنے سے کٹے کہ لگیو اڑنے کے محلوں میں کیا کارروائی ہوتی ہے وہ جانتا تھا کہ اگر کرنل فیہ صاحب میری کتاب میں منگوا کر دیکھیں گے تو مجھے بڑی خرابی پڑے گی شخص کی قدر بہ نام بھی تھا لگیو اڑاؤ کو رزیدنسی بھی نہ لیجائے تھے اسکو ہمیشہ تشویش رہا کرتی تھی پس آئندہ کو اس بات پر غور کرنا مناسب ہو گا کہ آیا دمودر پنت کا بیان بنایا ہوا ہے یا اس نے نبرات خود کرنل فیہ صاحب کو مار ڈالنا چاہتا تھا بعض امور کمیشن کے روبرو نہیں آتے ہیں اور انکی نسبت کمیشن کا خیال رجوع کردن کا بعض معاملات اس قسم کے ہیں کہ اوپر نہایت درجہ کا غور کمیشن کو کرنا ہو گا اور اگر بخوبی غور کیا جائے گا تو کمیشن کو بھی شک واقع ہو جائے گا اور جو حال اصلی ہے وہ ظاہر ہو جائے گا۔ اگر دمودر پنت نے سنسکھیا منگائی تھی تو اپنی ضرورت سے منگائی ہوگی اور اگر فوجدار سے سنسکھیا نہیں منگوائی تو کیونکہ اسے اس نے حکم لکھا ہوا ہو گا اگر لگیو اڑ خود سنسکھیا منگانا چاہتے تو ضرور اپنے حکم پر دستخط کرنے اور معجب ہے کہ لگیو اڑ کو کمیشن سنسکھیا میسر نہیں آتی تھی جب دمودر پنت نے لگیو اڑ سے کہا کہ سنسکھیا نہیں ملتا ہے تو لگیو اڑ ضرور تاکید کر کے منگائے اگر لگیو اڑ خود سنسکھیا منگائے تو تحریری حکم کو کبھی و قریب نہ دیتے کیونکہ انکو خیال ہوتا کہ جب کبھی اس مقدمہ کی تحقیقات ہوگی تو یہ کاغذ بطور شہادت کے ہو جائے گا اور ان کو اس بات کے کھنے کی کیا ضرورت تھی کہ اگر سنسکھیا نہیں ملتا ہے تو

نور الدین بوہرے کے پاس سے منگوا کر نور الدین کے بیان سے ایک اور کارروائی پولیس کی ظاہر ہوئی ہے کیونکہ نور الدین نے ایک زمانے میں لگیوار پرنالین کی بھی بیچنے بلا وجہ لگیوار لے اور منگو میدون سے پٹوایا تھا اور پانچ ہزار روپہ جرمانے کا لیا ظاہر ہے کہ یہ شخص لگیوار کا دشمن قاتل ہوگا و مودر پنت نے اپنے بیان کی صداقت کے واسطے اس شخص کو خوب منتخب کر کے پیش کیا کیونکہ اس کو یقین ہوگا کہ نور الدین خوشی سے بیان کرے کہ میں نے سنگھیا دی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نور الدین بوہرہ مصطفیٰ مزاج آدمی ہے اس نے ایسا بیان نہیں کیا کہ اس بے فنی شخص سے یہ شخص قید ہے۔

اکبر علی کا بیان ہے کہ کسی بات کے ظاہر نہ کرنے سے یہ شخص قید ہے پولیس کے لوگوں سے جہاں تک ہو سکا اس شخص پر تشدد کیا گیا نور الدین لگیوار کا دشمن کیونکہ انہو مگر اس مقدمہ میں اس نے سچ سچ بیان کر دیا اور اس نے ہر طرح سے سختی اور ٹھانی لیکن ایک بے گناہ آدمی کو مانو وہ نہیں کرایا عجیب بات یہ ہے کہ سوٹر صاحب کے روہرہ اول کوئی اظہار نہیں لیا گیا جب پولیس نے گواہوں کو خوب تسلیم کر دیا اور وقت سوٹر صاحب کے روہرہ گواہی لی گئی کوئی شہادت ایسی نہیں گذری کہ مودر پنت نے سنگھیا منگائی ہوگی خود مودر پنت کا بیان ہے کہ میں نے سنگھیا کو منگوا یا وہ نور الدین سے سنگھیا کا منگو انا کہتا ہے لیکن میرے نزدیک اس کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے اگر وہ حقیقت اس نے سنگھیا منگائی تھی تو کسی اور شخص سے منگائی ہوگی نہ نور الدین سے لیکن مودر پنت آدمی کے پاس سے سنگھیا کا منگو انا ظاہر نہیں کرتا یہی سنگھیا جکی نسبت اس قدر گفتگو ہوئی بیان ہے کہ کرنل خیر صاحب کے شریٹ میں ڈالی گئی اور کئی بوہرون کی کہنت بھی سنگھیا کے خریدنے کا بیان ہے اور ان کی کتاب میں پولیس کے پاس موجود ہیں جس طرح کی کارروائی کرنا چاہیے وہ کر سکتے تھے اس کے بعد حکیم کی دوا کا اظہار ہے مودر پنت کا بیان ہے کہ جس زمانے میں صاحب مذہب پنت کے ماتھے میں چھوڑا تھا تو بڑے حکیم کے چھوٹے بھائی ایک شیشی میں دوا بنا کر لائے مگر زیادہ آدمیوں کے مرنے سے انہوں نے شیشی ندی پا کچھ انعام کے خواستگار ہون گے مودر پنت کہتا ہے کہ قبل اس کے مہاراجہ

نے مجھے کہا تھا کہ کچھ کھیان ابھی جمع کر کے جن سے آبلہ بڑ جاتا ہے بڑ حکیم کے بھائی کے پاس فوجدار کے ذریعے سے بھیج دو میں نے نرائن راؤ لکڑے کہا کہ فلان قسم کی کھیان جمع کر کے حکیم صاحب کے پاس لے جاؤ۔

دوسرے روز مھاراجہ صاحب نے میرے روبرو ہریات کہا کہ حکیم صاحب کو دو اینٹاں کے بے کاسے سانپوں کی ضرورت ہے چنانچہ میری باتے سپردن کو بلایا اور کچھ سانپ اور کھیان حکیم صاحب کے پسند کرنے کے واسطے بھیج گئیں جب حکیم صاحب نے سانپ اور کھینوں کو پسند کر کے رکھ لیا اور سوقت مھاراجہ صاحب نے کہا کہ حکیم صاحب کو کاسے گھوڑے کا پیشاب چاہیے چنانچہ باپاجی کو جو خاص گھوڑے کے کا مدار میں حکم دیا کہ کاسے گھوڑے کا پیشاب حکیم صاحب کے پاس بھیجا دے یہ بیان سن کر بڑ تعجب ہوتا ہے۔

اس ملک کے آدمیوں سے میں واقف نہیں ہوں یہ بیان بطور قصے کے معلوم ہوتا ہے میں اس بارے میں اپنی کوئی رائے نہ ظاہر کروں گا جو لوگ یہاں کے باشندے ہیں اور ان کی رائے اس امر کی نسبت بہت مناسب ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ایڈوکیٹ جنرل جو میرے ایک لائق دوست ہیں اور ان کو اس قسم کے اظہار سے یکقدر شرمندگی ہوگی کیونکہ انہوں نے یہ سب بانیں دموورنٹ کی زبان سے کہیں اور انہوں نے کسی اور طرح سے صداقت نہیں کی میں جانتا تھا کہ وہ سپردن کو بلا کر دریافت کریں گے کہ کس طرح سانپوں کا زہر لگا لاجاتا ہے اور آبلہ والی کھینوں کا کیونکر استعمال کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو بھی بلا میں گے جو ان چیزوں کے جمع کرنے اور بھونپانے کے واسطے مقرر ہوئے تھے لیکن صاحب موصوف نے ان عقلمندوں کو عدالت میں طلب نہیں کیا اور وہی شاہد کے معلوم ہوئے کہ کسی سفید رشتے سے ان سب چیزوں کا عرق کال کر لایا گیا اور حشیشان دموورنٹ کے اس طرح اسکا استعمال کیا گیا۔

مھاراجہ صاحب نے نانا کو لکڑے کہا کہ تھوڑی دوا اس شیشی کی لاؤ چنانچہ دو تین روز کے بعد گجرا بھیشی کو لے کر جب حکیم صاحب نے بھیجا تھا لیکو اور کا بھیج دیا یا میں نے ادھین سے تھوڑی دوا نکال کر اور دوسرے ایک شیشی میں کر کے سالم کو دی اور

اور کھدیا کہ کرنل فیروز صاحب کے دینے کے واسطے یہ زہر ہے اس مقدمہ میں یہ حال عجیب ہے اب میں کل گفتگو اول سے اس معاملے میں کہتا ہوں۔

دومور پنت نے بیان کیا ہے کہ جویشی میرے پاس آئی تھی وہ ایک اونگلی کے برابر لمبی تھی اور دوسری شیشی میں جو اونہوں نے دوادی وہ ادھی اونگلی کے برابر تھی اور وہ چھوٹی شیشی عطر کی تھی۔ حالانکہ عطر کی شیشی ایسی ہوتی ہے کہ عطر کم آتا ہے اور دیکھنے میں بڑی ہوتی ہے خیال کرنا چاہیے کہ جب دومور پنت نے اوہین دوادی ہوگی تو بہت کم دو آتی ہوگی اور وہ شیشی سالم کور اوہی کے پاس چھو پچانے کو دیدی اور جو کیفیت اس شیشی کی دوادی ہوگی وہ سب کو معلوم ہے۔

بیان ہے کہ پساہو امیر بطور زہر کے استعمال کیا گیا میں نے بڑی بڑی کتابوں میں دیکھا مگر جھکوک میں سے ثابت ہوا کہ ہیرا بھی ایک زہر ہے۔ شاید بیان کے لوگوں کو اس کے زہر ہونے پر یقین ہوگا اور بیان ہے کہ میرے پاس بے گتے تھے کہ کرنل فیروز صاحب کے شربت میں کوٹ کر ڈالے جائیں لیکن جو ہری کھتے ہیں کہ بننے تمام عمر میں کتا ہوا میرا کبھی نہیں دیکھا اور اس طرح دو تین گواہ اور بھی بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسی جتنی چیزیں کام کے واسطے کمون کوئی جانی یہ بخردا کٹر شیورس صاحب کی کتاب کے اور کمین ہیر کا زہر موزا بخین لکھا اور کیا بیان ہے کہ ہندوستان واسے کھتے ہیں کہ ہیرا کھانے سے آدمی مر جاتا ہے میرے نزدیک یہ خیال ہندوستانیوں کو آبلہ والی کھیون اور سانپ کے عرق کا ہے معلوم ہوا کہ دومور پنت نے کبھی پساہو امیر کسی کو نہیں دیا اور اسکی نسبت دومور پنت کا بیان ہے کہ یہ میرے نانا جی قتل کی معرفت منگائے گئے میں نے پوچھا کہ کوہین کھولا اور بغیر کھولنے کے وہ کہتا ہے کہ مجھے نانا جی نے کہا تھا کہ اس میں تین ماشے پساہو امیر ہے اور نو ماشے میرے ہیں بعد اس کے بیان ہے کہ میں نے یہ میرے بیٹوت راو کو دیدیے اور اس سے کھدیا کہ کرنل فیروز صاحب کے شربت میں ڈال دینا لیکن اسکا یہ بھی بیان ہے کہ میں نے اسوقت کھدیا تھا کہ یہ بات کچھ خوب بخین ہے واہ کیا درد مندی ہے کہ زہر دینا اور یہ بھی کہنا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے مگر اس مقام پر بیٹوت راو اور دو پوت

کی شہادت میں اختلاف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت رائے کو فی پور یہ نہیں
 پائی نیت رائے بیان کرتا ہے کہ مجھ کو ایک پاکٹنی تھی اور کہا تھا کہ اس کے تین حصے
 کے جاوین۔ اب میں اس امر میں تقرر کرتا ہوں کہ گیکو اڑ پر جو شکمیا کے دینے کا اہتمام
 ہوا ہے وہ محض غلط ہے۔ میں صاحبان کیشن سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر گیکو اڑ کو
 ہیروں کا کٹوانا منظور ہوتا تو اس قدر آدمیوں سے گفتگو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔
 اور گیکو اڑ کو ایس شخص سے کیا حاجت کہنے کی تھی جو وہ میرے خریدے تھے کہ تم اپنی
 کتاب کو شکوک کر دو اور ایسے شک کے ڈالنے کو کہ ضرورت تھی کیونکہ اس نے نہیں
 گیکو اڑ کے پاس چھوٹے چھوٹے میرے موجود تھے جو گیکو اڑ کے ہاتھ میں ان پر چڑے جاتے
 تھے اونکو کوٹھالیتے تمام عمر وہ میرے خرید ایکے اور نہراؤن روپے کا میرا اون کے
 پاس موجود ہو گا اس قدر طول دینے سے کیا مطلب تھا اور شکمیا کے تنگنائے میں جو قدر
 طوالت ہوئی یہ بھی محض اقرار ہے صد ہا چھوٹا لاکر ایک چھوٹا بات کو ثابت کرنا چاہنا
 ہر چند یہ سب کارروائی ہوئی مگر کوئی گواہ اسکی صداقت نہیں کرتا و مودرینت نہایت
 جالاک آدمی ہے اسنے خوب سوچ کر بیان کیا کہ ایسی گفتگو دوسرے شخص کے آگے کون
 کرتے اس سب کارروائی کا بیان صرف مودرینت کے اظہار سے ہے جو ہریوں کی نسبت
 بیان ہوا ہے کہ اون سے میرے لیے گئے اور اونکو رخصت کر دیا یہ بات ظاہر نہیں کی
 کہ جو ہریوں سے اور گیکو اڑ سے کچھ گفتگو ہوئی ہو جو ہریوں کے اظہار سے معلوم ہوا کہ گیکو اڑ سے
 اور اون سے کچھ باتیں ہوئیں پس کی طرح سے ثابت نہیں ہوتا کہ گیکو اڑ اس خرید فروخت
 میں شریک تھے۔

مافی لاؤ۔ مودرینت کے اظہار کی نسبت میں نے اپنا بیان ختم کیا اب اس بیان کی
 نسبت مودرینت کے گفتگو کرتا ہوں جو وہ کہتا ہے کہ دبارہ دینے جانے نہ ہر کرنل جیسٹ
 کے مجھے اور گیکو اڑ سے باتیں ہوئیں اسکا یہ بیان محض غلط ہے اور کی طرح سے اسکی تصدیق
 نہیں ہوتی اور جب مودرینت کے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی تو گیکو اڑ کا انکار کر سکتے ہیں کہ بھی
 ایسی باتیں مجھ سے نہیں ہوئیں مگر کیشن کا خیال سنا پھر جو کہتا ہوں کہ مودرینت کی شہادت اولیٰ شرط

کیسی ہے اسکو گیکو اڑکی مطلق پر نہیں ہے مگر ہر طرح سے وہ اپنی براوت کرتا ہے اور گیکو اڑ پر جرم ثابت کرتا ہے لیکن میرے نزدیک اس کے اظہار خود اسی کے بیان سے غلط ٹھہرنے ہیں ہر ایک کا غد گیکو اڑ کا ضبط کر لیا گیا دمودر پنت کے اظہار سے خود ثابت ہے کہ کوئی کا غد چاک نہیں ہوا اور کوئی کا غد اس طرح کا نہیں ملا جس سے خود گیکو اڑ ماخوذ ہو نہ مگر ایسے کا غد البتہ ہے جس سے دمودر پنت خود ماخوذ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ کا غد اسی کے لکھے ہوئے ہیں اور گیکو اڑ کے ہاتھ کے نہیں ہیں اگر گیکو اڑ ان باتوں میں شریک ہوتے تو ضرور ان کے ہاتھ کا کوئی کا غد نکلتا بلکہ ظاہر ہے کہ گیکو اڑ ان باتوں سے واقف بھی تھے اور دمودر پنت کی واقف کاری بخوبی ثابت ہوئی ہے ابتدا سے انتہا تک صاف ثابت ہے کہ یہ مقدمہ گیکو اڑ پر کھڑا کیا گیا ہے آپ صاحبوں کو لازم ہے کہ اس امر پر بخوبی غور کریں۔

جب اس مقدمے کے اظہارات دیے جانے لگے میرے نزدیک جھوٹ ہونا اور سو وقت ثابت تھا جہاں کہ سیاہی ڈالی گئی ہے وہاں دمودر پنت کا ذکر تھا۔ دمودر پنت کا بیان ہے کہ یہ سیاہی میں نے اپنے ہاتھ سے نہیں ڈالی بلکہ جو لوگ کارکن ہیں ان سے لکھ دیا تھا جس کارکن کا دمودر پنت نام لیتے ہیں وہ انکار کرتا ہے اس کارکن کا نام بلونت راوت ہے اسنے سوٹر صاحب کے روبرو اس بات کا اقرار کیا تھا راسٹر برین صاحب نے بلونت راوت کے اظہار سار جینٹ صاحب کو دکھائے۔

سار جینٹ بیلن مائن صاحب نے کہا کہ مجھے غلطی ہوئی اسنے سوٹر صاحب کے روبرو بھی اقرار نہیں کیا تھا بلکہ اسنے قطعی انکار کیا کہ میں نے کبھی حجاب پر سیاہی نہیں ڈالی اور نہ میں جانتا ہوں کہ کس شخص نے کتا بون کو مشکوک کیا۔

مافی لارڈ۔ مجھ کو یہ بھی یقین نہیں ہے کہ دمودر پنت نے سیاہی کو ڈالا ہو ہر صورت یہودیت نے کسی سے سیاہی ڈالنے کو کہا ہو گا اور اس شخص سے کہا ہو گا کہ جب سیاہی ڈالی جائیگی تو ہر شخص کا خیال نہیں دہتوں پر رجوع ہو گا اگر حقیقت کسی رقم کا تبدیل کرنا منظور تھا تو میں نے سنا ہے ہندوستانی لوگ بڑے دشمن ہیں اس طرح رقم کو تبدیل کر دیتے ہیں نہ

کہ بناوٹ کا شبہ بھی نہیں ہوتا پس سیبا جی کے ڈانسنے کی کیا ضرورت تھی مگر سبائپر
مین پھر تقریر کرتا ہوں کہ اگر دو مو درینت کو اس بات کا پوشیدہ کرتا منظور تھا تو کتا مین
کیون نہ جلادین اور اگر اسکو رقمون کے تبدیل کرنے کی فرصت تھی جلائے کے واسطے
تو وقت تھا یہ سب بناوٹ ہے ایک بے وقوف آدمی بھی دریافت کر سکتا ہے کہ عدالت
کے دوپ کا دینے کے واسطے یہ سب باتیں بنائی گئی ہیں یا دو مو درینت کو خیال ہو گا کہ
اس مقدمے کی تحقیقات ایسی عدالت کے روبرو نہ ہوگی جیسی کہ اب ہوئی یہ شخص تھا
سادو لوح ہے اور اپنے اظہار کو اپنے ہی بیان سے روک رہا ہے۔ کمیٹر جسے
اوسکے اظہار لائق اطمینان کے نہیں ہیں۔

مائی لارڈ۔ قبل گرفتاری کے دو مو درینت بخوبی واقف تھا کہ راجی اور نرسون نے کیا
اظہار دیے ہیں اور اس بات کا مقصد ہے کہ مین نے سنا تھا کہ کرنیل فیئر صاحب کو جو زہر
دیا گیا اوسمیں پسا ہوا سنکھیا اور ہیر تھا پس اپنا اظہار بخوبی بگڑ سکتا تھا جہاں سے
اور سنکھیا کا خاص ذکر ہوتا اور دو مو درینت نے شیشی کا بھی ذکر سنا ہو گا اوسکی نسبت
بھی ایک بات بنائی مین نے دو مو درینت کے اظہار کی کیفیت ممبران کمیشن کے روبرو
بیان کی مجھ کو امید قوی ہے کہ ممبران کمیشن انصاف کی روتے مقدمے کو مفصل
کریں گے جس قدر مجھ کو یاد تھا مین نے صحیح صحیح بیان کیا اور یقین ہے کہ صاحب ڈیٹ
جنرل جو بڑے لائق فائق ہیں بروقت اسپچ کے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینگے کیونکہ وہ
اس غرض سے یہاں نہیں آئے ہیں کہ ایک بے گناہ شخص کو گدی سے اتار دین۔
اون سے زیادہ اور کسی شخص سے مجھ کو امید نہیں ہے کہ وہ اپنی اسپچ میں انصاف ظاہر
کریں اور یقین ہے کہ وہ اپنی اسپچ میں کسی کی رعایت نہ کریں گے نہ صرف ہندوستانی
بلکہ یورپ کے باشندے بھی اوسکی اسپچ کے منتظر ہوں گے۔

مائی لارڈ۔ اب فتح چند ہم چند کے اظہار کی نسبت گفتگو کرتا ہوں ممبران کمیشن کو یاد
ہو گا کہ جو وقت یہ شخص عدالت میں آیا تھا اوس کے چہرے سے کیس قدر خوف عیاں تھا
مین نے اپنی تمام عمر میں ایسا خوف زدہ گواہ نہیں دیکھا اوسنے اول پولیس کے روبرو

اپنے اظہار دیتے تھے اب اوسے بیان کیا کہ سوٹر صاحب کے روپر دوجین نے اظہار دینے وہ غلط تھے اور بیان کیا کہ خرت کھا کر ایسے اظہار میں نے دیتے تھے یہ شخص بدستور پولیس کی حراست میں رہا جائے گا۔ سوٹر صاحب نے کہا کیا اور وہ قابو میں آگیا اور سوقت اوس کے اظہار دے گئے اور نے بیان کیا کہ میں نے ایک ورق چاک کیا تھا اور پولیس کے کھنڈے سے بھی زمین اوس پر لکھی تھی۔ سوٹر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب سوٹر صاحب کے پاس اپنے اظہار کو نقد بن کر دے گا وہ اسے دے گا تا تھا تو پولیس کے لوگوں نے مجھے لکھ دیا تھا کہ اگر تم دستخط نہ کرو گے تو مجھ پر چھاپا جائے گا میں روہ گے پس ایسی دیکھو میں سے اور نے سوٹر صاحب کے روپر دخط بیان کیا۔

سہ کار کی طرف سے یہ گواہ بدین غرض پیش کیا گیا تاکہ ثابت کرے کہ نانا جی قتل نے ہیرے خریدے اور سہارے اور کئی قیمت کے دیئے یہ روپیہ وہ خیر کی مدد سے دیا گیا تھا اور اوس روپیہ کی نسبت دمو درہنت نے لکھا تھا کہ برہمنوں کے کھلانے کے واسطے یہ روپیہ دیا گیا ایک برہمن بھی اس واسطے طلب ہوا تھا کہ دمو درہنت نے یہ رقم غلط لکھی ہے روپیہ برہمنوں کے کھلانے کے واسطے نہیں دیا گیا بلکہ اس روپیہ سے ہیرے خریدے گئے اور صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اس امر کی صداقت کے واسطے کہ ہیرے خریدے گئے ثبوت چند اور خوشحال چند کو بلایا تھا۔

ہم چند فتح چند نے سوٹر صاحب کے روپر دوجین بیان کیا تھا اوسکو ممبران کمیشن سنن میں پڑھتا ہوں۔ دسہرے کے دو تین دن کے بعد نانا جی قتل خیکو جو اسر خانے کا چچا ہے مجھ کو اور اور جو ہریون کے ہیرے کی کئی لاکھ کے واسطے حکم دیا تھا ہم لوگ اسی روز ہیرے کی کئی لاکھ کے اور نانا جی قتل نے دیکھ کر اذکورہ لکھ لیا اور سہارے روپر قیمت کے زیادہ ہونے سے وہ سب کئی روپے دی گئیں دو روز کے بعد نانا جی قتل نے حکم دیا کہ وہی کئی جو روپے دی گئی پھر نے آؤ لہذا میں پھر اوسکو لے گیا بعد وزن اور طے ہونے قیمت کے لکھ لکھی گئی۔ اوس میں کے دو دن کے بعد نانا جی نے یہ حکم دیا کہ تھوڑے ہی ہیرے کی اور چھاپا ہوا تھا ہم نے اس کے پاس لے گیا نانا جی جو اسر خانے میں

نرسٹ مگر دنیا ایک راؤ کو جو ناناجی کے سامنے ہیں وہ کہنی و پیرتو اور انہوں نے وزن کیے
 قیمت ٹھہرائی اور مجھ کو اپنے ساتھ دمودر پت کے پاس لے گئے دمودر پت نے کہا
 کہ قیمت زیادہ ہے اگر ضرورت ہوگی تو رکھ لیجاے گی بس مرتبہ ہیروں کی دو دو تین
 تہیں دو تین روز کے بعد ایک پوڑیہ واپس ملی اور ایک رکھ لی گئی اس وقت اس نے
 بیان کیا تھا کہ ایک پوڑیہ رکھ لی گئی اور ایک واپس ملی مگر اب کہتا ہے کہ دو نو تین
 پوڑیاں واپس ملین معلوم نہیں کہ پہلا بیان صحیح ہے یا دوسرا بیان سو اس کے اس
 گواہ نے بیان کیا ہے کہ زہر دینے سے دو تین روز بعد کرنیل فیرو صاحب کے ناناجی
 قتل سب مجھے دریافت کیا کہ تھے ان ہیروں کی فروخت کتاب میں درج کی ہے مینے
 کہا ان اور انہوں نے کہا کہ اگر حقیقت کتاب میں لکھ لیا ہے تو اس ورق کو کاٹ لیں
 کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ کرنیل فیرو صاحب کی زہر خورانی میں انہیں ہیروں کا استعمال
 ہوا تھا یہ بات سنکر مجھے بڑا خوف ہوا لہذا میں نے وہ اوراق جس میں ہیروں کی فروخت
 لکھی تھی کا لٹا لی اور بجائے ان کے نئے ورق لگا دیے جو قیمت ان ہیروں کی ٹھیک
 ملنے والی تھی ان کی تعداد ستر مع ہے منجھ ان کے سمبے ناناجی قتل نے ٹھیک لکھ دیے
 جو صفحہ ۲۰۱ اور ۲۰۲ روزنامہ پنج من جمع میں اور میں لکھا ہے کہ شیو چند اور خوشال چند
 سے روپیے پاسے لیکن میں کمیشن کے روبرو یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ گواہ بیان
 کرتا ہے کہ کچھ لین دین نہیں ہوا دو پوڑیاں ہیروں کی گئی تھیں دو نو تین واپس دی
 گئیں لیکن سٹریوٹر صاحب کے روبرو اس شخص سے بیان کیا ہے کہ جن ورقوں میں
 لین دین کا ذکر تھا وہ پھاڑ ڈالے گئے اور بجائے ان کے نئے ورق لگا دیے مگر اس کے
 تمام اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس نے اس پر زبرد کی کہ خوب قیلم کیا ہے پولیس نے
 اس گواہ کے ساتھ ایسی کارروائی کی ہے کہ جتنے کبھی نہیں دیکھی مگر ہم چند فتح چند نے
 عدالت میں اظہار دیا کہ صفحہ ۱۰ اور ۲۰ کا ذکر جو میرے اظہار میں ہے جسکو سٹریوٹر صاحب
 کے روبرو میں نے بیان کیا تھا کہ وہ صفحے پورے ہیں نہ میں نے نہیں میں پولیس نے میرے
 اظہار خود لکھے یہ تھے میں ممبران کمیشن کا خیال اس طرف رجوع کرتا ہوں اور ملتی ہوں

کہ مجھ کو اس گواہ کے اظہار میں ہر طرح کی مدد دین کیونکہ میں ہندوستان کے معاملات سے واقف نہیں ہوں اس شخص کے اظہار میں جو ظاہری باتیں ہیں اذکو پیش کروں گا مگر اس بات کا تحقیق کرنا کہ کس قدر بیان اوسکا صحیح ہے ممبران کیشن کے تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہم چندے پونے کے جوہری سے کچھ زیور خریداتھا اوسکا خریداجا نا ناجی قتل کو معلوم ہوا چنانچہ اوتھون نے اپنے سارے کے لیے وہ زیور خرید لیا اوسکی قیمت وٹل ہزار روپیہ تھی اوسی زیور کی قیمت میں اوسکو ہتھ دیا دی گئیں صاحب ایڈوکیٹ نے اوسکا بہت کچھ ذکر کیا ہے لیکن اصلی حال اوپر بھی ظاہر نہیں ہوا نا ناجی قتل اور سنار کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بناوٹ پولیس کی ہے میرے نزدیک وہ اظہار جو مسٹر سوٹ صاحب کے روبرو ہوئے محض بنائے ہوئے ہیں مگر اب ہم چندے عدالت میں صحیح صحیح بیان کیا کہ سوٹ صاحب نے زبردستی مجھے دستخط کرایے تھے عدالت میں جو بیان گواہ نے کیا وہ بالکل صحیح ہے جب پولیس واسے کسی شخص کو پکڑ کر قید کرتے ہیں اور ہر طرح سے اوسپر تشدد کر کے کتھے ہیں کہ جس طرح ہم کہیں اوسی طرح اگر گواہی دو گے تو نا کیے جاؤ گے ورنہ رفاہی ہوگی اس لیے آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔ پس اسوجہ سے جو شہادت پولیس کے روبرو لی گئی وہ گجائند قتل کے خوف اور ترغیب سے ہوئی۔

مافی لار جو۔ میری زبان میں طاقت پولیس کے شکایت کرنے کی نہیں ہے اسی کارروائیوں نہایت خراب ہیں مناسب ہے کہ نجوبی اسکا تدارک کیا جائے ابتدا میں اسی باتوں کا ذکر کرنا میں نے مناسب نہیں سمجھا لیکن اب اس مقدمہ کی کیفیت سے نجوبی میں آگاہ ہوا میرے نزدیک ابتدا سے انتہی تک یہ مقدمہ پھر ہے اور جو جو حلف دروغی اس مقدمہ میں ہوئی ہے اوسپر لحاظ ہونا چاہیے شدوع سے آخر تک جو تحریر ہم چند کی کتاب میں ہے وہ ہمارے طور سے بالکل صحیح ہے اور تعجب ہے کہ پولیس لون کو اس بات کا خوف نہوا کہ اگر ہم ورق کال ڈالیں گے تو معلوم ہو جائے گا ممبران کیشن کو دریافت ہوا ہوگا کہ اس گواہ پر کس قدر سختی کی گئی ہے کیونکہ صوقت وہ عدالت میں آیا تھا نہایت خوف تھا کتاب میں تحریر ہے کہ ۸ یا ۸۔ نمبر کو خریدے گئے پس کیونکہ اوس تاریخ کو میرے خریدے گئے۔

جاتے اور کرنیل فیئر صاحب کو زہر دیا جاتا اور عجیب بات یہ ہے کہ دمودور پنت اور ناتا
 جی وتل کے کاغذات میں اسکا ذکر نہ ہو اور صرف جوہری کی کتاب کی تحریر پر اہمیت د
 کیا جاسے اور اسکی نسبت پولیس کا بیان ہو کہ برائے ورق نکال دیے گئے اور نئے لگا دیے
 ہم چند کہتا ہے کہ پولیس والوں نے زہر دستی کر گئے مجھے لکھا ایما ہم چند ایک مغز جوہری
 ہے اور گجاند جو افسر پولیس ہے اسکی کارروائی سب جانتے ہیں اس سے زیادہ میں
 اور کیا کہہ سکتا ہوں مناسب ہے کہ اس کتاب پر بخوبی غور کیا جاسے کوئی ہمارا جن یہ بات
 نہ کہے گا کہ اس کتاب کی تحریر جو پولیس میں ہوئی ہے صحیح ہے اول سے آخر تک اس اظہار
 کی تردید ہوئی ہے جو سوٹر صاحب کے روبرو اسنے بیان کیا تھا ہم چند نے عدالت میں
 صاف صاف بے خوف ہو کر صحیح بیان کیا اس لیے عدالت کے روبرو جو اس کے اظہار
 ہوئے وہ صحیح ہیں اور سوٹر صاحب کے سامنے جو بیان کیا تھا غلط ہے۔

اب میں ناتا وتل کے اظہار پر ممبران کمیشن کا خیال رجوع کرتا ہوں یہ شخص دربارہ خرید
 ہیرون کے جو ہم چند سے دمودور پنت نے بے بطور درمیانی کے ہے یہ شخص تصدیق کرتا
 ہے کہ ایک پوڑیہ واپس دی گئی اور ایک رکھ لی گئی مگر اس شخص کے اظہار میں ایسے
 سوالات نہیں کیے گئے جن سے ظاہر ہوتا کہ کچھ اوسنے اپنے بیان کے واسطے خرید لیا تھا۔
 صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے چند سوالات اس سے کیے تھے لیکن وہ اپنے غلط بیان
 پر قائم رہا۔ کہ ایک پوڑیہ واپس دی گئی اور ایک رکھ لی گئی ناتا جی وتل کا محسوس
 کہتا ہے کہ ناتا جی وتل نے مجھے کہا کہ مجھ کو یادداشت دے دو کیونکہ ہیرے واپس دیے
 گئے اس گواہ نے سوٹر صاحب کے روبرو صاف صاف بیان کیا کہ میں نے یادداشت
 اس غرض سے واپس دی تھی کہ چاک کر دیجاسے یہ بات سنکر صاحب ایڈوکیٹ جنرل
 کو تعجب ہوا جن درقون کی نسبت غلط ہونے کا بیان ہے اور درقون پر جھیلے کا نشان
 نہیں ہے ہم چند کہتا ہے کہ پولیس والوں کے کھنے سے میں نے ورق نکال دیا ہے۔
 گجاند وتل ہندوستانی زبان سے کب قدر واقف ہے کیونکہ اوسنے کچھ اظہار ہندوستانی
 زبان میں دیے اور کچھ گجراتی میں یہ بیان اسکا کہ ہندوستانی زبان سے میں واقف

نہیں ہوں محض غلط ہے میرے نزدیک اس گواہ کا بیان بالکل لائق اعتبار
 نہیں ہے۔ کرنیل فیروز صاحب کے اظہار میں دو تین جگہ نقص ہے عجیب بات ہے کہ ایک
 عہدہ دار غلط بیان کرے اور پھر اسکو درست کرے میرے اس کہنے سے یہ فرض نہیں
 ہے کہ کرنیل فیروز صاحب کی ابرو میں دہیزہ لگے لیکن شاید وہ گھبرا گئے ہوں گے پس
 یہ طرح میں خیال کرتا ہوں کہ اور گواہوں کے اظہار میں بھی رعایت کیجیے شاید
 اونہوں نے وہ اظہار دیا جو اون کو بیان کرنا منظور تھا نا ناجی و مل خود کہتا ہے
 کہ میں نہیں جانتا کہ پہا ہوا میرا کسکو کہتے ہیں نہ میں نے سنا اور نہ میں نے دمو در پنت
 کو دیا اسکا یہ بیان کہ دو پوڑیاں مچھو میرے کی میں نے دمو در پنت کو دین یہ غلط
 ہے اسنے صرف دو پوڑیاں میروں کی دی تھیں ان پوڑیوں میں کچھ میرے اور کچھ
 میرے کی کئی تھیں اور وہ بیان کرتا ہے کہ مھاراجہ صاحب کے پاس میرے اور اوکی
 کئی بہت تھیں اس نے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مھاراجہ صاحب کے پاس میرے کثرت سے
 تھے تو انکو خریدنے کی ضرورت کیا تھی نہ سنگھیا خریدنے کی تصدیق ہوئی اور نہ پے
 ہوئے میرے کا کسی نے بیان کیا جب یہ دونوں باتیں ثابت نہیں ہوتیں پھر اور کیا بات
 باقی رہ گئی نواز الدین کو زہر کے فروخت سے انکار ہے اور ہم چند کو میرے کی کئی سے
 پس جھوٹ کا خیمہ جو کھڑا کیا گیا تھا وہ گر پڑا اب صرف دمو در پنت کی شہادت باقی ہے
 سو اسکی شہادت کو دوسرا کوئی گواہ تصدیق نہیں کرتا عجیب تھیں جو ابتداء سے آخر تک
 ایسا بیان غلط ہوا اسنے خود زہر کا دینا چاہا ہو میرے نزدیک یہ شخص ہر گزری
 نہیں ہو سکتا اس کے چہرے خوف زدہ اور دروغ گو اور بد ذات ہونا معلوم ہوتا ہے
 جس قدر وہ پاجی پن کرے کچھ تعجب نہیں ہے یہ شخص چالاک آدمی ہے اسنے خود کرنیل
 فیروز صاحب کو زہر دینا چاہا ہوگا اس شخص کا گذر کرنیل فیروز صاحب کے پاس تھا وہ اپنے
 مالک کا رویہ بالکل لوٹتا تھا اور کتابوں میں حمل بناتا تھا اس بے اوسکو بہت
 خوف ہوا کہ اگر کرنیل فیروز صاحب میری کتابوں کو دیکھیں گے تو برا حمل ثابت ہو جائیگا
 پس اسنے کرنیل فیروز صاحب کو زہر دینا چاہا اور سالم اور شہوت را کو کو مقرر کیا کہ اسنے

ماٹھ سے زہر دلو اسے مین انصاف کی رو سے چاہتا ہوں کہ اس پاجی کو سزا دی جائے جس نے ایک رئیس کو خرابی میں ڈال دیا ہے یہ بیچارہ رئیس آپ ممبروں پر بھروسہ کرتا ہے کہ شہادت پر خوب غور کر کے اس کو بے گناہ تصور کریں بعد اس کے ممبران کمیشن نے عدالت کو درخواست کیا اور نقیض کھانے کی واسطے گئے جب نقیض کھا کر واپس آئے تو سارا جٹ بیلن ٹانن جب نے پھر اپنی شروع کی۔ دمودر پنت کے اظہار کی نسبت میں کھجکا ہوں کہ اسی شخص کے بیان پر مقدمہ کی ابتدا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے اظہار اخیر میں بے گئے اب راؤ جی اور زرسو کی گواہی کی نسبت بیان کرتا ہوں مگر راؤ جی کے اظہار میں ابھی کچھ گفتگو نہیں کرتا ہوں پہلے میں سے کہتا ہے کہ دمودر پنت نے راؤ جی کے پاس شیشی کو بھجوا یا تھا وہ عطر کی شیشی تھی اور کوئی رقیبت سے اوسمین بھری تھی یہ ظاہر نہیں ہوا کہ جب شیشی راؤ جی کے پاس بھجونی تو راؤ جی نے اس شیشی کو بدل کر دوسری شیشی میں دو اکو ڈال دیا مگر جو شیشی دمودر پنت کے پاس سے گئی تھی وہ صرف آدہ اوگلی کے برابر تھی اور راؤ جی کے پاس بھجوا کر وہ بہت بڑھ گئی میرے نزدیک شاید یہ بات صحیح ہو کیونکہ بہت وقت کے بعد یہ بات مجھ کو دریافت ہوئی کہ دوسری کسی شیشی کا تذکرہ پھر اسی چھوٹی شیشی کے نہیں ہوا۔ ممبران کمیشن کو بھی یاد ہو گا کہ میں نے بھی اس بات کا کچھ ذکر نہیں کیا کہ کرنیل فیروز صاحب کے نوکروں نے درحقیقت کرنیل صاحب کو زہر دینا چاہا تھا یا نہیں دمودر پنت کے اظہار کی نسبت میں بخوبی نفیر کر چکا ہوں اور اب عدالت پر منحصر کرتا ہوں کہ جو کچھ ممبران کمیشن کی رائے ہو مگر راؤ جی کی شیشی کی نسبت گفتگو کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

بیان ہے کہ راؤ جی کو ۱۰ نومبر سے پندرہ روز پہلے شیشی ملی تھی مگر جب اس کے پاس بھجونی تو وہ بہت بڑھ گئی راؤ جی کا بیان ہے کہ شیشی اسی غرض سے دی گئی تھی کہ کرنیل فیروز صاحب کے غسل کے پانی میں ڈال دی جائے مگر وہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ معلوم تھا کہ اوسمین زہر ہے یا کچھ اور سے ہے دمودر پنت کے اظہار سے معلوم ہوا کہ اوسمین کس کس چیز کا مجموعہ تھا راؤ جی کے اظہار سے پایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے تفریق میں شیشی کو رکھا جس کے سبب سے اس کے پیٹ پر چھوڑا ہو گیا اوسوقت اس کو معلوم ہوا کہ اگر فیروز صاحب کے

نہانے کے پانی میں یہ دوا ڈالی جائے گی تو اونکو بہت برا ضرر پھونچے گا گو یہ شیشی کرنیل فیبر صاحب کے ضرر پھونچانے کے واسطے تھی لیکن راجی خوف زدہ ہوا اور اسنے دوا کو پھینک کر شیشی کو رکھ چھوڑا تا کہ اوہین سنکھیا گھول کر گلاس میں ٹوٹے چنانچہ بیان ہے کہ اسی شیشی میں راجی نے سنکھیا گھول کر حسب ہدایت دموور پت کے ڈالا گو میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ جب وہ شیشی عطر کی تھی تو کس طرح اوہین سنکھیا کو ٹوٹا کہ گھولا ہو گا سو اس شیشی کے اور کسی شیشی کا بیان نہیں ہے شاید راجی یہ بات بھول گیا کہ اگر میں ایسا بیان کروں گا تو لوگ اعتراض کریں گے میں نے اس شہادت پر بخوبی غور کیا مجھکو کسی مقام پر دوسری شیشی کا ذکر نہیں پایا جاتا اور غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسی چھوٹی عطر کی شیشی میں سنکھیا شربت میں ملائے کے واسطے گھولا گیا ہو ایسے گواہوں کے بیان پر ایک مقدمہ لیکو اور بر حرم ثابت کرنے کے واسطے کھڑا کیا گیا، اوہین میرے کہنے پر کچھ موقوف نہیں مقدمہ میں بناوٹ کا ہونا بالکل ثابت ہوتا ہے اگرچہ یہ مقدمہ کھڑا کیا لیکن یہ خیال نہیں ہوا کہ وہ لوگ خبی شہادت بچانے کی کس قسم کے ہیں پس جھوٹے گواہوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا ان جھوٹے گواہوں کی شہادت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ میں اپنے دوست ایڈوکیٹ جنرل سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ دو شیشی نہیں اگر دو ٹھنڈی عطر کی شیشی کیا ہوتی۔ راجی کا بیان ہے کہ وہ نوپت کے پاس سے اسکو شیشی پھونچتی تھی اب میں صاحبان کمیشن کا خیال اسبات پر رجوع کرتا ہوں کہ ان کے نزدیک راجی کی شہادت کیسی ہے جب پیشی مع حق کے کرنیل فیبر صاحب کے مار ڈالنے کے واسطے راجی کو دی گئی تو یقین ہو سکتا ہے کہ جب اوسی شیشی سے اسکو ضرر پھونچا تو اسنے شیشی کی دوا کو پھینک دیا اگر یہ بات راجی کی یقین کیجائے تو یہ شک واقع ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ کرنیل فیبر صاحب کے مار ڈالنے کا تھا میرے نزدیک ممکن ہے کہ وہ پت سے کرنیل فیبر صاحب کے مارنے کا ارادہ کیا ہو اور کرنیل صاحب کے نوکروں نے خود نہ کیا ہو میں اسبات کی تصدیق نہیں کر سکتا کیونکہ مجھکو اسبات سے کچھ مطلب نہیں ہے۔

راجی ایسا بد ذات شخص نہیں ہے جیسا کہ وہ اپنے تین ظاہر کرنا چاہتا ہے یہی حال زیر سوال

ہے کہ چونکہ ظاہر ہے کہ جب شیشی کے سبب راؤ جی کو ضرر پہنچا تو اس نے شیشی کی دوا کو چھینکنا مناسب تھا کہ سرکار کی طرف سے ان سب باتوں کی تصدیق کی جاتی یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ راؤ جی کو شیشی اوس زمانے میں دی گئی تھی جب کہ نریل غیر صاحب کے پھوڑا بیٹے سنکھیا کے دینے سے جھنڈے ڈیرہ جھنڈے پہلے دی گئی تھی راؤ جی کا بیان ہے کہ حودت شیشی ہی ترسو موجود تھا اور ترسو نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ شروع نو برین شیشی ہی تھی یغواؤں نے میں جبکہ اخیر مرتبہ راجہ صاحب سے گفتگو ہوئی تھی لیکن یہ بات لائق غور ہے کہ راؤ جی نے مسٹر سٹریٹ صاحب کے رد بروا نے بیان میں شیشی کا مطلق ذکر نہیں کیا و مودرنٹ نے شیشی کا تہذیب میں بیان کیا تھا میری نزدیک جو کچھ اوسے بیان کیا وہ صحیح ہے اور اگر صحیح ہے تو مہرین کیشن بخوبی اسے غور کرینگے راؤ جی نے اپنی اظہار میں بیان کیا ہے کہ مجھ کو براہت ہوئی تھی کہ سنکھیا شیشی میں ڈال کر پانی ملایا جائے اور اس کو بخوبی ہلا کر شربت میں ڈالا جائے لیکن وہ اس بات کا ذکر نہیں کرتا کہ شیشی دمو در پنت کے پاس سے مجھ کو بخوبی تھی اور و مودرنٹ نے اپنے اظہار میں کتا ہے کہ یہ شیشی میں نے راجہ صاحب سے پائی اور میں نے عطر کی شیشی میں اوس دوا کو کر کے راؤ جی کے پاس بھیج دیا اور عجیب بات یہ ہے کہ راؤ جی نے اول اوس شیشی کا ذکر اپنے اظہار میں نہیں کیا تھا و مودرنٹ شیشی کی صورت کچھ اور بیان کرتا ہے اور راؤ جی اور کچھ کتا ہے اس شیشی کے بارے میں برابر اختلاف ہے و مودرنٹ جو بیان کرتا ہے کہ اس شیشی میں فلاں فلاں چیز کا عرق تھا اس کا بھی مجھ کو یقین نہیں ہے اور یہ بھی یقین نہیں آتا کہ وہ اسی سنکھیا جو پانی میں گھلی ہوئی ہو اور وہ جسم کو چھو جائے تو کس طرح پھوڑا ہو سکتا ہے اسباب میں میرے دوست ایڈ وکیٹ جنرل نے ڈاکٹر گری صاحب کی شہادت لی اور راؤ جی کا پھوڑا اذ کو معائنہ کر آیا مجھے مہنی آتی ہے کہ ایڈ وکیٹ جنرل کس طرح چاہتا ہے کہ یہ اثر ثابت ہو جائے ڈاکٹر گری صاحب نے پھوڑے کے نشان کو دیکھ کر بیان کیا کہ مان میں نشان پیٹ پر ہیں مگر جو شہادت بارہ شیشی اور اوسکی دوا کے ٹخنے کے ہوئی جس سے کہ پیٹ پر پھوڑا ہو گیا سب میں اختلاف ہے ڈاکٹر گری صاحب کا نام ہمیشہ اس بات میں مشہور ہو گا کہ انھوں نے ہندو کے

ایک نشان چھوڑے کو جو اوس کے پیٹ پر تھا دیکھا میں پریشان ہو کر چکا ہوں کہ صرف ایک گواہ اسی ہے جسکی شہادت اعتبار کے لائق ہے جہاں تک اس شہنشاہی اور سانپ اور کھینوں کا ذکر ہے بالکل ہمین ہی ہے اگر یہ مقدمہ عام طور کا ہوتا تو لوگ مضحک میں اڑتا دیتے اور اس قدر طوالت نہ کرتے مگر جبکہ اسی شہادت پر ایک رئیس کے گدی سے اوتارے جانے کا احتمال ہے تو اس بات پر بخوبی غور ہونا چاہیے ایسے لوگوں کی شہادت کی تحقیقات ایسے افسردہ کے رو برو ہونا چاہیے تھی جو نصف فراح تھے نہ اون کے رو برو جو چاہتے تھے کہ خواہ مخواہ ایک رئیس کو ضرر پہنچے میں شہنشاہی کے تذکرے کو سلام کر کے ختم کرتا ہوں جو محض بچہ ہے ایسا ذکر کبھی کسی تواریخ میں نہیں دیکھا گیا اور کہا کہ راجہ کی ایک اور کارروائی کا ذکر کرتا ہوں یعنی زہر کی پوڑیوں کا حال کہتا ہوں اگر میں کسی مقام پر غلطی کروں تو میرے دوست ایڈوکیٹ جنرل اور ممبران کبشن مجھ کو آگاہ کر دیں۔

بیان ہے کہ یہ پوڑیاں زہر کی راجہ کی پاس آئیں حالانکہ اسکی کچھ صلیت نہیں ہے خیال ہے کہ دو موہرین نے یہ پوڑیاں سلیم اور شہنشاہی راؤ کو دی تھیں اور پھر بیان ہوا ہے کہ چھ سات آدمیوں کے سامنے دی گئیں اون لوگوں کی گواہی بھی لی گئی مگر وہ بیان بالکل فضول ہے اس مقدمے میں اچھی گفتگو کرنے کے واسطے مناسب ہے کہ راجہ کا اظہار پڑنا جائے وہ یہ ہے کہ اول اسنے سوٹر صاحب کے رو برو بیان کیا کہ سالم اور شہنشاہی راؤ نے مجھے کہا کہ اگر تم مجھارا پوجا صاحب کے پاس چلو گے اور جو کچھ وہ کہنے لگے اوسکو تم کرو گے تو تمکو اس قدر روپیہ دیا جائے گا کہ تمکو نوکری کی ضرورت نہ رہے گی اور عمر بھر اپنے لڑکے بالوں کے گھر بیٹھے کھاؤ گے بلکہ تم چاہو گے تو تمکو نوکری بھی ملے گی اور وہ کام اچھی طرح سے انجام دے گے تو ایک لاکھ روپیہ ملے گا۔

کرنل فیروز صاحب کا مارڈالنا گویا اوس کام کا انجام کرنا تھا جب ہم اس بات کے کرنے پر رضی ہوئے تو مجھارا پوجا صاحب نے ہم سے کہا کہ تمکو سالم اور شہنشاہی کے ذریعے سے پوڑیاں ملیں گی۔ دو تین روز کے بعد مجددار نے دو پوڑیاں مجھ کو دیں اور کہا کہ میں یوم

تک برابر ان پوڑیوں کا استعمال کیا جائے اس امر کو سالم اور شیونت راؤ نے ملاحظہ
صاحب کے روبرو بھی کیا سمجھا دیا تھا کہ کس طرح پوڑیوں کا استعمال ہو گا دو تین در
تک میں نے پوڑیوں کی دو کا استعمال نہیں کیا کیونکہ مجھ کو موقع نہیں ملا ہم لوگوں نے
جب مھاراجہ صاحب سے گفتگو کی تھی تو اس میں یہ بات قرار پائی تھی کہ کرنل فیروز صاحب
کو شہرت میں زبردیا جائے کیونکہ کرنل فیروز صاحب ہر روز جب ہو خوری سے واپس آتے
ہیں تو شہرت میں رہتے ہیں رمبران کمیشن کا خیال سب سے پہلے پرچوبی رجوع ہونا چاہیے

لہذا دو تین مرتبہ پوڑیوں کو جب موقع پایا شہرت میں ڈال دیا یہ شخص اور مقام پر اپنے
اظہار میں کہتا ہے کہ سالم اور شیونت راؤ کے کہنے سے ان پوڑیوں کی کئی چھوٹی چھوٹی
پوڑیاں بنائیں اور انہی پیٹی کی جیب میں رکھ لیں مذکورہ بالا اظہار راؤ نے مشرور صاحب
سے روبرو دیا اور عدالت کے سامنے بیان کیا کہ جو دو پوڑیاں مجھ کو ملیں تھیں ان کا
رنگ مختلف تھا میں سمجھا کہ جو پوڑی سفید رنگ کی ہے وہ زیادہ مضر ہے اس سفید پوڑی
میں سے تھوڑی تھوڑی دوائے کر اور تین پوڑیوں میں ملائی اور باقی اس سفید پوڑی
کو اپنے پاس رہنے دیا وہی دوا میری پیٹی کی جیب میں ہے۔

اب خیال کرنا چاہیے کہ ان دونوں بیان میں کون بیان صحیح ہے کیونکہ دونوں بیان
میں اختلاف ہے کی صورت سے دونوں بیان اس کے سچ نہیں ہیں وہ کہتا ہے کہ
مجھ کو شک ہو کہ سفید دوا بہ نسبت بھوری دوا کے زیادہ مضر ہے دریافت طلب
یہ امر ہے کہ اس کو کس وجہ سے شک ہو کیونکہ وہ کہتا ہے کہ جب مجھ کو یہ پوڑیاں ملیں
اور سوقت مجھ کو کچھ معلوم تھا کہ ان میں کیا چیز ہے وہ درہنہ کے اظہار سے معلوم ہوا کہ
یہ دو پوڑیاں مختلف رنگ کی دوا کی تھیں بلکہ پوڑیوں کی دوا ملا کر اس کو دی گئی
تھی راؤ جی کو صرف اس قدر کام باقی تھا کہ اس کو تین جگہ کر کے تین روز تک شہرت
میں ملایا کہ معلوم نہیں کہ یہ پوڑی کس وجہ سے پیٹی میں رکھی گئی اور یہ دوا ایک قسم کی
ہوگی چند قسم کی ہوگی راؤ جی کا بیان ہے کہ میں نے سفید دوا کو الگ رکھا اور اس
سفید پوڑی میں سے تھوڑی تھوڑی دوا ملا دی تھی لیکن میں کہتا ہوں کہ جب یہ دوا

لی ہوئی تھیں تو اذکو بھر بلائے کی کیا ضرورت تھی اور پھر ایک سفید پوڑیہ کیونکر بنی
 کیا یہ مختلف بیان اور سکا لائق تسم کے ہے سو اس کے جس طرح اوس سے کہا گیا تھا
 اوس نے کیون نہیں پہنچ پوڑیوں کو شربت میں ڈال دیا اور ایک سفید پوڑیہ کے
 رکھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی جس طرح کہ بیان ہوا ہے کہ پسا ہوا ہیرا اور زہر
 و دودنوں ہلک ہیں تو پھر کیوں ایک پوڑیہ میں سے تھوڑی خیر ڈالی اور تھوڑی رہنے
 دی جب کرنیل فیر صاحب کے زہر دینے کے واسطے راؤ جی مقرر کیا گیا اور اوسکو پوڑیاں
 دی گئیں تو مناسب یہ تھا کہ جو دوا زیادہ ہلک تھی اوسکو زیادہ ڈالتا اور جو کم
 ہلک تھی اوسکو کم ڈالتا اگر مسٹر سوٹر صاحب اور اس شخص کا بیان صحیح ہے تو پٹی
 میں دو پوڑیاں بھلتیں اور ان پوڑیوں میں صرف سنگھیا ہوتی بلکہ پسا ہوا ہیرا
 بھی ہوتا ایسے اظہار پر خیال کرنے سے سرسرا اختلاف پایا جاتا ہے کوئی شخص نہیں
 کہتا کہ کون بیان صحیح اور کون غلط ہے آپ صاحبوں کو یاد ہو گا جو بیان ہوا ہے
 کہ جب گجاندے دودرہنت کے دفتر میں کچھ کاغذات مشکوک دیکھے تو فوراً سوٹر صاحب
 کو بلایا اور جب اکبر علی نے راؤ جی کی پٹی سے پوڑیہ نکالی اوسوقت بھی سوٹر صاحب
 بلائے گئے عجیب بات یہ ہے کہ جب کوئی بات دریافت ہوتی تھی تو مسٹر سوٹر صاحب
 بلائے جاتے تھے اون کے رد پر دیکھی کوئی نئی بات نہیں دریافت ہوتی راؤ جی اس
 پوڑیہ کو رکھ کر بالکل بھول گیا تھا مگر چونکہ اکبر علی نہایت چالاک آدمی ہے اوس نے
 دریافت کیا کہ جس طرح نشی سے دوا مکمل کر بیٹ پر دافع پڑ گیا اوس طرح پوڑیہ
 کا نشان پٹی میں نہ پڑ گیا ہو اوسوجہ سے اوس نے راؤ جی سے دریافت کیا کہ تم پوڑیاں
 کہاں رکھا کرتے تھے راؤ جی بچارہ بھول گیا اور اوسکو یاد نہیں رہا اوس نے کہا کہ
 میں پٹی میں رکھا کرتا تھا چنانچہ پٹی نمکائی گئی جس طرح راؤ جی پٹی میں پوڑیہ رکھ کر
 بھول گیا اسی طرح اگر ہر ایک قاتل آلہ قتل کو رکھ کر بھول جایا کرے تو کیا حشر ہوتا
 ہے مگر اس بیان سے پٹے ایک بیان اور ہو چکا ہے کہ جب کرنیل فیر صاحب نے یہ بات
 دریافت کی کہ کھوڑ ہر دیا گیا تو سالم فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا ہوا آیا اور

راؤ جی سے کہا کہ اگر کوئی پوڑیہ باقی ہو تو پھینک دینا۔

فرض کیجیے اگر راؤ جی پوڑیہ کو پیٹی میں رکھ کر بھول گیا تھا تو سالم کے کھٹے سے اوسکو ضرور یاد آ جاتا لیکن راؤ جی کا ایسا کیا حال ہو گیا تھا کہ اوسوقت بھی اوسکو یاد آیا اکبر علی نے مسٹر سوٹر صاحب سے کہا کہ اگر پیٹی کی تلاشی لی جائے تو ضرور کوئی پوڑیہ نکلے مسٹر سوٹر صاحب کو اکبر علی پر اس قدر اعتماد تھا کہ اوسخون نے حکم دیا کہ تم جا کر پیٹی کوئے آؤ اور خود ہمیں گئے حالانکہ اذکو خود جانا مناسب تھا فی الحقیقت اکبر علی نے سوٹر صاحب کو بہت عمدہ رائے دی لازم ہے کہ یہ پیٹی عجائب خانے میں رکھی جاوے اور اکبر علی چڑیا خانے میں بند کیے جائیں تاکہ اس پیٹی اور اکبر علی کو ہزار ہا آدمی دیکھیں جب اکبر علی نے پیٹی کو ٹوٹا تو فوراً معلوم ہوا کہ حبیب بن ایک پوڑیہ ہے لہذا مسٹر سوٹر صاحب بلائے گئے محکمہ کو نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر سوٹر صاحب نے کس بڑے خیال نہ کیا اور اس معاملے کو ایسے شخص کے سپرد کر دیا جسکو وہ جانتے تھے کہ نہایت چالاک آدمی ہے اور جہاں تک ممکن ہو گا لوگوں کے پھسنانے میں کوشش کرے گا اکبر علی کا بیان ہے کہ خدا کی قدرت سے یہ پوڑیہ اس پیٹی میں مل گئی مگر یہ خدا کی قدرت اکبر علی کے ماتحتوں سے ظاہر ہوئی جس طرح میں نے ظاہر کیا ہے کہ دمودر پنت کا اظہار دربارہ سنکھیا اور پے پے ہیرے کے غلط ہے اوس طرح سے راؤ جی کا اظہار بھی پوڑیہ کے نکلنے میں محض باعث معنی ہے میں پہلے کچھ چکا ہوں کہ ٹہنشی کا ذکر صینک کہ دمودر پنت سے راؤ جی نے نہیں سنا ظاہر نہیں کیا۔

دربارہ استعمال پوڑیوں کے ایک پوڑیہ کا استعمال ایک طرح سے بیان کرتا ہے اور اور پوڑیوں کا استعمال دوسری طرح سے کہتا ہے اور اخیر مرتبہ ایک پوڑیہ خالص سنکھیا کی پیٹی سے نکلتا مشہور ہے یہ بیان اس قسم کے ہیں کہ جس شخص کو کچھ بھی عقل ہے اوسکو ہرگز یقین ہو گا سوا اس کے جب اوس بیان میں اکبر علی ایسا شخص مشرب ہو تو ہوا جھوٹ اور غلط کارروائی کے اور کوئی بات متصور نہیں میں کمیشن اور تمام دنیا کے روبرو اکبر علی پر یہ جرم قائم کرتا ہوں کہ اوسنے یہ پوڑیہ پیٹی میں رکھی اور بعد رکھنے کو

مشہور صاحب کو جو معزز خسرین بلایا تا کہ وہ پوڑیہ کے نکلنے کی پٹی سے صداقت کرین راؤجی کی شہادت اول سے آخر تک بالکل بناوٹ ہے۔

کچھ ٹیک نہیں کہ سہمی پیدرو ایک معزز گواہ ہے اوسکی آبرو میں کوئی دہتہ نہیں لگا لیکن یہ شخص قوم کا پڑ گئے ہے اور کسی ہندو سے اوس سے سازش نہ کی ہوگی اور اس پڑ گئے گواہ نے قبل کارروائی پولیس کے شہادت دی اگر پولیس کو موقع ملتا تو اس شخص سے بھی حسب خواہش اپنی گواہی دلاتے مشر ایڈیشن صاحب نے پیدرو کی شہادت لی تھی یہ صاحب نہایت معزز اور منصف مزاج مشہورین پیدرو کا بیان ہے کہ میں نے صرف ایک مرتبہ روپیہ پایا اور راؤجی کے اظہار کو حلقہ کہتا ہے کہ غلط ہے اب کمیشن کو اختیار ہے کہ پیدرو کو چاہے ماخوذ کرے یا چھوڑ دے لیکن کسی طرح یقین نہیں کہ ۲۵۔ برس کا ایک ملازم اپنے افسر کو مارنے کے واسطے بلاوجہ آمادہ ہو سوا اس کے راؤجی کی شہادت میں اور بھی بہت نقص ثابت کر سکتا ہوں راؤجی بیان کرتا ہے کہ گینگواڑ نے پیدرو سے وہی باتیں کہیں جو مجھ سے کی تھیں اوسنے اپنے اظہار میں بیان کیا کہ مقام گوا سے آکر دو تین روز بیچھے پیدرو گینگواڑ کے پاس گیا تھا اس بے معلوم موتا ہے کہ ۶۔ یا ۷۔ نومبر کو گیا ہوگا یعنی جبکہ راؤجی اور نرسو کا بیان ہے کہ ہم گئے تھے بعد اٹکے ممبران کمیشن نے عدالت کو برہماست کیا۔

اجلاس روزہ بیحد ہسم

دوسرے روز پھر ممبران کمیشن عدالت میں جمع ہوئے اور سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے پھر اس بیچ شروع کی۔ اوںھوں نے بیان کیا کہ ممبران کمیشن کا خیال میں اس بات پر رجوع کرتا ہوں کہ راؤجی اور نرسو کی شہادت کرنیل فیہ صاحب کے روبرو کس طرح لی گئی میں نہیں چاہتا کہ ممبران کمیشن کا وقت فضول فقیر میں ضایع کروں صرف اسی قدر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو مناسب ہے اور جس سے جرم کی تردید ہو۔

علاوہ اس کے جس کام کے واسطے میں بیان آیا ہوں اور مجھ کو مختار نہ ملا ہے اوسکو بدل انجام دینا چاہتا ہوں رزٹڈنسی میں اکثر ملازم ایسے ہیں جنکا درجہ معزز ہے اول درجہ

کے نوکروں نے ایک بے گناہ شخص کا نام لیا اور کیس طر ح کا اون کو ہسکی بیگناہی پر خوف و حجاب نہیں آیا ایسے لوگوں کا حال لائق لحاظ کے ہے کہ اول خود آمادہ عمل ہوں اور پھر ایک بے گناہ شخص پر تہمت لگائیں اور اب ہمارا جہ صاحب پر تہمت لگا رہی ہے۔ اس تمام شہادت میں ایسی بری ہوائی ہے کہ مجھ کو نفرت ہوتی ہے اور سرد اسر بناوٹ معلوم ہوتی ہے۔ ان سب گواہوں نے متفق ہو کر کس طرح فیضو پر بہتان باندھا تھا پس مجھ کو راجی کی یا قیامندہ شہادت پر گفتگو کرنا باقی ہے دربارہ شیشی اور پیٹی کے میں بیان کر چکا اب جر دی باتوں کی نسبت کچھ بحث کرنا باقی ہے۔

اب میں پولیس کی کارروائی پر گفتگو کروں گا معلوم ہوتا ہے کہ پولیس نے راجی کی نسبت بھی مثل اور گواہوں کے کارروائی کی یہ شخص ۴۴- تیار کج کو گرفتار ہوا اور اسی روز شام کو اسے قبول کیا کہ میں نے کرنل فیروز صاحب کو زہر دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس سے معافی کا وعدہ کیا گیا یعنی یہ کہ اگر وہ جرم سے اقبال کرے گا تو اس کی خطا معاف ہو جائے گی لیکن اس نے یہ سب باتیں اکبر علی کی کچھ گفتگو کے بعد قبول کیں بعد قبول کرنے کے اس کو سر لوہی سپلی صاحب اور سوٹر صاحب کے پاس گئے راجی نے اس وقت قبول کیا جب اکبر علی اور پولیس کے لوگوں نے اس کو خوف دلا دیا تھا کیونکہ اکبر علی عبد علی اور گجائند نے کل کارروائی نہنگام تحقیقات کے کی تھی ان لوگوں کی نسبت مجھ کو مجبوراً ایسا بیان کرنا پڑتا ہے سر سوٹر صاحب کو میں بری کرتا ہوں لیکن صاحب موصوف گجائند کی عادتوں سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ گجائند ایک دفعہ بدنام ہو چکا ہے اور خوب آگاہ تھے کہ اگر اس مقدمہ کی تحقیقات ایسے لوگوں کے سپرد کی جائے گی تو وہ بہت تشدد کرے گا کیونکہ ان کو کسی کی پروا نہیں ہے وہ جانتے تھے کہ گجائند کیسا آدمی ہے اور اس پر کیا کیا اتہام ہے مناسب یہ تھا کہ ابتداً سوٹر صاحب گواہوں کی شہادت خود دیتے اور اس کے بعد پولیس کے سپرد کرنے کیونکہ جب پولیس نے پہلے سے ان کو خوف دلا دیا تو چاہا ان سے انوار کر لیا شیشی اور پیٹی کا قصہ نو میں کچھ چکا ہوں اگر ممبران کمیشن ایسی بڑی تفریر سے سیر

قابل نہیں ہیں۔ تو معلوم نہیں کہ اور کس گفتگو سے معقول ہوں گے۔
 راجی ۲۲۔ نومبر کو گرفتار ہوا اور ۲۳-۲۷-۲۵۔ نومبر کو تین مرتبہ اوس کے
 انٹرویو کئے گئے اس کے بعد سر لوئس پہلی صاحب کے روبرو اس وعدے سے بے گھر
 کہ مختصاری خطا معاف ہو جائے گی۔ گستاخی معاف ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ
 دموورینت اس مقدمہ کا بانی مبنی اور راجی اذکار کارکن قرار دیا گیا ہے۔
 اون لوگوں کی خطا تو معاف ہو لیکن نرسو جب کا قصور بہت تھوڑا ہے اوسکی خطا
 سے درگزر نہیں ہوئی۔ میرے نزدیک نرسو کی خطا معاف ہونا چاہیے تھی نہ ان فنون
 کی کیونکہ نرسو کو تین مہینے بھی گزر چکا اور کہتا ہے کہ قسمت سے میں خونپون کا ساتھی
 ہوا ہوں میرے نزدیک نرسو نے مارنے کا ارادہ نہیں کیا اور اس کے حق میں انصاف
 نہیں ہوا مجھ کو امید ہے کہ یہ شخص اوس سزا سے بری کیا جائے گا جس سزا کا اوسکی
 نسبت بوجہ نہ معاف ہونے کے احتمال ہے۔

اگست ۱۹۴۱ء میں اول ملاقات راجی کی مھاراجہ صاحب سے ہوئی تھی بیان ہے
 کہ یہ ملاقات سالم کے کہنے سے ہوئی اوسوقت کچھ نہ ہر کا ذکر تھا صرف اس قدر بیان
 ہے کہ سالم چاہتا تھا کہ کچھ ملازم رنڈنسی کے قابو میں آئیں اور وہ ان کی خبریں
 دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ جب سابق پڑوس میں کمیشن کی نشست ہوئی تو راجی
 نے سالم سے کچھ خروں کی اطلاع کی تھی اس کے بعد سالم نے شادی کی اور روپیہ
 کا طالب ہوا چنانچہ کب قدر روپیہ اوسکو دیا گیا لیکن یہ تباہ نہیں ہوا کہ سوائے خروں
 کے اور کسی بات کی بھی اوس سے درخواست کی گئی روپیہ کی صداقت کے واسطے
 سنار میں ہوا تھوڑا تھوڑا روپیہ آیا وغیرہ کو بھی دیا گیا عجیب بات ہے کہ جب سو
 اور راجی کو روپیہ لینے کا موقع ملا تھا اونھوں نے روپیہ نہیں لیا کیونکہ جب کام
 کر چکے یعنی نہ ہر دے دیا تو پھر کس واسطے اونھوں نے روپیہ کی درخواست نہیں کی
 یہ گرفت بہت بڑی ہے یہ بھی ایک وجہ ان لوگوں کی بدذاتی اور جھوٹ کی ہے
 شیشی سنکھیا اور پے پے میرے کی نسبت بیان ہے کہ دیا گیا لیکن عجیب بات یہ

ہے کہ ان لوگوں نے اوسمین سے کچھ باقی نہ رکھا مھاراجہ صاحب کا جس قدر اس مقدمے میں تعلق ہے مجھ کو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے بیان ہے کہ مشونت راؤ نے پانسو روپیہ راؤ جی کو دیے تھے اور وہ روپیہ جگا لایا تھا اور اسکی شہادت صاحب ایڈووکیٹ جنرل نے سین کی لیکن جگا کی شہادت میں اختلاف ہے اسوجہ سے وہ لائق اعتبار کے نہیں ہے ایک اور شخص مسی کار بھائی کی نسبت بھی راؤ جی اور نرسو نے بیان کیا ہے کہ وہ بھی ایک مرتبہ اون کے ساتھ گیکوارٹ کے محل کو گیا تھا۔

زود نویس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کار بھائی ماہ مئی۔ جون۔ یا جولائی میں اون کے ساتھ گیا تھا لیکن اکتوبر نومبر میں جانا ثابت نہیں ہوتا گواہ مذکور اس واسطے پیش کیا گیا کہ زہر دیے جانے کی شہادت کی تصدیق ہو دو شخص نرسو اور راؤ جی کی تصدیق شہادت کے واسطے پیش کیے گئے لیکن ان دونوں کے بیان میں بھی اختلاف ہے کوئی شہادت صاف صاف پیش نہیں ہوئی جس سے راؤ جی نرسو کے بیان کی صداقت ہو صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ وہ گیکوارٹ کے محلوں میں گئے اور پان سو روپیہ راؤ جی کو ملا تھا بعد کچھ ثابث نہیں ہوتا کہ راؤ جی کو ایک جہ بھی دیا گیا ہو پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ پان سو روپیہ خیرون کی اطلاع کے واسطے دیئے گئے تھے۔

اون لوگوں نے زہر دینے کے واسطے کچھ روپیہ نہیں پایا ان دونوں گواہ کا بیان ہے کہ جب ہم زہر دے چکے تو بھوکھاراجہ صاحب سے روپیہ مانگنے کا منہ نہ پڑا اور نرسو کہتا ہے کہ آٹھ سو روپیہ میں نے پایا لیکن یہ روپیہ مھاراجہ صاحب نے اپنی شادی کی خوشی میں دیا تھا لہذا اس روپیہ کا ذکر کرنا فضول ہے کیونکہ اس روپیہ کو زہر دینے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ یقین ہے کہ ان باتوں کا خیال ممبران کمیشن کو پیشتر سے ہو چکا اس سے اب گفتگو کرنا ضرور نہیں ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کو کرتا ہے تو اسکی اجرت کی امید رکھتا ہے لیکن ان لوگوں نے زہر دیا اور اجرت سے ناامید ہوئے ایسی شہادت کوئی نہیں گذری جس سے ثابت ہو کہ ان لوگوں کو اجرت پانے کی امید ہے اور لکھا خود بیان ہے کہ جب ہم زہر دے چکے اور صاحب رزمینٹ

کے زہر خورانی کی علت میں ہم ماخوذ ہو گئے تو ہم کو کچھ بھی نہیں ملا دو نوٹ شخص
بیان کرتے ہیں کہ مجھے وعدہ ہوا تھا کہ اگر زہر خورانی میں ہم کامیاب ہوں گے
تو ہر ایک کو لاکھ لاکھ روپیہ ملے گا لیکن اس ملک کے باشندے ایسے وعدے کو جن تک
کہ اون کو نقد روپیہ نہ ملے نہیں مانتے ہیں یہ لوگ بڑے بے وفوف تھے جو ایسے وعدہ
کو مان لیا نہ سو کے بیان سے ترشح ہے کہ اوسنے اس معاملے میں بہت کم کارروائی
کی اور آخر کو شہیدان ہونا ظاہر کیا راجی جو دموورنٹ کا حال بیان کرتا ہے وہ صر
ہی قدر ہے کہ میں دموورنٹ سے واقف تھا لیکن بذات خود میری اوس سے ملاقات
تھی کسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص خون میں شریک ہو اور بذات خاص ملاقات
نہ رکھتا ہو دموورنٹ اپنے اظہار میں بیان کرتا ہے کہ راجی میرے گھر آیا اور مجھے
کتاب میں رزمی نشی سے چور کر لیا تھا جینک میں نے او کی نقل نہ لے لی وہ میرے مکان
پر ٹھہرا تا ایسے اختلاف سے یہ بات ظاہر ہے کہ تین آدمیوں نے ان لوگوں کو سکھا یا
ایک کو گجاندے دوسرے کو اکبر علی نے تیسرے کو عبد اعلیٰ نے اور خون نے مقدمہ کو
ضرور کھڑا کر دیا لیکن یہ نہ سمجھے کہ جب بخوبی تحقیقات ہوگی تو بے شک اختلاف برحق
ان لوگوں کو اس بات کا بڑا افسوس ہو گا کہ پہنے پہلے سے کیوں نہیں سمجھ لیا اس اختلاف
سے صاف ثابت ہے کہ مقدمہ جھوٹا ہے صاحب ایڈوکیٹ جنرل کہیں گے کہ گوہر
کے مختلف بیان سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ او کا بیان صحیح ہے لیکن نہیں اگر صحیح
ہوتا تو کسی قدر اختلاف ہوتا نہ اس قدر اختلاف جو ان کے بیان سے ثابت ہوا اون کے
بیان کو میں کس طرح یقین کروں کہ شروع سے آخر تک بالکل اختلاف ہے میں اس قدر
کمیشن کے رد برو گفتگو کر چکا ہوں کہ اب کمیشن کا زیادہ وقت ضایع کرنا نہیں چاہتا
کرنیل فیہ صاحب نے اپنی شہادت میں بیان کیا ہے کہ او کا سر گھوما کرتا تھا اور زہر
کند ہو گیا تھا کوئی بات اون کے سمجھ میں نہیں آتی تھی اور اس بات کا او کو نہایت
عجب تھا لیکن مجھ کو یہ تعجب ہوتا ہے کہ ان زہر کی پوڑیوں کا بیان اس وقت ہے
جبکہ وہ اپنے ہو گئے تھے کرنیل فیہ صاحب کی شاید یہ رائے ہو کہ وہ اسی زہر سے بیمار

پڑ گئے تھے لیکن میری رائے نہیں ہے شہادت سے ثابت ہوا کہ ۹۔ نومبر سے ۱۵۔ روز
پیشتر اونکی یہ حالت ہوئی تھی۔ ستمبر میں اون کے ایک چھوٹا بھی نکلا تھا کرنل فیئر
صاحب اس بات کا یقین کرنا چاہتے ہیں کہ لوگ مجھ کو تھوڑا تھوڑا زبردستی تھے تاکہ
رفتہ رفتہ وہ مجھ کو مار بن شیشی کا بیان میں کر چکا ہوں۔ راجی کہتا ہے کہ میں نے اس
شیشی کی دوا کا استعمال نہیں کیا اور اس کو بھینک دیا انٹس بے کرنل صاحب کو
جو تکلیف ہوئی وہ شیشی کی دوا سے ہوئی اور نہ زہر سے ہوئی اب میں چھاراجگان
کا خیال اس بات پر رجوع کرتا ہوں کہ ۵۔ نومبر کو جب نرسو گیکو اڑکے محل میں گیا تھا
تو چھاراجہ صاحب نے اس کو بڑی بڑی گالیوں کا بیان دینا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ اون
گالیوں کا ترجمہ دونوں چھاراجہ صاحب کے روبرو کیا جائے تاکہ اون کو معلوم ہو کہ
ایسی گالیوں کا طعنہ اس کی زبان سے نکلی ہون گی یا نہیں۔

دونوں چھاراجہ صاحب جانتے ہوں گے کہ ایسی گالیوں کا بیان ہندوستان کے رئیس
زبان پر لائنے میں یا نہیں میں نے سنا ہے کہ یہ گالیوں نہایت فحش تھیں۔ میں نے اون کا
ترجمہ بوجہ اون کے گمزدہ ہونے کے انگریزی میں نہیں کرایا کیونکہ صاحب ایڈوکیٹ
جنرل نے کہا کہ ان گالیوں کا ترجمہ ہونا فضول ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ وہ
گالیوں دونوں چھاراجہ صاحب کے روبرو بیان کی جائیں۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ وہ گالیوں ہندوستانی زبان میں لکھی ہوئی ہیں
سارجنٹ بیلن ٹائٹ صاحب نے کہا کہ اگر ہندوستانی زبان میں لکھی ہیں تو کافی ہیں
امید ہے کہ جو درخواست چھاراجگان سے میں نے کی ہے وہ منظور ہو۔

اب ایک اور بات پر ممبران کمیشن کا خیال رجوع کرتا ہوں راجی کہتا ہے کہ میں
نے جو مجھ کو پڑیہ دی تھی اس میں کوئی خیر سیما ہی شامل تھی اور بیان ہے کہ سبھا چیر
کرنل فیئر صاحب کے گلاس میں ڈالی گئی اس اور پر غور کرنا چاہیے کہ وہ مورد سب سے
بذریعہ ٹیوٹ زانو اور سلم کے ہی پوڑیاں بھی تھیں نرسو کی نسبت بیان ہے کہ ہمیشہ
اس شخص کو پوڑیاں دی گئیں اور اس نے راجی کو دین اس لیے صاف ظاہر ہے

کہ دمودرپنت نے کرنیل صاحب کو مار ڈالنا چاہا تھا اور پھر سالم اور شیونت کو شہادت میں شریک کیا تھا تا کہ جو کچھ اوسنے تغلب کیا ہے اوس سے بری رہے اور مھاراجہ صاحب ماخوذ کیے جا دیں یہ لوگ اس معاملے میں مھاراجہ صاحب کا ذکر نہیں کرتے ہیں اگر دمودرپنت پر جرم قائم کیا جائے تو اس شخص پر سلسلہ وار ایسی شہادت ہے کہ اوسپر ہر طرح سے جرم ثابت ہو سکتا ہے ہر شخص کی گواہی سے ثابت ہے کہ دمودرپنت نے زہر دیا اس بیان سے میری یہ غرض نہیں ہے کہ زہر کا دیا جانا تسلیم کرتا ہوں بلکہ جو خیالات میرے ذہن میں گذرتے ہیں انکو کمیشن کے روبرو پیش کرتا ہوں جو حالت دمودرپنت کی اوس زمانے میں ہوگی اوسکو جانتا ہوں کیونکہ رزیڈنسی میں دمودرپنت کے جانے کی مخالفت تھی اور اوسکو دھکی دی گئی تھی کہ تمھارے حساب کتاب کے کاغذ دیکھے جائیں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی شخص نے صاحب رزیڈنٹ کو مار ڈالنا چاہا تھا اور میرے نزدیک یہ بات غیر ممکن نہیں ہے مھاراجہ صاحب کو صاحب رزیڈنٹ کے مار ڈالنے سے کوئی فائدہ نہ تھا پس وجوہات بیان کر چکا ہوں کہ صاحب رزیڈنٹ کے مار ڈالنے میں دمودرپنت کا فائدہ نہ تھا نہ مھاراجہ صاحب کو لیکن جب رزیڈنسی کے نوکروں کا خیال آتا ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انکو اپنے حاکم کے مار ڈالنے سے کیا فائدہ تھا کیونکہ انکو اپنے حاکم سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی تھی اگر صاحب رزیڈنٹ جانتے تو وہ سب آفت میں پڑ جائے تڑسو موقوف ہو جاتا اور اگر کرنیل فیہر صاحب موقوف ہو جائے تو بھی انکو کیا فائدہ تھا ان لوگوں سے بڑھ کر اور چالاک آدمیوں کا بھی ذکر ہوا ہے مثلاً بھالوپونا کر جو کرنیل فیہر صاحب کے کان میں ہر وقت چھونکا کرتا تھا اور ہر ایک معاملے میں اپنی واقفیت ظاہر کیا کرتا تھا اوسنے کرنیل فیہر صاحب سے خریطہ کا حال بیان کیا اوسکو کرنیل صاحب کے موقوف ہونے کا احتمال ہوگا۔

رزیدنسی کے نوکر چاہتے ہوں گے کہ کرنیل صاحب عہدہ رزیڈنسی پر بدستور قائم رہیں اور انکی جان لینا نہ چاہتے ہوں گے۔

بھیا پوونا کر کو نوجو بی معلوم ہو گا کہ اگر کرنیل فیہ صاحب سے زہر دینے کی خبر کیجاے گی
 تو وہ تبدیل نہون گے۔ کیونکہ جب ایک مرتبہ تحقیقات شروع ہو جاے گی تو سرکار
 کو لیکو اڑکی عداوت فیہ صاحب سے ثابت ہو جاے گی۔ راؤ جی اپنی شہادت میں بیان
 کرتا ہے کہ جو چیز زیادہ ہلک تھی او سکومین نے پھینک دیا یعنی شیشی کی دوا او سنکھیا
 بھی تھوڑی ڈال دی اور بیان کرتا ہے کہ جو پوڑیاں مچھکو ملی تھیں وہ سیاہی مائل
 تھیں اور کرنیل فیہ صاحب بھی کہتے ہیں کہ تلچٹ سیاہی مائل تھا۔ مگر ڈاکٹر سیورڈ
 صاحب کہتے ہیں کہ او سکی رنگت ہلکی بھوری تھی۔ ایک بات اور ہے کہ اگر سنکھیا کا
 استعمال ہوا تو سنکھیا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ کرنیل فیہ صاحب سنکھیا کا ہونا اسوجہ سے
 بھی بیان کرتے ہیں کہ اون کے منہ میں تانبے کا مزہ آگیا تھا لیکن ڈاکٹر ون نے جو
 تلچٹ کو دیکھا تو کوئی خبر او میں ایسی نہیں ملی جسکا مزہ تانبے کا سا ہو صاحب ایڈوکیٹ جنرل اسپار
 بین کہیں گے کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب اور ڈاکٹر گری جیٹانے کس طرح تلچٹ میں سنکھیا پائی لیکن میں سہارہ
 میں زیادہ تقریر نہیں کر سکتا جبکہ شش کی گئی تو کب قدر سنکھیا ملی اگر اس قدر کوشش نہ کی جاتی
 تو ہرگز سنکھیا نہ ملتی کرنیل فیہ صاحب نے غصہ طور سے یہ خبر پائی تھی کہ مچھکو لوگ سنکھیا
 دینے والے ہیں بلکہ بیان تک او کو معلوم ہو گیا تھا کہ سنکھیا اور تو تیا اور پسا ہو اہیر
 او میں ملا ہوا ہے یہ خبر او کو بھیا پوونا کر نے بلونت راؤ سے سنکر اون سے کھی تھی لیکن
 عجیب بات یہ ہے کہ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اس بات کی شکایت کرنے کے واسطے
 بلونت راؤ کو طلب نہیں کیا سنکھیا اور پے ہوے ہیرے کا مزہ مثل تانبے کے نہیں ہے
 اگر صاحب ایڈوکیٹ جنرل اس بات کو ثابت کریں کہ تلچٹ میں تو تیا تھا تو صرف
 ہیرے اور سنکھیا کا ہونا جو مشہور ہے غلط قرار پائے گا نہ سو بیان کرتا ہے کہ اس پوڑیہ
 کی رنگت سیاہی مائل تھی اور ایسا ہی کرنیل فیہ صاحب بھی بیان کرتے ہیں
 مگر ڈاکٹر گری صاحب اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب کہتے ہیں کہ ہیرے از رنگ تھا اس اختلاف
 کے بارے میں کوئی کیا کہہ سکے کیا سب لوگ اندھے ہو گئے تھے جو ہلکے بھورے رنگ
 کو سیاہی مائل بیان کیا اور کیا رزٹڈنسی کے ملازم چاہتے تھے کہ اپنے حاکم سے دل لگی

کرین یہ بہت بڑا معاملہ ہے کہ پوڑیہ کے رنگ میں اس قدر اختلاف ہے۔
میرے نزدیک شاید لوگوں نے بازار میں مشہور کردیا کہ غیر صاحب کو زہر دیا گیا مگر
حقیقت میں زہر نہیں دیا گیا۔ نرسو ۲۳۔ دسمبر کو گرفتار ہوا۔ ۲۴۔ دسمبر کو راجپوت
اوسکا مقابلہ کرایا گیا۔ گجانتند۔ اکبر علی۔ عبد علی۔ اوسوقت موجود تھے لیکن سوٹر
صاحب اوسوقت نہ تھے گجانتند اس بارے میں کہتا ہے کہ میں نرسو کو میدان میں لے
نہے بیٹھا تھا اور وہاں اکبر علی اور عبد علی بھی موجود تھے اوسوقت راجپوت بلایا
گیا اور اوس سے کہا کہ میں نے سب باتوں کا اقرار کر لیا۔

گجانتند وغیرہ نے بہت بڑی کوشش کی مگر او کی سب کارروائی ظاہر ہو گئی اونہوں
نے ایک مرتبہ چاہا تھا کہ سرکار نرسو کا بھی قصور معاف کر دے لیکن مسٹر سوٹر صاحب
اور سر لوئس پلی صاحب نے کہا کہ تمہاری خطا ہرگز نہ معاف ہوگی مگر اوسکا جرم سب سے
کم تھا اوسنے کچھ بیان زبانی کیا تھا مسٹر سوٹر صاحب کہتے ہیں کہ اوسوقت میں نے کثرت
کام کی وجہ سے اوسکا بیان تحریر نہیں کیا حالانکہ یہ کام سب سے زیادہ ضروری تھا سب
کاموں کو چھوڑ کر یہ کام کرنا چاہیے تھا کیا اس کام کو وہ اپنا کام نہیں سمجھتے تھے گو یہ
بیان صحیح تھا یا غلط تھا مگر وہ بیان ایک خوبی کا تھا ہر صورت لازم تھا کہ فی الفور
لکھ لیا جاتا جب مسٹر سوٹر صاحب کو خاص اسی مقدمے سے تعلق تھا اور جو کام اوس وقت
کرتے تھے اسی مقدمے کے متعلق ہو گا اس سے بڑھ کر اور کون کام ہو گا کہ ایک شخص
جو فی الحال اقرار کرتا تھا اس اظہار کے ذریعے کا مسٹر سوٹر صاحب کو فی مقول جواب
نہیں دے سکتے۔

سر لوئس پلی صاحب کا بیان اون کے بیان سے مختلف ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے
اوس سے نرسو کی گواہی فوراً نہیں لکھوائی کہ میں چاہتا تھا کہ وہ بخوبی غور کرے کہ
میں کیا لکھنا چاہتا ہوں وہ بیان نہیں کرتے کہ بوجہ عدم الفرستی سوٹر صاحب کے
اوس کے اظہار نہیں ملے گئے۔ بعد اس کے پولیس والوں کے پہرے میں سپرد
کیا گیا۔ اس واقعہ میں پولیس کو کارروائی کرنے کا اور بھی موقع ملا ہو گا پولیس نے

جو باغ میں کارروائی کی وہ ظاہر ہو چکی ہے اور جب نرسو کنوئین میں گرا تھا اوسکا حال بخوبی معلوم ہو چکا ہے لیکن جب نرسو پولیس کے گارومین تھا تو وہ کس طرح کنوئین میں گرا کیا وہ عین کنوئین کے برابر ٹھہرا ہوا تھا جو گرے گا حالانکہ مشہور یہ ہے کہ پولیس کے آدمی اوس کے ساتھ تھے اور اون میں سے بہاگ کر وہ کنوئین میں گرا یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے مسٹر سوٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ شخص ملٹن کی گاڑی میں تھا پولیس کے لوگ اوس کے پاس جاسکے تھے کیا یہ بات غیر ممکن ہے کہ پولیس والوں نے اوسکو تعلیم نہ کیا ہو میں نہیں چاہتا کہ اوس کے اظہار ممبران کمیشن کو پھیرا دو لا دون۔ کیونکہ اوسنے ہر ایک سوال کے جواب میں ہی بیان کیا کہ میری قسمت میں ہی لکھا تھا نرسو کے باب میں مجھکو اور کچھ کہتا باقی نہیں ہے۔ اس تمام مقدمہ کی تحقیقات میں کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی کہ زبردیے جانے کی وجہ کیا تھی نوکر اپنے حاکم سے بہت خوش تھے کیا اذکو معرفت وعدے پر یقین آگیا تھا کہ جکو روپیہ ملے گا اور اون کے حاکم نے جو جو ٹھہرائی کی تھی اوسکو بھول گئے اور شہادت میں زہر ڈال دیا اگر اذکا حاکم مرجاتا تو قاتل مٹے اور کوئی صورت اون کے بچنے کی نہوتی۔ دموورینٹ کی نسبت بخوبی بیان کر چکا ہوں یہ سب شہادت لوگوں کی بے بنیاد اور غلط ہے اور کسی طرح لائن اطمینان کے نہیں ہے۔

مھاراجہ صاحب کے واسطے بہت لوگ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اون کے حق میں جھوٹ بول بول کر اون کو پھانسیں ان لوگوں کو معافی کا وعدہ دیا گیا پولیس کو اپنی ترقی کی امید ہوگی برصورت لوگ چاہتے ہیں کہ اس پچارے رئیس کو سزا دلائیں مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ قبل بیان کرنے اظہار کر نیل فیرو صاحب کے ان سب گواہوں کی شہادت کی نسبت ذکر کیا جاسے۔ اب ممبران کمیشن کا خیال ان جوابات پر رجوع کرنا ہوں جو کر نیل فیرو صاحب نے مجھکو دیے ظاہر ہے کہ جب تک بخوبی سوالات نہ کیے جائیں اور زور نہ ڈالا جاسے صحیح حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ صاحب موصوف کا بیان ہے کہ سالم اور شیونت راوڈو دونوں زبردستی کو پایا کرتے

تھے اور کہتے ہیں کہ مجھ کو شک ہوا تھا کہ مریم مین کوئی خیر ڈال دی گئی تھی جسکی وجہ سے میرا بھڑا بڑا گیا تھا اور بر وقت غور کرنے کے کرنیل صاحب کو شک ہوا کہ اوہ مین سنگھیا ڈالی گئی ہے لیکن مریم مین سنگھیا کا ڈالا جانا مین نے بالکل غلط اور رد کر دیا ہے اس کے بعد وہ ان ایام کا ذکر کرتے ہیں جن دنوں مین شربت مین ہر دیا گیا تھا وہ اپنی طبیعت کا حال شہر اور اکتوبر کا بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ۶- یا ۷- نومبر کو زہر دیے جانے کا حملہ ہوا لیکن شہادت سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان تاریخوں میں حملہ ہوا ہو۔ ظاہر ہے کہ آدمی کا خیال کس قدر دوڑتا ہے جو کچھ اون کی طبیعت کی حالت ان تاریخوں میں ہوئی تھی وہ محض خیال تھا۔ شربت پینے کے بعد وہ عجیب طرح شربت کے پھینکنے کی بیان کرتے ہیں حالانکہ مناسب یہ تھا کہ جو شخص شربت بناتا تھا اسکو بلا کر کہتے کہ مینے یہ شربت کیسا بنایا ہے اگر تمام شربت کو کرنیل صاحب رہنے دیتے اور ڈاکٹر صاحب کو دکھا کر امتحان کرانے تو نہایت مناسب تھا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے بھی نہایت عجلت کی کیونکہ اونہوں نے ٹچٹ کو چھان لیا اور پانی کو پھینک دیا۔ کرنیل صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ جہان مین نے شربت پینے کا تھا وہ ان ایک کھڑکی تھی اور کھڑکی کے آگے برآمدہ تھا وہ ان برآمدے مین معلوم ہوا کہ لپا ہوا سنگھیا اور ہیرا شربت مین ملی ہوئی تھی سب سے بڑے کہ یہ بات ہے کہ جب دو مین روز کے بعد برآمدے کی زمین کھوچی گئی تو اس مٹی مین پسا ہوا ہیرا اور سنگھیا ملی امید ہے کہ میرا کمیشن اس کھوچی ہوئی مٹی پر اپنے خیال زیادہ رجوع نہ کریں گے مگر ان جو ٹچٹ گلاس مین رہ گیا تھا وہ قابل غور ہے۔

کرنیل صاحب کہتے ہیں کہ جب مین نے شربت کو پھینک دیا تو کس قدر ٹچٹ سیاہی مائل گلاس مین رہ گیا اس کے بعد اپنی طبیعت کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ وہ طبیعت ہو گئی جو پیشتر ہوئی تھی یہ سارا قصہ عجیب معلوم ہوتا ہے شربت کا پھینک دینا اور کسی آدمی کو نہ بلانا اور منہ مین تانے کا سا مزہ ہونا اور ٹچٹ کا سیاہی مائل ہونا یہ سب بامین عجیب غریب معلوم ہوتی ہیں یقین ہے کہ یہ اظہار سنکر میرا کمیشن کو تعجب

ہوا ہوگا۔ پہلے میں بیان کر چکا ہوں کہ کرنیل فیئر صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں لکھا تھا کہ میں نے صحیح خبر پائی ہے کہ مجھ کو زہر دیا جائے گا ایسی خبروں کے پانے سے آدمی کا دل بہت کچھ پھرسکتا ہے اسی روز اونھوں نے جلدی کر کے گورنمنٹ میں لکھ بھیجا کہ مجھ کو زہر دیا گیا بعد اس کے کرنیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ مھاراجہ صاحب سے اور مجھ سے کیا کیا باتیں ہوئیں مھاراجہ صاحب نے اون سے بیان کیا کہ بوجہ مٹھانی کھانے کے میری حالت بھی ایسی ہی ہو گئی ہے بلکہ اونھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ شہر میں ایسی ہی بہت ہے مھاراجہ صاحب نے یہ گفتگو شروع نہیں کی تھی بلکہ کرنیل صاحب نے خود اس تقریر کو چھیڑا تھا جو گفتگو مھاراجہ صاحب نے کی اوس سے یہ بات مترشح تھی کہ مھاراجہ کرنیل فیئر صاحب کو ٹال دین تاکہ ان کو ظاہر ہو کہ مجھ کو زہر دیا گیا اگر زہر کا دیا جانا صحیح ہے تو کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی کہ مھاراجہ صاحب کو معلوم ہو کہ کرنیل فیئر صاحب کو ۹۔ نومبر کو زہر دیا گیا ڈاکٹر سیورڈ صاحب اور کرنیل فیئر صاحب کی جو شہادت لی گئی اوس سے یہ عین صاف ظاہر ہے کہ گوپالو گون نے مون اور وقت زہر دینے کا مقرر کر لیا تھا لیکن درحقیقت کوئی وقت مقرر نہیں ہوا تھا بلکہ یہ کہا گیا تھا کہ جب موقع ملے زہر ڈال دینا ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے اپنے صغیر سن کے خیالات کو اس غرض سے کام فرمایا کہ جو کچھ اون کے خیالات ہیں اور وہ ان کے بھی متعین خاطر ہو جائیں گے جب مھاراجہ صاحب کرنیل فیئر صاحب کے سامنے آئے تو اون کے پیش سے کوئی بات ایسی نہیں پائی جاتی تھی جس سے یہ بات معلوم ہو کہ وہ اس بار اوسے میں شامل ہیں اور نہ مھاراجہ صاحب کی کوئی ایسی حرکت ثابت ہوئی جس سے معلوم ہو کہ اونھوں نے کبھی ایسا ارادہ بھی کیا ہو اونھوں نے کرنیل فیئر صاحب سے اوس روز اسی طرح ملاقات کی جس طرح کہ ہمیشہ کرتے تھے اور ایسی ملاقات نہیں کی جس سے دریافت ہو کہ وہ خون کے کرنے میں شریک ہیں ہندوستانی رئیسوں کی طبیعت سے بخوبی واقف نہیں ہوں لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ جیسے طبیعت ہم لوگوں کی ہے اوس طرح کی طبیعت ان کی بھی ہوتی ہوگی جب خیال کرنے ہوں گے تو خوف و تردد و ضرور ہوتا ہوگا اور یہ خوف اون کے چہرے سے

معلوم ہو جاتا ہو گا افسوس ہے کہ ان لوگوں نے خواہ مخواہ حضور گیکو اڑ کو متہم کر کے
بری بری باتیں کیں۔ اخبارات انگریزی وغیرہ نے ایسی غلط باتیں تحریر کیں کہ ہر ایک
شخص کا خون چش کھا گیا مین اوس ملک کا باشندہ ہوں جہاں بالکل آزادی ہے،
اگر کسی اخبار میں وہاں ایسا لکھا جاتا تو اوس اوڈیر کو سزا پر سزا ہوتی اور یہ خیال نہ
کیا جاتا کہ کیسے بڑے اخبار کا اوڈیر تھا کیونکہ اوسنے اپنی تحریرات سے سرکار کا خیال انصاف
سے پھیر دیا مین پھر کہتا ہوں کہ گیکو اڑ کی طرف سے کوئی کارروائی ایسی نہیں ہوئی جس سے
معلوم ہو کہ گیکو اڑ نے زہر دیا ہے یا کسی طرح وہ مجرم ہیں۔

کرنل فیرو صاحب کے کان لوگوں نے مدت سے بھر رکھے تھے خصوصاً بھابھو پونا کرنے ٹھن
سے پہلے کرنل فیرو صاحب انکار کرتے تھے کہ بھابھو پونا کرنے ٹھیکو زہر کی اطلاع نہیں کی
لیکن ٹھن کھانے کے بعد اقرار کیا کہ اسی شخص نے مجھ کو اطلاع دی تھی جب بھابھو پونا کر
بلایا گیا تو اوسنے کہا کہ مین نے فلان شخص سے سنا کہ اطلاع دی مگر وہ شخص نہیں بلایا گیا
جس سے کہ اوسنے سنا تھا۔ گیکو اڑ پر جو دوسرا جرم ہے کہ رزمیڈنسی کے نوکر دن سے خبروں
کے پائے کے پیل جول کیا گیا اسپین بہ امرور یافت طلب ہے کہ اس طرح پیل جول کا
کرنا کسی شخص کے ضرر بھونچا پائے کے واسطے ہوا تھا یا نہیں لیکن کرنل فیرو صاحب نے بھی خبروں
کے معلوم کرنے کے واسطے لوگوں سے پیل کر رکھا تھا اس بات سے کسی شخص کو انکا نہیں
ہو سکتا کہ بھابھو پونا کر کرنل فیرو صاحب کا خیر تھا گو اس شخص کو روپیہ نہیں دیا مگر کرنل
فیرو صاحب اوسکی پہلیک بات کو سنتے تھے گیکو اڑ کو کس قدر ناگوار ہوتا ہو گا کہ جو شخص مسیحا
و دشمن ہے اوسی سے صاحب رزمیڈنٹ ربط رکھتے ہیں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جب رابطہ
تیار ہوتا تھا اور وقت کرنل فیرو صاحب کو اطلاع ہو گئی تھی پس اس طرح اڈنکو گیکو اڑ
کی ہر ایک کارروائی سے خبر ہو جاتی تھی گو اڈنھوں نے بھابھو پونا کر کو کچھ نہیں دیا لیکن
بھابھو پونا کرنے گیکو اڑ کے نوکر دن کو روپیہ دے کر حالات دریافت کیے ہوں گے۔

مھاراجہ صاحب کو رزمیڈنسی کی خبروں سے زیادہ فائدہ تھا مثلاً آیائے ایک چھی لکھی
تھی صوبین رزمیڈنسی مین کھانا ہونے کا ذکر تھا بھلا اوس سے مھاراجہ صاحب کو کیا فائدہ

تھا لیکن کرنیل فیبر صاحب کو بہت بڑے حالات معلوم ہوئے تھے بہر حال مہاراجہ صاحب
مظلوم مین کرنیل فیبر صاحب کی زیادتی معلوم ہوتی ہے اور آیا کا جو بیان ہے اوپر
برگزیدہ یقین نہیں ہے مہاراجہ صاحب اوس سے قطعی انکار کرتے ہیں مین آپ سے پوچھنا
ہو کہ مہاراجہ صاحب آیا سے کیا باتیں کرتے تھے آیا کو سرکاری پولیٹیکل معاملات کیا
معلوم ہو سکتے تھے جو وہ مہاراجہ صاحب کو اطلاع دیتی مہاراجہ صاحب خوب جانتے ہوئے
کہ آیا کو اس معاملے میں کچھ تعلق نہیں ہے۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے ظاہر کیا ہے کہ آیا سے بھی زہر کے دے کا کچھ ذکر ہوا تھا بعد
راؤ جی اور نرسو زہر کے دینے میں شریک کیے گئے لیکن شہادت سے یہ بات ظاہر نہیں
کہ راؤ جی اور نرسو اور آیا سے کچھ گفتگو ہوئی ہو اور گاڑی بافون کی شہادت سے
مجھ کو انکار نہیں ہے جنھوں نے بیان کیا ہے کہ ہم گیکو اڑکے محل میں سے گئے میری کہنے
سے یہ غرض ہے اور صاحب ایڈوکیٹ جنرل بھی یہی سمجھیں گے کہ عجیب نہیں جو ان لوگوں کی
شہادت صحیح ہو اور آیا کو سوار کر کے لے گئے ہوں اور آیا گیکو اڑکے ملازمین کی ملاقات
کے واسطے گئی ہو اور اوسے طرح طرح کے زٹل قافیے اوڑائے ہوں لیکن آیا کا یہ بیان
کہ مین مہاراجہ صاحب کے پاس گئی تھی محض غلط ہے آیا نے جو تاریخ اپنے جانے کی پولیس
کے اظہار و نون مین بیان کی ہے اوس تاریخ میں اختلاف ہے کیونکہ عدالت میں اپنے
اور کچھ بیان کیا معلوم ہوتا ہے کہ جب پولیس نے اوپر سختی کی اوس وقت آیا نے بموجب
افذ کی خواہش سے بیان کر دیا یہ عجیب بات ہے کہ آیا اوس زمانے میں نہیں گئی جبکہ نرسو
اور راؤ جی نے اخیر تہہ زہر کا بیان کیا ہے کہ نرسو اور راؤ جی نے ۵- اور ۶- نومبر کو زہر
دیا اونہیں تاریخوں کا آیا سے بھی ذکر کیا گیا تھا اور اوس سے جو زہر کے دیے جانے کا
ذکر کیا تھا اوس کو نرسو اور راؤ جی کے زہر دینے سے کچھ تعلق تھا آیا سے کہا گیا تھا کہ تم
بطور خود علیحدہ زہر دو کہ میں بیان ہے کہ آیا نے انکار قطعی کیا اس انکار پر کمیشن کو بھی ظ
ہے فیج داؤد کہتا ہے کہ دیوالی سے تین چار روز پہلے یعنی ۵-۶-۷- نومبر کو آیا سے گفتگو
ہوئی تھی اور آیا بھی کہتی ہے کہ انھیں دفون مین مجھ سے اور مہاراجہ صاحب سے گفتگو

ہوئی تھی اور زہر دینے کا ذکر نہ آیا تھا و اس طرح اپنے بیان کو لکھاتی ہے کہ گو باکر نیل فیہ صبا
کی وزیر عظم تھی اور خود بڑے رعب و اب اور بڑے مرتبہ کی عورت ہے کشین خود خیال کر سکتی ہے کہ
اوسکا اہل کس قدر صحیح اور کس قدر غلط ہے نوکرون کا بلانا و دونوں طرف سے ہو اگر نیل فیہ صبا
نے لیکو ایک نوکرون بیچ دیا ہو چل گیا اور لیکو اڑے کر نیل فیہ صاحب کے نوکرون کو بلایا معلوم ہوتا ہے کہ
ایک ماہ بڑوہ میں ایسا گزرا ہے کہ و دونوں طرف سے خبر نوکر رکے گئے شہر اسے سرکارے تو خبر نوکر
کا نوکر کھن موخوف کر دیا لیکن شاید کر نیل فیہ صاحب کے نزدیک یہ بات اب بھی مناسب تھی قبل
ختم کرنے انہار آیا کہ نہیں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس طرح سے بازاری فواہ اڑ سکتا ہے ان
افواہ کو سن کر لیکو اڑ اور کر نیل فیہ صاحب و دونوں کو تردد ہوا سو گا صحیح ہے کہ لیکو اڑ جہاں بد آدمی
ہے مگر ایسی خبروں کے سننے سے متوجس نہ ہونگے اور کر نیل فیہ صاحب کی نسبت مجھ کو سخت غیب ہے
کہ وہ باوجودیکہ ایسے نر زعمدہ پر ایسی ریاست میں تھے جو یہاں ایک سلطنت کے تصور ہو سکتی ہے مگر
اونہوں نے تمام لوگوں کی باقون کو سننا اور جھوٹے اویسون کو منہ لگایا خصوصاً انکا ایک مختصر خاص
شخص تھا جو لیکو اڑ کا جانی دشمن تھا آبانے حوالہ مرتبہ سو بڑ صاحب کے روبرو اظہار دیا اوسمیں باری
کا اونے کچھ ذکر نہیں کیا لیکن اوس کے بعد وہ بیمار پڑ گئی اور ہسپتال کو بھیجی گئی آیا بیان کرتی ہے
کہ فیہ کس طرح رمضان کے چھ مین مہاراجہ جیسے بائین کین آیا کا یہ بیان کس قدر بڑ ہے ۱۸۔ سو بڑوہ
جو ایک کے اظہار دے گئے اوسمیں آبانے ذکر نہیں کیا کہ مہاراجہ جیسے مجھ سے کچھ ذکر نہ کرے دینے کا کیا تھا
اور اور ملاقات میں جو ایک کی مہاراجہ جیسے ہوتیں اوسمیں صرف جادو کا ذکر ہے جب آیا ہسپتال میں تھی باوجود
بیاری کے اونے طول طویل اظہار دیا ڈاکٹر سپورڈ جیسے بھی کچھ ذکر آیا کا کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اڈو کو آیا کا
بہت بڑا خیال تھا اس بات کو وہ خود متعین لیکن میری عقل کام نہیں کرتی کہ اڈو کو اس قدر خیال آیا کا
کیون تھا شاید آبا میں کوئی بات ایسی تھی جس سے جیسا کہ دل کو شش تھی اور کسی بات پر اڈو کا دل
نرفیہ ہوا ہو گا لیکن جب وہ کشین کے روبرو آئی اوسکی جادو لکھا ہی نہ کسی پر اثر نہ گیا مجھ کو اوس کے
دیکھنے کا خوبی موقع ملا لیکن مجھ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا اڈو صاحب جانتے تھے کہ وہ لیکو اڑ کے محلوں میں جایا کرتی
تھی لیکن اونہوں نے اس بات کا مطلق خیال نہ کیا اوسکا علاج ایک ڈاکٹر صاحب کرنے تھے لیکن پھر بھی غیر
اون ڈاکٹر کی اطلاع کے اوسکے پاس ڈاکٹر صاحب کے عجب وجہ دریافت کی گئی تو اونہوں نے بیان کیا

کہ وہ ڈاکٹر صاحب میرے دوست تھے مجھ کو اجازت لینے کی کچھ ضرورت تھی بہر حال وہ آیا کہ کچھ
 کو لگے جب اسکو دیکھا تو دریافت کیا کہ اسکو کوئی آزار نہیں ہے صرف اس کے دل پر درد ہے بہار دین
 ڈاکٹر سیورڈ صاحب خوب بیان کرتے ہیں اور بخون نے آیا کو سمجھایا کہ تم اپنے دل کا حال مجھ سے کھوٹھا
 دل کو تھارے پیٹ کو آرام ہو جائیگا ایک ماہ میں اس کے پلستر لگایا گیا تھا اور جب دس دن اپنے دل کا حال
 بیان کر دیا اس کے لیے ایسا مفید ہو گا جس طرح کہ تم کی وادی گئی ہو بدلے اسکو آرام ہو گیا ڈاکٹر سیورڈ صاحب
 اس موقع پر ڈاکٹر صاحب کو ڈاکٹر سیورڈ صاحب کہنا چاہیے (بلائے گئے اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے اسکا اظہار
 لیکر اسکا علاج کیا ڈاکٹر سیورڈ صاحب جہاں علاج کرتے تھے اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب روحانی معالجہ کرتے
 میں خیال کرتا ہوں کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب سیورڈ صاحب سے کس طرح کھتے ہوں گے کہ
 میرے ہاتھ سے جب تک اسکو صحت نہو گی، علاج کیے جاؤں گا تم اسکا روحانی علاج
 کر دینا کہ اسکا دل بے قرار ہے۔ غرض اس کے اظہار بے گئے اسکا مطالبہ تھا
 کہ جب میں میری مرتبہ مھاراجہ صاحب کے ایوان میں گئی تو مھاراجہ صاحب نے مجھے
 دریافت کیا تھا کہ صاحب کو ایسی کوئی دوا دی جا سکتی ہے جسکی وجہ سے میری اون سے
 موافقت ہو جائے اسکا بیان ہے کہ لیکو اور مجھکو ٹوٹے تھے کہ میں اس بات کا اون کے کیا
 جواب دیتی ہوں اب میں لاٹو چیٹ جسٹس سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ نے کبھی ایسا
 فقرہ کیسے اظہار میں سنا ہے ٹوٹے کا لفظ کبھی کسی آیا کے منہ سے آپ نے سنا ہے لیکن
 آیا نے نہایت شرم کے ساتھ انکار کیا پس خیال کرنا چاہیے کہ آیا نے اپنا انکار کس صحت
 سے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے رویہ و بیان کیا میں اب بھی ممبران کمیشن کا خیال جمع
 کرتا ہوں کہ آپ نے کبھی ایسا جھوٹ سنا ہے کہ آیا نے کہا ہو کہ لاکھوں روپے کرنیل
 فیہ صاحب کے اوپر تصدیق میں آیا اپنے تئیں بڑی عالم اور جنرل تصور کرتی ہے یہی وہ
 ضعیفہ عورت بازار کی گپ سن سن کر باتیں بنایا کرتی تھی کیا مھاراجہ صاحب کو اس پر
 بھی تمیز نہیں ہے جو ایسی عورت سے وہ باتیں کرتے اس کے اظہار میں جو چند سوالات
 کیے گئے ان سے دریافت ہو کہ اسکا بیان محض غلط ہے اگر کچھ باتیں ہوتی ہیں تو
 شاید صرف اسی قدر کہ کرنیل فیہ صاحب پر کچھ جادو کیا جاوے تاکہ اسکا دل پر نظر

رجوع ہو جائے۔ اول مسٹر سوٹر صاحب کے رد پر ویہ سوال کیا گیا کہ تو زہر کے دینے کا حال بھی جانتی ہے۔ پس خیال کرنا چاہیے کہ شروع میں ایک ایسی عورت سے اس طرح کا سوال کرنا کیا ضرورت تھا اور سننے خواہ مخواہ جواب دیا کہ مجھ سے ذکر آیا تھا۔

صاف ظاہر ہے کہ مسٹر سوٹر صاحب نے ادسکوٹر خیم کی اور اکبر علی نے وہمکا یا کہ زہر کا ذکر کرنا ادس کے اظہار کے شروع سے آخر تک محض دہیات ہے مین ادس کے اظہار پر بخوبی غور کر کے یہ بیان کرتا ہوں کہ ادس کے اظہار میں کوئی بات غور کے قابل نہیں ہے صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے دریافت کیا تھا کہ گیکو اڑ کی رسانی سالم اور بیٹونٹ راؤ تک ہو سکتی ہے اس کھنے سے ادس کی یہ غرض تھی کہ مھاراجہ صاحب چاہتے ہیں کہ سالم اور بیٹونٹ راؤ کو اپنا گواہ قرار دیں لیکن اصل حال یہ ہے کہ مھاراجہ صاحب اسی کارروائی کی کچھ پروا نہیں کرتے اور ادس کے صلاح کار بھی بیٹونٹ راؤ اور سالم تھے ادس کی گواہی دینے کی صلاح نہیں دیتے اقبال ہے کہ یہ لوگ و مو در پنت کو سامنہ ہوں کیونکہ وہ بھی و مو در پنت کی طرح سوال کر رہے تھے اور اپنے مالک کو لوٹے رہے۔

شاید یہ لوگ بھی مثل و مو در پنت کے بیان کرتے ہوں۔ میرے دوست ایڈوکیٹ جنرل نے بلا تامل ادس کو گواہوں کو بلایا جن کی آبر و پر بدنامی کا دہیتہ تھا اس لیے سالم کے بلائے میں کیا عذر تھا اور کسو اسے بیٹونٹ راؤ کی گواہی نہ لی یہ شخص راؤ جی سے بڑھ کر بد ذات نہیں ہے کہ اگر صاحب ایڈوکیٹ جنرل جانتے کہ یہ لوگ کسی بات کی تصدیق کریں گے تو ضرور ادس کو بلائے اگر مھاراجہ صاحب ان گواہوں کو طلب کرتے تو میں ہرگز نہ بلائے دیتا اور اگر مقرر گواہوں کی ضرورت ہوتی تو اور بہت گواہ ہم بھونچ سکتے تھے مجھ کو گیکو اڑ کی طرف سے مقدمے کے کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کسی مقرر گواہ نہ گیکو اڑ کو مانگو نہ نہیں کیا میں ادس کو گواہی ہرگز دینا جو چند روز تک پولیس کے پاس رہا مافی لارڈ۔ میں نے اس معاملے میں صحیح کارروائی کی ہے باغلا میں نے قطعی انکار کیا کہ یہ لوگ گیکو اڑ کی طرف سے ہرگز گواہ نہ قرار دیے جائیں گے گیکو اڑ کی نسبت جس قدر جرم قائم ہوئے تھے ادس سب کی میں نے تردید کر دی اب کوئی جرم گیکو اڑ پر

باقی نہیں رہا کوئی شہادت ایسی نہیں گذری جسکا اعتبار کیا جاتا میں منکر ہوا کہ آپ صاحبوں نے میری تقریر کو غور سے سنا جو کچھ مجھ سے فقیر ہوسکی میں نے کی میں تجویزی جانتا تھا کہ اس مقدمہ میں کس قدر مجھ پر تردید کی ذمہ داری ہے کسی مقدمہ نے ایسا عام کا خیال بوجہ نہیں کرایا جیسا کہ اس مقدمے نے۔ ہر شخص اس مقدمہ کی طرف خوب غور سے دیکھتا ہے اور اس مقدمہ کی کارروائی پر انگشت ثانی کرے گا۔

میرے نزدیک ایسے درجہ کی شخصیت جیسا لیکو اوڈ اول ہی مرتبہ جرم میں ماخوذ ہوا ہے اور اس کی ایسی کارروائی ہوئی ہے۔ ہندوستان کی نوایں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسے کیسے گورنر جنرل صاحبوں نے براہ راست ریسوں کو سزا دی اور خلاف انصاف کے کارروائی کی لیکن فی الحال حضور و امیر نے مناسب سمجھا کہ ایک بڑے ریس پر جو تہمت لگائی گئی ہے اس کی تجویزی تحقیقات ہو اور فی الواقع ایسے ایسے جرموں کا اتمام جو اوپر لکھا گیا ہے اسکا تحقیقات موا ضرور تھا لہذا بطریق مناسب صاحبان اگر نیر اور رتبہ ان ہندوستان کو یہ مقدمہ سپرد کیا گیا۔

مافی لاؤڈ۔ یہ بات دیکھ کر مجھ کو نہایت خوشی اور تسلی حاصل ہوئی یہ مقدمہ بہت بڑا ہے۔ میرے نزدیک ہر ایک کو نسلی اس مقدمہ کو بڑا مقدمہ کہے گا۔

مافی لاؤڈ۔ میں پھر میرا کمیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ یہ خیال نہ کریں کہ مجھ سے بڑھ کر اور کوئی شخص اس میں نہیں کہہ سکتا آپ براہ معبرانی اظہارات پر خوب لحاظ کریں اور ان سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ لیکو آرمض بے قصور ہے۔ یہ شخص گدی سے فی الحال علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی حقیقی حالت کو اس کی رعایا نے دیکھا کسی شخص کو اس قدر مجال نہیں کہ اس کے پاس آکر اس کی جہر دی اور تسلی کرے یا اس کے حق میں کوئی مفید بات کہے۔ اور انہوں نے اپنی بے قصوری حلفاً ظاہر کر دی میں جو اسکا ایک کونسل ہوں تمام مقدمے کی شہادت کو رد کیا اب اس بات کا نتیجہ ہوں کہ موافق انصاف اور قانون اگر نیری کے اس کے حق میں انصاف کیا جائے اور نہ جیب ٹرائل کو بھی ایسے گواہوں سے سزا نہیں ہو سکتی جیسے گواہ کہ اس مقدمے میں گذرے پس کس طرح ایک ریس گذری ہے

اوتاراجا سکتا ہے۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل بہتر ہے کہ اب ممبران کمیشن ٹقن کھانے کے واسطے اوٹھیں۔ اوس کے بعد میں اپنا ایڈریس پیش کروں گا اور اگر کمیشن کی اجازت ہو تو ابھی شروع کر دوں۔ لہذا ممبران کمیشن نے ٹقن کھانے کے واسطے برخاست کی۔

جواب صاحب ایڈوکیٹ جنرل

بروقت جمع ہونے کی کمیشن کے صاحب ایڈوکیٹ جنرل اوٹھے اور ادھون نے کہا۔ مانی لارڈ چیف جسٹس وکٹوریان و دیگر صاحبان۔ اب مجھ پر فرض ہے کہ میں آپ سب صاحبوں کا خیال اون امور پر رجوع کروں جنکی نسبت سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نے اپنی فصیح و بلیغ اسپچ میں گیکوارڈ کی طرف سے بیان کیا ہے جو شہادتیں پیش ہوئیں اونکو صحیح اور درست نہ سمجھتا تو مجھے کہہ اوس وقت جواب کے دینے میں نہایت وقت ہوتی مجھے کہو یہ دیکھ کر نہایت مستی ہوئی کہ میرے ایک لائق دوست نے گورنمنٹ کی اس کارروائی یعنی کمیشن کے مقرر کرنے کو نہایت پسند کیا ہے اور اوس طرح اون کے متوکل کو بھی پسند ہے میرے دوست جانتے ہیں کہ اس مقدمہ کی تحقیقات کے واسطے اس کمیشن سے بڑہ کر دوسرا کوئی طریقہ نکتہ اور اگر اس کمیشن کا فیصلہ گیکوارڈ کے برخلاف ہو تو بھی گیکوارڈ یا اور کسی شخص کو تنکایت کا موقع نہ ہوگا۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب کا قول ہے کہ اس کمیشن سے بڑہ کر اور کوئی کمیشن میں نہ نہیں دیکھی۔ سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نے درحقیقت اپنی وہ لیاقت جسکے واسطے وہ مشہور میں نامتو اس مقدمہ میں صرف کی۔ اگر کمیشن کا فیصلہ گیکوارڈ کے برخلاف ہوگا تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نے مقدمہ کی تردید بخوبی نہیں کی یا جو بے گم گوئی اونکی کے اس مقدمہ کا فیصلہ اون کے خلاف ہوا میرے دوست نے اپنی اسپچ میں کئی مقام پر گیکوارڈ کی ہمدردی ظاہر کی ہے مگر تعریف یہ ہے کہ باوجود ہمدردی کرنے کے اونکی تقریر میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا۔ سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نہ صرف گلستان میں مشہور میں بلکہ تمام یورپ اونکی عمدہ تقریر سے واقف ہے جو کچھ ادھون نے ہمدردی ظاہر کی یقین ہے کہ سب لوگوں کے دلون پر ادسکا اثر چھوٹی ہوگا اس لیے جو فیصلہ

اس کنیشن کا ہو گا وہ نہ صرف تمام دنیا بلکہ خود محاراجہ صاحب بھی خوشی سے قبول کریں گے۔ سارجنٹ ہیلن ٹائن صاحب نے جو کچھ مظلوم رئیس کی نسبت بیان کیا مجھ کو بھی سن کر تعجب ہوا کیونکہ سر لوئس پیلی صاحب نے بیان کیا ہے کہ محاراجہ صاحب غٹ کے ساتھ حراست میں ہیں اور یہ بات صحیح اور درست ہے پھر اذکا کیا ظلم ہوا اور اذکی جایدا و چند روز کے واسطے قرف ہوئی ہے اس سے بہتر اور عمدہ کارروائی کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ میرے دوست جانتے ہوں گے کہ حضور گبکوار کا حکومت سے معطل کرنا اور اذکی جایدا و کا قرف ہونا نہایت مناسب تھا گورنمنٹ انڈیا نے یہ سب باتیں اپنا کام سمجھ کر کی ہیں اور ان باتوں کے کرنے سے کسی طرح کی زیادتی متصور نہیں ہے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو گورنمنٹ انڈیا کی نسبت یہ سمجھا جاتا کہ اوسنے اپنا کام پورا انجام نہیں دیا گبکوار کی طرف سے جو تحریری عذر پیش ہوئے اس کا مضمون نہایت عمدہ ہے لیکن اوس تمام تحریر کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جرم نہیں کیا اور اس بیان کی تصدیق قسم کی رو سے بھی نہیں ہوئی لہذا ممبران کنیشن اس بیان تحریری کو جیسا چاہیں تصور کر لیکن صرف اس قدر خیال ہو سکتا ہے کہ گبکوار نے شاید ایسا کہا ہو میں اپنے دوست کی اس کارروائی پر کچھ انگشت نمائی نہیں کرنا چاہتا حقیقت میں میرے دوست نے اظہارات کے خوب رنگ و پوست علیحدہ کیے اور اذکی تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ گبکوار نے کریمل فیہ صاحب کو زہر دینا نہیں چاہا بلکہ پولیس نے یہ چاہا کہ گبکوار پر نہمت لگی مجھ کو پہلے سے خیال تھا کہ سارجنٹ ہیلن ٹائن صاحب اسی پر اسے مقدمہ کی تردید کریں گے لیکن یقین تھا کہ اس طرح صاف صاف پولیس کو الزام دین گے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس قدر شہادت پیش ہوئی وہ سب پولیس کی ساختہ ہے۔ بٹے گجی تھو و تل۔ اکبر علی۔ اور عبد اعلیٰ کی بنائی ہوئی تھی

مجھ کو تعجب ہے کہ میرے دوست کو مسٹر سوٹ صاحب کے اس الزام میں شریک کرنے سے مطلق تامل نہوا۔ ممبران کنیشن کو یاد ہو گا کہ سر لوئس پیلی صاحب نے بیان کیا تھا کہ بروقت یہاں اس کے منجملہ اور ہدایتوں کے ایک ہدایت مجھ کو یہ بھی ملی تھی

کہ اس زہر خورانی کے مقدمے کی تحقیقات کرائی جائے۔ لہذا صاحب موصوف نے گورنمنٹ کو لکھ کر مسٹر سوٹر صاحب کو بلا یا چنانچہ مسٹر سوٹر صاحب ۹ دسمبر کو ٹرودے میں کچھ افسر پولیس جنکا بن اور پرنام بے چکا ہون اور ان کے ہمراہ آئے اور بعض لوگ پیچھے آئے اس لیے مناسب ہے کہ اون لوگوں کا کچھ ذکر کیا جائے۔

اکبر علی ۴۴ برس کا ملازم ہے اون سے سرکاری نوکری ۱۹۳۸ء میں کی تھی اور یکجہد عمدہ عمدہ کارگزاری کے خان بہادر کا سرکار سے اس کو خطاب ملا اور اس ۴۴ برس کے عرصے میں اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی کہ سارجنٹ میلن صاحب اس کی نسبت الزام لگائیں۔ جب اکبر علی عدالت کے روبرو آیا تو ہر طرح سے پاک وصاف تھا عبد علی جو اکبر علی کا بیٹا ہے ۲۰ سال سے سرکار کا ملازم ہے اون سے بھی ایسے کام کیے کہ خان بہادری کا اس کو سرکار سے خطاب دیا گیا اس میں برس کے عرصے میں اس سے بھی کوئی ایسی خطا سرزد نہیں ہوئی کہ سارجنٹ میلن صاحب کچھ گفتگو کر سکیں۔ گجائند و نل بھی مدت سے سرکاری نوکری سے اون سے بھی جو حسن کارگزاری کے روبرو خطاب پایا ہے۔

سارجنٹ میلن صاحب کو لوگوں نے بہکایا کہ گجائند و نل سے دوبارہ گدھی نشینی ریاست کو تہ کے سوالات کرنا چاہیے یہ مقدمہ مسٹر کوگلن صاحب کے روبرو پیش ہوا تھا اور گجائند و نل او میں بطور گواہ کے تھے۔

مسٹر حبیب دلیٹ صاحب نے جو اپنی تجویز میں فقرہ لکھا ہے اس سے کچھ تعلق پولیس کو نہیں ہے پس ان میں سرکاری ملازمن کی نسبت جو تعلق اور کارگزاری میں لوگوں نے اون کو سکھایا ہے کہ یہ لوگ گیکوار کے دشمن ہیں اور گیکوار پر مقدمہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو تہمت کہ افسران پولیس کی نسبت لگائی ہے امید ہے کہ ممبران کمیشن مطلق اس کا خیال نہ کریں گے کوئی وجہ تہمت لگانے کی اوپر نہیں ہے اونہوں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا ہے جس سے اون کو شر مندگی ہو۔

میرے دوست سارجنٹ میلن صاحب نے اکثر یہ بھی کہا ہے کہ لوگ افسران پولیس

کی نسبت الزام لگانے میں لیکن اوصحون نے کسی کا نام نہیں لیا اگر سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب اس ملک سے واقف ہوتے تو چند باتیں جو اونہوں نے منہ سے نکالیں ہرگز زبان پر نہ لاتے خصوصاً یہی باتیں جو پولیس کی نسبت بطور الزام کہی ہیں کبشر آدمیوں کی رائے پولیس کی نسبت اچھی تھیں ہے خصوصاً وہ لوگ زیادہ ناپسند کرتے ہیں جبکہ چال چلن خراب ہے یہ لوگ کبھی پولیس کو اچھا نہ کہیں گے کیونکہ پولیس کے آدمی ایسے شخصوں کی چہشتہ نگرانی رکھتے ہیں میرے دوست کو لوگوں نے سکھلایا کہ مسٹر سوٹر صاحب دیدہ و دانستہ اوس کمرے سے چلے گئے جبکہ رافوجی کی پٹی دیکھی جاتی تھی اور اون کے چلے جانے سے یہ غرض تھی کہ اگر پٹی کی تلاشی اکبر علی کے سپرد کروں گا تو خواہ مخواہ اونہیں کوئی شے نہ ملے گی۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نہایت مغرر شخص کی نسبت یہ نکتہ لگاتے ہیں۔ میرے نزدیک سارجنٹ صاحب کے صلاح کار خراب تھے یہاں کے لوگ مسٹر سوٹر صاحب سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ عرصے سے وہ یہاں ہیں اور اونکو بیلدوی کارگزاری کے متغہ کمپنیں آت دی اسٹارٹ انڈیا کا ملا ہے گو یہ متغہ ادنیٰ درجہ کا ہے مگر ایسے ہی متغہ ممبرن کمیشن بنے ہوئے ہیں گو وہ متغہ کسی قدر اعلیٰ درجے کے ہیں اس بات کو بھی جانے دو جو کہ وہ انگلش جنٹلمین ہیں سارجنٹ صاحب کو چاہیے تھا کہ اونکو ایسی نعمت سے بری رکھتے لیکن اونکو اس بات کا بھی خیال نہ آیا۔

مسٹر سوٹر صاحب کو اپنی آبرو کا بہت بڑا خیال ہے جس طرح مجھکو اور میرے دوست کو اپنی اپنی آبرو کا ہے کوئی شخص نہیں چاہتا کہ وہ بدنام ہوں۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب نے جو اس قسم کی تقریر پیش کی ہے اوس سے مقدمے کی تردید میں کچھ تاہید نہیں ہوئی۔ مسٹر سوٹر صاحب کی نسبت ہرگز ایسا تصور نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ماتھے میں ایک کھلونا تھے اور نہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ دل سے لیکو اڈ کی خرابی و بدنامی کے خوانان ہیں۔ اگر مسٹر سوٹر صاحب کی کارروائی انگشت نمائی کے قابل ہوئی تو جب اون کے اظہار میں سوالات کیے گئے تھے تو کس واسطے اون کو

افرام نہیں دیا گیا اور سوقت سارجنٹ صاحب کچھ نہ بولے بن نے نہایت افسوس کے ساتھ اون بانوں کو شتا جو میرے دوست نے اپنی اسپیش میں مشر سوٹر صاحب کی نسبت تذکرہ کیا اون افسران پولیس کی کارروائی جبکو گورنمنٹ نے اس مقدمہ میں مقرر کیا تھا کس طرح لائق اعتراض کے اور گفتگو کے نہیں ہے گورنمنٹ اذکی دیانت اور لیاقت سے بخوبی آگاہ ہے اور مجھکو یقین ہے کہ جب بخوبی غور کیا جائے گا تو اوپر کس طرح کا افرام عاید ہوگا مجھکو اپنے دوست سے یہ بات بھی دریافت کرنا مناسب ہے کہ پولیس کو گلیکو اڑ پر مقدمہ کھڑا کرنے سے کیا فائدہ تھا کیا میرے دوست مذکور یہاں اس بات کے کہنے کو آئے ہیں کہ گورنمنٹ کی حکمت عملی یہ تھی کہ خواہ مخواہ ٹھہراؤ کو گدی سے اتار دے حالانکہ نہ ایسا خیال تھا اور نہوگا پولیس کے لوگ یہاں صرف اوسط آئے تھے کہ آیا درحقیقت دہریا گیا یا نہیں اگر بمبئی کے پولیس والوں کو ٹھہراؤ کا گدی سے اتار دیا جاتے حالانکہ پولیس کو گلیکو اڑ کے خراب ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور کوئی وجہ گلیکو اڑ پر تہمت رکھنے کی تھی۔

گواموں کی شہادت سے صاف ظاہر ہے کہ جس قدر تحقیقات ہوئی وہ سب صحیح اور درست ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ کمیشن اپنے دل سے وہ باتیں دور کر دیں جو پولیس کی نسبت بیان کی گئی ہیں۔ اس مقدمے کو پولیس نے نہیں بنایا، اگر پولیس نے گواموں کو سکھایا ہوتا تو گواہ ایک ہی بات بیان کرتے کہ یہ قدر جو اختلاف ہے وہ ہرگز ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ پولیس نے بچانے کام کے اور کوئی کارروائی نہیں کی۔ ابتدا میں تھوڑا سراغ لگا تھا اس کے بعد زیادہ حالات معلوم ہوئے شروع میں گاڑی والوں سے کچھ تہ لگا تھا وہ اسپسین یا تین کرتے تھے کہ ہم آ یا کو گلیکو اڑ کے پاس لے گئے بعدہ دمودر پنٹ نے اقرار کیا کہ جس قدر حال دریافت ہوتا گیا پولیس سے بھی تحقیقات ہوتی گئی۔

میرے دوست اپنی اسپیش میں شکوہ وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں کہ پولیس نے کیا کیا گواموں پر

سختی کی لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس قدر پولیس نے تشدد کیا اور اس تشدد کے واسطے زبردستی کا ایک کمرہ جو کھانے کے کمرے کے برابر ہے مقرر تھا اکثر سر لوئس پیلی صاحب کی آمد رفت رہتی ہوگی تو کیا سر لوئس پیلی صاحب کو بھی میرے دوست اس سختی کرنے میں شریک کرنے میں یہ کمرہ علیحدہ نہ تھا اور میں سے سب کو کوئی آمد رفت تھی پولیس کو ایسا موقع کب ملا جو گواہوں پر تشدد کیا مجھ کو یقین ہے کہ اس بارے میں جو میرے دوست نے تقریر پیش کی ہے اسکو میرا کمیشن تسلیم نہ کریں گے اگر تسلیم نہ کریں گے تو جو حلت لگیو اور پر قائم کی گئی وہ صحیح و درست ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سر لوئس پیلی صاحب بڑے دن کی قیطیلوں میں بیٹھے جانے والے تھے مگر جب انہوں نے سنا کہ راجی نے کسی بات کو قبول کیا ہے تو انہوں نے اپنا جانا ملتوی کیا اگر وہ پٹے جانے تو کچھ تحقیقات ہوتی اس بات سے مترشح ہے کہ پولیس کا ارادہ مقدمے کے کھڑا کرنے کا تھا۔

مافی لاژو۔ دوسری بات جیسا تذکرہ میرے دوست کرتے ہیں یہ ہے کہ اکثر گواہ چونے ہوئے ہیں وہ لیکواڈ کے شریک تھے اس لیے انکی شہادت اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ ہر شخص جو عدالت کی کارروائی سے کچھ بھی واقف ہے وہ جانتا ہو گا کہ اسی شہادت میں اکثر شک واقع ہوتا ہے مگر ان لوگوں کی شہادت اس طرح لی گئی کہ کسی طرح کا شک نہیں ہو سکتا اور ہندوستان میں کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ اس شخص کی شہادت جو شریک جرم ہو صحیح نہ سمجھی جاے۔

انگلستان میں یہ قاعدہ ہے کہ جب شخص شریک جرم کا شہادت دیتا ہے تو صاحب جج جو ری کو ہدایت کرتے ہیں کہ جب تک ایسے شخص کے بیان کی تصدیق ہو جاوے اہل جو ری یقین نہ کریں مگر حضور لاژو چیف جسٹس اس بات سے بھی آگاہ ہوئے گے کہ اگر جج اشخاص جو ری کو ایسی ہدایت نہ کریں تو کوئی نقصان نہیں ہے۔

ہندوستان میں اگر شریک جرم کے بیان پر اہل مجرم کو برادرِ بجاے تو سزا دینے کا عدہ نہیں ہے۔ میں نے اس بات کا ذکر اس واسطے کیا کہ میرے دوست سارجنٹ ہلن ٹانج

نے جو اسپیکر کہی اس سے عام لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ شریک جرم کی گواہی
لاٹو تسلیم نہیں ہے سو اس کے اس مقدمے کی شہادت بہت کچھ ہو چکی ہے۔

میرے دوست نے دربارہ کارروائی گیکو اڑ کے بہت کچھ تذکرہ کیا ہے یعنی جب انکو
معلوم ہوا تھا کہ کرنل فیروز صاحب کو زہر دیا گیا ہے اور سوقت انھوں نے راجی کا
بیان نہیں سنا تھا جب ان سے کہا گیا کہ آپ کا نام زہر خورانی میں شامل ہے تو
میرے دوست کہتے ہیں کہ مھاراجہ صاحب کی بائین مثل بے تصور شخص کے تھیں اور
انھوں نے غوراً سالم اور شیونٹ راؤ کو بموجب طلب صاحب رزیدنٹ کے بھیج دیا۔
لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کے بیچنے سے وہ کس طرح انکار کر سکتے تھے اور ادا بھائی راجی
کو جو ان کے دیوان تھے سالم اور شیونٹ کے واسطے لکھا گیا تھا۔

کچھ شک نہیں کہ انھوں نے مھاراجہ صاحب کو صلاح دی ہو کہ آپ دونوں شخصوں کو
بھیج دیجیے سو اس کے مھاراجہ صاحب خود جانتے تھے کہ ان لوگوں کا ہیجا حاناسا
ہے اور پھر اس کے اور کوئی بات قرین مصلحت نہیں ہے۔

مھاراجہ صاحب کی اس کارروائی سے انکی بے جرمی نہیں پائی جاتی ہمیں بھی شک
نہیں کہ مھاراجہ صاحب لڑائی کا نشان کھڑا کر سکتے تھے یا بھاگ سکتے تھے لیکن ان دنوں
صورتوں میں جرم کا اقرار تصور تھا اس لیے موافق طبیعت باشندگان ایشیا کے
انھوں نے کارروائی کی اور ایشیا کے باشندوں پر پختہ نہیں بلکہ ہر شخص جو اسی
حالت میں ہوتا وہ اسی طرح کرتا جو مھاراجہ نے کیا سو اس کے اور کوئی ادب کو
چارہ نہ تھا کہ چپ چاپ ہو کر مقدمہ کا نتیجہ دیکھیں اگر دمودر پنت کے اظہار دیکھے جائے
تو ان سے بخوبی معلوم ہو گا کہ گیکو اڑ نے کیا کیا بائین کیں اور وہ کس وجہ سے خائف
رہے گیکو اڑ پشیرے صرف ہی بائین جانتے تھے کہ ۹۔ نومبر کو زہر دینے کا حکم ہو گا بلکہ انکو
یہ بھی معلوم ہو گا کہ حمزہ اور کارگر ہوا۔ گیکو اڑ اس معاملے کی کارروائی کو غور سے

دیکھتے تھے اور لمحہ لمحہ کی خبر وہ منگاتے تھے دمودر پنت نے بیان کیا ہے کہ کبھی گیکو اڑ
خوش ہوتے اور یہی خوف کھاتے تھے اور مھاراجہ نے راجی کی عقلندی کی

خوب تعریف کی اور خوش ہو ہو کر کھتے تھے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم الزام سے
بری رہو گے جب سالم اور بشونت راورز ٹینسی سے اون کے پاس واپس گئے تو
گیگوارڈ کو کیسی خوشی ہوئی لیکن جب وہ پھر طلب کے گئے تو گیگوارڈ کو خوف ہو گیا
اور بروقت اون کے بھیجنے کے اون کو بخوبی سمجھا دیا کہ تمہارے ساتھ جو چاہیں کریں
مگر تم کوئی بات نہ کہنا درحقیقت ان لوگوں پر گیگوارڈ کا اعتبار غلط تھا کیونکہ اونہوں
نے اب تک کوئی بات ثمنہ سے نہیں نکالی اور نہ ہی انہوں نے گیگوارڈ کی طرف سے کچھ شہادت
بھی نہیں دی اب تک شہادت سے کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی جس سے گیگوارڈ کا برہنہ
ہونا ثابت ہو اور نہ ان کی کسی ذاتی کارروائی سے پایا جاتا ہے کہ محاصرہ پر جو جرم
قائم ہوا ہے وہ غلط ہے اور نہ جو چارج و ملت قرار دے گئے وہ یہ ہیں۔
اول ٹھہراؤنے بذریعہ کارندوں کے یا بذات خود رز ٹینسی کے ملازموں سے جو کرنل
فیصل صاحب کے پاس تھے خفیہ گفتگو کی تاکہ وہ کسی برے کام کا ارتکاب کریں۔
دوم۔ کیا ٹھہراؤنے رز ٹینسی کے نوکر دن کو کچھ رشوت
دی یا دلائی۔

سیوم۔ یہ رشوت اس شخص سے دی یا دلائی کہ کرنل فیصل صاحب کے نوکر بطور خبردار
کے کام دین تاکہ کرنل فیصل صاحب کو ضرر پہنچے یا بذریعہ زہر کے انکو مار ڈالیں۔
چہارم۔ کیا حقیقت میں کرنل فیصل صاحب کو زہر دیا جائے گا ارادہ کیا گیا تھا اور
کیا اس ارادے کی ترغیب ٹھہراؤنے دی تھی۔

مافی لارڈو۔ جرم سیوم اور چہارم میں نہ ہر کا ذکر ہے اور اول اور دوم جرم میں صرف
رز ٹینسی کے نوکر دن کو رشوت دینے کا بیان ہے تاکہ انکو رز ٹینسی کی خبریں ملا کر
تیسرے دوست نے اپنی اسپج میں اونے جرم کے بارے میں ذکر کیا ہے لیکن جو جرم ہے
اور اسکا کچھ ذکر نہیں کیا یا کہ گیگوارڈ نے جو بیان تحریر ہی پیش کیا ہے اس میں کچھ باتوں کا
اقرار بھی ہے اور وہ بیان یہ ہے۔

میں قسیمہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے بذات خود با کسی نوکر کے ذریعے سے کرنل فیصل صاحب

جان پہننے کے واسطے باؤکی جان پہننے کے ارادے سے زہر نہیں منگایا اور نہ میں نے
 بذات خود یا اپنے کسی معتمد کے ذریعے سے ایسے ارادے کی ترغیب دی اور میں بیان کرتا
 ہوں کہ تمام شہادتیں ایسا آیا اور راجہ اور نرسو اور دودھ پنت کی جو اس بارے میں
 گزری محض غلط ہے۔ اور میں یہ بھی بیان کرتا ہوں کہ میں نے بذات خود کسی زریڈنسی
 کے نوکر سے یہ بات نہیں چاہی کہ وہ بطور مخبر کے کام کرے اور زریڈنسی میں جس قدر
 کارروائی ہوتی ہے اس کی مجھ کو اطلاع دے نہ میں نے ان لوگوں کو اس کام کو واسطے
 رشوت دی اور نہ دلائی۔ میں ان انعام کا ذکر نہیں کرتا جو وقتاً فوقتاً زریڈنسی
 کے نوکروں کو دیے گئے مگر جب کبھی شادی یا تہوار ہو یا انعام دیا گیا زریڈنسی کے نوکر
 میرے محل میں اور محل سے زریڈنسی کو آتے جلتے ہوں گے مگر میں نے بذات خاص اس
 معاملے میں گفتگو نہیں کی اور نہ میں خود واقف ہوں کہ زریڈنسی کے نوکروں کو کتنا کتنا
 روپیہ دیا گیا میں نے کبھی اس بات کی اجازت نہیں دی کہ ایسی ترکیب کچھ سے جس سے کہ
 زریڈنسی کی خبریں میرے پاس آیا کریں۔

مائی لارڈ۔ آپ کو بیان مذکورہ بالا سے معلوم ہوا ہو گا کہ وہ یہ تحریر نہیں کرنے کہ میں نے
 اپنے ہاتھ سے رشوت دی یا اپنے معتمدوں سے زریڈنسی کے نوکروں کو دلائی وہ بڑے
 بڑے جرموں کی نسبت تحریر کرتے ہیں اور اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ بذات خاص میں نے
 ایسا نہیں کیا مگر انعام دینے کے مقصد میں اونکا یہ اقرار بہت بڑا ہے اور ان کے تمام بیان کا
 خلاصہ یہ ہے کہ میں نے بذات خاص کسی نوکر سے کوئی بُری بات نہیں کی اور نہ میں نے
 اپنے ہاتھ سے کسی روپیہ دیا لیکن ایک پیچیدہ طور سے وہ روپیہ کا دیا جانا کہ میں نے
 اپنے نوکروں سے روپیہ دلا یا۔ مجھ کو لازم نہیں ہے کہ اس بات کی تشریح کہ دن کہ دینا
 اور ان خبروں کے جو گنگوڑے پاس آئیں اور ان میں جو کرنل فیہ صاحب کے پاس پہنچیں
 کیا فرق ہے حالانکہ دونوں قسم کی خبروں میں بہت بڑا فرق ہے سرکار کی طرف سے جو
 زریڈنسی مقرر تھے اور ان کے پاس جو لوگ آئے تھے وہ خود بخود اور ان کو ہر ایک خبر دینے
 تھے مگر ایک ہندوستانی رئیس کا خبروں کے پہننے کے واسطے زریڈنسی کے ملازموں کو

رشتہ وینا اور بات ہے اور گیکو اڑنے کا روائی بڑی باتوں کے واسطے کی تھی رشتہ دینے کا مھاراجہ صاحب خود بھی اقرار کرتے تھیں اور گواہوں کی شہادت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے مجھ کو یقین ہے کہ ممبران کمیشن کو اس بات کا تعجب نہ ہو گا کہ رزیدنسی کے نوکر مھاراجہ صاحب کے پاس گئے اور نہ یہ بات لاکھ تعجب کے ہے جو مسماۃ امینا نے بیان کی ہر ایک گواہ کا بیان صحیح ہے کہ نظربان کی طرف سے رزیدنسی کے نوکر گئے اور جس کمرے میں آئینے رکھے تھیں وہاں مھاراجہ صاحب سے ملاقات کی۔ گواہوں کا یہ بیان نہیں ہے کہ سہنے تمام محل گیکو اڑکا دیکھا اور اس کی سیر کی ایک دفعہ سوال کیا گیا تھا کہ سننے اور کمرون کو بھی دیکھا گواہوں نے فوراً انکار کیا جس کمرے کا ذکر یہ گواہ کرے تھیں اسی کمرے کا ذکر دودرہنت بھی کرتا ہے اس سے بہتر اور کون شخص واقف کار ہو گا اور اس بات کی صداقت اس طرح سے ہوتی ہے کہ اس زمانے میں مھاراجہ صاحب اسی کمرے میں رہا کرتے تھے۔ آج میرے دوست نے آپنا تقریر میں بیٹھتے اور سلم کی نسبت کچھ بڑائی کی ہے یہ دونوں شخص گیکو اڑ کے نوکر ہیں جب گیکو اڑ رزیدنسی کو جاتے تھے یہ بھی اون کے ہمراہ ہوتے تھے اس لیے کچھ تعجب نہیں کہ وہ گیکو اڑ کے معتمد ہیں اور انھوں نے رزیدنسی کے ملازموں سے موافقت کر لی تھی میرے دوست اس بات کے مقرر ہیں کہ گاڑی والوں نے جو اظہار دیے ہیں اون میں کچھ اعتراض کریں۔ لیکن اب صاحبوں کو یاد ہو گا کہ ابتداً اس مقدمے کا پتہ ایک گاڑی والے کی زبانی لگا تھا۔ اس کی نسبت سارجنٹ مبلن ٹائٹن صاحب کہتے ہیں کہ آج کل کے نوکروں سے ملاقات کرنے کے واسطے گئی ہوگی اگر دیا ہوتا تو اس کورات کے وقت وہاں جانا کیا ضرورت تھی کہ ہمیشہ خوف رہتا تھا اور اپنے ہمراہ کسی کسی شخص کو لے جاتا تھا کبھی جگا کو لے گیا اور کبھی کر بھانی کو۔

میرے دوست کہتے ہیں کہ غیر ممکن ہے کہ ایک ایسا بڑا ریس ایک آیا سے باتیں کرے مگر جو ملازم کہ ہندوستانی دربار کے ہوتے ہیں اون سے رزیدنسی کے نوکروں سے بہت بڑا فرق ہے ایک خاص ملازم دربار کا یعنی دودرہنت محل میں نہیں رہتا تھا اس لیے

طھہر او کو مناسب معلوم ہوا کہ رزیدنسی کے نوکروں سے سائنس کرین تاکہ وہ انکی
خبرین معلوم ہوا کرین اس لیے رات کا وقت مناسب سمجھا گیا کیونکہ کسیکو کچھ خیال
نہو اہوگا اور جانتے ہون گے کہ رزیدنسی کے نوکر اپنے کسی کام کو جانتے ہیں کسی شخص
کو مھاراجہ صاحب کے پاس رات کے وقت جانے سے کچھ گمان نہ تھا۔

میرے دوست اپنی تقریر میں یہ بات پیش نہیں کرتے کہ ایسے ایسے موقع پر بجائے مھاراجہ
صاحب کے اور کسی شخص سے ایسی باتیں کی ہون گی اور یہی گفتگو کس طرح وہ پیش
کرنے کیونکہ مھاراجہ صاحب کا پہچانا چنداں شکل نہ تھا جس شخص سے مھاراجہ کو ایک تہہ
بھی دیکھا ہے اسکو یاد ہوگا اس لیے اگر کمیشن کے نزدیک عام گواہوں کی شہادت
غلط ہے تو ایسا کی گواہی بھی غلط ہے ورنہ اسکی گواہی کی تصدیق ہو گئی ہے اور میں مرتبہ
آیا کا گنگوادی کے پاس جانا صحیح ہے مگر ان اون لوگوں نے جو مھاراجہ صاحب سے باتوں
کے ہونے کے ظہار دیے تھے اونکی صداقت ایک دوسرے کے بیان سے ہو سکتی ہے
جو خط آیات لکھوائے تھے اون سے اس کے اظہار کی صداقت بخوبی ہو سکتی ہے آیات
بخط اپنے خاوند کو مقام محلہ شیرمن بھیجے تھے جبکہ وہ باہر تھی اور جبکہ آیا کے گھر کی
تلاشی ہوئی اسوقت یہ خط ملے اوپر ہر ایک ڈاکخانے کی مھر ہے۔ کیا ان مہروں پر
بھی میرے دوست گجاند کا نام دیکھتے ہیں جبکہ انہوں نے اور مقامات پر گجاند کی
کارروائی دیکھی۔ ان خطوں سے ثابت ہے کہ مھاراجہ صاحب سے براہ راست آیا کو
خط کتابت ہوتی تھی پس ثابت ہوا کہ درمیان مھاراجہ صاحب اور ملازمان رزیدنسی
کے خط کتابت اور خفیہ باتیں کسی تیسرے کام کے واسطے ہوتی تھیں۔

اس بات کا ہرگز خیال نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک رئیس خاٹا مان وغیرہ کو اس قدر روت
دے کہ جو باتیں میز پر ہوں اونکی خبریں وہ پہونچا کرے اس کارروائی سے کوئی عہدہ
غرض چھوٹا اسوقت کی کارروائی جبکہ میڈ صاحب کی کمیشن بڑو دے میں بیٹھی تھی
پس ایسی خبروں کے ملنے کا انتظام کمیشن کے دنوں میں رہا کیونکہ مھاراجہ صاحب جانتے
تھے کہ جیسی جیسی خبریں مجھ کو ملین اسی طرح کا میں انتظام کروں شیوہت راؤ نے بھی

منجھ اور چٹھون کے ایک چٹھی کو تسلیم کیا بلکہ وہ راضی تھا کہ اگر شہادت لیجائے
 تو وہ برخلاف اپنے مالک کے شہادت ادا کرے بشونتِ راؤ نے وہ دکان شراب
 کی تباہی جو مھاراجہ گیکو اڑنے جاری کیا تھا جب صراف سے دریافت کیا گیا تو اس نے
 بھی بیان کیا کہ ایک مرتبہ جب دمودر پنت موجود تھے تو مھاراجہ صاحب نے مجھ سے
 ایک چٹھی کو ڈیڑھ ہوا جو رزیدنسی سے آئی تھی بعد پڑھنے کے جب دمودر پنت آگئے تو
 میں نے وہ چٹھی اُن کو دیدی وہ کہتا ہے کہ اس قسم کی خط کتابت رزیدنسی سے روزمرہ
 ہوتی تھی۔ دمودر پنت بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے یہ کارروائی رزیدنسی
 کی صرف روزمرہ باتوں میں تھی بلکہ اوسکی بڑی بڑی کارروائیاں سوہن کیونکہ
 دمودر پنت نے بیان کیا ہے کہ راؤ جی جمنابائی کی عرضی چورالایا تھا اور دمودر
 نے اوسکی نقل لکھ لی تھی یہ کاقد بہت بڑا تھا اور راؤ جی نے پھر اوسکو کرنل فیرو
 کی میز پر لے جا کر رکھ دیا۔ مھاراجہ صاحب نے پنکھے داسے اور جو الدار اور آیا اور
 اور نوکروں کو اس غصہ سے بلایا تھا کہ کرنل فیرو صاحب ایسے چھوٹے چھوٹے نوکروں
 کے ملائے سے کی طرح کی بدگمانی نہ کریں گے اُن کو اس بات کا بیشک خیال تھا کہ جہاں
 ممکن ہو فیرو صاحب اور بیوی صاحب کی میم کے رو برو مھاراجہ صاحب کی تعریف
 کیجائے۔ انہوں نے پیدرو خانسا مان کو بھی بلایا تھا کیونکہ یہ شخص بہت پرانا نوکر
 تھا اور صاحب کی عادات سے واقف تھا اور چونکہ وہ خانسا مان تھا میز پر جس قدر
 باتیں ہوتی ہوں گی اُن کو سنا کر ناموگا۔

مافی لاڑو۔ کیا آپ تصور کرتے ہیں کہ جو روپیہ اون لوگوں کو دیا گیا تھا وہ رشوت
 میں تھا میرے یقین و دستِ کتے ہیں کہ پان سو روپیہ ایک اونے رقم تھی مان بعض
 لوگ اوسکو تھوڑا روپیہ سمجھتے ہیں مگر جس شخص کی تنخواہ وہیں ملتی ہواری ہے اُس کے نزدیک
 یہ روپیہ تھوڑا نہیں ہے اس بات پر عذر نہیں کیا گیا کہ یہ روپیہ راؤ جی کو نہیں ملا۔

دلپت راس مقرر اس روپیہ کا دیا جانا ثابت کرتا ہے۔ بشونتِ راؤ کو اپنے پاس
 سے روپیہ دینا کیا ضرور تھا۔ سارجنٹ ملین ٹائن صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ رشوت

ایک ادنیٰ آدمی تھا اور عجیب نہیں کہ دموور کا نوکر ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اوسکو کیا غرض تھی کہ وہ راؤجی کو خبروں کے منکاشے کے واسطے روپیہ دیتا اور اس قدر کثیر روپیہ پان سوروپے کا دیا جانا بہت بڑی بات ہے۔

سارجنٹ ہیلن ٹائٹن صاحب کہتے ہیں کہ یہ پان سوروپے اس وقت دیے گئے تھے ہر کاچٹھ ذکر تھا۔ جبرائیل کیشن کو یاد ہوگا کہ میٹروپولیٹن گیلو ارد کا معتمد ملازم تھا اور اس شخص نے رزیدنسی کے نوکر دن کو مھاراجہ صاحب کے روپر پیش کیا تھا اس لیے ظاہر ہے کہ جو روپیہ ان لوگوں کو دیا گیا مھاراجہ نے دیا اور دموور پنت سے نہیں دیا اور یہ پان سوروپے راؤجی کو خبروں کے پھونپھون کے لیے دیا گیا تھا جب وہ نوکر سے واپس آیا تو آٹھ سو روپے اونسے پاس تھے جو باہم اپنے اور نرسو کے تقسیم کرے اس صورت میں دو مہینے کے اندر دو درخین بڑی بڑی ادھونوں نے پائیں۔

یہ روپیہ مھاراجہ صاحب کے نزدیک زیادہ تھا لیکن جن لوگوں کی تنخواہ وٹشن ہارہ یا چودہ روپیہ ماسواری سوانکے واسطے بہت ہے اور چار چار پان سوروپے ایک مشت پانا نہایت غنیمت سمجھتے ہوں گے پیدرو کہنا ہے کہ جب میں گواکو جاتا تھا تو پچاس روپے مجھ کو ملے تھے لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ روپیہ اوسکو واسطے تھی کسی نہ کسی کام کے واسطے یہ روپیہ ملے ہوں گے۔ بعد اس کے شیخ کریم جو آیا کے ساتھ گیا تھا وہ بھی میرے کام پر نوکر تھا جب وہ آیا کے ساتھ گیا تو سو روپے اوسکو بھی ملے تھے۔ بروقت دیکھنے حساب دموور پنت کے آپ کو معلوم ہوگا کہ بیج کے خزانے سے اس قدر کثرت سے روپیہ دیا گیا کہ سوار شوت کے انعام کا گمان نہیں ہو سکتا۔

۱۹ جنوری ۱۸۸۶ء کو چھ سو روپے بیٹونٹ راؤ کو دیدے گئے اور اوسی زمانے میں بیٹونٹ راؤ نے پان سوروپے اپنے ملازم دلپت کو دیے تھے اور دلپت نے وہی روپے راؤجی کو دیے منجملہ چھ سو روپے کے سو روپے بیٹونٹ راؤ نے حسب دستور ان معاملات کے رکھ لیے تھے۔ آپ کو بروقت دیکھنے کا غز کے جبرائیل نشان حرف اس نمبر کا ہے۔ معلوم ہوگا کہ ہزار روپیہ خزانے سے دلایا گیا یہ روپیہ اوس زمانے میں دلایا گیا تھا

جبکہ مھاراجہ صاحب نو ساری سے واپس آئے تھے دوسرا کاغذ واسطے دیا نہیں
 دوسروں روپیے کے ہے جسپر نشان حرف این بنوا کا ہے اوسکی تاریخ ۵ مئی ۱۸۸۷ء
 ہے یہ روپیہ وہ ہے جو کریم اور آیا کو دیا گیا سو اس کے کچھ روپیہ بیخ کے خزانے
 سے سالم اور بیٹوٹ راؤ کو اوس زمانے میں دیا گیا جبکہ ملازمان رزیدنی روپیہ کا
 پانا بیان کرتے ہیں۔ اسبات کا ہرگز خیال نہیں ہو سکتا کہ یہ روپیہ دمودرنپت کے
 اپنے کسی کام کے واسطے سالم اور بیٹوٹ راؤ کو دیا ہو یا کہ سالم اور بیٹوٹ راؤ دمودرنپت کے
 معتد تھے اگرچہ یہ روپیہ دمودرنپت کے خزانے سے دیا گیا لیکن مھاراجہ جیسا کہ حکم سے دیا گیا۔
 یہ بات ظاہر ہے کہ راؤ جی کو روپیہ ضرور ملا اور منجملہ اور وجوہات کے پولیس کے خیال
 رجوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی اوسنے بہت کچھ اکتوبر اور فروری اور مارچ میں
 زیور بنوایا اس میں شک نہیں کہ یہ روپیہ لگیوارٹ کے خزانے سے بموجب اون کے حکم کے
 رزیدنی کے نوکر دن کو اس غرض سے دیا گیا تھا کہ وہ لوگ خبریں پھونچا کرین۔
 حضور لگیوارٹ کے اس عذر پر کچھ خیال کیا جاتا ہے جب وہ کہتے ہیں کہ ملازمان رزیدنی
 سے براہ راست میری کچھ بات چیت تھی لیکن اسبات سے انکار نہیں کرتے کہ کسی نہ کسی
 طرح سے انکی خطا کتابت تھی انکو انعام دینے سے بھی عذر نہیں ہے پس انعام کے
 دینے کا جرم خود اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں۔

مائی لارڈ۔ میرے یمن دوست نے بیان کیا ہے کہ لگیوارٹ کے صلاح کار بڑے خراب
 تھے اسبات کو بھی یمن تسلیم کرتا ہوں فی الحقیقت مھاراجہ کے مشورہ کار بڑے نالائق
 تھے یمن دمودرنپت کی طرف سے کوئی عذر پیش نہیں کرتا۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹ صاحب نے جو کچھ کہا اوسکو سنکر مجھکو دمودرنپت کی طرف
 سے غصہ آیا اور نہ کچھ افسوس ہوا دمودرنپت نے جو کچھ اظہار دیے اوس سے معلوم ہوا
 کہ وہ خراب آدمی ہے اور اوسنے بہت برسوں کا کام کیے لیکن لگیوارٹ کو کیا کہا جاے کہ
 اونھوں نے ایسے شخص کو اپنا پربوٹ سکرٹری مقرر کیا اور بعد شروع ہونے پھٹتا
 مقدمہ زہر خورانی کے اونھوں نے سر لوئس پٹی صاحب کے روپر پیش کر کے کہا تھا

کہ یہ شخص میرا پریوٹ سکرٹری اور نہایت معتد ہے کیا اس بات کے کہنے کے بعد گیارہ
 انکار کر سکتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا پریوٹ سکرٹری تھا اور جو کام اس نے کیے اوس میں ہماری
 اجازت تھی سالم اور فیونٹ راؤ کی نسبت سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کتھے ہیں
 کہ یہ دونوں شخص بڑے بد ذات تھے اونہوں نے دموورینٹ کا حکم مانا لیکن ایسا
 خیال کب ہو سکتا ہے کہ پریوٹ سکرٹری کا حکم مانتے اور محاراجہ صاحب کا حکم نہ بجا لگا
 کچھ شک نہیں کہ یہ سب کارروائی محاراجہ صاحب کے حکم سے ہوئی ہے ایک گواہ
 نے اگر ایسا بیان کیا کہ سب کام میں نے اپنے مالک کے کہنے سے کیے تو ہرگز اس کی گواہی
 جھوٹ نہیں ہو سکتی میرے دوست نے بیان کیا کہ دموورینٹ فیونٹ راؤ اور سالم
 نے دہریے کا ارادہ کیا ہو گا اور محاراجہ صاحب پر جرم قائم کیا مگر یہ بات نہیں ہے
 محاراجہ صاحب کو ان لوگوں سے بڑھ کر اور آدمی اس کام کے یے نہ ملتے یعنی ایک
 پریوٹ سکرٹری اور دو معتد نوکر۔

سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے اس امر میں بطور شک کے بیان کیا کہ شاید وزیر
 کو کرنیل فیہ صاحب کو زہر دیا گیا اور دربارہ رنگ تلچٹ بہت کچھ گفتگو کی ہے لیکن
 ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے اظہار سے زہر ہونے کی صداقت ہو گئی اگرچہ سارجنٹ صاحب
 نے اس امر کی نسبت بہت کچھ بیان کیا لیکن سب بانیں اونکی فضول ہیں اگر ممبران
 کمیشن اوس شہادت پر غور کریں گے جس میں تلچٹ کا ذکر ہے تو معلوم ہو گا کہ جب گلاس
 میں تلچٹ دیکھا گیا تو وہ سیاہی مائل تھا اور اوس میں کسی قدر شربت بھی موجود تھا
 چونکہ یہ شربت چکوترے کا تھا اسکی ادسکی رنگت گلابی تھی اور جب کرنیل فیہ صاحب
 نے اوسکو دیکھا تو کسی قدر زہری چکے تھے اور اون کا سر گھوم رہا تھا اور آنکھوں میں
 پانی بھرا تھا پس کرنیل فیہ صاحب کی وہ حالت ایسی تھی کہ وہ رنگت کو بخوبی تیز
 کر سکتے البتہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے تلچٹ کو بخوبی ملاحظہ کیا اور ایک بات اور ہے
 کہ جس گلاس میں یہ شربت تھا خود اوس کا رنگ سیاہی مائل تھا اگر سفید رنگ
 کی چیز بھی اوس میں ڈالی جاتی تو سیاہ نظر آتی اور مسٹر انوزاری صاحب نے بیان

کیا ہے کہ بعض لوگوں کو رنگت کی تمیز نہیں ہوتی ہے چونکہ کرنل فیرو صاحب نے یہ
 گلاس ترجھا کر کے پلمچٹ کو دیکھا تھا یقین ہے کہ گلاس کا سایہ اس پلمچٹ پر بھی
 پڑا ہوگا کرنل فیرو صاحب کا بیان ہے کہ جبکہ وہ زہرے پوسے تھے جو کچھ مو لیکن ڈاکٹر
 سیورڈ صاحب ہر طرح ہوش و حواس میں تھے اور اونھوں نے پلمچٹ کو غور سے
 دیکھا ڈاکٹر صاحب بموجب طلب کرنل فیرو صاحب کے آئے تھے جب اون سے پلمچٹ کے
 آڑانے کے واسطے کہا گیا تو انکو جس طرح مناسب معلوم ہوا اسکا امتحان کیا اول
 اونھوں نے جب ریشنی کے سامنے اسکو دیکھا تو اسکی رنگت بھوری معلوم ہوئی۔
 میرے دوست ساجنٹ بیلن ڈائن صاحب راویجی کا بیان کہتے ہیں کہ جب پوڑیہ
 مجھکو ملی تھی تو اسکی رنگت سیاسی مانس تھی۔ مگر یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہندوستانی
 آدمی رنگ کو بخوبی بیان نہیں کر سکتے جب اس سے سوال کیا گیا کہ جو ٹوپیاں
 عدالت میں رکھی ہیں اون میں سے کس رنگ کے موافق پوڑیہ کارنگ تھا تو اسنے
 اوس ٹوپی کی طرف اشارہ کیا جسکی رنگت بھوری تھی جس طرح سے کہ ڈاکٹر سیورڈ
 صاحب نے پلمچٹ کا امتحان کیا کچھ شک نہیں کہ اس سے بہتر آزمائش ممکن تھی اور
 مثل ڈاکٹر دن کے آزمائش کی اس آزمائش کے بعد معلوم ہوا
 کہ اوچین سنگھیا اور پاپا ہوا سیراسے ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے نلکی میں
 ڈال کر سنگھیا دریاخت کی اور خوردین سے بے ہوش ہو کر کاہنا معلوم کیا اس سے
 بڑھ کر سنگھیا کی آزمائش ممکن تھی صحیح ہے کہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے سنگھیا کے چھلہ
 کو جلا کر بھری سنگھیا کی حالت پر نہیں کیا لیکن اس چھلے سے سنگھیا کا ہونا ثابت
 ہوتا ہے اگر سنگھیا نہ ہوتی تو چھلہ نہ پڑتا ڈاکٹر گری صاحب نے صرف ایک ہی طرح سے
 سنگھیا کی آزمائش نہیں کی بلکہ کئی طور پر اسکو آزما یا اور اصل سنگھیا کو علیحدہ کر دیا
 اس سے بڑھ کر اور آزمائش ممکن تھی ان سب باتوں سے ممبران کیشن کو بخوبی پتہ
 ہوگا کہ ۹۔ نومبر کو شربت میں زہر ملا یا گیا اور جب ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے قبل
 ملائے پانی کے پلمچٹ کو ہلا یا تھا تو اوچین خداداد معلوم ہوا تھا۔

سارجنٹ بیلن ٹائٹن صاحب اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ٹچسٹ مین سنسکپا
 نتھی بلکہ ڈاکٹر صاحب نے جو پانی ڈالا تھا اوسمین سنسکپا تھی لیکن اونکی یہ دلیل اس بات
 سے رد ہوئی کہ گوبند نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ مین نے پانی کے کوزے کو اسی
 روز بکھر کھا تھا اور منہ دھوئے کی جو صراحیان تھیں اون میں بھی تازہ پانی بھر دیا
 تھا پھر کس طرح سنسکپا یا مثل سنسکپا کے کوئی نشہ اوسمین آسکتی ہے دربارہ الماس
 سائندہ کے میرے دوست نے بیان کیا ہے کہ وہ ہسپا سوا ہیئر تھا اگرچہ اوسکی آزمائش
 اوس طرح نہیں ہوئی محض طرح کہ سنسکپا کی ہوئی تھی لیکن یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اوسکے
 ذرے نہایت چھٹے ہوئے اور ایسے سخت تھے کہ جب دوشینے کے درمیان رکھ کر کرٹے گئے
 تو آئینہ جھل گیا اوسکی نسبت سارجنٹ صاحب نے بیان کیا کہ سوہیرے کے اور بھی ایسی
 سخت چیزیں مثل سنگ تارا وغیرہ کے ہوئی ہیں جس سے نشینہ جھل جاتا ہے لیکن سارجنٹ
 بیلن ٹائٹن صاحب نے اس بارے میں زیادہ تقریر نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 قائل ہو گئے مگر یہ بات تو ایک بے وقوف آدمی بھی کہہ سکتا ہے سنگ خارہ میں اس قدر
 چاک تھیں ہو سکتی جیسے کہ میرے مین ہوئی ہے۔ سارجنٹ صاحب نے ڈاکٹر گری صاحب
 کے اظہار میں اسکی نسبت زیادہ سوالات نہیں کیے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر زیادہ سوال
 کروں گا تو ڈاکٹر گری صاحب مجھ کو مغفول کر دیں گے تو اوسکی ایک بات یہ ہے کہ ڈاکٹر
 گری صاحب کو میرے کا حال اصلاً معلوم تھا بلکہ اونھوں نے خود کہا تھا کہ یہ چھٹے ہوں
 ذرے میرے کے ہیں جو شہادت ان دونوں ڈاکٹروں کی لی گئی وہ جدا گانہ لی گئی
 اور دونوں نے اپنے اپنے طور سے ٹچسٹ کی آزمائش کی اور دونوں کی رائے سبابت
 متفق ہوئی کہ سنسکپا اور ہیرا ملا ہوا تھا۔ دونوں ڈاکٹروں نے صاف صاف بیان
 کیا کہ ہر چند آزمائش کی گئی اور سوہیرے اور سنسکپا کے میسرے پیر در پیر ہوتی تھیں
 ڈاکٹر گری صاحب نے کہا کہ جو شہادت گلاس کا پھینک دیا گیا ہے وہ ان کی مٹی
 کھو رہ کر بھیجی ہو تو وہ مٹی ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے رو برو کھو رہی گئی اور ڈاکٹر جیسا
 کے پاس بھی گئی ڈاکٹر گری جیسا انجیل سکوبھی آزمایا تو اوسمین پیرسی چیزیں بیلن جو پہلے ٹچسٹ مین

ملین تھیں پس کچھ شک نہیں کہ کرنیل فیئر صاحب کو بتاریخ ۹ نومبر زہر دیا گیا۔ اب ساڑھے چار بج گئے اگر صاحب پر بیڈنٹ کے نزدیک مناسب ہو تو کمیشن برسات کبھی بے چارے عدالت برخواست ہوئی۔

ایڈیٹور ان دن

جب کمیشن جمع ہوئی تو صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے پھر اسپیکر کھنا شروع کی۔ بیان کیا کہ مین نے کل کے روز اس بات کو ثابت کیا تھا کہ چھ راجہ صاحب نے ریڈیو کے نوکروں کے ساتھ خبروں کے منگانی کے واسطے میل کیا تھا اور معرفت سالم اور بسونت راؤ کے رشتہ میں دے کر اس بُرے کام پر آمادہ کیا تھا جبکہ ذکر تیسری اور چوتھی جرم میں ہے مین نے اس بات کو بھی ثابت کیا ہے کہ ۹ نومبر کو کرنیل فیئر صاحب کے زہر دینے کا ارادہ کیا گیا تھا اور جو چیزیں شربت میں ڈالی گئیں وہ سنکھیا اور ہیرا تھا ایک اور بات پر اگرچہ وہ بڑی بات نہیں ہے مہران کمیشن کا خیال رجوع کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کرنیل فیئر صاحب نے خبر پائی تھی کہ اوکو تو تیا میرا اور پسا ہوا میرا دیا جا گیا اور بھابو نوکر نے بلونت راؤ سے اس بات کو سنا تھا لیکن جب ڈاکٹروں نے آزمائش کی تو ہیرا اور سنکھیا ملا تو تیا تھا سا رجنٹ میلن ٹان صاحب نے بہت کچھ اس امر پر گفتگو کی ہے اور کہتے ہیں کہ اگر تو تیا ہوتا تو فوراً تانے کا مزہ منہ میں آ جاتا لیکن خیال کرنا چاہیے کہ کرنیل فیئر صاحب کے منہ میں تانے کا مزہ فوراً نہیں آ گیا تھا اور ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ جس شخص کو سنکھیا دی جاتی ہے کچھ دیر کے بعد اس کے منہ میں تانے کا مزہ آ جاتا ہے بیشک تانے کا جو ہر آدمی شامل کیا جانا ثابت نہیں ہے۔

ڈاکٹر گری صاحب بھی اپنی شہادت میں ظاہر کرتے ہیں کہ اگر تانے کا جو ہر ہوتا تو فوراً منہ میں اس کا مزہ آ جاتا اس بارے میں کرنیل فیئر صاحب نے صفحہ ۴۴- اور ۴۹- میں وضاحت بیان کیا ہے۔ کرنیل فیئر صاحب خود بھی کہتے ہیں کہ میرے منہ میں تانے کا مزہ فوراً نہیں آیا تھا اور کسی شہادت سے بھی ثابت نہیں ہوتا ہے کہ تانے کا جو ہر شربت میں ڈالا گیا ہو جو ٹچھٹ ڈاکٹر گری صاحب کو بھیجی گیا اور اس کے بعد برآمد سے کھو چکی

مٹی بھی گئی اور مین ڈاکٹر صاحب نے ڈوائی چانول شکمیا کھالی تھی کرنل فیروز صاحب
کی شہادت سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ اس وقت سے جب سے کہ انہوں نے شربت پیا تھا
اور اس وقت تک کہ انہوں نے ڈاکٹر سپورٹ صاحب کو لچھٹ دی کسی شخص کو گلاس
کے پاس جانے اور ہاتھ لگانے کا موقع نہیں ملا تھا پھر کس طرح کوئی چیز اور مین پرستی
تھی اس سے ظاہر ہے کہ قبل اسے کرنل فیروز صاحب کے روم خوری سے گلاس میں شکمیا
ڈالی گئی۔ دوسرے ایک بات جس پر کہ ممبران کمیشن کا خیال رجوع کرتا چاہتا ہوں۔
یہ ہے کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ ۹ نومبر کو کرنل فیروز صاحب کے گلاس میں زہر ڈالا گیا تو
اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی کہ ادنیٰ آدمی ان کے گلاس میں پسا ہوا ہیرا اور شکمیا
ڈالے جس شخص نے پسا ہوا ہیرا ڈالا وہ بڑا روپیہ والا ہو گا بلکہ یہ بات بھی ثابت ہوئی
کہ وہ شخص جانتا تھا کہ جس قدر ضرورت ہو وہ پیسہ صرف کیا جائے لیکن میجر حجازی
وہ کسی طرح پورا ہو۔ سارجنٹ یلن ٹائٹن صاحب نے اس بات میں تقریر کی ہے کہ
بھیا پونا کر یا دودر پنت نے ہیرا اور شکمیا کرنل فیروز صاحب کے گلاس میں ڈالا۔
لیکن کسی طرح ممکن نہیں کہ ایسی بیش قیمت شے لوگ ڈالنے مگر ان ممکن ہے کہ لگیوٹنٹ
نے پسا ہوا ہیرا ڈالا ہو ان کو وہیں تھا کہ اگر کرنل صاحب کو ہیرا دیا جائے گا تو فوراً
مر جائیں گے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہیرا نہایت چمکانے والی ہے لگیوٹنٹ کو ہیرا اور شکمیا
دونوں جہم بھونچ سکتی ہیں۔ شکمیا ہر شخص کو مل سکتی ہے لیکن ہیرا ایک نہایت قیمتی
چیز ہے اس قدر روپیہ اور کون شخص صرف کر سکتا تھا فی الحال دریافت ہوا کہ
ایک شخص نے بلا کسی وجہ کے آٹھ پونڈ شکمیا خریدی لیکن بڑے دے میں شکمیا کے
سٹے میں وقت نہ ہوتی ہے۔ اور سارجنٹ یلن ٹائٹن صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ مجسٹریٹ
محکمہ فوجداری کے اور کہیں شکمیا نہیں ملتی ہے اور دودر پنت نے ایک حکم پیش کیا
ہے جو خود اس کے ہاتھ کا لکھا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مھاراج صاحب
کے حکم سے اس کاغذ کو لکھا تھا اس کاغذ میں ۴- اکتوبر ۱۹۴۷ء لکھی ہے اور مینٹ
اور مینٹ کے دستوں میں اور مین یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ فوجداری سے غیر حکم کے شکمیا نہیں

مل سکتی ہے۔ دمودر ہنت نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اردو اسیر و دیا فوجدار سے
کہا کہ میں تمہارا جہ سے بوجھ کر سنکھیا دون کا مسٹر مہر جی نہایت عزت دار آدمی ہیں
وہ پچھلے ہفتے میں بڑوہ کو آئے تھے وہ تردید مقدمے کے واسطے نہیں بلانے کو تھے مگر
تاہم وہ کہہ سکتے ہیں کہ دمودر نہر مہک کو فوجداری سے سنکھیا نہیں ملی تھی اور جو آؤ
عدالت میں پیش کیا ہے وہ صحیح ہے۔ بروقت ننگانے سنکھیا کے گھوڑے کی خائش
کا بہانہ کیا گیا تھا لیکن حقیقت میں ثابت ہو گیا کہ کرنل فیہ صاحب کے دے کے واسطے
سنکھیا طلب ہوئی تھی تمہارا جہ صاحب نے اوس کا غڈ پر اسوج سے دستخط نہیں کیے
کہ اگر میں دستخط کروں گا تو بروقت تحفظات کے مجھ پر مقدمہ قائم ہوگا ایسے
ادھون نے دمودر ہنت سے کہا کہ جہان سے ممکن ہو سنکھیا سے آدمیرے دوست کہتے
ہیں کہ میرے گیکوار کے پاس تھے جو باہر سے ننگو آئے گئے اوس زمانے میں ایک تلوار
کے میان اور قبضے پر میرے جڑے جاتے تھے لیکن صاحبان کیشن کو بخوبی دریافت کرنا چاہا
کہ کس قدر میرے اس تلوار کے قبضہ اور میان میں صرف سوے ہوں گے کیونکہ جو کاپر
اس قبضہ کو بناتے ہیں وہ خود ہیروں کے صرف حساب رکھتے ہوں گے اور اذ کو خوف
ہوگا کہ اگر کوئی ہیرا گم ہو گیا تو ہم لوگوں سے اوسکی باز پرس ہوگی اور جو کئی میرے کی
فتح چند سے خریدی گئی وہ اموالے خریدے گئی کہ تلوار کے قبضہ پر لگائی جائے گی یہ ایک
دہو کا تھا حالانکہ وہ پس کر کرنل صاحب کے شہرت میں ڈالی گئی میرے دوست نے
فتح چند کی غلطیان نقل کر کرنل فیہ صاحب کی غلطیوں کے بیان کی ہیں اور کہتے ہیں کہ
جس طرح کرنل صاحب کے اظہار کے وقت گہرا گئے تھے وہ اس طرح ہم چند فتح چند گہرا گیا ہوگا
کیا خوب کہان کرنل فیہ صاحب کا درجہ اور کہان ہم چند فتح چند کی حیثیت۔
میرے دوست کہتے ہیں کہ ابام دسہر میں حکم ہوا تھا کہ ہم چند فتح چند چھوٹے چھوٹے
لاکر پیش کو پہنچاؤ وہ اور جو ہری میرے لائے اب فتح چند بیان کرتا ہے کہ وہ میرے
مجلوہ واپس دیتے لیکن دمودر ہنت کہتا ہے کہ میرے رکھ بے گئے تھے ہم چند اور دمودر
دونوں کا بیان ہے کہ ہفت میرے نکالے تھے بلکہ معلوم تھا کہ کوسلے نکالے تھے۔

و مودر پنت اور نا نا و مل جو جو اہر خانے کے دار و فہین اور آقا رام رکھنا تھے۔ جو خاص محمد جو اہر خانے کا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ میرے خریدے گئے مودر پنت کا بیان اس بارے میں ایسا ہے کہ ہرگز غلط نہیں ہو سکتا لہذا ثابت ہوا کہ یہ۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو میرے کی کمی خریدی گئی۔

سار جنت بیلن ٹائن صاحب نے اس کی تردید اس طرح کی کہ ہم چند کتابے کہ مجھ کو میرے کی کمی واپس لے لیا اور دوبارہ پھر نہیں گئی اس صورت میں ثابت ہوا کہ میرے کی کمی اور سنکھیا جو کرنل فیض صاحب کے شریعت میں ملایا گیا تھا راجہ صاحب کے بیان اسی زمانے میں خرید گیا جبکہ راجہ جی اور نہ سوکتے ہیں کہ جھکو پوڑیاں ملی نہیں کوئی تقریر ایسی پیش نہیں ہو سکتی جس سے ان لوگوں کا بیان غلط ہو سکے۔

سار جنت بیلن ٹائن صاحب نور الدین بوہرے کی نسبت بہت کچھ ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نور الدین بوہرے سے مودر پنت نے سنکھیا خریدی تھی تو وہ شخص مودر پنت کے اذکار کی صداقت کے واسطے کس لیے طلب نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر میرے دوست چاہتے تو نور الدین بوہرہ کو مودر پنت کی شہادت کے واسطے بلا سکتے تھے میں نے نور الدین کی شہادت کا لینا کچھ ضرور نہ سمجھا اگر سار جنت بیلن ٹائن صاحب چاہیں تو اس کی شہادت اب میں سے سکتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ نور الدین لگیو اڑکا دشمن تھا لیکن معلوم نہیں کہ نور الدین کی دشمنی لگیو اڑکے سے کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ سنا ہے کہ نور الدین بوہرہ جب سابق میں کمیشن جمع ہوئی تھی تالشی تھا لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ اس کی تالشی کی سماعت ہوئی تھی یا نہیں۔ بہر حال اس سے کچھ غرض نہیں کہ نور الدین لگیو اڑکا دشمن تھا یا نہیں۔

مگر سار جنت بیلن ٹائن صاحب نے کو اس کی گواہی نہ لی۔ اور مودر پنت کے اظہار کو رد نہیں کیا کیونکہ لگیو اڑکے جس قدر وکیل جس شخص کے پاس چاہیں جاسکتے ہیں۔ اے ہذا القیاس نور الدین کے پاس بھی جاسکتے تھے اور اس سے حال دریافت کر سکتے تھے لیکن جب مودر پنت کے اظہار کی تردید نہیں ہوئی تو اس کے اظہار قائم رہے

نور الدین کا بلانا یا نہ بلانا سا جٹ بیلن ٹان سن صاحب کے تعلق تھا اگر اوسکا طلب کرنا میرے ذمہ ہوتا تو میں بلاتا ممبران کیشن نے اس بارے میں دو دنوں طرف کی تقریر کو سنا جو کچھ ادنیٰ راس ہوگی وہ زیادہ مناسب ہوگی۔

مائی ٹارڈ۔ اب ممبران کیشن کا خیال دوسری طرف رجوع کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ۹۔
نمبر کو کرنل فیہ صاحب کا زہر دیا جانا میں نے ثابت کر دیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جن تاریخوں میں میرے اور سنگھیا کے خرید کا ذکر ہے لوگوں نے بیان کیا کہ انہیں دو دن میں چھارہ صاحب کے نوکر دن کے پاس بموجب اون کے حکم کے چیرین موجود تھیں اس سے ثابت ہوا کہ خود چھارہ صاحب نے ان چیزوں کو منگایا تھا اگر وہ نہ منگاتے تو کس طرح نوکر دن کے پاس ان چیزوں کا ثابت ہونا یہ بات بھی شہادت سے ثابت ہوئی کہ گو سالم نے راؤ جی کو یہ پوڑیاں دی تھیں اور راؤ جی نے ۹۔ نمبر کو کرنل فیہ صاحب کے شربت میں اونکو ڈالا تمام شہادت میں راؤ جی کا نام لیا گیا دوسرے کسی شخص کا ذکر نہیں ہوا۔

چار قسم کے گواہ اس مقدمے کے قائم کرنے کے واسطے قرار دیے ہیں جو کرنل فیہ صاحب کو زہر دے سکتے ہیں۔ اول۔ ملازمان رزیدنسی۔ اونکی نسبت میرے دوست نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے حاکم سے بہت رضامند تھے وہ کس طرح اونکو زہر دیتے مگر اونکی تقریر سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وہ زہر دینے کے کچھ باقی مہمانی تھے اور کسی خاص عداوت سے انہوں نے زہر نہیں دیا اگر دیا تو کسی طرح سے دیا۔

دوم۔ بھابو پونا کر۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ زہر خورانی کا اہتمام او سپر کیونکر ہو سکتا ہے ہر چند میں نے شہادت پر غور کیا لیکن اوسکی نسبت کوئی اشارہ بھی نہیں پایا گیا اور جھکوا سکی بھی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ میرے دوست بھابو پونا کر کو گھیکو اور کاکھن قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کرنل فیہ صاحب ہمیشہ اوسکی باتیں سنا کرتے تھے اور وہ اونکا جاسوس تھا بھابو پونا کر اور کرنل فیہ صاحب دو دنوں کی شہادت دی گئی تھی کوئی بات ایسی دریافت نہیں ہوئی کہ جس سے بھابو پونا کر رہمت لگائی جائے بلکہ ثابت ہوا کہ یہ شخص معزز اور معتبر شخص ہے اور مدت سے بڑے دوسے میں رہتا ہے اور

طرح طرح کی نوکری بھی کی اور اوس کے کام میں بھی کوئی قصور نہیں ہوا۔
بالفعل وہ مسٹر پوپ صاحب ملک سورت کا ایجنٹ ہے اور ذوالفقار علی ناٹانگ
کی ریاست کے انتظام کے واسطے جو ریاست بڑو دے میں نوکر ہے اگر یہ شخص
معتبر نہوتا تو مسٹر پوپ صاحب اوس کو کیوں نوکر رکھتے۔

بھابھو بونا کر ایک چٹھی سفارش کی کرنیل فیہ صاحب کے نام لایا تھا مسٹر پوپ صاحب
ایسے حاکم نہیں ہیں کہ اگر یہ شخص لائق نہوتا تو اوس کی سفارش کرنے وہ ہرگز ایسے شخص
کو نوکر نہ کرتے بھابھو بونا کر پرفٹ مسٹر پوپ صاحب کی کو اعتماد نہیں ہے بلکہ اکثر ساموکار اور سردار دہلی کا
وہ نوکر رہا یہ شخص ت کا نوکر ہے اور میر جعفر علی کو میٹر کی ریاست کا انتظام کرتا ہے اسے جو کچھ کارروائی
کی وہ سب کو معلوم ہے کسی شخص کو اوس کے کام پر اعتماد نہیں ہے بلکہ ہر شخص
مداح ہے جب کرنیل میڈ صاحب کی کمیشن جمع ہوئی تو اس شخص نے اپنے موکلوں
کی طرف بچار دھوئے لنگواڑ پر پیش کیے تھے اور یہ بات کہ کرنیل فیہ صاحب اوس کی
ہر ایک بات کو سماعت کرتے ہیں اوس کی نسبت جیب اوس سے سوال کیا گیا کہ کرنیل
فیہ صاحب کے پاس تم جاتے تھے تو اس نے کہا مان اکثر میں جاتا تھا اور جب سارا جنٹ
میلن ٹائن صاحب نے کرنیل فیہ صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے یہی جواب دیا
کہ مان میں اس شخص کو ہر روز دیکھا کرتا تھا اور وہ اپنے کام کے واسطے آیا کرتا تھا
دو دن شخصوں نے صاف صاف جواب دیا۔

سارا جنٹ میلن ٹائن صاحب جو بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے خلیط کے طیارہ ہونے
کی اطلاع دی: بات بھی کچھ تعجب کی نہیں ہے کیونکہ وہ ہر ایک سردار وغیرہ کے
پاس جاتا تھا اور سردار لوگ دربار میں جاتے تھے اس شخص نے سرداروں سے
شکر کرنیل فیہ صاحب سے تذکرہ کیا ہوگا اس نے یہ نہیں کہا کہ خلیط کا مضمون کیا ہے
کیونکہ اوس سے کچھ واقف تھا اس اطلاع کے دینے میں کون سی عیب کی بات
ہوئی کیونکہ خلیط خود صاحب رزیدنٹ کی معرفت بھیجا جاتا تھا۔ اور قاعدہ ہے
کہ تمام مراسلت سرکاری طور کی گورنری باگور رزیدنٹ کی صاحب رزیدنٹ

کی معرفت ہوتی ہے اور ہمیشہ ایک ترجمہ انگریزی کا اوس کے ساتھ ہوتا ہے۔
 سو اس کے اور کوئی بات بھائی پونا کر کی نسبت نہیں ہے۔ نہیں معلوم میرے دوست
 بھائی پونا کر یہ کیونکر ارام لگاتے ہیں یہ بات اوس کے کہنے کے لائق تھی کہ بھائی پونا کر
 کرنیل فیرو صاحب کا جاسوس ہے اور جو کچھ وہ کہتا تھا کرنیل صاحب کرتے تھے یہ حکم
 اوتھکا نہایت سخت ہے کیا اونیون نے کرنیل فیرو صاحب کو کٹ پٹی قرار دیا تھا کہ خطر
 بھائی پونا کر چاہتا اوتھکا نہایت سبھا سے مین کمیشن کو بخوبی غور کرنا چاہیے اور بھائی
 پونا کر کی نسبت جو یہ خیالات ہیں ہمیں کمیشن اوتھکا دور کرین کیونکہ بھائی پونا کر
 کی ولی خواہش ہوگی کہ کرنیل فیرو صاحب ہر روز سے مین کمیشن اور بھیج د سلامت مین
 نہیہ کہ اوتھکا زہر دے کر مار دے اور قبر میں دفن کرے۔ پس وہ خام خیال میرے
 دوست کا رد ہوا اور اونیون نے بیان کیا کہ وہ چاہتا تھا کہ سنکھیا دیا جائے اور ہونہر
 اور سکوپٹ نہ پائیں کہ مین اوتھکا خبر دیدن اگر ایسا ہونا تو وہ چند معنا سنکھیا جو
 دی گئی تھی بھائی اور بھائی پونا کر ہر کے پسینے کے وقت دوتھانا اور گلاس کو کرنیل
 صاحب کے ماتھے سے چھین کر نہ پینے دینا یہ کہ کرنیل فیرو صاحب شربت مین کچھ پی کر کچھ
 پھینک چکے اور پھٹ ڈاکٹر صاحب کو دے چکے اور حاضری لکھانے کا وقت گزر گیا
 اوس وقت بھائی پونا کر نے بھی ان خود سنکھیا کو ذکر نہ کیا بلکہ کرنیل فیرو صاحب نے
 خود اوس سے کہا تھا اس لیے یہ بات بعض خدا جو خیال کیا جاے کہ بھائی پونا کر کو
 اس معاملے سے کچھ تعلق تھا۔

سارجنٹ ہیلن ٹائٹ صاحب نے کئی دفعہ اپنی اسپیش مین یہ ذکر کیا کہ دمودرنٹ چاہتا
 تھا کہ کرنیل فیرو صاحب کو زہر دے تاکہ جو حسابات ذاتی لیکوارٹ کے مین اوتھکا وہ تھکے
 کیونکہ تھک لگائی گئی تھی کہ دمودرنٹ نے بہت کچھ غلب کیا تھا اور یہ بھی افواہ
 اوتھکا تھی کہ کرنیل فیرو صاحب کی کتا مین شگوانے دے مین اندامیرے دوست
 کہتے ہیں کہ یہ وجہ بہت بڑی تھی کہ دمودرنٹ کرنیل فیرو صاحب کو زہر دینا چاہتا
 لیکن جس قدر اظہار اتے گئے ہیں اونیون میں اس بات کا کہین مذکورہ نہیں ہے۔

ممبران کمیشن کو بخوبی معلوم ہو گا کہ لیکچرار کے ذاتی حساب کا طلب کرنا غیر ممکن تھا۔ کرنیل فیروز صاحب کو لیکچرار کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے کا اختیار تھا۔ صاحب رزیدنٹ کو جس قدر اختیارات سرکار نے دیے ہیں اور میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ منجملہ اوروں کا میں نے صاحب رزیدنٹ کا یہ بھی ایک کام ہے کہ مہاراجہ صاحب کے ذاتی حسابات دیکھا کریں دموورسنت کے حساب کتاب کو لیکچرار کے بننے کے حساب سے تعلق تھا۔ پس دموورسنت کو کوئی خوف نہ تھا کہ کرنیل فیروز صاحب اس کی کتابتیں منگوا کر جانچ کریں گے اگر کرنیل فیروز صاحب کسی حساب کی جانچ کرتے تو اس حساب کی جانچ کرتے جو سرکار انگریزی اور مہاراجہ صاحب سے تعلق ہوتا نہ کہ ان کے کتابوں کو جو ذاتی حساب سے متعلق نہیں یہ امر بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کرنیل فیروز صاحب کو اختیار تھا کہ جو کتابتیں ریاست کی ہیں ان کی بھی جانچ کریں لہذا یہ خیال محض غلط ہے کہ دموورسنت نے بوجہ خوف جانچ کتابوں کے کرنیل صاحب کو زبردیا اور یہ بات بھی بالکل غلط ہے کہ دموورسنت نے کچھ تغلب نہیں کیا یا دھوکا دے کر نصرت بجا کیا اس کی ایسی باتوں کا کچھ ثبوت نہیں ہے عجب نہیں جو اس نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب کوئی شخص اپنے تین خونی کا شریک کرتا ہے جو کچھ اس سے دھوکا یا دغا بازی ہو کچھ تعجب نہیں لیکن کوئی دغا یا تغلب اس کی نسبت ثابت نہیں ہے اور اگر اسے حساب کے بھی نہیں پایا جاتا کہ اس نے کچھ تغلب کیا ہو۔

میرے دوست نے اس بات پر بحث کی کہ جو احکام خزانے پر جاری ہوئے اور لیکچرار کے دستخط نہیں ہیں لیکن ایسے دستخطوں کی کوئی ضرورت تھی کیونکہ مہاراجہ صاحب ایسے حکموں پر دستخط نہیں کرتے تھے۔

دموورسنت کو حساب کی تحقیقات کا کچھ خوف نہ تھا کیونکہ پانچ مقام پر حساب رہا کرتے تھے جن رقموں کی نسبت تغلب کرنے کا احتمال ہے ان کی نسبت وہ کاغذ اور وجوہ پر پیش کرتا ہے۔ ممبران کمیشن خیال کریں گے کہ خزانے پر حکم صادر ہونے کا کیا قاعدہ تھا اول یا دواشت لکھی جاتی تھی کہ کس ار کے واسطے روپیے کی ضرورت ہے اس کے بعد

دومودر پنت کے دستخط ہوئے تھے دومودر پنت لکھ دیتا تھا کہ محاراجہ صاحب کی اجازت ہو گئی ہے۔

تیسرے یہ کہ اوس بادداشت پر اوس شخص کی رسید ہوتی تھی جبکو روپیہ دیا جاتا تھا اس لیے دومودر پنت ہر طرح سے بری تھا جب بھی اوس سے دریافت کیا گیا کہ غلام بادداشت کی رقم کہاں درج ہے تو اس نے فوراً بتایا کہ غلام صفحے میں لکھی ہے سو اس کے روزانہ پچھ ہفتہ وار مامواری اور سالانہ کاغذ رٹا کرتا تھا جس رقم کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ان کاغذات سے اوس کا پتہ لگ جاتا ہندوستانی قاعدہ حساب کا ایسا ہے کہ اگر ایک رقم کا بھی تغلب کیا جاوے اور کوئی شخص اوس کو اخفا کرنا چاہے تو تمام کتابوں میں اوس رقم کو درست کرنا پڑے گا۔ اور تمام محکمے کے لوگوں کو رشوت دینا پڑے گی۔

اگر یہ بات بھی تسلیم کی جائے تو محاراجہ گیکوارڈ کے نوکر ایسے ایماندار تھے جیسا کہ خزانہ داران کو سوچنا چاہیے اس صورت میں کسی بات کا پوشیدہ کرنا اور زیادہ مشکل تھا۔ دومودر پنت کی نسبت غفلت کا الزام لگانا میرے دوست کا محض خیال ہے اور کوئی اصل اوس کی نہیں ہے۔ میرے نزدیک دومودر پنت نے جو اظہار دیے ہیں اوس کی صداقت بخوبی ہو گئی۔ کرنیل فیبر صاحب کو ایسی کتابوں کے طلب کرنے کی کیا وجہ تھی کل تقریر میرے دوست کی اس بارے میں رہ ہو گئی۔ دومودر پنت کئی دفعہ محاراجہ صاحب کے ہمراہ صاحب رزیدنٹ کے پاس گیا لیکن بذات خود دافع تھا۔ رزیدنٹ کے رہستہ میں جو دہرم سال ہے اکثر وہاں اون پر پڑتا تھا۔ محاراجہ صاحب نے اس شخص کو صاحب رزیدنٹ کے دفتر پیش کیا لیکن اس نے صاحب موصوف سے بھی کچھ باتیں نہ کیں لہذا اوسکو کوئی خوش کرنیل فیبر صاحب کے مارڈ اسے کی تھی اور اگر کچھ غفلت تھا تو گیکوارڈ کی وجہ سے تھا۔

باقی لارڈ۔ اب چوتھے شخص کی نسبت میں بیان کرنا ہوں جس نے زہر دیا ہو۔ محاراجہ صاحب سے میرے دوست نے بیان کیا ہے کہ جب میں نے شروع دفعہ میں

اسیج کی تھی تو میں نے اوس میں نظر نہیں کیا کہ کرنل صاحب کو نو ہریے جانے کی کیا وجہ تھی۔ اذکار بیان صحیح ہے شاید جیجی سے اوس وقت سہم رہ گیا میں نے اس بات کا اوس وقت خیال نہیں کیا مجھ کو سرکار نے اس غرض سے یہاں نہیں بھیجا تھا کہ درجہ از گفتگو کروں بلکہ صرف تحقیقات کرنے کے واسطے بھیجا تھا کہ جس قدر شہادت ہم چوچی اوسکو کمیشن کے روبرو پیش کروں۔ صاحبان کمیشن کے نزدیک جو مناسب ہو رپورٹ کریں اور اس امر کو دریافت کریں کہ مھاراجہ صاحب پر جو جرم قرار دیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔ میرے نزدیک مھاراجہ صاحب کے زہر دینے کی بہت بڑی غرض تھی اور وہ دل سے کرنل صاحب کو دور کرنا چاہتے تھے سو اداون شہاد توں کے جو کمیشن کے روبرو گذریں۔ سار جیٹ بین ٹائٹ صاحب نے ایسی ہی تحریرات دیکھیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ گیکو اڑا چاہتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو کرنل صاحب کو دور کریں اس بات میں ممبران کمیشن کا خیال دوسری دوسری فریڈ پر رجوع کرتا ہوں اس فریڈ میں حضور گیکو اڑنے لکھا ہے کہ کرنل فیروز صاحب میرے فریڈ کرنے پر آمادہ ہیں اور ہر طرح سے وقف کرتے ہیں اور جو اذکار دل چاہتا ہے وہی کرتے ہیں اگر سرکار میرے فیصلہ نہیں بے منہر رکھے گی تو بالکل انصاف ہوگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ گیکو اڑنے پر نہیں کیا۔ کہ مجھ کو بذات خاص کرنل فیروز صاحب سے عداوت ہے لیکن گیکو اڑ کرنل فیروز صاحب کے رہنے سے عداوت زریزنی پر بہت کچھ عذر کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اگر کرنل صاحب اس عداوت پر رہے تو میرے حق میں نا انصافی ہوگی ایسے مقدمے میں یہ امر دریافت کرنا نہایت مشکل ہے کہ وجہ ذاتی عداوت کے اس بات کی درخواست ہوئی یا پولیسک خالی سے۔ گیکو اڑ اپنے فریڈ میں بھی لکھتے ہیں کہ مجھ کو کرنل فیروز صاحب سے ذاتی عداوت نہیں ہے۔ میں نے اپنے وزیر و ن سے اس بات کا بخوبی مشورہ کیا کہ جب تک کرنل فیروز صاحب یہاں رہیں گے اوس وقت تک عداوت انتظام ہونا غیر ممکن ہے۔

ہر چند میں عداوت انتظام چاہتا ہوں لیکن وہ نخل موٹے ہیں میں چاہتا ہوں کہ جو بدترین ۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کے فریڈ میں موجود رپورٹ کمیشن ۱۹۴۴ء کے مجھ کو دی ہیں اور

کاربرد ہوتا لیکن مجبور ہوں کہ جب کرنیل فیئر صاحب بطور گواہ کے کمیشن کے روبرو ہوا
 بلائے گئے تو ان سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا گیا کہ آپ سے کس وجہ سے عہدہ انتظام
 ہوئے نہ یا اور محل پر مشرود اد ابھائی نوز برجی مسٹر والا ٹنکشن وائل اور ہر جی
 اردو اسیر ویا ان ٹینوں شخصوں کا خریطے میں ذکر تھا اگر وہ جب کمیشن کے روبرو آئے
 تو ان میں سے کسی شخص سے بھی یہ بیان نہ کیا کہ فلان کام میں کرنیل فیئر صاحب رخصت انداز
 ہوئے تھے انداز کیا کہ اسے جو لکھا ہے کہ رخصت ڈاک میں محض غلط ہے یہ خیال شاید لگیو اور
 کا ہے لیکن ان کے کسی وزیر کا نہیں ہے۔ لگیو اور لکھتے ہیں چونکہ میں اور میرے وزیر
 جانتے تھے کہ ایک زمانے میں کرنیل فیئر صاحب پر گورنر بھی سے چشم نامی کی تھی (اثر یہ
 لگیو اور کا یہ بیان اسی ہے سر و پارز و بیوشن پر جو گورنمنٹ بھی سے ایک زمانے
 میں ختم کیا تھا اور دھوکے سے انہوں نے اس کو حاصل کیا کہ لگیو اور نہیں بیان
 کرتے کہ ختم کہاں سے لاک کرنیل فیئر صاحب اس رز و بیوشن کی نسبت کہتے ہیں کہ
 میرے ذریعے سے یہ رز و بیوشن نہیں آیا سو اس کے لگیو اور کو سندہ کی کارروائی
 سے کیا واسطہ تھا پس اذ کو کیونکر معلوم ہوا کہ بلحاظ اس سابق کی چشم نامی کے کرنیل
 صاحب بدل جائیں گے اس رز و بیوشن کو واد ابھائی نوز برجی نے سر لوئس پٹی
 صاحب کو دکھایا تھا یہ رز و بیوشن لگیو اور کے دکھانے کے واسطے دیا ہو گا اس سے
 ایک اور جرم بھی لگیو اور پر عاید ہونا ہے کہ لگیو اور صرف رز ٹیڈنسی کے ملازموں سے بڑی
 خیر و ن کو دریافت نہیں کرتے تھے بلکہ اور سرکاری افسروں کے پاس سے بھی خبر
 منگواتے تھے سماء اپنا زور اوجی کے اظہار کی قصد میں ہو گئی کیونکہ لگیو اور پر ایک
 جھوٹی بڑی بات کو دریافت کرنا چاہتے تھے یہ بات دریافت نہیں ہوئی کہ لگیو اور کے
 پاس کس تاریخ کو یہ رز و بیوشن بھونچا لیکن لگیو اور کو اس بات کا خیال ہونا چاہیے
 تھا کہ گو کرنیل فیئر صاحب پر سندہ میں چشم نامی ہوئی تھی لیکن سرکار کا اعتماد اوپر
 بدستور سابق تھا کیونکہ سرکار نے اس کو بڑے بڑے کارز ٹیڈنٹ مقرر کیا اور یہ عہدہ
 بہ نسبت سندہ کے عہدے کے اعلیٰ درجہ اور زیادہ خواہ کا تھا۔ اور سب نوکروں کو

اپنی تمام نوکروں کے دلوں میں کبھی نہ کبھی چشم نمائی ہو جاتی ہے لیکن نسبت چشم نمائی کرنیل فیر صاحب کے اس قدر خصوصیت ہے کہ یہ رز دیوشن چشم نمائی کا ادسوقت جاری ہوا تھا جبکہ کرنیل صاحب لندن میں تھے ادسوقت کرنیل فیر صاحب کو ادسکی تردید کا موقع نہ ملا لیکن جب وہ ہندوستان کو واپس آئے اور ایسوز دیوشن کے جاری ہونے کی اطلاع ادو کو ہوئی تو فوراً ادونھوں نے سرکار سے نقل لیکر ادسکی تردید کی ادسرہ کارنے ادسکو تسلیم کیا اگر کرنیل صاحب ادسوقت ہندوستان میں ہوتے تو ہرگز یہ رز دیوشن جاری ہوتا گو رمنٹ ڈویج حکمت عملی کے سندہ میں ادو کو مقرر نہیں کیا اور اپن پور کو بھیجا تا جو خواہ ادو کی سندہ میں تھی وہی پالن پور میں بھی پاتے تھے اگر گیکو ادو میں کچھ بھی عقل ہوئی تو جب کرنیل صاحب برودہ کے رزڈینٹ مقرر ہوئے تھے معلوم کر لیتے کہ سرکار سے کچھ خطاب ہے ورنہ کرنیل صاحب برودہ میں رزڈینٹ نہ مقرر ہوتے اور جو کارروائی کرنیل فیر صاحب نے مقام نوساری میں کی تھی ادس سے بھی لگیکو ادو کو معلوم کرنا چاہیے تھا کہ گو رمنٹ کا بہت کچھ ادسرا تھا ہے جب نوساری میں لگیکو ادو کی شادی ہوئی تھی تو گو رمنٹ کے حکم سے کرنیل صاحب ادس شادی میں شریک نہیں ہوئے ہمارا جہ صاحب نے ۹ مئی کو ایک خرید لکھ کر گو رمنٹ میں بھیجا تھا جہیں کرنیل صاحب کی بہت کچھ شکایت تھی ادو میں لکھا تھا کہ کرنیل صاحب میری شادی میں شریک نہیں ہوئے ادو جہ سے بہت بڑی میری توہین ہوئی لیکن میں کہتا ہوں کہ اس شکایت کا نتیجہ کیا ہوا۔

گو رمنٹ نے ادس کے جواب میں لکھا کہ کرنیل فیر صاحب نے گو رمنٹ کے حکم سے یہ کارروائی کی اور سرکار کو ادو کی کارروائی پر بہت بڑا بھروسہ ہے اس جواب سے لگیکو ادو کو اگر کچھ غصہ ہو اس قدر زور باقت کرنا چاہیے تھا کہ گو رمنٹ کرنیل فیر صاحب کی کارروائی سے خوش ہے ادو میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ جو کارروائی کرنیل فیر صاحب کریں گے ادسکو چہنہ سرکار پسند کرے گی اور بغیر حکم اور اطلاع سرکار کے وہ کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ میں تمام ممبران کینٹن کا خیال ایک تاریخ پر رجوع کرتا ہوں جسے ہمارا جہ صاحب کی شادی ماہ مئی میں ہوئی تھی اور ۱۶ اکتوبر کو بیٹا پیدا ہوا۔

چونکہ کرنیل صاحب نے اس ڈسکے کی مان کو رانی تسلیم نہیں کیا تھا اس کے ڈسکے کو کس طرح سے دیہجد اور گیکو اڈو کا بیٹا تسلیم کرنے پس اسی تیار بخ کے بعد گیکو اڈو نے اس بات کی شکایت کرنا شروع کی کہ صاحب مجھے بڑا ظلم کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس زمانے میں گیکو اڈو کا دل کا کیا حال تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ انھیں کی کارروائی سے سہکار نے لکشی بائی کو میری رانی تسلیم نہیں کیا اس وجہ سے میرے بیٹے کو سہکار دیہجد تسلیم نہ کرے گی میں ان وجوہات سے گیکو اڈو کو کرنیل فیرو صاحب کے تبدیل کرانے کی نہایت درجہ خواہش ہوگی۔

۱۶۔ اکتوبر کو جب اون کے بیٹا پیدا ہوا اون کے دل میں کرنیل صاحب کی طرف سے فرق آگیا۔
- مانی لاڈو۔ آپ خیال کریں کہ وجوہات مذکورہ سے گیکو اڈو کی کارروائی صاف ظاہر ہے اور یہ بھی عیاں ہے کہ اگر گیکو اڈو کو عہدہ انتظام کرنا سوتا تو اپنے پریوٹ سکریٹری سے مشورہ نہ کرتے بلکہ دادا بہائی نوروجی کی صلاح لیتے۔

بیچ کے معاملات سے سکریٹری مذکور سے مشورہ کرنے کا مضائقہ تھا اس بات کا تعجب نہیں ہے کہ ایک طرف دادا بہائی نوروجی سے عہدہ عہدہ مضمون کے خریدے لکھاتے تھے اور دوسری طرف دمو در پنت سے دوسرا مشورہ کرتے تھے گیکو اڈو نے عام لوگوں میں مشہور کر رکھا تھا کہ کرنیل صاحب مجھے بڑا ظلم کرتے ہیں اور دوسری نو ممبر کو جو گیکو اڈو نے خریدے گورنمنٹ میں بھیجا تھا گیکو اڈو کو خوبی امید تھی کہ ہماری درخواست منظور ہوگی منجہ اڈو کا جوتن گیکو اڈو نے ایک شکایت یہ بھی کی تھی کہ کرنیل فیرو صاحب سے سردار اور رعایا ناراض ہے خیر کرنیل فیرو صاحب سے اس بارے میں استفسار ہوا انھوں نے جواب لکھا کہ یہ تحریر گیکو اڈو کی محض غلط ہوا انہی نوروجی موجود ہیں اون سے خریدے کے مضمون کو تصدیق کرنا ضرور تھا لیکن سنٹ بلین ٹائٹن صاحب نے اڈو کو طلب کر کے خریدے کی تصدیق نہیں کی اور نہ کرنیل فیرو صاحب سے اس بارے میں سوال کیے۔

مانی لاڈو۔ کرنیل فیرو صاحب اور گیکو اڈو سے جو کچھ بائین موہن اون سے صاف ظاہر ہے کہ گیکو اڈو کو کرنیل فیرو صاحب کی بدلی ہونے کا یقین تھا بلکہ خریدے بیچنے میں دوز

بعد گیکو اڑنے کرنیل فیئر صاحب پر دیکھ دیا تھا کہ یہ خریطہ میں نے نہیں لکھا ہے اور
 تحریر سے ہنر بری ہوتی اور اس میں ہینٹ سے اونکی یہ غرض تھی کہ کیشن کو لین بھی دے دے
 کی تھی وہ منظور نہوگی یہ بچہ بڑا ناغہ ہوا ہے اگرچہ گورنمنٹ نے گیکو اڑکی ورنہ اس
 منظور کی لیکن یہ نہ لکھا کہ کرنیل فیئر صاحب کو کس وجہ سے بدل دیا گیا اور اس کا یہ خیال کرنا
 بے جا ہے کہ سیکرٹری میری ورنہ اس پر کرنیل صاحب کو بلا لیا معلوم نہ ہوا ہے کہ اس
 زمانے میں گیکو اڑ کو دوسرا روڈ ایمان منظور نہیں رہے۔ یہ دوسرا ایسا کام ہے جس سے
 براہ راست خریدا بھی نہ آتا اور دوسرے ہینٹ سے خرید کر روٹی کرنا یا نہ ہر شمار نہ آتا
 ثابت نہیں ہوتی کہ گیکو اڑ کو اپنے خریطے پر یہ دوسرا تھا میرا کیشن کو بند کر دیا
 تقریباً بیچ ہوا ہو گا کہ گیکو اڑ کو نہایت خواہش تھی کہ کرنیل فیئر صاحب بڑے
 بدل جائیں اس سے بڑھ کر اونکی خواہش اور کس طرح ظاہر ہو گی گیکو اڑ کو بھی اہم
 تھا کہ کرنیل فیئر صاحب ایک رپورٹ بھیجے دے۔

خریطہ کا ایک نمشا یہ بھی تھا کہ کرنیل فیئر صاحب یہاں سے بدل جائیں گے تو دوسرا
 رزٹڈنٹ اس کو دیکھے گا۔

میں نے کہ میرا کیشن کو اس میری تقریر سے معلوم ہوا ہو گا کہ گیکو اڑ کو کرنیل
 فیئر صاحب کی تیرہ بی کے واسطے کون کون وجہ تھی اور گیکو اڑ نے جس قدر کارروائی
 کرنیل صاحب کے بدلنے کے واسطے کی اس کی بہت بڑی وجہ تھی۔ یہ خاص منشا و
 خریطہ بھیجے گا یہ تھا کہ جس طرح ممکن ہو کرنیل فیئر صاحب رپورٹ نہ دے کہ میں جو تروید
 مقدمے کی بی بی اور اس سے یہ بات بھی مترشح ہے کہ گیکو اڑ چاہتے تھے کہ کرنیل صاحب
 بدل جائیں اب میں وہ نمبر کا ذکر کرنا ہوں کہ اس روز گیکو اڑ کی کیا حالت تھی
 گیکو اڑ کا قاعدہ تھا کہ دو شنبہ اور پچھنچہ کو فیئر صاحب کے پاس جایا کرتے تھے شہادت
 سے یہ بات ظاہر نہیں ہے کہ جب وہ رزٹڈنٹ کو گئے تو ان کو معلوم تھا کہ کرنیل فیئر صاحب
 کو زبردیا گیا۔ لیکن یہ بی بی واضح ہے کہ جب گیکو اڑ رزٹڈنٹ سے واس آئے تھے
 اس وقت اور ان کو زبردیا کا حال معلوم ہو گیا تھا کیونکہ جب کرنیل صاحب ڈاکٹر

کو چھٹی روانہ کر چکے تو اس وقت سالم گھوڑے کو خیر کے سوے میٹونٹ کے گھر کو جاتا تھا
ڈاکٹر سپورڈ صاحب نے اس کو راستہ میں دیکھا جب کرنیل فیرو صاحب نے گلاس میں
پلچھٹ دیکھا تھا تو راویچی کو چھٹی دی تھی کہ تم ڈاکٹر صاحب کے پاس بے جا و لیکن
اس نے چھٹی نمبر دو کو دی اور خود نہ گیا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ کرنیل صاحب
اندر کیا کر رہے ہیں اور ان کی کیا کیفیت ہوئی ہے محمود سالم کو راستہ میں ملا اور اس
سالم کو ایک روپیہ بکٹ لانے کے واسطے دیا تھا ثابت ہوا کہ سالم گھوڑے کو ڈاکٹر
شہر کو گیا ہے۔ کرنیل فیرو صاحب، ربیعہ سو خوری سے واپس آئے تھے اور در بیان
سات اور ساڑھے سات بجے کے ادھون نے کچھ شربت پیا اور کچھ ہینک دیا اور قوت
سالم شہر کی طرف گیا تھا اس بات کا دریافت ہونا مشکل ہے کہ وہ کیوں شہر کی طرف
گیا لیکن اس قدر کھ سکے ہیں کہ وہ رزیدنسی کو آیا اور وہاں سے مھاراجہ صاحب
کی اطلاع کے لیے وہ واپس گیا کہ رزیدنسی میں کیا ہو رہا ہے اور ڈاکٹر سپورڈ صاحب
بلائے گئے ہیں اگر وہ رزیدنسی کو نہ آتا تو یہ حال اس کو نہ معلوم ہوتا مجھ کو یقین ہے کہ قبل
آئے رزیدنسی کے مھاراجہ صاحب کو خبر ہو گئی تھی کہ کرنیل فیرو صاحب کو زہر دیا گیا اور
یہی وجہ تھی کہ گیکو اڑنا موش رہے۔

سارجنٹ ہیلن ٹامین صاحب نے بیان کیا ہے کہ جب مھاراجہ صاحب کرنیل فیرو صاحب
کے پاس گئے تھے تو ان کی کسی بات سے کچھ تردد نہیں پایا جاتا تھا چونکہ وہ پہلے سے اس
خبر کو معلوم کر چکے تھے تو ان کو مستقل رہنے کے واسطے بہت اچھا موقع ملا تھا۔ کرنیل
فیرو صاحب نے اپنے اظہار میں صحیح صحیح بیان کیا ہے کہ ۹ نومبر کو مھاراجہ صاحب سے
اول میں نے ان کی مزاج پرسی کی تھی اس وقت دربارہ جاری کے ذکر آیا اور کرنیل
فیرو صاحب کی علالت کا بھی ذکر دیا بہر حال اس میں شک نہیں کہ جب گیکو اڑ
رزیدنسی سے واپس جانے لگے تو ان کو بخوبی دریافت ہو گیا تھا کہ کرنیل فیرو صاحب
کو زہر دیا گیا کیونکہ اتنا سا راہ میں مھاراجہ صاحب نے دودھ پینٹ سے کہا تھا چنانچہ
اس کے اظہار میں ایک فقرہ یہ ہے کہ جب میں اور مھاراجہ صاحب رزیدنسی سے دوسرے

اسنے تھے تو مھاراجہ صاحب نے کہا تھا کہ رزٹڈنسی مین بڑا شور غل مچ رہا ہے جب میں
 اسکا سبب دریافت کیا تو مھاراجہ صاحب نے جواب دیا کہ نرسو چہنٹہ یا ہر شہیتا تھا
 اور جب کوئی شخص آتا تھا تو سیٹی بجا دیا کرتا تھا مگر آج کے دن وہ باہر تھا پس
 اسی وجہ سے شور غل مچ رہا ہے۔ راجہ جی روز آیا کرتا تھا مگر آج نہیں آیا اسنے جلدی
 کر کے ڈال دیا مین نے دریافت کیا کہ اسنے کیا ڈالا یہ سنکر مھاراجہ صاحب نے میری
 بات کو ٹال دیا اور کچھ اور باتیں کرنے لگے۔ بعد اس کے مھاراجہ صاحب نے کہا کہ
 سالم راجہ جی کے گھر کو گیا ہے تاکہ پوڑیوں کو سے کر پوڑیا کی روٹی مین ڈال دے۔
 معلوم نہیں کہ سالم نے پوڑیوں کو پھینک دیا یا نہیں یہ معاملہ بہت خراب ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے
 اگر دودھ در پنت صحیح صحیح کتا ہے تو مھاراجہ صاحب کو قبل جانے رزٹڈنسی کے معلوم
 ہو اہوگا کہ زہر ہونے کا حلیہ کیا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گیکو۔ رنہ اوسی روز سہ پہر کو نانا کو لکھ
 وغیرہ سے تذکرہ کیا تھا مین نے جو دودھ در پنت کے اظہار کا فقرہ پڑھا وہ اسکا بنایا
 ہو معلوم نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ میرے دوست کہتے ہیں کہ
 پولیس کا تعلیم کیا ہوا ہے جس قدر شہادت مین گذرین اوس سے ظاہر ہے کہ دودھ در پنت
 سے یہ بات صحیح بیان کی ہے کیونکہ اسنے اپنے مالک کے فائدے کی نظر سے ضرور اسی
 باتوں پر غور کیا ہوگا لہذا اسکا یہ بیان غلط نہیں ہو سکتا سو اس کے دودھ در پنت
 کے اظہار سے یہ بھی دریافت ہوا کہ ۹۔ نومبر کو جب کرنیل صاحب کو زہر دیا گیا تو
 فوراً گیکو اڑ کو اسبات کی اطلاع ہو گئی تھی شہوادر کمپو مین ہر ایک شخص کو خبر ہو گئی
 تھی کہ کرنیل فیہ صاحب کو زہر دیا گیا لیکن معلوم تھا کہ کسے زہر دیا اگر گیکو اڑ نے زہر
 نہ دیا ہوتا اور اوکا دل صاف ہوتا تو فوراً گاڑی پر سوار ہو کر کرنیل صاحب کے پاس
 جاتے اور اس امر کی مبارکباد دیتے کہ وہ زہر سے بچ گئے۔ لیکن اس موقع پر جو مھاراجہ
 صاحب نے کارروائی کی وہ مثل بے قصور آدمی کے نہیں ہے بے پنجشنبہ کے روز تک
 وہ ٹھہرے رہے اور اوس روز جب ملاقات کو گئے تو منجھ اور باتوں کے زہر کا بھی سہی
 طور سے ذکر کیا اوس کے دور در بعد سرکاری طور سے انہوں نے مخریطہ بیجا کہجے

آپ کے ذہر دینے کا حال اب معلوم ہوا اگر میرے لائق کوئی بات ہو تو اس کے انجام کے واسطے میں موجود ہوں اس خریدے میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کب سنا۔

و مودرہ پنت پچ کہتا ہے کہ مھاراجہ صاحب نے ۹۔ نومبر کو یہ خبر پائی تھی اور یہ بات غلط ہے کہ سالم اور بیٹونٹ راؤ نے بازاری خبر سن کر گیکو اڑ کے رو برو بیان کیا تھا و مودرہ پنت نے نہایت شہرت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ گیکو اڑ کس طرح گھڑی گھڑی کی خبر رزیدنی سے منگایا کرتے تھے اور راؤ جی کے چھوٹے آنے پر کس قدر خوش ہوئے اور جب دوبارہ گرفتار ہوا تو کس قدر اذ کو فکر ہوا تھا جب سوٹر صاحب بڑو دے میں آئے تو حقیقت گیکو اڑ کو جس طرح راؤ جی کے واسطے تردد ہو گیا تھا اوس طرح سالم اور بیٹونٹ کے لیے بھی تشویش ہو گئی مھاراجہ صاحب نے سالم اور بیٹونٹ راؤ کو چند مرتبہ بلا کر سمجھایا کہ ہرگز تم کوئی بات ظاہر نہ کرنا اس عرصے میں مھاراجہ صاحب کو اس امر کے دریافت کرنے کا بخوبی موقع ملا تھا کہ بانی مہانی اس زہر کے دینے کا کون ہے ۲۳۔ دسمبر کو مھاراجہ صاحب سے اطلاع کی گئی کہ آپ کا نام زہر خورانی میں شامل ہے اوس وقت سے جب تک کہ وہ گدی پر رہے اودھون نے اکثر و مودرہ پنت کو حکم دیا کہ اودھون رقموں کو مٹا د جس سے کہ زہر خورانی کا پتہ لگتا ہو اوس وقت حساب کے کاغذات میں جہان جہان سالم کا نام تھا سیاہی ڈالی گئی اور ورق پھاڑے گئے جب و مودرہ پنت سے دریافت کیا گیا کہ تم سب ورق کو واسطے نہ کاٹ دے تو و مودرہ پنت نے جواب دیا کہ پانچ جگہ حساب رہتا تھا کیونکہ سب جگہ سے کاغذ نکالے جاتے اگر بادداشت دفتر سے نکال دیا جاتی تو کیا فائدہ تھا پانچ جگہ کا لکھا ہوا حساب کس طرح مکل سکتا تھا نہایت بڑھنگی بات تھی کہ اودھون نے سیاہی ڈال کر اودھون رقموں کو مٹا یا جس سے پتہ لگ سکتا تھا ہرگز اس بات کا یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ کام پولیس کو نہ کیا ہو کیونکہ پولیس کو معلوم نہ تھا کہ کاغذات حساب میں کس کس مقام پر زہر خورانی کا ذکر ہے۔ لہذا بخوبی ثابت ہوا کہ گیکو اڑ کی اجازت سے یہ رقمین مشکوک کی گئیں۔ اور خود گیکو اڑ اس جرم میں شریک تھے۔ اس گفتگو کے بعد مجھ کو شہادت

کا تذکرہ کرنا ضرور ہے کیونکہ سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے شہادت کی نسبت بہت کچھ تقریر کی ہے لیکن میرا ارادہ ہے کہ ایک ایک شخص کی گواہی یا یہ تصدیق کو چھوڑ دوں اور سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کی تقریر کو رد کروں۔

مافی لاڈو۔ آپ کی رائے میری رائے سے مطابق ہوگی کہ عام ہندوستانیوں کا عقائد ہے کہ وہ کسی تاریخ وغیرہ پر لحاظ نہیں رکھتے جو کچھ ان کے منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔ ہندوستان کی عدالتوں میں صحیح بات کے دریافت کرنے میں ہنایت وقت پڑتی ہے خصوصاً اس وقت زیادہ مشکل ہوتی ہے کہ کون گواہ صحیح کہتا ہے اور کون غلط بیان کرتا ہے۔ میرے نزدیک بخیر و مودر بہت کے اور کوئی گواہ سکھا یا ہونہیں ہے۔ آیا اور دونوں بڑے واسے کم درجے کے آدمی ہیں اس حالت میں عجب نہیں کہ گو وہ لوگ صحیح کہتے ہیں مگر کیفیتاً ایک دوسرے کی شہادت میں اختلاف ہے بطرح کی شہادت بورو دین دیتے ہیں اور ان کے خیالات صحیح ہوتے ہیں ہندوستانیوں کے نہیں ہو سکتے کیونکہ ابتدا و عمر میں جس طرح بورو دین کو تنبیہ و تاکید کے ساتھ تعلیم دی جاتی ہے ہندوستانی لوگ تعلیم نہیں پاتے۔

مثلاً سارجنٹ میلن ٹائن صاحب نے تاریخ کا تذکرہ کیا کہ تین گواہ ایک تاریخ بیان کرتے ہیں اور دو گواہ دوسری تاریخ بتاتے ہیں آپ صاحبوں کو یہ بات بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جب ایک امر ہو جاتا ہے تو اس کے بعد دن یا تاریخ کا یاد رہنا مشکل ہے اکثر ہندوستانی لوگ جب آپس میں ذکر کرتے ہیں تو اس طرح کیا کرتے ہیں کہ فلاں تو مار سے دسٹل پندرہ روز بعد یا دسٹل پندرہ روز پہلے فلاں بات ہوئی تھی۔ بہت لوگ اکثر تو ماروں پر ہر کسی بات کا شمار رکھتے ہیں انہیں اس سے کہ ان لوگوں کی یاد ایسی خراب ہے اور بخوبی بات کو یاد نہیں رکھتے۔ جن صاحبان جج کو ایسی شہادتوں سے کام پڑتا ہے تو وہ ایسی شہادتوں کو فضول نہیں سمجھتے بلکہ لائق سماعت کے تصور کرتے ہیں۔ قبل ۹۔ نومبر کے جب آیا گلیکوٹ کے پاس گئی تھی تو اسکی بیان ہے کہ ایک محبتہ یا نیس روز پہلے میں نے سنا تھا کہ کرنل فیروز صاحب کو زہر دے جانے کا ارادہ ہے۔

عبداللہ اوسکا خاوند اپنے اظہار میں گھٹا تب کہ ۱۰۱۰ھ رمضان کی تھی۔
 شیخ داؤد کہتا ہے کہ دیوانہ الی سے کہتے ہیں چنانچہ یہ کہتے ہیں آیا گئی تھی ایسے خبیث اختلاف سے
 اذکار بیان غلط نہیں ہو سکتا اس بات کا ہرگز یقین نہیں ہے کہ یہ گواہ پولیس کے سکھائے
 ہوئے ہیں اگر اذکار کو پولیس نے سکھایا تھا تو سب گواہ متفق ہو کر ایک تاریخ بیان کرتے
 حالانکہ بین تاریخیں گواہوں سے بیان کہیں اور وہی صحیح معلوم ہوتی ہیں پس ممکن نہیں
 کہ ہمیں کسی طرح کی غلطی کا گمان ہو سیکے اگر گواہ پولیس کے سکھائے ہوئے اور بین
 تاریخیں بھی اذکاروں سے سکھواؤں یا تحقیق تو پوچھیں گے تو گناہ نہایت مویشیاری سے اذکار کی
 عقل تمام لوگوں کی عقل سے زیادہ تیز تھی وہ ضرور پوری تعلیم کرے۔

ایک دوسری بات یہ ہے کہ جو گواہ روز پرنس کے ملازم ہیں اذکار کی نسبت میرے دوست کا
 بیان ہے کہ اذکار ارادہ ابتدا کر نہیں صاحب کو زہر دینے کا خود دیکھا چنانچہ تب سے بنے
 اذکار شہادت سنی میرا بھی یہی خیال ہے یہ بات صریح ہے کہ کوئی شخص اپنے مالک کو باوجود
 رضا مندی سے مارنے کا ارادہ نہ کرے گا ان لوگوں کا خوف ظاہر ہے کہ جب راؤ جی کو
 زہر سپرد کیا گیا تو اسے چھاراجہ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ یہ زہر فوراً تاثیر کرے گا
 مگر اس سے کہا گیا کہ نہیں میں چار بجھنے کے بعد اذکار کرے گا سو اس کے جب راؤ جی کو پوریا
 دی گئی تھیں تو اس سے کہا گیا تھا کہ تم پوڑیوں کو ملا لینا وہ سمجھا کہ پوڑیہ میں جو سفید چتر
 ہے وہ شکھیا ہے اس لیے اسے اوس پوڑیہ میں سے صرف ایک چٹکی لے کر پے ہوئے میرے
 میں ڈال دو کہ اذکار کو خوف ہو اہو گا کہ اگر کیشن میرا صاحب میرا میں گے تو بڑا شور مچل
 پے گا اور میں خرابی میں پڑ جاؤں گا اگر تھوڑی شکھیا دی جائے گی تو بیمار ہو کر انگلستان کو
 چلے جائیں گے۔ اس صورت میں ہمارا چھاراجہ صاحب کی مراد پوری ہو جاوے گی اور مجھ کو
 میرا انعام بھی مل جائیگا لہذا صرف زہر کی نسبت نہیں ہے بلکہ شیشی کے بارے میں بھی کہتا ہوں
 کہ وہ شیشی جس کی نسبت میرے دوست کہتے ہیں کہ اوس میں حکیم جی کی دو انھی بیٹے جب راؤ جی
 نے دیکھا کہ شیشی کے دو تین قطرہ دن سے میرے پیٹ پر ابلے ڈال دیا اور اس سے بڑی حل
 ہو رہی ہے تو اپنے بچاؤ کے واسطے شیشی کی دو کو پھینک دیا۔

ممبران کیشن کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جب اول مھاراجہ صاحب نے اون لوگوں سے زہر دینے کے واسطے کہا تھا اور سوقت یہ لوگ رضی نہیں ہوئے تھے مگر جب مھاراجہ صاحب نے ان کو بوجھنی اپنے قابو میں کر لیا اور سوقت زہر کا ذکر کیا چند روز تک یہ لوگ مھاراجہ صاحب کو خیرین دیتے رہے اور مھاراجہ صاحب بوجھن اوس کے رشوت دیا کہ جب خوب رشوت دی گئی اور سوقت مھاراجہ صاحب نے اون سے زہر دینے کا ذکر کیا یہ لوگ کسی طرح انکار نہ کر سکتے تھے کیونکہ راجہ اور نرسو اون کے قابو میں تھے اگر یہ لوگ مھاراجہ صاحب کا کہنا نہ مانتے تو ممکن تھا کہ مھاراجہ صاحب راجہ اور نرسو کو مع اوس خبر کے پرچے کے جو وہ لوگ زہر دینے سے بھیج کر تھے کرنیل فیئر صاحب کے پاس بھیج دیتے۔ اور کہتے کہ آپ کے نوکر بہ امید انعام میرے پاس یہ خیرین بھجئے ہیں یا بصورت راجہ کی کچھری سے کاغذ چوراکر لایا تھا اور سوقت راجہ کو مع اوس کاغذ کے بھیج دیتے اور کہتے کہ دیکھیے یہ شخص کاغذ چوراکر لایا ہے اور ہمیں روپیہ کا طالب ہے اس صورت میں اون لوگوں کو بجز اس کے کہ مار ڈالنے کا اقرار کریں اور کچھ چارہ تھکا آیا اور لوگوں کو معلوم تھا کہ راجہ اور نرسو گیکو اڑکی طرف سے کارروائی کر رہے ہیں اس طرح سے ایک طرف مھاراجہ صاحب دادا بھائی نوروجی سے کارروائی کرتے تھے اور دوسری طرف دمو درپنت سے۔

ادھون نے راجہ اور نرسو کو ایک درجے میں قرار دیا تھا اور آیا وغیرہ کو دوسرے درجے میں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ گیکو اڑنے دمو درپنت کو اس کارروائی میں سرگروہ قرار دیا تھا لیکن راجہ وغیرہ کو دمو درپنت سے علیحدہ رکھا ہر ایک شخص کو ایک دوسرے سے نہ ملنے دیا اور حقیقت گیکو اڑکی ہوشیاری میں شک نہیں کہ ادھون نے خوب سوچ سمجھ کر یہ کام کیا تھا۔

کرنیل فیئر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۶۔ اور ۷۔ نومبر کو میری حالت مثل ۹۔ نومبر کے ہو گئی تھی راجہ نے اوس روز شاید شربت میں زہر نہ ڈالا ہو اور کسی شخص سے ڈال دیا ہو۔

سارجنٹ ہیلن مٹن صاحب نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ کرنیل فیئر صاحب کہ زہر کا حال سننے سننے اس قدر دم ہو گیا تھا کہ جب وہ کچھ بھی علیل ہوتے تھے تو زہر کے دینے کا شبہ

موتا تھا۔ مسٹر سوٹر صاحب نے جب راجی کو بلایا تو اس نے بیان کیا کہ میں نے ۷ نومبر کے قبل دو پوڑیاں ڈالی تھیں پس کیا عجیب ہے جو وہ ۶ اور ۷ نومبر کو ڈالی ہوں۔

کرنل فیصل صاحب کو مطلق معلوم تھا کہ میرے شریعت میں شک کیا ڈالی جاتی ہو رز پڑھنی کے تمام سرکاری نوکروں کے ساتھ ان کے ذاتی نوکر بھی رشوت دے کر شریک کر بیٹے گئے تھے مافی لارڈ۔ سارجنٹ بیلن ٹائمن صاحب نے تمام گواہوں کی شہادت کو یک نخت غلط کر دیا اور عدالت سے درخواست کی ہے کہ کسی گواہ کی گواہی نیتیم نہ کی جائے۔
اول میرے نزدیک مناسب ہے کہ مسماہ اینا کی گواہی پر غور ہوے۔

مسماہ اینا کی گواہی اولاً مسٹر سوٹر صاحب نے لی تھی کسی پولیس کے اور آدمی نے اوس سے کچھ بات بھی نہیں کی جب مسٹر سوٹر صاحب نے اول اوس کے اظہار بیے آیا یا جار تھی ہو تو جو کچھ آبا نے بیان کیا خود اوس کو یاد نہ ہوگا جب کہ مسٹر سوٹر صاحب کو یاد ہے۔

جب مسٹر سوٹر صاحب نے سنا کہ چند گاڑی دے آیا کو سوار کر کے ماہ رمضان میں گینگوار کے پاس لے گئے تو اوس وقت وہ آیا کے پاس گئے مگر اوس کو نہایت بیار پایا جب اوس سے کچھ حال دریافت کیا تو یقین ہوا کہ آیا مھاراجہ صاحب کے پاس گئی تھی اور کچھ دوسرے بھی اوس نے پایا تھا صرف اسی قدر حال پوچھ کر مسٹر سوٹر صاحب خاموش ہو رہے کیونکہ سوٹر صاحب بوجہ بیاری کے اوس سے زیادہ حال دریافت نہ کر سکے اوس کے دور دورہ بیان اور زیادہ بیار ہو گئی اور اوس کو ہسپتال میں لے گئے چنانچہ مسٹر سوٹر صاحب بھی اوس کے پاس ہسپتال میں گئے اور اوس کے اظہار تحریر کیے جس پر نشانِ حروف ٹوی نمبر ۲۰ لکھا ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ پولیس نے وہ اظہار آیا کے جو اوس نے ۸ دسمبر کو دیے تھے بنائے ہیں جن میں غلط ہے کیونکہ جب اوس کو شدت سے بیمار تھا اوس وقت میں کیونکہ پولیس کے لوگ اوس کو سکھانے علاوہ اس کے پولیس والوں کو اس مقدمے کا حال معلوم تھا تو وہ کیا سکھا ہے۔ پولیس کو اول شیخ دادو کاڑی داس سے پتہ لگا تھا کہ وہ آیا کو گینگوار کے پاس لے گیا بعد اس کے آیا کے اظہار بیے گئے اوس کے بعد اور لوگوں سے دریافت کیا گیا جب معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے اظہاروں میں کچھ اختلاف نہیں چنانچہ تحقیقات کا سلسلہ آگے کو چلا

پولیس کا سپاہی جس کے پھرے میں آیا تھی ایک ادنیٰ سپاہی تھا اور سکو آیا کے کھٹا
کی کیا تمیز تھی۔ ڈاکٹر سیورٹ صاحب جو آیا کے دیکھنے کو گئے تھے اس بارے میں میرے دوست
نے بہت کچھ بیان کیا ہے یہ سن کر مجھ کو بڑا تعجب ہوا لیکن یہ بات کچھ عجیب تھی ڈاکٹر سیورٹ
آیا کو یون ہی سہل طور سے دیکھنے گئے تھے کیونکہ آیا ڈاکٹر صاحب کے دوست کی ملازمت تھی
اور ان کے جاسے اور آیا کے دیکھنے میں کوئی بے موقع بات میرے نزدیک نہیں ہے جب انہوں
نے آیا کو دیکھا تو حسب قاعدہ ڈاکٹری کے اسکی حالت سے دریافت کیا کہ آیا کو جسمی عارضہ
زیادہ نہیں ہے اس کے دل میں کوئی بات ہے اور کو ظاہر کرنا چاہتی ہے اور اسکو جسے
اور سکو شدت کا بخار ہے۔ ڈاکٹر سیورٹ صاحب اور مسٹر سوٹر صاحب میں کوئی راز کی
بات تھی جب ڈاکٹر سیورٹ صاحب کو معلوم ہوا کہ آیا کچھ کھنا چاہتی ہے اور انہوں نے فوراً
مسٹر سوٹر صاحب کو بلایا جب مسٹر سوٹر صاحب اسپتال گئے تو قلم کاغذ اپنے ساتھ نہیں
لے گئے تھے جو کچھ آیا نے ان سے بیان کیا اور سکو سوٹر صاحب نے سن لیا اور دو سٹرکوں
اور انہوں نے اس بیان کو لکھ لیا اب سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کہتے ہیں کہ وہ اظہار
جو آیا نے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو دیے تھے ان اظہاروں سے مطابق کیے جائیں جو
اوسنے کمیشن کے روبرو دیے تھے۔ شاید سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کے نزدیک کچھ فرق
ہو گا مگر میرے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔

جو اظہار مسٹر سوٹر صاحب نے لکھے ہیں اسکی نسبت سوٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے آیا
کا بیان سن لیا اور انگریزی میں لکھ لیا لفظ ترجمہ نہیں کیا۔

سارجنٹ میلن ٹائن صاحب کہتے ہیں کہ آیا نے کوئی لفظ ایسا نہ کہا ہو گا جسکا مطلب
ٹوٹنے کا ہو لیکن معلوم نہیں کہ سارجنٹ صاحب ایسی اور کبھی سوئی تقریر کیوں کرتے ہیں
آیا کے اس کہنے سے یہ غرض تھی کہ مھاراجہ صاحب چاہتے تھے کہ میرے دل کا حال دریافت
ہو جائے اور سوقت نہ ہر دینے کا وہ ذکر کریں اور جب کمیشن کے روبرو آیا کے اظہار یہ
گئے تو اسوقت بھی اوسنے ہی مطلب بتایا کیا ہندوستانی لوگ منتر اور جادو پر بڑے
کرتے ہیں اگر کسی ہندوستانی سے پوچھا جادو کے منتر اور جادو کیا شے ہے تو بہت کچھ :

وہ سمجھاے گا اور اوسپر اپنا عقیدہ بیان کرے گا۔ اسپر طرح مھاراجہ صاحب نے آیا سے دریافت کیا تھا کہ اگر گرینل صاحب پر کوئی منتشر یا جادو کیا جائے تو اثر کرے گا یا نہیں اس سے اونکی یہ عرض تھی کہ اگر کوئی چیز ہم نگو دین تو تم صاحب کے کھانے میں ڈال دو گی سار جینٹیلین ٹائن صاحب اس بات کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ پولیس والوں نے آیا پر تشدد کیا تھا یہ محض غلط ہے آیا نے اس تشدد کا کہیں ذکر نہیں کیا پولیس والوں نے صرف اس قدر آیا سے کہا تھا کہ تم نے دھوم کر رکھی ہے اس بات کو آیا سمجھی تھی کہ کچھ پولیس والے مچھکے ہوئے ہیں جب اوس سے کمیشن کے روبرو پولیس کی دھکی کا حال دریافت کیا گیا تو آیا نے کہا کہ مچھکے کسی شخص نے نہیں دھکیا یا آپ بھی پوچھا گیا کہ نگو کسی شخص نے پھینکا یا تھا تو آیا نے کہا مچھکے کہنے میں ہلکا میرے نزدیک تمام شہادت آیا کی لائق اعتبار کے ہے اور کوئی شک کی بات اوس میں نہیں ہے۔ پولیس نے اوسکو ہرگز نہیں دھکیا یا بلکہ راستی کے ساتھ اوس سے سب باتیں دریافت کیں۔ دوسرا گواہ رزڈینسی کا ایک چراسی ہے یہ چراسی بہت بڑا گواہ ہے نے راؤجی اوسنے بہت بڑی گواہی دی ہر چند یہ شخص رزڈینسی کا ایک چراسی تھا مگر اوسنے بازار میں بہت روپیہ صرف کیا جب پولیس نے تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ اس شخص نے کثرت سے روپیہ اٹھایا ہے لہذا ۲۲۔ دسمبر کو یہ شخص گرفتار کیا گیا کچھ اوسنے اظہار دیا وہ صفحہ ۱۰۰ تحریر زد و نویس میں موجود ہے اوس میں راؤجی نے خوب صاف طور سے بیان کیا ہے کہ سوٹر صاحب کے روبرو کس طرح اوسنے اظہار دیے اور مسٹر سوٹر صاحب نے بھی اپنے بیان میں اوس کے اظہار کی صداقت کی۔

مائی لارڈ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سر لوئس ہلی صاحب راؤجی کے اظہار وں کی نسبت کیا کہنے میں قبل اوس کے اظہار کے اصلی حال کے دریافت ہونے کی کچھ امید تھی کہ کس شخص نے نہ ہر دیا ہے لہذا مسٹر سوٹر صاحب اور سر لوئس ہلی صاحب ۲۳۔ دسمبر کو جے وں کی تعطیلوں میں بھی جانے والے تھے جب راؤجی کے اظہار کا حال معلوم ہوا تو سر لوئس ہلی صاحب نے کہا کہ اوس شخص کے بیان کو میں کل سنوں گا آیا وہ غلط ہے یا صحیح۔ چنانچہ دوسرے روز اوتھون نے راؤجی کو بلایا اور خود اوسکی باتوں کو سنا۔

سر لوئس پہلی صاحب کہتے ہیں کہ راؤجی نے اس وقت اسی طرح بیان کیا جیسا کہ بیان کمیشن کے روبرو اظہار و یا جب راؤجی سے اسکا بیان سنا گیا تو سوتر صاحب نے اسکو گرفتار کیا اور معلوم ہوا کہ اس شخص نے بازار میں بکثرت روپیہ صرف کیا ہے اسی شخص کے بیان پر سوجہ دار گرفتار ہوا اجماع اور رزٹرنسی کے ملازم فیدر نے اس جگہ راؤجی اور نرسو بھی قید کیے گئے نرسو ایک افسر پولیس کے ہمراہ راؤجی کے پاس بھی گیا اور دونوں کا مقابلہ کرایا گیا راؤجی نے کہا کہ میں نے گلے پانی میں قبول کر لیا تو بھی قرار کر قبل اس کے راؤجی اور نرسو سے کچھ باتیں نہیں ہوئیں۔

راؤجی کے اظہار بھی قلمبند نہیں ہوئے تھے اور کوئی شخص ایسا تھا جو نرسو کو اطلاع دیتا کہ راؤجی نے کیا اظہار دیے۔ سوتر صاحب اور سر لوئس پہلی صاحب نے اسکا بیان زبانی سن لیا تھا پس کس طرح پولیس کے لوگ نرسو کو سکھاتے تاکہ ایک دوسرے کا اظہار مطابق ہو جائے۔ نرسو چالاک آدمی نہیں ہے اور فرض کیا جائے کہ پولیس نے نرسو کو تعلیم بھی کیا ہو لیکن اسکا حافظہ ایسا نہیں ہے جو اسکو کچھ یاد رہا ہو اس قدر باتیں اگر پولیس دے کسی کچھ پڑھے کو سکھاتے اسکو بھی یاد رہتا شکل تھا۔ اس لیے میرے نزدیک اس کے اظہار بالکل صحیح ہیں اور کس طرح کا مضیع پایا نہیں جاتا۔

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے راؤجی کے اظہار پر بہت کچھ گفتگو کی ہے جہاں اس نے پید کا ذکر کیا ہے لیکن راؤجی نے اپنا اظہار صاف طور سے لکھا ہے۔

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب پیدرو کی نسبت کہتے ہیں کہ چچا گواہ ایک یہی ہے دوسرا کوئی گواہ سچا نہیں ہے۔ راؤجی پیدرو پر نہمت رکھتا ہے کہ وہ میرے ساتھ گیکوڑ کے محل کو گیا تھا مگر پیدرو جانے سے انکار قطعی کرتا ہے لیکن مجھکو اسکی وجہ معلوم نہیں کہ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب کس طرح کہتے ہیں کہ پیدرو کی گواہی لائق اعتبار ہے۔ میں نے سب گواہوں کو پیش کیا مگر کسی گواہ کی خصوصیت نہیں کی کہ فلاں گواہ اعتبار کے لائق ہے اور فلاں گواہ بے اعتبار ہے اور انھیں لوگوں کے بیان پر گورنمنٹ انڈیا نے اس مقدمے کی تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ جن اس بات کو تصدیق نہیں کر سکتا کہ فلاں

گواہ مغز ہے اور فلان گواہ مغز نہیں ہے بہر حال پیدرو ۲۵۔ برس کا پورا نا نوکر ہے اور کمیشن کو اختیار ہے کہ اس گواہ کو مغز گواہ تصور کرے یہ شخص کہتا ہے کہ راجی نے جو کچھ میری نسبت بیان کیا وہ محض غلط ہے یہ شخص کہتا ہے کہ میں کبھی مھاراجہ صاحب کے پاس نہیں گیا وہ خوب جانتا تھا کہ اگر میں افسر کر دوں گا تو مجھ کو ضرر پھونچے گا اگر اس شخص کے اظہار مسٹر ایڈگنٹن صاحب کے روبرو دیے گئے تو ضرور نہیں ہے کہ اس کا بیان خواہ مخواہ صحیح ہو۔ صاحب موصوف کی نسبت جس قدر تعریف کی گئی وہ حقیقت وہ اس تعریف کے لائق ہیں اگر پیدرو مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو اظہار دیتا تو یقین ہے کہ صحیح صحیح بیان دیتا۔ مسٹر سوٹر صاحب کے حکم سے یہ شخص مسٹر ایڈگنٹن صاحب کے پاس گیا اس کو خاف صاحب نے گئے تھے جب اس کو معلوم ہوا کہ اگر میں اقرار کرتا ہوں تو میرے واسطے ضرر ہو گا تب اس نے انکار کیا تھا تا کہ میری نوکری اور آبرو خاتم رہے لیکن قبل دیے جانے زہر کے اکثر لوگ بیان کرنے سے کہ پیدرو مھاراجہ صاحب کا نوکر ہے اور مھاراجہ صاحب اس کی بڑی خاطر کرتے تھے بلکہ اس نے بیان کیا تھا کہ میں مھاراجہ صاحب سے کیس قدر انعام پایا اگر اس شخص نے کوئی کام نہیں کیا اور کسی کام کی مھاراجہ صاحب کو اس سے توقع تھی تو اس کو کیوں انعام دیا بے شک مھاراجہ صاحب کو اس سے کچھ امید ہو گی اور انہوں نے کسی کام کے واسطے کہا ہو گا ممبران کمیشن کو پیدرو کے اظہار سے ثابت ہوا ہو گا کہ یہ شخص بہت حالات سے واقف تھا لیکن کسی بات کا اس نے اقرار نہیں کیا راجی نے جو اظہار دیے وہ بالکل صحیح ہیں پیدرو کہتا ہے کہ مجھ سے سالم نے کئی دفعہ مھاراجہ صاحب کے پاس چلنے کو کہا لیکن بے اقرار نہیں کیا۔

صاحب پریسیڈنٹ نے سوال کیا کہ جو اظہار آیا کہ مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو دیے گئے اس میں کچھ ذکر پیدرو کا تھا۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ جب آیا کہ اظہار میں سوالات کیے گئے تو اس نے پیدرو کا کچھ ذکر کیا تھا اور دفعہ ۷ میں یہ بیان تحریر ہے۔ مسٹر مہین صاحب۔ اول آیا ہے بیان کیا تھا کہ پیدرو اور راجی نے مجھ سے کچھ

کہا تھا جب اوس بھرا ستفسار ہوا تو کہا مجھ سے کریم اور دوسرے ایک شخص نے کہا تھا مگر بروقت اظہار کے کریم سے کچھ سوالات نہیں کیے گئے۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل کما غلطی مترجم کی تھی اور معلوم نہیں کہ میرے دوست نے کب سے اس بات پر خیال رجوع کیا۔ لیکن شہادت سے صاف ثابت ہے کہ پیدرو زہر خورانی میں شریک تھا جہاں تک ممکن ہے پیدرو کی نسبت زیادہ کہنا کچھ منظور نہیں ہو کر صرف اوسے قدر جو مناسب اور ضروری ہے۔ اگر پیدرو زہر خورانی میں شریک نہ تھا تو اوس کو انعام کمون دیا گیا اور یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ راجی کو کیا غرض تھی کہ پیدرو پر تہمت رکھتا راجی نے پیدرو کا ذکر مثل نرسو وغیرہ کے کیا۔ چونکہ اب دونوں گئے ہیں اگر منظور ہو تو تھوڑی دیر کے واسطے عدالت برخواست ہو چنانچہ صاحب پریسیڈنٹ نے منظور کیا اور عدالت نے ٹھن کھانے کے واسطے برخواست کی۔

بعد ٹھن کھانے کے جب عدالت جمع ہوئی تو صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے پھر فقر شروع کی۔ صاحب پریسیڈنٹ نے دریافت کیا کہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نرسو کی شہادت ۲۳ دسمبر کو لی گئی۔ لیکن مشرر لوئس پٹی صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ دسمبر کو اوس کے اظہار یہ گئے۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل۔ نرسو کے اظہار مشرر سوٹر صاحب کے ۲۳ دسمبر کو ہوئے تھے۔

صاحب پریسیڈنٹ۔ مشرر سوٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب نرسو کے اظہار یہ گئے تو مشرر لوئس پٹی صاحب موجود تھے صاحب ایڈوکیٹ جنرل ۲۴ دسمبر کو جمعرات تھی اور عمار اجمہر صاحب کی ملاقات کا دن تھا لہذا مشرر سوٹر صاحب غلطی پر ہیں اور مشرر لوئس پٹی صاحب صحیح کہتے ہیں فرض کیا جاوے کہ ۲۴ دسمبر کو نرسو کے اظہار یہ گئے تو بھی عدالت کو یہ طرح کا اعتراض نہیں ہے۔

سار جنٹیلن مائن صاحب بہت کچھ نشینی کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک میرے دوست بڑی غلطی پر ہیں و مودرنٹ کی شہادت سے ظاہر ہے کہ جب اوس کے پاس سی گجا باشیشی لایا تو یہ نشینی کی قدر بڑی تھی اس لیے و مودرنٹ نے اوس



شیشی کی دوا دوسری چھوٹی شیشی میں کر دی اس شیشی میں گلاب کا عطر رہتا تھا
 یہ شیشی خاص گلاب کے عطر کی تھی بے جیسا کہ میرے دوست کو خیال ہے کہ وہ میں قطرہ
 عطر اوسمیں آتا ہو گا اور جوڑکی و ایران میں زیادہ فروخت ہوتی ہے اگر ایسی چھوٹی
 شیشی ہوتی تو وہ اس کام میں نہ لائی جاتی۔ دمو در پنت اپنے اظہار میں کہتا ہے کہ
 وہ شیشی ایک اونگل کے برابر تھی اس بے میرے دوست کا خیال محض غلط ہے شیشی بہت
 چھوٹی تھی اوسط درجہ کی تھی اوسمیں زیادہ خیرا سکتی تھی چونکہ یہ شیشی اس قدر بڑی
 تھی اور اس کے منہ پر ردی اور موم لگا ہوا تھا اس واسطے جب راؤجی نے اس کو نیفے
 میں رکھا تو شاید چند قطرے باہر نکلے ہوں اور راؤجی کے پیٹ پر وہ دوا لگ گئی ہو۔
 ڈاکٹر گری صاحب نے راؤجی کا پیٹ دیکھا اور کہا کہ درحقیقت یہ نشان پیٹ کا دہرہ
 معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ جس طرح کی شیشی سے اس نشان کا ہونا بیان ہوا ہے اس
 شیشی سے یہ نشان پڑ گیا ہو۔

اس نشان کی نسبت بہت کچھ بیان ہوا ہے۔ مترجم نے غلطی سے ترجمہ کیا کہ پیٹ پر
 آبلہ تھا لیکن اگر حقیقت میں ترجمہ صحیح ہوتا تو آبلہ نہ قرار دیا جاتا بلکہ پھوڑا سمجھا جاتا کیونکہ
 جب پیٹ یا کوئی جگہ بدن کی جل جاتی ہے تو آبلہ پڑتا ہے پھوڑا نہیں ہوتا اس لیے بخوبی
 تصدیق ہوا کہ بوجہ زہر کے راؤجی کے پیٹ پر پھوڑا ہوا تھا سو اس کے جو وقت ڈاکٹر
 گری صاحب نے راؤجی کے پیٹ کو دیکھ کر اپنی رائے بیان کی تو اس وقت تک ہودر
 کے اظہار بھی نہیں ہوئے تھے پھر کس طرح راؤجی جانتا کہ دمو در پنت کیا کئے گا۔

حکیم نے جو دوا بنائی تھی منجملہ اور دوا اور ہرون کے سنسکھا بھی تھی۔ راؤجی کو منظور
 تھا کہ کرنیل فیبر صاحب کو ایسی کوئی چیز دے گا جو فی الفور کارگر ہو اس لیے وہ اس شیشی
 کی دوا پھینک دی اگر اس کو اپنی ذلت کا خیال نہ ہوتا تو تنہا نے کے ٹپ میں دوا ڈالتا
 لیکن اس نے دوا کو پھینک دیا اور نہ سوسے کہا سو گا کہ میں نے دوا ٹپ میں ڈال دی
 تاکہ وہ مفاراجہ صاحب سے شکایت نہ کرے۔

کچھ شک نہیں کہ جب کرنیل فیبر صاحب کی پیشانی پر پھوڑا تھا تو مفاراجہ صاحب کے

راضی کرنے کے واسطے شک پھوڑے کی دو اینٹیں شکھا ڈالا ہوگا کیونکہ کرنیل فیسٹر پھوڑے پر مہم لگاتے تھے اور شکھا کا اوسین ڈال دینا کوئی مشکل بات تھی اس کے بعد اونھوں نے چھارہ صاحب سے بیان کیا ہوگا کہ میں نے اس طرح کی کارروائی کی اور اوسوقت دمودرہنت نے سنا ہوگا ورنہ دمودرہنت کو کرنیل فیسٹر صاحب کے پھوڑے کی کیفیت کیا معلوم ہوتی کیونکہ غیر ممکن تھا کہ دمودرہنت ایک غلط حال بیان کرتا جسکی تاریخ وغیرہ سب درست ہوتی کہ کرنیل فیسٹر صاحب نے کس طرح پہنا لگایا اور کس طرح اونکو اوسین جلن معلوم ہوئی۔ ہر چند میرے دوست نے راجی کے اظہار کو بہت کچھ رد کرنا چاہا لیکن جس قدر اونھوں نے اوسکو روکیا اوسقدر اوس کے بیان کو مضبوطی اور صداقت ہوئی اور راجی کے اظہار اور اوسکی بات روٹھیں ہوتی جب شیشی دی گئی تھی تو راجی نے اپنے اظہار میں شیشی کے دیے جانے کی تاریخ بیان کی یہ تاریخ کرنیل فیسٹر صاحب کے پھوڑے کے ایام سے مطابقت ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ سب باتیں پولیس نے گڑھی مین توڈاکٹر سیورڈ صاحب اور پولیس سے شاید سازش ہوگی اور اونہوں نے کھدیا ہوگا کہ میں نے پھوڑے کا کس طرح علاج کیا اور اس بات کا بھی یقین نہیں آتا کہ پولیس نے کس طرح دمودرہنت کو سکھایا ہوگا اور کس طرح دمودرہنت سے فطرتاً صاحب اور کمیشن کے روبرو دیکھان بیان کیا۔

سارجنٹ بلن جان صاحب نے پیٹی کی نسبت بھی بہت کچھ تذکرہ کیا ہے۔ میرے دوست یہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مسٹر سوتر صاحب کو بھی اس معاملے میں سازش تھی اور وہ چاہتے تھے کہ جرم ثابت ہو جائے لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ مسٹر سوتر صاحب نے ایسی سازش کو واسطے کی ہوگی میرے نزدیک یہ بات غیر ممکن ہے البتہ ایک تجربہ کار فیسر ہے جب اوسنے سنا کہ راجی پوڑیوں کو اپنی پیٹی میں رکھا کرتا تھا تو اپنی عقل کی تیزی سے اوسنے اس پیٹی کو دیکھنا چاہا تا کہ دریافت کرے کہ آیا پوڑیا کا زہر ہر جگہ پھیلا کر پیٹی میں رہ گیا ہے یا نہیں کیونکہ اوسکو منظور تھا کہ بخوبی اس بات کو ثابت کرے کہ آیا اوسنے زہر دیا یا نہیں۔ راجی کے محض اقرار پر منظور نہ تھا کہ اوسپر ایک بہت بڑا جرم قائم کیا جا

اور اکبر علی کی نسبت ہرگز خیال نہیں ہو سکتا کہ اوسنے کچھ چالاکی کی ہے کیونکہ اوسکا وقت معلوم تھا کہ مسٹر سوٹر صاحب آئین گے اور پھر واپس چلے جاوین گے ممبران کمیشن کو یاد ہو گا کہ یہ سب باتیں کس طرح ہوئیں یہ بات خیال میں نہیں آتی کہ وہ شخص بیٹی کے لینے کے واسطے گیا تھا اوسنے زہری کی پوڑی بیٹی میں رکھ دی ہو جو وقت بیٹی شگوانی تھی مسٹر سوٹر صاحب اس کمرے میں تھے جہاں کہ تحقیقات ہوئی تھی انہوں نے خیال کیا ہو گا کہ بیٹی میں کیا کچھ کا لہذا مزہ دہونے اور کپڑوں کے بدلنے کے واسطے دوسرے کمرے میں چلے گئے کیونکہ حاضری کا وقت آ گیا تھا اور مژدے دہونے اور کپڑوں کے بدلنے میں پندرہ ٹولہ منٹ کا عرصہ لگا ہو گا اس عرصے میں بیٹی آئی اور اوسکا ملاحظہ کیا گیا اکبر علی نے اس بیٹی کو سب جگہ دیکھا جب اذکو کمین جیب وغیرہ نہ معلوم ہوئی تو راؤ جی سے پوچھا کہ خفیہ جیب آہن کہاں ہے اور پوڑیوں کو تو کہاں رکھتا تھا جب راؤ جی نے جیب کو بتایا اور انہوں نے اذگلہ بان ڈال کر اوسکو بھاڑا تو اوسمیں سے ایک پوڑی نکلی فوراً مسٹر سوٹر صاحب کو اونہوں نے بلایا اور مسٹر سوٹر صاحب نے اوس پوڑی کو جیب سے نکال کر دیکھا تو اوسمیں اوس طرح کا زہر تھا جیسا کہ کرنل فیروز صاحب کے گلاس میں ڈالا گیا تھا اگر پولیس نے کچھ کارروائی کی تو وہ کس طرح دریافت کر سکتے کہ فلان قسم کی سنکھیا کرنل فیروز صاحب کو دی گئی ہے ہرگز یقین نہیں آتا کہ پولیس کے لوگ اس قدر چالاک ہیں اسوجہ سے مجھ کو یقین ہے کہ صاحبان کمیشن سارجنٹ میلن ٹائٹن صاحب کی اس تقریر پر کچھ ملاحظہ نہ کریں گے یہ بیٹی راؤ جی سے ۹۔ نومبر کو ملے لی گئی اور سسی بھو در کو دی گئی اور جو وقت سے بھو در کے پاس یہ بیٹی رہی خان بہادر اکبر علی نے بخیر سید ہی سید ہی کارروائی کی اور کوئی چالاکی نہیں کی جو وقت پوڑی بیٹی میں ملی تو خان بہادر عبدالعلی اور گجاند مل موجود تھے سارجنٹ میلن ٹائٹن صاحب نے ان دونوں شخصوں سے سوالات کیے۔

میری دانت میں جو پوڑی زہری راؤ جی کی بیٹی میں ملی اوسمیں کوئی چالاکی نہیں ہوئی درحقیقت اوس پوڑی میں وہی زہر تھا جو اوسنے کرنل فیروز صاحب کو دیا تھا۔

سارجنٹ میلن ٹائٹن صاحب کو چاہیے تھا کہ راؤ جی کے اظہار پر خوب غور کر کے اعتراض

کرنے اگر اس مقدمے میں پولیس کی کارروائی تہی تو اس پوڑیہ میں شککیا اور سپا
ہوا میرا بھی ضرور ہوتا نہ صرف شککیا اس شککیا کا ملنا حسب بیان راوچی کے ہے کیونکہ
اوسنے بیان کیا ہے کہ تھوڑی تھوڑی شککیا ہے میرے میں ملائی تھی اور باقی کو
رکھ چھوڑا تھا چنانچہ پولیس کو وہی پوڑیہ ملی پھر کس طرح یہ بات ہو سکتی ہے کہ پولیس
نے چالاک کر کے پوڑیہ کو رکھ دیا یہ بھی خیال خام ہے۔

ممبران کمیشن کو یاد ہو گا کہ راوچی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے حاکم کو یکایک مار ڈالتا
نہیں چاہتا تھا راوچی نے تھوڑی تھوڑی شککیا پوڑیہ میں ڈالی تھی جب کہ ریل فوج
نے ۹- اور ۱۰- نمبر کو اظہار ہے تو اوسنے فیضویہ ہمت رکھی تھی کہ اوسنے زہر دیا ہے بہت
اوسکی نہایت بجا تھی لیکن جب خیال کیا جاتا ہے کہ پہلے فیضو چند مرتبہ ماخوذ ہو چکا ہے اور
یہ شخص بد معاش مشہور تھا اسوجہ سے تمام نوکروں کو اوسکی نسبت زہر دینے کا یقین تھا
ممبران کمیشن کو یاد ہو گا کہ فیضو مہاراجہ صاحب کے دربار کا نوکر تھا اور اوسکا ایک بیٹا
بھی مہاراجہ صاحب کے پاس ملازم تھا لڑکا بالکل کم عمر تھا تنخواہ ملنے کے واسطے اوسکا
نام نوکروں میں تھا اسوجہ سے ریڈنسی کے نوکروں کا گمان فیضو کی نسبت غلط تھا
خدا نخواستہ راوچی کی طرف سے میں کچھ عذر نہیں کرتا ہوں بلکہ صرف اس قدر ظاہر کرتا
ہوں کہ سارجنٹ بیلن ٹائٹ صاحب نے کہا ہے کہ اوسکا اظہار واقع اعتبار کو نہیں ہوا میں
کہتا ہوں کہ اوسکا اظہار بالکل اعتبار کے قابل ہے اگر ممبران کمیشن سب اظہار کو غلط کر دیں تو اوسکا
اظہار بھی غلط ہے۔ ورنہ میرے نزدیک اوسکے اظہار میں کوئی جھوٹ اور غلطی نہیں ہے۔

صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے کہا کہ چارن جگے ہیں اور جتیک کہ ایڈریس مختصرہ کروں گا
ختم ہو گا۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ آپ خلاصہ نہ کیجیے آج عدالت درخواست کی ہے۔
سارجنٹ بیلن ٹائٹ صاحب نے کہا کہ میں صحیح کہتا ہوں کہ میرے دوست نے ایک لمحہ بھی اپنے
وقت میں ضایع نہیں کیا چنانچہ عدالت درخواست ہوئی۔

میسوان دن

کمیشن جمع ہوئی۔ صاحب پریسڈنٹ نے کہا کہ مہاراجہ سیندھیا اور سر ڈاکٹر اوچیل میں

اس لیے وہ عدالت میں نہیں آسکے جو کچھ آپ کی اسپیش ہوگی وہ اون کے پاس بھیجی جاوے گی۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل نے اپنا آفیس ظاہر کیا کہ وہ ممبران کمیشن آج عدالت میں نہ آسکے لیکن امید ہے کہ میری اسپیش پروردہ بخوبی غور کرینگے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ نرسو کے اظہار کو واسطے لائق اعتبار کے نہیں ہیں۔

میرے دوست سارجنٹ بیلن ٹاٹن صاحب کا قول ہے کہ نرسو ایک فغنون گواہ تھا اوکی شہادت کی ضرورت تھی یہ گواہ اس واسطے پیش کیا گیا تھا کہ راؤجی کی شہادت کو تصدیق کرے۔ میرا یہ خیال مطابق اس سارجنٹ صاحب کے نہیں ہے۔ میرے نزدیک نرسو کی شہادت نہایت ضرور تھی کیونکہ اوکی گواہی زہر خورانی کی بابت لی گئی سو اس کے وہ شہر میں رہتا تھا اور اسی کی معرفت خبریں آیا جاتا کہ فی تھیں یعنی جو خبریں راؤجی مھاراجہ صاحب کو بھیجا کرتا تھا لہذا ممبران کمیشن اس بات پر خیال کریں گے کہ اس شخص کی گواہی نہایت ضرور تھی سو اس کے نرسو راؤجی حوالدار کا افسر تھا اگر وہ اس محلے میں شریک نہ کیا جاتا تو اوپر چیرا سیون کو خوف رہتا مھاراجہ صاحب نے نرسو کو گالیان دی تھیں اور کہا تھا کہ تونے زہر دینے میں بڑی تاخیر کی مھاراجہ صاحب نے نرسو سے کہا تھا کہ پندرہ صاحب ریڈنٹ کی ڈیوٹی پر تم بیٹھے رہا کرو جب راؤجی کسی کاغذ کے لینے کو اندر جاے یا زہر ڈالتے وقت کوئی غیر شخص آجاوے تو سیٹی بجا دینا مگر دوشنبہ کے روز نرسو اپنے اس پہرے پر تھا مھاراجہ صاحب کو شک ہوا کہ کس شخص نے راؤجی کو زہر کی پوڑی شربت میں ڈالتے ہوئے دیکھ لیا اور اصل بات یہ ہے کہ اوس روز دھبے تک نرسو ریڈنسی میں نہیں آیا تھا اور اوس روز راؤجی نے علی الصبح شربت میں زہر ڈال دیا تھا اس واسطے مھاراجہ صاحب کو تردد ہوا اور اختلاس راہ میں دو درہنت سے اونہوں نے کھ دیا تھا۔ ان سب باتوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ مقدمہ پولیس کا بنایا ہوا نہیں ہے جو کچھ تحقیقات سے ظاہر ہوا وہی اصلیت مقدمہ کی ہے اب ممبران کمیشن پر ظاہر ہو گیا کہ نرسو کو واسطے مقرر کیا گیا تھا اگرچہ وہ ملازم قدیم ہے لیکن اوہیں ذرا عقل نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے بوجہ قدامت کے جمہداری کا عہدہ پایا نہ کسی کاگزاری کا عہدہ

سارجنٹ بیلن ٹائین صاحب اوس کے کونٹین مین کرنے کا بڑا مضحکہ کرتے ہیں کونٹین کے کرنے میں جو گواہی پیش ہوئی اوس میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

نرسو بیان کرتا ہے کہ جس روز میرے اظہار کے گئے میں کونٹین کی طرف جاتا تھا میرے دل میں یہ آتا کہ اس قدر عرصہ دراز کے بعد میری قسمت میں یہ بدنامی لکھی تھی جب میں نے وہاں اپنے چچنمون کو دیکھا تو آنکھیں سامنے نہوسکیں اوسوقت مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ ایسی زندگی سے ڈوب کر رہنا بہتر ہے۔

سارجنٹ بیلن ٹائین صاحب نے اپنی اسج میں بات کو بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ نرسو کا یہ بھی ایک کمزور قریب ہے اگر حقیقت وہ کونٹین میں گرا تو اتفاقاً گرا دیدہ و دانستہ نہیں گرا تھا۔ سارجنٹ بیلن ٹائین صاحب کو منظور تھا کہ سر لوئس پہلی صاحب وہ بیان نہ کریں جو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نرسو کو آنے سے روک دیکھا اور وہ بالکل پانی میں بھیگا ہوا تھا جو شخص اس کونٹین کو دیکھے گا وہی یہ بات کہے گا کہ اس کونٹین میں اتفاقاً گرا نہیں ملتا ہے نہ کوئی شخص یہ کہے کہ پولیس کی بنائی یہ بات ہے یہ بات مختصراً غلط ہے نرسو کو حقیقت کمال ندامت ہوگی اور اوسکو منظور نہوگا کہ اپنا منہ کسیکو دکھائے اس ندامت سے بھی اوس کے اظہار و ان کی تصدیق ہوگی کیونکہ اگر وہ صحیح بیان کرتا تو اوسکو ندامت کس بات کی ہوتی۔ ہر شخص کو یاد ہوگا کہ سر فوکر رائے اس گواہ سے کیسے کیسے سوالات کیے جن لوگوں نے اوسوقت سنا اوسکو بھی یقین ہو گیا تھا کہ جو شخص بیان کرے گا غلط نہوگا اوسنے ہر دفعہ یہی کہا کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر صحیح کہتا ہوں اور ایسا سچ ہے کہ کیا اگر تو صحیح بیان کرے گا تو تیری خطا بالکل معاف کر دی جائے گی اس کے جواب میں ابھی سنئے یہی کہا کہ سر کار میری مان باپ ہے جو چاہے کہ میں ابھی سچ کہتا ہوں۔ دودرہنٹ کی گواہی پر میرے دوست نے بہت کچھ اعتراض کیا ہے یہ شخص گیکو اڈکا بڑا متبرنہ کر تھا گیکو اڈا اور دودرہنٹ کے درمیان کوئی رنجش بھی تھی جب اس شخص کو گیکو اڈا سے کوئی عداوت تھی تو کیا وجہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ گیکو اڈا پر ایسا جرم قائم کرنا چاہے۔ اخیر مرتبہ گیکو اڈا دودرہنٹ کو سر لوئس پہلی صاحب کے پاس

نے گئے اور اسکو پیش کر کے کہا کہ یہ شخص میرا پوٹا سکر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ گینگواڑ اور دودر پنت بن کوئی رنجیدگی تھی جس روز گینگواڑ گرفتار ہوئے اس روز دودر پنت بھی پکڑا گیا اور اسکو اپنے مالک پر جھوٹی ٹھمنگ بنانے کا موقع نہ ملا۔ یہ امر غیر ممکن تھا کہ پولیس کے نوکر اس قدر آویسوں کو سکھاتے اور سب سے یکساں شہادت دے لائی لارڈز۔۔۔ بروقت دیکھنے رویدا مقدمہ اور تمام گواہوں کی شہادت کے میرے نزدیک بجز اس کے کہ گینگواڑ پر جرم ثابت ہے کمیشن سے اور کچھ فیصلہ ہوگا اور جس قدر گواہ گذرے سب نے صحیح بیان کیا۔

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے جو جو اعتراض کیے وہ محض فضول تھے اور انکی تقریر ہرگز لائق سماعت کے نہیں ہے۔ یہیم چند فتح چند نے خدالت کے رد پر برابر دروغ حلفی کی اول۔ کچھ بیان کیا اور بعد اس کے اور کچھ بیان کیا سو یہیم چند۔ فتح چند۔ اور سب گواہوں نے یکساں گواہی دی اب ممبران کمیشن کو اختیار ہے حسب طرح چاہیں جیسا لکھیں۔ سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے سالم اور شہادت راؤ کی نسبت بھی کچھ اچھا بیان نہیں کیا یہ دو گواہ بہت بڑے گینگواڑ کے معتمد تھے جب وہ خود پھرتے اور راؤ کی شہادت سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے نہیں لی اور باتنی کیا رہ گیا اس سے زیادہ مجھکو بہایت نہیں ہے اس لیے میں اور کچھ نہیں کہتا۔ سب صاحبوں سے میری اخیر عرض یہ ہے کہ یہ رئیس جو ماخوذ سہ لائق چند روی کے نہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر کرنا میں نے مناسب نہ سمجھا جو باتیں خاص تھیں انہیں کا تذکرہ کیا امید ہے کہ ممبران کمیشن بخوبی انصاف کرینگے میں ممبران کمیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری ایڈریس کو دل سے سنا۔ اب میری استدعا ہے کہ آپ بخوبی انصاف کریں۔ ۱۴ بجے ۵۴ منٹ پر صاحب ایڈووکیٹ کی اسپیش ختم ہوئی۔ اس کے بعد چند لمحہ تک سب لوگ خاموش رہے بعد کمیشن برخاست ہوئی۔

رزولیوشن مئی ۱۹۴۷ء

بنام صاحب انٹرنیشنلس آف انڈیا

چونکہ میں اجلاس کیشن میں واسطہ اداس شہادت کے نہیں طلب ہوا میں رزولیوشن مئی ۱۹۴۷ء کا پایا اوسکی کیفیت اس طرح ہے۔ ستمبر ہری چند چنٹا من جو کہ حضور گیکو اڈ کے جینٹ واک انگلستان میں ہیں اودھون نے اوسکی ایک نقل انگلستان سے لے کر میرے پاس بھیجی تھی اور وہ ہمارے پاس ماہ جون میں آئی اور ہری چند چنٹا من نے ۲۴-۲۵ جون کو لا سبیری صاحب کو حضور میں پیش کیا اسکا ذکر میں نے ایک مرتبہ سرلوئس پٹی صاحب سے بھی کیا اور اودھون نے مجھ سے وہ طلب کی کرنیل فیرو صاحب جو کہتے ہیں کہ ہئے اس بارے میں شکایت نہیں کی وہ بالکل غلط ہے ہئے کئی مرتبہ کرنیل فیرو صاحب سے کہا کہ آپ انتظام سلطنت میں ہکو مدو دیکھیے مگر اودھون نے ذرا خیال نہ کیا پس دوسری نومبر کو خریطہ لکھا گیا سرلوئس پٹی صاحب نے ایک ہفتہ میں بہت سے انتظامات جدید کیے اور ہکو پینٹ کرنیل فیرو صاحب کے نین مجھے کے سرلوئس پٹی صاحب سے ایک ہفتہ میں بہت سی مدد ملی کرنیل فیرو صاحب کہتے ہیں کہ ۲- نومبر کے خریطے میں بالکل حالات غلط لکھے تھے حالانکہ جو کچھ اوسمیں حالات لکھے تھے وہ سب درست تھے۔

ر دستخط - دادا بھائی نورذرجی

ترجمہ دامو در پنتھ کے اون اظہار وں کا جو اوسے پولیس کے

روبرو دیے

دامو در ترمبک برہمن سابق سکرٹری مھاراجہ گیکو اڈکھاس طرح پر اظہار دیتا ہے کہ بیٹوت راو یوئی سالم اور راو جی کرنیل فیرو صاحب کے زبردستی میں شریک ہیں۔ ماہ اشون جو کہ قریب دسہرے کے ہے مھاراجہ نے مجھ سے کہا کہ تھوڑی سنکھیا فوجداری سے منسکاؤ اور کہا کہ سنکھیا گھوٹے کی خارش کے واسطے منگائی جاتی ہے مگر فوجداری سے سنکھیا نہ ملی مھاراجہ نے کہا کہ کیوں سے منسکا لو۔ میں نے کہا کہ اس کے منسکانے میں پاس کی

ضرورت ہوگی مھاراج نے کہا کہ کچھ یہ وہ نہیں ہے میں نے دو تولہ سنکھیا نور الدین
 بوہرا کی معرفت پانی مھاراج نے مجھ سے کہا تھا کہ نور الدین سے افوار کر دینا کہ مھاراج
 اوسکو سلج خانے کی داروغگی دین گے پہلے اوسے نہیں بتایا کہ اوسے سنکھیا کہاں سے
 پانی میں نے مھاراج کو سنکھیا دکھائی اور پوچھا کہ میں اسکو کسے یردن مھاراج نے کہا
 کہ تم سالم کو دے دو وہ اوسکی دو اباتے گا میں نے سالم کو دیدی بعد اس کے مھاراج
 نے کہا کہ ایک تولہ بھیر سیرنگاؤ اور کہا کہ اس دو اس کے واسطے اسکی خاک کچاے گی میں نے
 ناناجی وتل کو حکم دیا کہ ایک تولہ بھیر سیرالا کے مھاراج کو دکھائیے اوسے تولہ بھیر سیر
 مھاراج کو لا کر دکھایا اور مھاراج نے کہا کہ یہ سیریشونت کو دے دو مچھیکو اب معلوم ہوا
 کہ مھاراج نے یہ سیر اس مطلب کے واسطے منگایا تھا پہلے تو مھاراج نے مجھ سے کہا تھا
 کہ یہ سیر سوئی اکلکوٹ کے تاج کے واسطے درکار ہیں اور دوبارہ مجھ سے کہا کہ تولہ بھیر
 سیر کا چوراہکو لا دو میں نے ناناجی وتل سے کہا کہ تولہ بھیر سیر کا چورہ لا دو مچھیکو بخوبی
 یاد نہیں ہے لیکن اتنا یاد ہے کہ ناناجی وتل یا ونانگ راونے دوسرے دن شام کو
 سیر کا چورا لا دیا مھاراج سے میں نے پوچھا کہ یہ چورہ کیا کیا جاے اونھون نے حکم
 دیا کہ بشونت کو دے دو جب سیر کا چورا میں بشونت کو دینے لگا میں نے اوس سے پچھا
 کہ یہ چورہ کیا ہوگا اوسے کہا کہ یہ چورہ کرنیل فیرو صاحب کے شربت میں ملایا جاے گا
 تاکہ وہ مرجائیں یہ بات پانچ چھ روز پیشتر کرنیل فیرو صاحب کے زہر دیے جانے کے ہوی
 تھی جس دن کہ زہر دیا گیا میں مھاراج کے ساتھ صاحب رزیدنٹ کے یہاں گیا تھا
 اور میں سیوک دہرم سالہ میں ٹھہرا نا اور مھاراج صاحب رزیدنٹ کی ملاقات کو
 گئے جب وہاں سے واپس آئے تو مجھ سے کہا کہ زہر کا دینا آج معلوم ہو گیا سالم اور
 بشونت راوکا آنا جانار ادھی کے پاس ظاہر ہو گیا اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو سالم
 رادھی کے گھر گیا اور کل پوربان جو کہ رادھی کے گھر پر موجود تھیں پھیکدین میں نے مھاراج
 سے پوچھا کہ کوئی کمرہ یہ بات ظاہر ہو گئی اونھون نے جواب دیا کہ نہ سوچیدار آج کے روز
 سیر پر تھا جب کوئی آتا تھا تو فرسوسیتی بجا دیتا تھا اور چونکہ وہ آج وہاں موجود تھا

اس واسطے یہ بھیجید معلوم ہو گیا ہر روز کی منبت آج مھاراج جلدی آئے تھے مین پھر گھر چلا گیا اور دوپہر کو مین نے مھاراج کو لکشی بائی کے محل میں دیکھا کہ مھاراج اور ناننا صاحب اسی زہر کا تذکرہ کر رہے ہیں اور بعد دوپہر کے مین اور مھاراج اور ناننا صاحب سوار ہو کر کہیں گئے تو مھاراج راستہ میں کہنے لگے کہ خبردار یہ ذکر جو ہم کر رہے تھے کسی سے نہ کہنا اور اسکی جستجو رکھنا دوسرے روز مھاراج نے سالم اور ریشوت راوت سے بہت کچھ سمجھا کر کہا کہ تم کبھی اسکا اقرار نہ کرنا بعد اس کے وہ پھر سوار ہو کر گئے اور جسے اور ناننا صاحب سے راستہ میں کہنے لگے کہ راوجی تو رہا ہو گیا اب کچھ خوف نہیں ہے جب کرنل فیرو صاحب کی جگہ پر کرنل پیلی صاحب آئے تو مھاراج کہنے لگے کہ آج راوجی نے مجھکو دوسرے سلام کیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ جو کچھ وعدہ اوس سے کیا گیا تھا وہ انعام اوسکو دیا جائے مگر مھاراج کہنے لگے کہ مین نے اوس سے کہا کہ جب کل یہ معاملہ منع ہو جائے گا اور وقت انعام کے گا بعد اس کے سوٹر صاحب جب یہاں آئے اور راوجی نہیں گرفتار ہو تو مھاراج نے سنا کہ سوٹر صاحب یہی کو داپس چلا گئے اس بات کو سن کر مھاراج نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب کوئی دہشت کا مقام نہیں ہے ہم سب بری ہو جائیں گے مگر جب راوجی گرفتار ہوا تو مھاراج نے مجھ سے کہا کہ راوجی کا قصور معاف ہو گیا اور اوسے سب باتیں اپنے اظہار میں بیان کر دی ہیں تم ہرگز کسی بات کا اقرار نہ کرنا اور ناننا بیڑا اور سالم اور ریشوت راوت سے بھی میں نے سمجھا دیا ہے کہ سالم اور ریشوت راوت کی گرفتاری کا حکم ریڈنسی سے آیا تو مجھکو ڈر و خوف ہوا اور مین نے ناننا صاحب سے کہا کہ ہم اور تم بھی اس سلسلے سے گرفتار ہو جائیں گے شام کے وقت مجھ سے مھاراج نے کہا کہ اُن دونوں شخصوں کو ریڈنسی میں مین نے بھیج دیا ہے اور اُن سے کھ دیا ہے کہ تم ہرگز اقرار نہ کرنا اور پھر مجھ سے کہنے لگے کہ اگر تم اقرار کر دو گے تو مثل گو بندر اوکالی کے مجھ سے کہو گے سو چائیں گے اور یہی بات ناننا ہر بوا سے بھی اور خون نے کہی تھی مین نے سنا تھا کہ ناننا بیڑا نے میرا ہم چند سے خریدے تھے جب مین نے اوس حساب کو مھاراج کے پاس دیا تو اسے پیش کیا تو اوخون نے کہا کہ سوامی تران کے نام کو جو برہمن کہلاتے تھے

اور میرے جو سات ہزار روپے کے خرید ہوئے ہیں تو اس میں سے نصف رقم کو بیچے تین ہزار پان سو روپے تو برہمنوں کے نام بڑا دوا اور تین ہزار پان سو روپے ہیروں کی خرید کے نام رہنے دو اور لکھ دو کہ میرے واسطے دو اسکے بے گئے ہیں مگر جب کہ زبردینا ثابت ہو گیا تو میں نے مھاراج سے کہا کہ میرا دوا میں نہیں پڑتا ہے اب ہم کیا کریں۔ اور مھاراج نے کہا کہ اوس کو غذا کو بھار ڈالو میں نے ناناچی و تل سے کہا اور اسی دن سے جواب دیا کہ ہننے اون درقون ڈو کالڈالا ہے بیٹے اس بات کی مھاراج سے اطلاع کر دی ہے یہ حساب کسی بھی کھاتے میں نہیں رہتا تھا بلکہ کاغذ کے بندوں پر رہتا تھا جبکہ بیٹے فوجدار ہی سے شکھیا سنگا یا تھا تو ہر فرجی و ڈیاوان کارکن تھا اوسنے کہا کہ بغیر مجھے مھاراج کے میں نہ کو نہ دوں گا لیکن پھر اوس سے میں نے نہیں منگائے وہ کاغذ پسر میرے دستخط تھے وہ فوجداری کے دفتر میں رہا اور جب ہننے مانگا تو دواں سے واپس نہ آیا کہ نیل فیر صاحب سے اور مھاراج سے بہت دنوں سے دشمنی ہو گئی تھی اور کیشی بابی کی مھاراج سے شادی ہوئے تو اور بھی دشمنی زیادہ ہو گئی جبکہ میں نو ساری میں تھا تو میں نے دیکھا کہ راجو جی سرکاری کاغذات مھاراج کے پاس لے گیا وہ کاغذات جس بابی کے تھے جن میں شکایت مھاراج کی اوسنے کرنیل فیر صاحب کو لکھی تھی مجھے مھاراج نے کہا کہ اسکی نقل کرو چنانچہ راتوں رات میں نے اون سب کاغذات کی نقل کر لی وہ جو نقل میں نے کر لی تھی اب اوسکو میں نے پھاڑ ڈالا اس خیال سے کہ ایسا ہوسے کوئی دیکھے کہ کرنیل صاحب بعد اس کے مقام بڑوے میں آئے اور کرنیل صاحب کو اون روزوں میں بھی آتا تھا اور سر میں پھوڑا بھی نکلا تھا میں نے ایک روز مھاراج کو سالم سے باتیں کرتے ہوئے سنا سالم مھاراج سے ذکر کر رہا تھا کہ صاحب کے پھوڑے کے پلاستیر میں وہ دوا ملائی گئی اور صاحب کے پھوڑے میں بڑی جلن ہے مھاراج نے کہا کہ میں راجو جی سے سن چکا ہوں اور راجو جی نے خود پلاستیر میں وہ دوا ملائی تھی تھوڑے دن کے بعد بڑے حکیم کے چھوٹے بہائی ایک بوتل میں زہر کی دوا بنا کر لائے مگر جو کہ دواں بہت سے آدمی موجود تھے اس واسطے انھوں نے وہ

وہ اس کے دو بروہین دی ایک روز شام کے وقت ہمارے ان سے مجھ کو حکم دیا کہ
 کہ بڑے حکم کے چھوٹے بھائی سے زبورین منگانی ہیں تم فوجداری کو حکم بھیجو کہ جو لوگ زبورین
 پکڑتی ہیں وہ لوگ زبورین پکڑ کر حکیم صاحب کے پاس لیجائیں اور یہ نراتن راؤ داکٹر کو جو کہ فوجداری میں
 ہو کر ہے حکم دے دیا ہے دوسرے روز ہمارا ج نے ہر پو اسے کہا کہ بڑے حکیم صاحب
 کے چھوٹے بھائی کو اس کے واسطے سانپ مانگے ہیں دو تین روز کے بعد سانپ والا آیا
 اور ہر پو اسانوں کو لے کر حکیم صاحب کے پاس دی آیا اور مجلس لاؤ زبورین لایا اور وہ بھی
 حکیم صاحب کے پاس بھیج دیں بعد اس کے حکیم صاحب نے کہا کہ منگی گھوڑے کا پیشاب لا دو اور
 میں نے بابا جی کو حکم دیا کہ اور اسے حکیم صاحب کے پاس پھونچا دیا اسی وقت فوجداری
 کے دفتر سے شکمیا بھی ملا مگر مجھ کو یاد نہیں کہ کس قدر تھا جب بہ خیرین حکیم صاحب کے
 پاس پھونچ گئیں تو وہ ایک نشی تیار کر کے لائے اور ہمارا ج نے وہ نشی سالم کو دیدی
 وہ نشی عطر کی تھی مجھے معلوم ہوا کہ وہ کرنل فیروز صاحب کے پھوڑے میں لگانے کی واسطے
 دیا تھا میں بار کرنل فیروز صاحب کے مارنے کے واسطے قصد کیا گیا اول حکیم صاحب کی دواسے
 دو م بلاستر میں زہر ملائے اور سوم شہرت میں زہر ملائے دو دفعہ میں نے نور الدین
 پور سے شکمیا پائی تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات پور ہی ہے تو میں نے
 نور الدین سے پوچھا کہ وہ شکمیا تنے میرے نام تو نہیں لکھی ہے اس نے کہا کہ میں نے
 تو نہیں لکھی ہے مگر کہو میں جس شخص سے تم لائے تھے اسے تمھارے نام لکھی ہے اگر دو سوڑپہ
 تم جکو دو تو ہم اس کا غصہ تمھارا نام کال دین میں نے کہا کہ اچھا تم اپنے پاس سے
 دو سوڑپہ دے کے ہمارا نام نکلوا دو میں دو سوڑپہ پتے ملکوا اپنے حساب میں مجراؤ دگا
 کیونکہ میں کہو اسے کو نہیں جانتا ہوں مگر مجھ کو یقین نہیں ہے کہ اسے روپیہ دے کے میرا
 نام نکلوا یا سو۔

روا مو در پتہ اپنے اظہار دے رہا ہے۔ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۸۶ء۔

وہ بیان کرتا ہے کہ شونت راؤ اور سالم روپیہ لیجا یا کرتے تھے اور زبردستی کے نوکروں کو
 دبا کرتے تھے اور دن رقموں کو اور حساب میں لکھوا دیا کرتے تھے جب یہ دونوں شخص

گرفتار ہوے تو مہاراج نے کہا کہ جو زمین مشکوک ہیں ان کو بدل دو یا نکال ڈلو یا چھیل ڈلو
مگر چونکہ حساب کئی جگہ لکھا جاتا تھا اس واسطے میں نے ان رقومات پر سبھی ڈوال دی
بیشوث راؤ اور سالم رزید منی کے نوکر دن کو ڈپڑہ برس سے رشوت دیتے تھے چار مہینے
ہوئے کہ ایک لاکھ بیس ہزار روپے پریم چند راے چند کو دیا گیا تھا یہ روپیہ لکشی بانی
کے لڑکے مونس کے وقت دیا گیا تھا اور یہ روپیہ گپ صاحب کے رشوت دینے کو دیا
گیا تھا تاکہ لکشی بانی کا ایک لاکھ راؤ کا وارث گوہر منٹا تسلیم کرے مگر یہ روپیہ نہیں دیا گیا
اور پریم چند راہ چند نے یہ روپیہ اپنے پاس رکھ چھوڑا اور یہ روپیہ خانگی حساب میں لکھا گیا
اسی زمانے میں ایک بابو کلکتہ سے بلایا گیا تھا اور اس کو ایک بار بیس ہزار روپے
دوسری مرتبہ بیس ہزار روپے بذریعہ نوٹ کے دیا گیا تاکہ وہ بھی اسی لڑکے کے وارث
مونس کے کوٹیشن کرے اور یہ روپیہ لکشی بانی کے حساب میں لکھا گیا بابو اور موتی لال
سے بڑی دیر تک انگریزی میں باین ہو گئے اور پچیس ہزار روپے منجھد اسی روپے
کے مقام میں پورہ میں دیا گیا جو جنگین جبرم مہاراج نے کیے اور میں کسی کی صلاح
شامل نہیں تھی بھادو سیندھیا گوہر راؤ تاکہ اور اور شخص جو قتل کیے گئے اور میں
شریک تھا وہ فوجداری کے ذریعے سے موی تھی میں جیسے مہاراج کی شادی لکشی بانی
کے ساتھ ہوئی تھی جیسے اس جگہ پر مقرر ہو ہوں اول میں خانگی حساب و کتاب چھاپ
کی میں رکھتا تھا وہ کاغذ میرے ماتھے کا لکھا ہوا فوجداری کے محکمے کے واسطے ہے اور
مہاراج کا اس میں حکم بھی موجود ہے۔

۳۔ فروری ۱۸۶۱ء۔

وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک ہفتہ مہاراج کے قید ہونے سے پیشتر مہاراج کے ساتھ
سر لوہں پٹی صاحب کی ملاقات کو آیا تھا مہاراج کی عادت تھی کہ تین مرتبہ روز
ہو آخری کو جاتے تھے اور میں ہمیشہ ان کے ساتھ جاتا تھا اور جب کبھی مہاراج
رزید منی کو جاتے تھے تو میں بیسوک دہرم سائے کے دان ٹھہر رہتا تھا اور جب مہاراج
دان سے مراجعت کرتے تھے تو پھر سوار کر کے ٹھیکو میرے گھر پہنچا دیا کرتے تھے جو مہاراج
کی گاڑی ہانکتا تھا اور سکاناتن سنگھ ہے مجھے فیر صاحب کی آیا کے آنے کا حال

مھاراج کے پاس بھی معلوم نہیں تھا مگر جبکہ وہ قید ہو گئے اور سوقت مھاراج نے
مجھے سنا کہ مار ۵۔ فروری ۱۸۶۱ء۔

میں نے اذیتیں جنوری کے اظہار میں بیان کیا ہے کہ دو مرتبہ میرے کی کئی خریدی گئی
مگر چونکہ تحریک یا رنجہ اوس کے خرید کی معلوم نہیں۔ اتنا تو دہے کہ ایک ایک ہفتے کے
بعد خریدی گئی سالم اور نشونت راؤ نے جو جو روپیہ رزیدنسی کے ملازمن کو دیا ہے وہ
روپیہ میرے بہانہ سپورہ اور آتشبازی کے نام سے لکھا ہے حالانکہ سپورہ اور آتشبازی
تہین آئی اور نہ سالم اور نشونت راؤ کا کام لانے کا تھا یہ کام مھاراج نے سالم اور اوجی
اور نشونت راؤ کے ماتھے میں دیا تھا کہ کی طرح فی صاحب مار ڈالے جائیں جو کہ خبریں بدنی
کی مھاراج کے پاس آتی تھیں وہ سالم لاتا تھا اور میں ان خبروں کو پڑھ کے سناتا
تھا بعد اوس کے وہ پھاڑ کے پھینک دیتا تھا وہ دو زمین میں ہزار اور پچاس ہزار
روپیہ کی جو کلکتہ کے بابو کو دی گئی تھیں وہ مسافر ہیکو کے نام میرے حساب میں لکھی
ہوئی ہیں اور یہ عورت لکشی بانی کے رشتہ داروں میں ہے اور مھاراج کی یہ بھی
ایک درخواست ہو بلونت راہر کہ جب کتابت و بوان مھاراج کے تھے تو مھاراج ایسے مشورے کی آواز
صلاح کیا کرتے تھے اور انہیں کی صلاح سے گوبند نانگ اور بھایو سیندھیا وغیرہ
قتل ہوئے تھے حرفت اسی سے نہ کر اہن تک جو کا قذات سرکار میں موجود ہیں ان سب
میں میرا دستخط ہے اور مھاراج کے حکم سے لکھے گئے ہیں اور حرفت جی سے کہ تو تک بھی
میرے ہی حکم سے لکھے گئے ہیں یہ سب روپیہ مھاراج کے حکم سے سالم اور نشونت راؤ کو رزیدنسی
کے ملازمن کی رشوت کے واسطے دیا گیا ہے۔

اول بادداشت سورت کا ایک ہزار روپیہ اور میرے فیصد بڑے سکے چہرہ شاہی سے
اضافہ کر کے دیا گیا ہے نوکل روپیہ اٹھارے سو اور ایک مرتبہ دو ہزار روپیہ بابا شاہی
دیا گیا ہے نوکل روپیہ سترے سو اور ایک روپیہ ۵۔ ماگھہ سدی سمبت ۲۰۔ ۱۹۔ مطابق ۲۵۔
نومبر ۱۸۷۸ء کو دیا گیا اور یہ روپیہ نشونت راؤ کو دیا گیا۔

دوسرا احباب ۵۔ سافون سدی سمبت ۲۰۔ ۱۹۔ یہ روپیہ احمد آباد کو بھیجا گیا تھا اور

میتونٹ راؤ کو دیا گیا۔ تیسری یادداشت دس روپیہ دیا گیا اور چار روپے کے دیے گئے۔
 نوکل روپیہ ۱۴۱۱ دیے گئے اور سولہ بابا شاہی دیے گئے نوکل روپیہ ۱۴۱۱ دیے گئے۔
 اس طرح پورے سال میں میتونٹ راؤ کو دیے جانے والے ۱۴۱۱ روپیہ ۱۴۱۱ کو میتونٹ
 کو روپیہ دیا گیا ۱۴۱۱ سورت کا دیا گیا اور نوکل فی صد بیٹہ کا دیا گیا نوکل ۱۴۱۱ روپیہ
 مورخہ ۲۱۔ ماگھ سمیت ۳۱۔ ۱۹۔ مطابق ۱۴۱۱ دسمبر ۱۴۱۱ حساب مورخہ ۲۲۔ ماگھ
 سمیت ۱۹۔ مطابق ۱۴۱۱ دسمبر ۱۴۱۱ میتونٹ کی معرفت اسباب احمد آباد سے خرید گیا
 اور سرکار نے اس کو روپیہ دینے کے واسطے اجازت دی آج اس کو اس کے واسطے دیا گیا
 ہے اور سارا ایک دیا جاتا ہے اس کی رسید سالم سے لی گئی۔

حساب مورخہ ۳۱۔ ماہ ذیقعدہ مطابق ماہ پوس سمیت ۱۹۔ مطابق ۱۹۔ جنوری ۱۴۱۱
 خاص اسباب ممبئی سے معرفت میتونٹ راؤ کے خرید گیا اور مطابق سرکار کے حکم کے
 سار روپیہ دیا گیا رسید ۲۱۔ تاریخ دی حجہ کو مطابق ۹۔ فروری ۱۴۱۱ کے سالم
 کے ماتحت سے لی گئی ۲۲۔ ماگھ سمیت ۳۱۔ ۱۹۔ مطابق نوکل دسمبر ۱۴۱۱ کے سالم کو
 احمد آباد سے اسباب لانے کے واسطے سورت روپیہ دیا گیا ہے۔

حساب ماہ ذیقعدہ نئے ماہ پوس سمیت ۱۹۔ مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۴۱۱ آتشبازی اور
 اور چیزیں سالم نے ممبئی سے بھیجن اور سرکار نے اس کی قیمت دینے کے واسطے حکم دیا
 اس کے مطابق سورت کے روپیہ دیے گئے اور جو کچھ کہ بیٹہ لگا وہ بھی دیا گیا
 کل سورت کے روپیہ مار دیے گئے اور بیٹہ کے واسطے فیصد بیٹہ کے حساب سے ۱۴۱۱
 دیا گیا کل روپیہ ۱۴۱۱ دیا گیا ۱۴۱۱ ماہ ذیقعدہ یعنی ماہ ماگھ سمیت ۱۹۔ مطابق ۲۵۔ جنوری
 ۱۴۱۱۔ سالم کو واسطے اسباب لانے کے ممبئی سے مھاراج کی اجازت سے امانت
 سورت کا دیا گیا اور بیٹہ بحال بیٹہ فیصد کے ۱۴۱۱ روپیہ امارت سے دیا گیا ۲۵۔ محرم
 یعنی ماہ پہاگن سمیت ۱۹۔ مطابق ۱۵۔ اپریل ۱۴۱۱ سالم احمد آباد سے اسباب لایا اور
 سرکار نے اس کے خرچ کے واسطے اجازت دی نقد روپیہ ۱۴۱۱ روپیہ دیے گئے اور
 ۱۴۱۱ اس کے خرچ کے واسطے دیا گیا۔

۲۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۹۔ بیساکھ سہمسرتی چہرہ شاہی روپیہ الے دیا گیا یہ روپیہ بعض کسی اسباب کے جو کہ یہی سے سالم لایا تھا دیا گیا اور اوس کی رسید اوس سے لی گئی ۱۵۔ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۳۰۔ بیساکھ سہمسرتی بجکم سرکار سالم کو اٹلویہ بمبئی سے کسی اسباب کے لانے کے واسطے دیا گیا جس میں سے الے کلدار دیا گیا اور باقی کار روپیہ بابا شاہی دیا گیا ۲۲۔ جیٹھ ۱۹۴۷ء مطابق ۸۔ جون ۱۹۴۷ء سالم بمبئی بمبوحہ لاپا اور مفصلہ زمین نقد اوس کو دی گئیں الے نقد دیا گیا اور بعد اس کے ۸۔ ایک دیا گیا اور ۱۵۔ ایک دیا گیا یہ سب روپیہ چہرہ شاہی دیا گیا اور ۱۵۔ سورت کا دیا گیا اور اوس کے برائے فیصد کے حساب سے ۱۱۔ دیے گئے توکل روپیہ ۱۵۔ ملے دیا گیا۔

۲۴۔ رجب مطابق ماہ ساون ۱۹۴۷ء مطابق ۸۔ ستمبر ۱۹۴۷ء سالم کے ذریعے سے میوہ احمد آباد سے منگایا گیا اور اوس کے عوض چہرہ شاہی روپیہ دیا گیا نقد مار اور ٹوٹے اور دیے گئے توکل روپیہ مالویہ دیا گیا۔

حساب اول ماہ اشین ۱۹۴۷ء مطابق ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء سالم کے ذریعے سے مقام احمد آباد سے میوہ منگایا گیا اٹلویہ نقد دیے گئے اور رسید لی گئی دامودرن پتھ منظر ہے کہ وہ دو یادداشت جو ابھی تھے دکھائی دیں وہ ناتاجی وٹل منے محکمہ لکھی تھیں اور مجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم چند فتح چند سے جو دو بار میرے کچوہ لیا گیا ہے اوس کے بارے میں کیا کیا جاے میں نے اوس کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ حساب خانگی خسرچ میں ڈال دیا جاے درحقیقت سمٹے کا ہیرا ہم چند فتح چند کو ۲۰۔ جنوری کو لیا گیا ہے اور بڑووس کے روپیہ ۱۳۔ دیے گئے فقط

رز ویوشن

حضور پھر راجہ حکومت سے معزول کیے گئے اور انتظام رہاست بڑودہ کا عہدہ گورنمنٹ برٹش نے اپنے دست تصرف میں لیا تاکہ تحقیقات کیجیے اور رہاست اور سہل تمام کی ویت کیجیے جو ترغیب واسطہ زہر خورانی کے پھر راجہ کی نسبت حاید ہوا تھا کہ کرنل فیہ صاحب سنی بی قائم مقام سابق گورنمنٹ برٹش رہاست بڑودہ کو زہر دلوایا گیا۔ منظور تھا کہ حیدر اجمہ کو موقع اپنی بریت کا حاصل ہو اور وہ تروید اپنے جرم متہمہ کی کریں۔

سر آرکوچ صاحب چیف جسٹس بنگال و محاراجہ گوالیار اور عہدہ راجہ پورہ اور کرنل سر آر میڈ صاحب چیف کمنڈر میور و کرک و راجہ سر ڈنکر راجہ و مسٹر بی ایس ہول صاحب بنگال سول سروس و نٹ بوزن تحقیقات جرم مذکور ممبران کمیشن مقرر ہوئے تھے تاکہ بعد تحقیقات بہ اجلاس حضور و سہرا و گورنر جنرل بہادر کونسل کے رپورٹ کریں کہ انکی رہاست میں روداد مقدمہ کی کس طرح پائی گئی اور اصلی حالت ایسی کی گئی ہے۔

گورنمنٹ انڈیا چیف جسٹس و ممبران کمیشن کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ انہوں نے ایسے امر عظیم اور مقدمہ سنگین کی کارروائی کو اپنے ذمہ لیا۔

رپورٹ ممبران کمیشن مختلف رہاست کی مع فیصلہ گورنمنٹ انڈیا جو بعد غور کامل اور تقابلاً کو نشان کے مطابقت ہو ہے اطلاع عام کیے گئے ہستہ کیجانی ہے۔

حکم ہوا کہ رز ویوشن مندرجہ ذیل مع دیگر کاغذات مذکورہ واسطہ ملاحظہ کرکے ٹریسٹ ہندوستان کے ارسال کیے جاویں اور گزٹ آف انڈیا میں طبع ہوں۔

حب الحکم۔ حضور و سہرا و گورنر جنرل۔

مستطاب سی یو ایچ پنشن صاحب سکرٹری گورنمنٹ انڈیا۔

رز ویوشن

کاغذات مندرجہ ذیل پڑھو۔

اول ایشہار مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۸ء۔ حسین محاراجہ پھر راجہ گوالیار معطل ہوئے تاکہ تحقیقات جرم زہر خورانی جو ترغیب سے محاراجہ کے برٹش رز ویوشن کو دیا گیا کیجیے۔

دوم۔ ایشمار مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۵۷ء حسب نشانہ جبکہ کمیشن واسطے تحقیقات جرم کے مقرر ہوا تھا۔

سیوم۔ کاغذات مقدمہ مع اون کو اخذ کے حوالہ دوسے ترجمہ ہوئے ہیں۔
چہارم۔ نوٹ۔ یادداشت مطبوعہ۔ بابت تقاریر کونسل۔

پنجم۔ رپورٹ سر رچرڈ کوپچ صاحب۔ سر آر میڈ صاحب۔ اور پی ایس ٹول صاحب
وستخلی ۳۱۔ مارچ ۱۹۵۷ء۔

ششم۔ راس جہاگانہ مہاراجہ سیندھیا مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء۔

ہفتم۔ راس جہاگانہ مہاراجہ جے پور مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء۔

ہشتم۔ راس جہاگانہ راجہ سرودنکر راؤ۔ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء۔

وقفہ ۱۔ کاغذات متذکرہ بالا پڑھے گئے۔ یہ سب رزولوشن مین منسک مین جن سے معلوم ہوگا کہ دربارہ حرکات مہاراجہ مہارادے کس طرح پر تحقیقات اور کارروائی کی گئی اور یہاں جملہ کاغذات کی نقل کرنا اس مقام پر سوائے طول کے مفید تصور نہیں ہے لہذا درگذر کی صورت اور تین کاغذات ضروری کا بیان کرنا ضروری ہے کہ تا صورت فیصلہ کے ہو دیا ہو۔

روسا اور صاحبان ممبران کمیشن نے محنت شاقہ اور کمال تحقیقات کی اور کمیشن کو برسات کیا اور اپنی اپنی راس متیظ فرمائی اب گورنمنٹ انڈیا کو پہلے بعد غور کامل اور شہادت گواہان اور تقاریر کونسل دو دیگر ممبران کمیشن کے نتیجہ اہل کارروائی کا لکھنا باقی رہا۔
وقفہ ۲۔ سر رچرڈ کوپچ صاحب۔ اور سر رچرڈ میڈ صاحب۔ اور سر پی ایس ٹول وغیرہ ہر سہ ممبران کمیشن کی راس اس امر پر متفق ہے کہ جو جرائم مہارادے کے ذمہ عاید کیے گئے تھے وہ سب پایہ ثبوت کو چھوٹے۔ صاحبان مدد و ح اپنی راس مین ضمانت لکھتے ہیں کہ بعد غور کامل کے معلوم ہوا کہ مہارادے نے ضرور ارادہ فرمایا خورانی کا کیا تھا اور جن لوگوں سے یہ حرکت ظہور میں آئی بوجہ اشتعالک اور ترغیب مہارادے تھی۔
وقفہ ۳۔ مہاراجہ سیندھیا کی تحریر سے گفتگو قیامین ملازمان ریاست اور مہارادے

ہونا اور زہر خورانی کا ثبوت جبکہ مہاراجہ موصوف تسلیم کرتے ہیں پایا جاتا ہے مگر مروج افق
مہاراجہ اس امر کو صاف نہیں کہتے ہیں کہ کرنل فیروز صاحب کو ضرور زہر دیا گیا اور ثبوت وز
کی گفتگو ملازمان اور مہاراجہ کے باب میں یہ فقرہ لکھا ہے کہ یہ کچھ بری بات نہیں
ہے ایسی آمد رفت و در خواست انعام کی بروقت شادی یا تیوہار کے اکثر سوا کرتی تھے
اور ساعی اسکے رہتے ہیں کہ حتی الامکان صاحب رزیدنٹ سے خوشنود رہیں اور اکثر
روساے ہندوستانی صاحب رزیدنٹ کی کارروائی کو خفیہ دریافت کرتے رہتے ہیں
اور جو اوکی ریاست سے متعلق ہے اونپر زیادہ تر شفقت رکھتے ہیں۔

اور وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ گیکو ارد کا تعلق زہر خورانی میں ثابت نہیں ہے وہ اسباب میں
یون کہتے ہیں کہ دربارہ اداؤ زہر خورانی کے تمام مقدمہ جو میرے رو برو قائم ہوا اور میری
فہم و قیاس میں جرم زہر خورانی کا مہاراجہ کے ذمہ ثابت نہیں ہے۔

صفحہ ۴۲۔ حضور مہاراجہ بیچے پور تصور کرتے ہیں کہ ملازمان رزیدنٹ کی کو کسی قدر روپیہ ملا
اور کرنل فیروز صاحب کو زہر بھی دیا گیا ملازمان اور مہاراجہ کی گفتگو کے باب میں وہ یون
تحریر کرتے ہیں کہ میان ایندہ آیا اور دیگر ملازمنوں سے ثابت ہوا کہ روپیہ مختلف اوقات
میں آیا اور نوکر و ن کو حسب الحکم پھر راد کے دیا گیا مگر اس سے یہ نہیں پایا گیا کہ ملازمان
ریاست سے کسی کام ناجائز کے لیے سازش کیجاوے صرف یون ہیں گیکو ارد نے انعام و
تھے جیسے اکثر شادی اور بعض تیوہار وغیرہ میں دیتے ہیں اور مہاراجہ صاحب نے و بارہ
نقص شہادت کے بہت کچھ مضمون لکھا ہے اذکا بیان آئندہ کیا جاوے گا۔

آخر میں اومنون نے یہ لکھا ہے کہ بلحاظ وجوہ مذکورہ بالا میرے دل کو کسی طرح یقین
نہیں آتا کہ گیکو ارد اس جرم میں ذمہ بھی ناخود ہیں ہر چند کہ کرنل فیروز صاحب کے شہادت کے
گلاس میں نہ ہر ملا اور مختلف تین شریک جرم۔ یعنی راوجی۔ دودر پنچھ۔ اور زوسوئے
شہادت دی۔

صفحہ ۵۔ راجہ بہر ذکر راو کی مثل مہاراجہ سیندیا کے ہے ہند مفضل لکھا اسکا اس
مقام پر ضرور یقین ہے۔

دفعہ ۷۔ بعد ممبران کیشن کے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ علاوہ ملازم راؤ جی کے یہ اور اور سو کے کسی اور شخص سے زہر دیا ہو۔

دفعہ ۸۔ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ صرف اسے ممبران کیشن پر چھڑ کیا جاتا تو نتیجہ اوسکایہ ہوتا کہ گینگوار کو موقع اپنی بہت جرم کا ہوتا اور لیکن ان کی کوشش اس بارے میں برعکس ہوئی مہجد ممبران کیشن کے تین ممبروں کو اسے ہے کہ گینگوار پر جرم ثابت ہے لہذا ایسے تین شخص کو جکبوا دے۔ اور کارروائی اس ملک سے ایک تجربہ کامل ہو چکا ہے اور جنہوں نے جو تحقیقات اور حصول شہادت کے اس مقدمہ میں اپنی رائے دی کہ جسکی تحقیقات کے سے ہم مامور ہوئے تھے اوس شخص پر جرم ثابت ہو گیا اور تینوں راتیں متفق ہیں اور جب وہ رات کسی افسر بلائے زمین کی پس میں بھی کھ سکتا ہوں کہ کم از کم اس شخص پر بہت بڑا اتہام رہے گا جسکی نسبت وہ اثبات جرم کا کہتے ہیں۔

دفعہ ۹۔ لیکن گورنمنٹ انڈیا مناسب نہیں تصور کرتی ہے کہ اس کو رپورٹ ممبران کیشن پر چھڑ دینے کے لئے اس کیشن کا اجلاس جو ڈیشنل تھیٹا یہ کیشن صرف تحقیقات جرم اور اظہارات گونا گونا و غیرہ کے بعد گورنمنٹ کو اطلاع کروا کر کل ممبران کیشن کی ایک رائے ہوتی تو جی گورنمنٹ انڈیا بغرض اطمینان خود بخوبی اول سے آخر تک خود ملاحظہ کرتی اور بعد ملاحظہ کا علیحدہ اپنی رائے کہتی۔

چونکہ ممبران کیشن کی رائے مختلف ہے لہذا گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صرف اپنی ہی رائے نہ لکھے بلکہ خاص خاص انہوں کل خیالات لکھے جتنے کہ یہ نتیجہ حاصل ہوا ہے۔

دفعہ ۱۰۔ اسے تین ممبروں کی جنہوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ لکھی ہے ان سے کہیں شہادت گواہان میں اور خاص خاص باتوں میں کہ جو باعث کمزوری شہادت کے تھے اختلاف پایا جاسکتا تھا گورنمنٹ انڈیا ان دونوں باتوں میں اول بات پر خیال اپنا رجوع کرے گی یہ ارادہ نہیں ہے کہ تمام و کمال گواہوں کا ذکر ہو ان اہل ضروری باتوں پر بحث کی جائے گی۔

دفعہ ۱۱۔ پہلے اس بات پر ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ملازمان ریاست اور گینگوار میں گفتگو ہونے کا

ثبوت ہوا ہے یہ گفتگو بوقت شب تخیلہ میں ہوئی تھی اور اس امر پر شدیدہ میں وعدہ انجام زر کثیر کا کیا گیا تھا حسب گواہی گواہان آزاد کے یہ امر متحقق ہوا ہے گواہی انکی سید ہی ساوہی گذری اور یہ شہادت ایسی ہے کہ جس سے خاص باتیں معلوم ہوئیں اور عند الانظہارات جب سوالات ہوئے تو انکی گواہی میں ذرا سی لغزش نہیں ہوئی اور اوسے طرح جواب دیتے رہے جب کبھی موقع ہوا انکی شہادت کو محاکم امتحان پر آزما کیا جئے پوچھا کہ تمکو کون کون لوگ کس کس مکان میں سے گئے اور تمکو یاد ہے کہ جب تمکو روپیہ دیا گیا تو وہ ان کون کون شخص موجود تھا جواب ان سوالات کا بخوبی دیا کوئی شہادت مختلف اسباب سے میں نہیں گذری۔

واقعی یہ ہے کہ گینگو اڑ بھی اس امر راست سے انکار نہیں کرتے۔ اونھوں نے چہرہ بات تحریری جو نہایت احتیاط سے لکھا ہے تحریر کرتے ہیں کہ اس میں انکو انکار نہیں ہے بذات خود گفتگو کرنے سے یا روپیہ کے نہ دلانے سے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کارروائی میں نے انھوں سے نہیں کی کہ مجھکو زر پڈنسی کی روڈ پر اندر ملتی رہے۔

دفعہ ۱۱۔ ظاہر اگورمنٹ کے نزدیک کوئی شہادت وغیرہ ایسی نہیں ہے جس سے تردید بیان راؤجی کی سہ کے کہ اوس نے اپنے ماتھے سے کرنل فیرو صاحب کو زہر دیا ہے یا شہادت نرسو کی رد کر دیا ہے کہ اوس نے راؤجی کو مدد دی تھی۔

دفعہ ۱۲۔ گورمنٹ انڈیا کو معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں دو بہت بڑے امر جو ہرگز کسی صورت سے رد نہیں ہو سکے مسلم الثبوت ہوئے۔ اول یہ کہ گینگو اڑ خاص بذات خفیہ رات کے وقت پانچ شخص ملازمان زر پڈنسی سے گفتگو کرتے تھے۔

اور اونھوں نے راؤجی۔ نرسو۔ اور ایمٹہ۔ کو جو بیٹون ملازم ریاست کے تھے روپیہ دیا۔ دوسرے یہ کہ ایک بہت بڑا راوہ کیا گیا کہ کامل متاؤز ہرگی کرنل فیرو صاحب کو دی گئی اور بذریعہ راؤجی اور نرسو کے زہر د لایا گیا۔

گورمنٹ انڈیا قیاس کرتی ہے کہ کوئی ممبر اون بیٹون ممبران کیٹن سے جنھوں نے اپنی رائے علیحدہ علیحدہ لکھی ہے بالکل ان دونوں باتوں سے انکار نہیں کرتے ہیں اور جن

باقیوں کو اونھوں نے تسلیم کیا ہے اون سے بھی صاف حال پایا نہیں جاتا۔
 دفعہ ۱۳۔ جب یہ دو امر منع ہو چکے اور ثبوت انکا کی جگہ ہو چکا تو غور کامل کرنے پر مقدمہ
 بہت دور پہنچا ہے اول اول تو یہ شکل غبی اور اسکا یقین تھا کہ ایسا شخص گیکوارٹس
 ملازمان ریاست سے خفیہ گفتگو کرے مگر جب یہ ثابت ہو گیا تو یہ بات دریافت طلب ہی
 کہ کیا یہ گفتگو اون حرکات سے علیحدہ یا اوس کی ضمن میں تھی۔

کوئی وجہ اسکی ظاہر یقین کی گئی کہ راجہ اور تروٹون نے ایسا کیا صرف اتنا ہی بیان ہوا
 ہے کہ بغرض حصول انعام کے ایسا امر وقوع میں آیا پس انہیں دونوں باتوں سے ابتدا
 اور انتہا اسکی خیال کر لینا چاہیے اور یہ دونوں باتیں ملی ہوئی ہیں اور ایک دوسرے
 سے پیدا ہوئی ہیں۔

دفعہ ۱۴۔ یہ بات صحیح ہے کہ اون تینوں ممبروں نے غلطی رائے علیحدہ علیحدہ قلمبند ہوئی
 ہے ملازمان رزیدنسی اور گیکوارٹس بائیں نوٹ میں او سکوبے بنیاد سمجھتے ہیں اونکی رائے
 دفعہ ۲۔ اور ۴۔ میں ہیں جو کچھ قاعدہ اور ریاستہائے ہندوستانی میں ہو لیکن گورنمنٹ
 انڈیا تصور کرتی ہے کہ ان ممبروں نے اون باتوں پر جو شہادت میں ہیں اور منافق
 گیکوارٹس میں بدون غور کامل رائے اپنی لکھی ہے۔

دفعہ ۱۵۔ کسی شہادت سے ثبوت اسکا نہیں ہے کہ گیکوارٹس ملازمان رزیدنسی کو
 علی العموم بروقت شادی یا کسی توبہ دار کے انعام دیا ہو۔ اگر عام اشخاص کو انعام دیتے
 اور منظور یا منظور دیتے تو انکے ثبوت کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ شہادت سے صاف ظاہر ہے
 کہ خاص خاص لوگوں کو جن سے بالمشافہ گفتگو ہو کر فی غبی گیکوارٹس انعام دیا اور ملازموں
 کے مدارج خیال کر کے پیر یہ انعام بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً راجہ کو اس قدر انعام
 دیا گیا جو چار گونہ اوسکی سالانہ تنخواہ سے زیادہ تھا اس سے ظاہر ہے کہ گیکوارٹس کا منشا و ملی
 یہ تھا کہ صرف ملازمان ریاست کا دل ہی ماتھے میں نہ لے بلکہ انکو بروثوت دے اور ایک
 برس کام پر اون کو آباد کرے۔

دفعہ ۱۶۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی واضح ہے کہ گیکوارٹس خود بھی اپنے تینوں اوسکلام

سے جدا کر بن جکا تذکرہ محمد اچھ بسند سپہ کرتے ہیں بیٹے واسطے مطلع ہوئے بہر زمان کے روپیہ دینا۔ لیکو اڑنے اپنے بینات تحریری میں لکھا ہے کہ میں بیان کرتا ہوں کہ میں نے بذات خود کسی ملازم رزیدنسی سے نہیں کہا تھا کہ وہ عطیہ مجھ کو خیر چھوڑ دے۔ رزیدنسی کو جاسوسی کرے اور نہ میں نے کبھی اس کام کے لیے روپیہ دیا یا اور نہ یہ۔ میں اور ان انعامات کے بارے میں جو لگا ہے گا ہے شادی یا تہوار وغیرہ میں یہ لکھا ہے کچھ بحث نہیں کر سکتا مفدمات خفیت کی خبریں رزیدنسی کی میرے یہاں آئی ہوگی اور اس طرح یہاں سے رزیدنسی کو اکثر جانی ہوگی مگر میں نے کبھی ملازمان رزیدنسی سے ایسی خبروں کے دریافت کرنے کے لیے باتیں نہیں کیں اور نہ میں بذات خود واقف ہوں کہ ان خبروں کے لیے کچھ انعام دیا گیا ہو اور نہ میں نے اجازت دی کہ خفیہ خبریں رزیدنسی کی کارروائی کی جھیکو ملین۔

صفحہ ۱۶- اور بھی زیادہ شہادت سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ روپیہ ملازمان رزیدنسی کو دیا گیا وہ پوشیدہ دیا گیا تھا کیونکہ اس سے آگاہی نہو لیکو اڑنے کے بھی کھاتوں میں کہیں اس روپیہ کے دبے جانے کا ذکر نہیں ہے لیکن بہت سے رقوم ۲۰- نومبر ۱۹۳۳ء سے ۱۳- اکتوبر ۱۹۳۴ء تک کی لکھی ہوئی ہیں جس سے ظاہر ہے کہ مختلف اوقات میں سالم اور یقوت کو بھی بہت کچھ روپیہ دیا گیا۔

اور تحریر ہے کہ واسطے خرید اشیا کے جو معرفت نامہ دوکان کے آئی ہیں روپیہ دیا گیا مگر یہ رقم کتاب میں غلط لکھی ہوئی ہے کیونکہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کبھی کوئی شے نئی معرفت خرید نہیں ہوئی سالم اور یقوت راؤ دو معتد ملازم لیکو اڑنے کے ہیں اور انہیں دونوں معرفت ملازمان رزیدنسی کو روپیہ دیا گیا۔ لیکو اڑکا پریوٹ سکرٹری دمو در پنتھ بیان کرتا ہے کہ ملازمان رزیدنسی کو اس طرح سے روپیہ دیا جاتا تھا یہ بات بھی صحیح ہے کہ اگر اس گواہ نے دمو در پنتھ پر گمان بد ہو تو عجب نہیں مگر اس بارے میں ویسا ہی بیان کرتا ہے جیسا کہ ان کا خدات کے مشاہدے سے پایا جاتا ہے وراے اس کے اس بیان کی کوئی تردید نہیں کرتا اگر بیان اسکا دروغ یا غلط ہوتا تو یہ آسانی سے تردید ہو سکتی تھی۔

دفعہ ۱۸۔ آپ یہ امر دریافت طلب ہے کہ اور شہادت سے بھی کچھ تعلق پایا جاتا ہے یا نہیں اور اگر پایا جاتا ہے تو ان دو بڑی وجوہ سے جھکا ذکر پہلے ہو چکا کیا تعلق ہے۔
 یعنی کیا گیکو اور خفیہ ملازمان رزیدنسی سے گھنگو کرنا تھا اور وہ اپنے اس غرض سے دیا ہے اور دوسرے یہ کہ راجی اور نرسو کے خاص ذریعے سے کرنل فیرو صاحب کو نہ ہر دیا گیا بلاتشک راجی اور نرسو نے خود شہادت دی اور ان کے بیان سے زہر خورانی ثابت ہو گئی اور گیکو اور رشتہ دینی ملازمان رزیدنسی کو اس غرض سے کہ وہ کرنل فیرو صاحب کے دل کو مٹھا راجہ کی طرف سے نرم رکھیں آخر اطلاع پاتے پاتے کہ نفع صاحب کی جان پر نوبت چھوٹتی اگر یہ بات ایسی نہیں ہے تو راجی اور نرسو نے بہت بڑا جھگڑا کیا اور جھوٹ کے پتے کو گڑھ کے خوب آہستہ آہستہ اور پرستہ کیا۔

دفعہ ۱۹۔ کوئی وجہ ان گواہوں کے بیانات کی یقین نہ کیے جانے کی نہیں ہے لوگ کہتے ہیں کہ جسے یہ جرم کیا وہ شریک جرم ہے اور ان لوگوں کی شہادت سے بھی ظاہر ہے کہ یہ بڑے بذات ہین کہ جھوٹ نے اپنے مہربان مالک کی جان لینے کی فکر کی اور ایک بے قصور اپنے ہمفرق کو ملزم کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔

یہ امر صحیح ہے کہ ایسے بیان سے انکی شہادت پر بہت بڑا شک آگیا اور جن لوگوں کو انکی شہادت پر غور کرنا مناسب آیا وہ غور کریں گے لیکن ملحوظ رہے کہ خاص براہ راست شہادت بڑے بڑے کاموں میں شریک جرم شخص سے ملا کرتی ہے۔

اگر اس شہادت سے اس بات پر انکار کیا جاوے کہ وہ کسی شخص نے دی ہے شریک جرم نے جو لائق اعتبار نہیں تو ایسا انکار خلاف عقل ہے اور قاعدہ عام کے برعکس اور کہ شہادتی صحیح دریافت نہیں ہوتا ایسی شہادت کے لیے لازم ہے کہ محاکمہ امتحان پر بخوبی آزمائش کی جائے تاہم اس درجہ دو نوں علیحدہ علیحدہ نظر آویں۔

دفعہ ۲۰۔ اس تمام مقدمے میں اس امر پر خیال کرنا چاہیے کہ چند باتیں جو ثابت ہو گئی ہیں ان کا سمجھنا لازم ہے۔ جب جھکو یہ نظر آتا ہے کہ خفیہ کارروائی ایک طرف ہو رہی ہے اور علانیہ ایک طرف تو خیال ہو سکتا ہے کہ وہی شخص خفیہ اور علانیہ کارروائی کر رہا ہے۔

اسکو کیسے طرح وضاحت کے ساتھ دل نشین کر دینا چاہیے لہذا گورنمنٹ انڈیا اور مندرجہ ذیل قرار دیتی ہے۔

۱۔ (الف) بیانات گواہوں کے قابل تسلیم اور اعتبار کے ہیں۔

۲۔ (ب) جو حالات انہوں نے بیان کیے وہ مطابق اون کے ہیں۔

۳۔ (ج) کیا یہ حالات ایک دوسرے کے بیان سے امور خاص میں مطابق ہیں۔

۴۔ (د) سب یہ لوگ حالات ظاہری بیان کرتے ہیں تو کیا اون کے بیان میں تطبیق ہو سکتی ہے۔

۵۔ (ه) اور جو کچھ اونہوں نے بیان کیا وہ ایک کلام دوسرے سے مطابقت ہے۔ جو آزادانہ

کو اہی لوگوں نے دی کیا ان لوگوں کی شہادت سے اونکی گواہی مطابق ہے۔

۶۔ (و) کیا ان گواہوں کو اس حال کی بیان کرنے میں کچھ فائدہ ہے جو اونہوں نے بیان کیا۔

۷۔ (ز) کیا یہ بات کسی صورت سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے سازش

ہوئی ہے۔

۸۔ (ح) کیا یہ بات ظاہر کی گئی ہے اور ممکن ہے کہ انکو کسی حاکم نے تعلیم کیا ہے۔

۹۔ (ط) جب ان لوگوں نے سوالات اظہار میں کیے جاتے تھے تو اونکی ایسی حالت تھی

کہ جیسے سچا شخص بولتا ہے یا خلاف اوس کے تھی۔

۱۰۔ (ی) کیا انکی شہادت کی تردید فریق اخوذ کی طرف سے صاف صاف اور بیگانہ

طور سے ہوئی یا نہیں۔

۱۱۔ (۲۱۔ الف) کوئی امر غیر ممکن نہیں ہے کہ بیانات ان گواہوں کے یقین نہ کیے

جائیں اور جب دو امر مذکورہ بالا ثابت ہو گئے تو کچھ زیادہ شہادت کی ضرورت

نہیں ہے تھوڑی تھوڑی گواہی پر حصر ہو سکتا ہے شاید لوگ جانیں گے کہ جب لیکواڑے

راؤ جی کو موافق کر لیا تھا تو انکو نرسو کے شریک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس اس

صورت میں انہوں نے ایک شریک جرم کو اور بڑا پایہ ممکن تھا کہ لیکواڑے علاوہ اسکے

اور تدابیر کرتے اس بات کا دریافت کرنا نہایت مشکل ہے کہ لیکواڑے ایسی کارروائی

کیوں کی اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ راؤ جی سرکاری کمپو میں رہتا تھا اور نرسو شہر

رہتا تھا نرسو گیکو اڑکے یہاں سے خبر من بخوبی لاسکتا تھا اور بہ احتیاط تمام راؤجی کے پاس چھوڑنا سکتا تھا۔ وراے اوس کے نرسو راؤجی کا افسر تھا اور ہر وقت کرنل صاحب کی اردلی میں برآمدے میں رہتا تھا لہذا صاف ظاہر ہے کہ اگر نرسو جمعہ دار نہ ملا لیا جاتا تو راؤجی کو پکڑے جانے کا بڑا خوف تھا۔

صفحہ ۲۲۔ (ب) گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک ان بیانات کے ملاحظے سے کی طرح کا فرق نہیں پایا جاتا ہے۔

گواہوں کے بیان کو اول سے آخر تک درمیان میں بہت فاصلہ ہو گیا تھا اور ان کے بیان میں کہیں فقرہ شس نہیں ہوئی۔ اور ایک نہایت لائق برسرے اظہارات کے قوت ایسے سخت سوالات کہے تھے ہر چند کہ ان سے خوب خوب سوالات ہوئے مگر بیان اول میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔

تواریخ وقوع میں البتہ اختلاف ہے کیونکہ یہ امر صاف ظاہر ہے اور ارباب دانش بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ناخواہ جابل آدمی کو خاص وقت اور تاریخ کا یاد رہنا مشکل ہے۔ راؤجی کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی حرکت نامتناہی بہت افسوس کرتا تھا سو یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے کہ مقدمہ سنگین میں ابتداً ایسے خیالات سو ا کرتے ہیں۔ بعض بعض بیان راؤجی کے بہم میں شلاکشی کا حال جو اسے بیان کیا مگر ایسے بیان اوس کے بیان اول میں کچھ فرق نہیں آیا۔ یعنی اوس بیان میں کہ جیسے گیکو اڑکے گفتگو ہونا اور روپیہ کا پانا اور اشخاص موجودہ کا ذکر اور ترغیب گیکو اڑکے واسطے زہر خورانی کرنل فیرو صاحب کے اور چوہنچا پوڑیہ زہر کی اوس کے پاس اور ۹۔ نومبر کو جو تھپٹ گلہ اس شربت کرنل فیرو صاحب میں نکلی یہ سب ابتدائی تقریر کے موافق رہی اور مکرر بیان میں کہیں بھی ذرا فقرہ شس نہیں ہوئی اور تینوں ممبران کمیشن نے اپنی جدا گانہ رپورٹ میں بھی کہیں اسکا ذکر نہیں کیا کہ کسی گواہ نے اپنی اختلاف بیانی کی ہو۔

صفحہ ۲۳۔ (ج) اورات خاص میں شہادت ان دونوں گواہوں کی متفقہ لفظ ہے اور خفیت باتوں میں اختلاف ہے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپس میں ان دونوں نے

سازش کر لی ہو اگر انکی اختلاف بیانی ہوئی تو ان البتہ یہ کہا جاتا کہ انھوں نے سازش کی ہوگی اختلاف صرف تاریخوں میں ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ گیکوارٹسے پاس کئی دفعہ سے تھے اور اس مقام پر بھی فرق پایا گیا کہ جس کام کو دوسرے شخص نے کیا ہے گورنمنٹ انڈیا کی اسے بنیوں ممبران کمیشن کی اسے مطابق ہے جبکہ انھوں نے دفعات ۳۴ و ۴۲ میں بیان کیا ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ جو تفاوت بیان راؤ جی اور نرسو میں ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ان کا بیان غلط ہے بلکہ محنت کا اظہار کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ میں یا خود ان کوئی سازش نہیں ہوئی نہ پولیس نے کچھ اور کو قید کیا ہے۔

دفعہ ۴۴۔ (د) گورنمنٹ انڈیا ان لوگوں کے بیان میں بہت سی مطابقت پاتی ہے اور جو امور ظاہری ہیں اور شہادتیں گزری ہیں وہ سب یکساں ہیں اگر ان لوگوں کا بیان صحیح نہ ہوتا تو ہرگز مطابقت نہ ہوتی۔

جس کمرے اور جس محل میں وہ گئے تھے اور گیکوارٹس گفتگو ہوتی تھی گواہ اس کو یہ محنت بیان کرتے ہیں اور یہ ذکر کہ پان سو روپے راؤ جی کو دیے گئے تھے یہ بھی درست ہے۔ اسکی تصدیق سچی جگا اور کر بھانی سے جو ہمراہ راؤ جی وغیرہ کے گئے تھے ہوتی ہے اور جو چھٹی پیش ہوئی اس سے بھی صداقت ہوتی کہ راؤ جی اور نرسو نے خبریں مہاراجہ کو پھونچائیں سوائے جگا اور دلہت کے شہادت ایک دوسرے سے مطابق ہے اور یہ لوگ اس کے روپے کے وصول کی صورت بھی بیان کرتے ہیں اس سے بھی راؤ جی کی نسبت روپے کا پانا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسرف ہے تا وقتیکہ آمدنی کی شرح تھوڑی نہ آئے کیونکہ صدارت و پیسہ خرچ کر سکتا ہے۔ اور ایسے اسراف کی وجہ سے لوگوں کو گمان ہوا تھا اور اسی باعث سے یہ گرفتار بھی ہوا۔

دفعہ ۲۵۔ ایک شہادت ظاہری مطول جسکا بیان مشرح سونا مناسب معلوم ہوتا ہے ۹۔ نو ممبر کونسل صاحب کے ملازموں سے تحقیقات کی گئی تھی تو راؤ جی کی حیراس لے لی گئی تھی اور ایک کمرے میں لٹکا دی تھی۔ ۱۵۔ دسمبر کو چڑھاس مذکور ایک

اور شخص سسی ہو ڈور کو دی گئی اور سوقت کیلکویہ خیال تھا کہ راؤجی کوئی قصہ بیان کرین گے یا کچھ بھی نہ کہیں گے راؤجی ۲۲۔ دسمبر کو گرفتار ہوا اور ۲۴۔ اور ۲۵۔ کو اٹھارہ اوسکے لیے گئے۔ اکبر علی افسر سرخی پولیس مینی ومان موجود تھا اوسنے اپنے دل میں تصور کیا کہ راؤجی جن پوڑیوں کا اٹھار کر رہا ہے شاید اسکا کچھ نشان ملے اس لیے اوسنے راؤجی سے پوچھا کہ تم پوڑیا کہاں رکھتے تھے راؤجی نے بیان کیا کہ میں انچی پٹی میں رکھتا تھا اس اٹھار سے بھو ڈور طلب ہوا جو چراس اور پٹی پہنے ہوئے تھا یہ چراس ۵۔ دسمبر سے اس کے پاس تھی ہو ڈور مذکور سے اکبر علی نے چراس لی اور راؤجی سے پوچھا کہ تم پوڑیاں کہاں رکھتے تھے راؤجی نے ٹھکانا بتایا اکبر علی کو ڈوہڑھنے سے پتا چلا پوڑیا کاغذ کی ڈور سے بندھی ہوئی ملی۔ اوسنے فوراً مسٹر سوٹر صاحب کمشنر پولیس کو جو دوسرے کمرے میں تھے بلایا۔

صاحب مدد و ح نے پوڑیا کاغذ کی نکالی اور کھول کر دیکھا اوسمیں کوئی شے سفید پسی ہوئی تھی امتحان سے معلوم ہوا کہ یہ سنکھیا تھی۔

ڈاکٹر گری صاحب لکھتے ہیں کہ اسکی کمی قسم میں مگر یہ سنکھیا اسی قسم کی ہے جیسی کرنل فیہ صاحب کو شربت میں دی گئی۔

دفعہ ۲۶۔ راؤجی نے اسوقت تک کوئی ذکر اسکا نہیں کیا تھا کہ منجملہ اون پوڑیوں کے کوئی پوڑیا باقی ہے اور وہ بیان کیا تھا کہ مجھ کو دو مرتبہ پوڑیاں ملی تھیں۔

اول مرتبہ دو پوڑیاں بلین اور دوسری مرتبہ ایک پوڑیا ملی۔ دوسری مرتبہ کی ایک پوڑیا ۹۔ نومبر کو صاحب کے شربت میں ڈال دی۔ اور وہ دونوں پوڑیاں باقی کی دو تین مرتبہ کر کے شربت میں ملا کر قبل ۹۔ نومبر کے دس بجاکر تھا جب پٹی اوسنے اپنی ڈیکھی تو یاد آیا کہ میں نے سب پوڑیاں نہیں ڈالی تھیں کچھ بچ رہا تھا۔ اسکو بہ تشریح رو برو سے کمیشن کے اسنے بیان کیا۔

دفعہ ۲۷۔ کونسل گیکوارڈ نے اس امر کا ثبوت چاہا کہ اسمیں پولیس کی سائرس ہے لیکن گیکوارڈ کے مفید مطلب کوئی شہادت اسبارے میں نہیں ہوئی پولیس کو کیا غرض تھی۔

باوجود بیان راوچی کے جو کہتا ہے کہ میں نے پوٹریان صرف کرڈالین اور پوٹریان
میں رکھ لی۔ اور یہ بھی ضرور تھا کہ صرف سنکھیا ہوتی یا پسا ہوا پیرا بھی۔ اور کوئی
یہ وہی سنکھیا ہم چھوٹے جو کرنل فیروز صاحب کو دی گئی تھی اور وہ پٹی نمک کیونکہ
چھوٹی جو ۱۵۔ دسمبر سے جو ڈر کے قبضے میں تھی پہلے ان سب امور کا ثبوت لازم تھا
پولیس کی سائنس تصور کرنا لازم تھی۔

وقفہ ۲۸۔ (۱۵) ایسے بیانات سے جو گوہر نے بیان کیے ہیں کیا فائدہ ہے یہ
کینے بیان نہیں کیا کہ ان گوہر نے اور گیکو اسے کچھ عداوت تھی یا اس کی خرابی
میں انکا فائدہ تھا۔ صحیح ہے کہ راوچی سے وعدہ کیا تھا کہ اگر راست راست کیفیت
اس مذبح کی بیان کرے گا تو جرم اسکا معاف ہو گا۔ درست ہے کہ راست بیان
کرنے میں راوچی کا فائدہ بہ نسبت غلط بیانی کے تھا اگر ذرا بھی اسکے بیان میں نوٹس
یا غلطی ہوتی تو جن لوگوں کا اسے نام بیا تھا ضرور وہ لوگ اپنی براہوت کے واسطے
تردید اس کے کلام کی کرتے۔

نرسو نے اپنی جان سے ماتھے دھو کر اظہار دیے تھے۔ اوس سے کہہ دیا گیا تھا کہ تمھارا
قصور معاف نہو گا پس یہ بات دریافت ہو سکتی ہے کہ اگر انھوں نے غلط بیان کیا تو
اپنے ہی بے برا کیا۔ کیونکہ ان میں سے ایک شخص کو امید معافی کی تھی۔

وقفہ ۲۹۔ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کرنل فیروز صاحب سے جو عداوت گیکو اس کو تھا طرز ان کے
کو معلوم ہو گا اور راوچی اور نرسو یہ سمجھ سکیں گے کہ اگر ہم گیکو اس کو مانو ذکر نیگے نو کرنل فیروز
صاحب ہم سے خوش ہوں گے۔ لیکن اس امر پر لحاظ کرنا چاہیے کہ گیکو اس کے مانو ذکر
سے پہلے کرنل صاحب رزیدنٹی ٹرڈوس سے تبدیل ہو گئے تھے جب صاحب موصوف
عمدہ رزیدنٹی ٹرڈوس سے تبدیل ہوئے۔ غرض کہ ایسے اظہارات کے دینے سے ان لوگوں کو
نسبت خوشنودی عمارا کے کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔ ان وجوہات سے صاف ظاہر ہے
کہ ان لوگوں نے جو اقبال کیا اور جین کچھ سازش ایسا۔ دوسرے سے تھی۔

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ پولیس نے جو تحقیقات کرنا شروع کر دی تھیں تو انھوں نے

پراڈ کو مناسب معلوم ہوا کہ اپنے متین پولیس کے سپرد کریں اور جو کچھ جانتے ہیں اسکو راست راست بیان کر دیں۔

صفحہ ۳۰-۲۵) یہ بیان کہ آپس میں سازش ہوئی ہے شہادت عام اور خاص سے مزید کیا گیا ہے اگر یہ اظہار اودن کے جن کے باب میں راؤ جی اور نرسو سے مشورہ ہو گیا تھا یہی تھے تو ہرگز یقین نہیں آتا کہ جب ایک شخص لائق بیرسٹر گیکو اڑے تاہم اظہارات کے سوال کے تو اس کے بیان میں کچھ فتور نہیں آیا اور ذرا بھی اختلاف نہوا۔

یہ سوالات اظہار میں بطور مناسب ہوئے اگر سہ ماہین غلطی یا دروغ بیانی ہوتی تو ضرور پردہ فریب کا کھل جاتا اور کوئی بناوٹ کا کام نہ آتی اور مطابقت کسی معاملے میں ہرگز ہوتی تاں صرف اتنا ہی اختلاف ہے جیسا کہ ایک صحیح حال کو دخل آدمی بیان کریں۔ گورنمنٹ انڈیانس اسکو پہلے ہی خیال کر لیا ہے کہ ہمیں اوسقدر اختلاف ہو کہ جیسا صحیح معاملات میں مختلف گواہوں کے بیان ہو کر آتے ہیں راؤ جی اور نرسو ۲۲-۲۳ دسمبر سے علیحدہ کر دیے گئے تھے ایک کے بیان کی دوسرے کو اصلاح نہ تھی۔ اور جب نرسو راؤ جی کے روبرو ۲۳-۲۴ دسمبر کو آیا تو راؤ جی نے نرسو کے سامنے کہا کہ مجھے گلے گلے پانی میں سب قبول دیا۔

صفحہ ۳۱-۲۵) شاید کسی کو یہ گمان ہو کہ یہ بیان راؤ جی اور نرسو کا کسی افسر پولیس کی تعلیم سے ہوا ہے چنانچہ ایسے دلائل گیکو اڑ کے دکھائی طرف سے پیش ہوئے کون بیان گیکو اڑ پولیس کی کارروائی میں دہرایا گئے ہیں۔ رسوٹر صاحب نے کراچی لازم پولیس ٹاک، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ پولیس نے تشدد کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کل شہادت پولیس کی بنائی ہوئی ہے دہرا سکی یہ تھی کہ ہمیں چند ایک گواہ جو باعث خرید ہونے میرے کے طلب ہوا تھا اوسنے بیان کیا کہ مجھ سے روبرو مستی شہادت لی گئی یہ گواہ وہ تھا کہ جو میں نہیں لگیا تھا اوسنے جو شہادت روبرو سے کمیشن کے دی اوس سے اپنی شہادت اول کی تردید کی اور بیان کیا کہ مجھ سے سختی کر کے گجائندو تل سے شہادت دلوائی۔ اس گواہ کے باب میں ہر سہ ماہی کمیشن نے ابک ہی اسے لکھی ہے یہی وہ کہتے ہیں کہ

اس شخص کی شہادت میں اختلاف بیان بالکل نہیں پایا جاتا لہذا گواہی ایسے شخص کی قابل لحاظ نہیں ہے ممبران کمیشن کے روبرو اس شخص نے اپنے دستخط سے انکار کیا اور شناخت نہ کر سکا بلکہ یہ ورنہ بیانی کہ ہندوستانی زبان میں جانتا ہی نہیں ہے ممبران مذکور اس پر تشدد ہونے کا انکار نہیں کرتے ہیں۔ ممبران کمیشن کی ایسا ہی خاص میں گورنمنٹ بھی تسلیم کرتی ہے۔

یہاں توضیح اس امر کی مناسب ہے کہ اول اظہار گجاند و تل نے نہیں یہ تھے بلکہ مسٹر سوٹر صاحب نے یہ تھے اور دوز کے بعد ہم چند نے روبرو دوسرے لوہیں پہلی صاحب کے دستخط اپنے کہے تھے۔ اس نے ان دونوں صاحبوں کے روبرو اس وقت تشدد و پور کا بیان نہیں کیا ورنہ اس وقت مسٹر سوٹر صاحب پہلی صاحب اوس کے طرفدار ہو جاتے اور گجاند کے بچے سے اس کو روٹائی دلائے۔

اس بات پر لحاظ کرنے سے اور دیگر اختلاف بیانی اسکی سے حسین یہ بالکل برات اپنی جانتا ہے گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک اظہارات اس کے قابل سماعت نہیں ہیں۔

صفحہ ۳۲۔ جب شہادت ہم چند کی بالاسے طاق رکھ دی گئی تو کوئی ایسی شہادت باقی نہیں رہی کہ جس سے پولیس کی تعلیم اور سادہ پایا جاوے اور کو کہا غرض تھی کہ اس مقدمہ کو ایسا گڑھتے اور رواجی اور نرسو کو سکھلاتے اور گواہوں کو آراستہ کرتے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اتہام اوپر لگا یا گیا اور کو ہرگز اس امر کا خیال ہوگا کہ اگر ہم ایسی سازش اور بناوٹ کریں گے تو سہ کار برہمن ہنسے خوش ہوگی۔

مسٹر سوٹر صاحب۔ اکبر علی۔ عبدعلی۔ اور گجاند و تل۔ ملک بھی کے معزز اور نامور ہیں ہر چند مسٹر بیلن ٹاٹن صاحب کو لوگوں نے ترغیب دی تھی کہ گجاند کے مقدمہ میں بخوبی گفتگو کریں لیکن وہ اس ارادے میں کامیاب نہ ہوئے یہ جملہ ملازمان پولیس حسب احکام مسٹر سوٹر صاحب پہلی صاحب کے کارروائی کرتے تھے اگر کچھ بھی بدکرداری انکی صاحب مدد و ج کو معلوم ہوتی تو وہ خود ہی انکی اچھی طرح خبر گیری کرتے جب سے نرسو گرفتار ہوا تھا وہ فوج کے گارد میں مقید تھا نہ کہ گارڈ پولیس کی حراست میں کسی

شہادت سے یہ بات ظاہر نہیں ہے کہ انا لیان پولیس اوس کے پاس جاسکتے تھے اور اوس کو تعلیم کر سکتے تھے احوالت میں گورنمنٹ ایڈیا کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ راجی اور ٹرسٹوں کے بیانات کے اوس کو پولیس نے نہیں بتایا تھا گورنمنٹ ایڈیا کی رائے جی ایڈووکیٹ جنرل بھی کی رائے کے مطابق ہے۔

اور جو سٹرملین ٹائٹ صاحب نے پولیس کے باب میں گفتگو کی وہ محض فضول تھی اور ایک قومی ویل یہ ہے کہ جس مقدمے کی وہ تردید کر رہے تھے وہ خود ہی نہایت کمزور تھا۔
 دفعہ ۳۳- (رح)۔ حالت ان آدمیوں کی اظہار کے وقت ایسی تھی کہ جس سے بالکل اجمال و ردع بیانی کا تھا بلکہ کونسل گیکوارڈ نے بھی کوئی ایسا بیان نہیں کیا جو موجب انتشار گواہان کا پایا جاتا بلکہ ان تینوں کشمزدان نے بھی ایک ہی رپورٹ پر دستخط کیے ہیں اور وہ تحریر کرتے ہیں کہ ٹرسٹوں میں صحیح صحیح بیان کیا اور اپنی شرکت کا وہ بہت قائل تھا۔ سر ذکر راؤ جو اوس کے ہم مذہب ہیں اونھوں نے ٹرسٹوں کے بارے میں سوال کیے اوس سے بھی معلوم ہوا کہ حقیقت میں یہ سچ بیان کرتا ہے تہذا طرح سے سر ذکر راؤ نے اوس کو سخت پکڑا مگر کہیں تشریح نہ دیکھی اور اوس کو اپنے اول بیان پر نہایت قدم پایا گورنمنٹ جواب دہ سوال مجتہدہ درج ذیل کرتی ہے۔
 سوال سر ذکر راؤ۔ تم ملازم چوتھیں برس کے ہو کیا تم محاراجہ کے پاس قبل از تہذیب ہوئے کمیشن کے اکثر جابا کرتے تھے۔

جواب یہ۔ جب سے کہ اول کمیشن جمع ہوئی اوس وقت سے میں جاتا تھا اور اس سے پہلے کبھی نہیں گیا۔ کھانڈے راؤ کے پاس میں کبھی نہیں جاتا تھا صرف صاحب کے تہذیب کچھری میں جاتا تھا۔ اس جب محاراجہ نے ٹکودا سٹے زہر خورانی کے تہذیب میں تو تم جانتے ہو گے۔ یہ بہت بری بات ہے تھے اپنے عمال و اطفال کے بے کوئی بند و بست گذارے گا گیا سچ۔ میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔

سر ایڈووکیٹ جنرل نے کہا ترجمہ درست نہیں ہوتا اونھوں نے کہا کہ گواہ نے یہ بھی کہا تھا کہ صرف زبانی میرا اطمینان کیا تھا۔ میں۔ گیکو زہر دینا بہت بری بات ہے۔

کہا کوئی شخص وٹس بارڈ شخصوں کے رو برو ایسا کرے تا۔ ج۔ وٹس بارڈ آدمی تھے دوہم لوگ تھے اور دو ملازم تھاراجہ کے تھے۔ س۔ جو شکایت لکھو دی گئی وہ مقدار میں کم تھی باز یاد تھی۔ اور یہ کیا زہرین مرتبہ دیا گیا۔ ج۔ میں نے اپنی تمام عمر میں کسیکو زہر نہیں دیا تھا ایک پوڑیا جھکود دی گئی تھی اور یہ کہا تھا کہ راؤجی کو دے دینا مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ کس قدر دیکھا دے۔ راؤجی کو ہدایت ہوئی ہوگی۔ س۔ وہ کون سے ملازم تھے جنہوں نے کہا تھا کہ فیضو پر اتہام کرنا چاہیے۔ ج۔ کیسے نہیں کہا تھا۔ لوگوں نے فیضو کا نام لیا میں نے بھی اوسے کا نام لکھو دیا۔ س۔ کن کن اشخاص نے فیضو کا نام لیا تھا۔ ج۔ عبد اللہ۔ پیدرو۔ اور خمال۔ اسطرح پانچ چھ شخصوں نے نام دیے تھے س۔ جب مھاراجہ سے اول تمھاری ملاقات ہوئی تھی تو مھاراجہ جانتے تھے کہ تم بد ذات ہو مگر ایسے نازک معاملے میں تمھارا کیونکر ادھنوں نے اعتبار کیا۔ ج۔ راؤجی سالم اور پوٹیاؤ نے میری طرف سے مھاراجہ کا اطمینان کر دیا تھا۔ س۔ کیا تم ہندو ہو۔ ج۔ ہاں۔ س۔ تمھاری قوم کیا ہے۔ ج۔ تلنگن کماٹی۔ س۔ تم پولیس سے ڈرتے ہو۔ ج۔ کیونکہ کیا وجہ میرے خوف کی جیب کہ میں سچ بیان کرتا ہوں۔ س۔ تم خود جانتے ہو کہ میں مجرم ہوں۔ ج۔ ہاں میری بدقسمتی ہے۔ میں بھی شہریک جرم ہوں۔ س۔ اگر تمکو سرکار معاف کر دے تو بھی تم خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گے۔ ج۔ کچھ معافی کی وجہ سے میں سچ نہیں کہتا ہوں خواہ سرکار معاف کرے یا نہ کرے میں سچ ہی بیان کروں گا اور اب بچی سچ ہی کہہ رہا ہوں۔

صاحب پرنسپلڈنٹا بوسے کہ سر ذکرہ اوکا سوال تھا کہ اگر سرکار تمکو معاف کر دے تو تم اس سے بڑھ کر سچ بولو اس پر مترجم نے ترجمہ کر کے گواہ کو سنایا۔ اسپر گواہ نے کہا کہ جو میں نے کہا سب سچ ہے۔ اس سے زیادہ بڑھ کر کیا سچ کہوں گا۔ سرکار چاہے مجھکو مار ڈالے یا چھوڑ دے۔

سوال سر ذکرہ او۔ تھے ایک شخص کے پاس ۳۴ سال ملازمی کی اب تھے اوسکے ساتھ برائی کی تم اپنا بیان ایسا کر دو کہ گویا خدا کے سامنے کھ رہے ہو جو کچھ لکھو کہنا ہو حقا

اور سچ کہو کچھ خوف نہ کر دسج۔ جو کچھ گھبکو کہتا تھا وہ میں نے بلا خوف سچ سچ کہا۔ صاحب پریسیڈنٹ بولے کہ کیا تم خدا کے سامنے سچ کہتے ہو۔ مترجم نے ترجمہ کر کے گواہ کو سنایا۔ گواہ نے کہا کہ رو برو خدا کے میں کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بیان کیا اور جہانگیر میرے علم و یقین میں تھا وہ سب سچ تھا۔ اور اس بیان میں دوا بھی میں نے دروغ نہیں کہا۔ اس بیان پر گواہی ختم ہوئی اور گواہ بٹھایا گیا۔

واقعہ ۳۔ (۱) اب یہ بات استفسار طلب ہے کہ ان لوگوں کی شہادت کی گیارہ کی طرف سے کیونکر تردید ہوئی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ مشیران ٹھہراؤ کو مناسب معلوم ہوا کہ گواہان کے بیانات میں جو جایجا اختلاف ہے یا تارخین بھی خلاف ہیں اور نرا گشت صفائی کیجئے اور ملازمان گورنمنٹ پر تہمت رکھی نہ کہ اون آدمیوں کو لائے کہ اگر گیارہ کا جبرم غلط تھا تو اسکی تردید کرتے اور گواہ صفائی کے گزراستے تاکہ براوت ٹھہراؤ کی ہوتی اچھی طرح سے تردید نہ کر سکے پس صرف نکتہ چینی پر کمر باندھ لی۔

حسب بیان راجی۔ تیسو۔ اور آیا ایندہ وغیرہ کو مہا ابد خفیہ گفتگو کا ثبوت ہوا اور وقت و شخص یعنی سالم اور شیونٹ راول کی موجودگی معلوم ہوئی اور کل معاملات انہیں دونوں کی معرفت ہوا کرتے تھے یہ لوگ بہت بڑے معتد گیارہ کے تھے انکو گیارہ نے روپیہ بھی بہت سادیا تاکہ خفیہ کارروائی کریں جب یہ لوگ گرفتار کیے گئے تھے تو فوجی گارڈوں کی حرمت میں تھے پولیس میں نہ تھے ابد کو کیت جنرل نے بیان کیا اور اون کے بیان کو کسی نے رد نہیں کیا کہ ان لوگوں سے اور پولیس سے گفتگو ہوئی تھی مگر دھکاب گیارہ اذخیب چاہتے تھے ان کے پاس جاتے تھے اور وہ خفیہ ان سے باتیں کرتے تھے لیکن اونہوں نے کچھ نہیں کہا اور گیارہ کی طرف سے ہر کوئی شہادت نہیں دی جس سے گیارہ کی براوت ہوئی ہو۔ مشیران گورنمنٹ کو ان لوگوں سے زیادہ شہادت لینے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ گیارہ کی اور بات تھی وہ خود رست دروغ جانتے ہوں گے اور سالم اور شیونٹ راول کی طرف سے بھی انکو یقین ہو گا کہ وہ تمام مقدمے سے ماہرین۔

ٹھہراؤ کا بیان ہے کہ ہم نے کوئی تدبیر خفیہ واسطے نہ ہر خورانی کرنل صاحب کے نہیں کی

اور سالم اور شیونت راوی بھوجی اس امر سے واقف ہیں اگر ایسا تھا تو یہ لوگ کیوں نہ طلب ہوئے اور کیوں رو برو انظار انہوں نے جب سچ بیان کر دیتے تو گیکوارڈ کی براہ موتی وجہ ان کے طلب نہ کرنے کی کوئل گیکوارڈ یہ کہتے ہیں کہ گیکوارڈ اور اون کے مشیر اس شخص کو شریک و مودر بنتھ کا نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں انکا حراست میں رہنا اچھا ہے نکلنا اچھا نہیں ہے۔ اگر اس بیان سے یہ غرض ہے کہ پولیس نے کارروائی کی تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ گار و فوج کی اور پولیس کی بھی سائنس ہے مگر گورنمنٹ ٹریڈ بلا تکلف یہ کہتی ہے کہ بوجہ نہ طلب کرنے گیکوارڈ کے سالم اور شیونت راؤ کو کہ وہ صاف صاف بیان کریں گے اس سے اور بھی تصدیق اس امر کی ہوتی ہے کہ بیان راؤ جی اور نرسو کا صحیح تھا اور گیکوارڈ کے ذمہ جرم عاید ہوا۔

دفعہ ۵۳۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ شہادت راؤ جی۔ اور نرسو کو گواناں خیر کی شہادت سے کیا مدد ملتی ہے۔ اس امر کا لحاظ رہے کہ گیکوارڈ اور نرسو وغیرہ کی ملاقات کا سونا اور دیے جانا روپے کا ثابت ہے۔ پس اس سے بڑھ کر کیا شہادت ہو سکتی ہے اس سے راؤ جی اور نرسو کی شہادت کو بہت بڑھ کر مدد ملی۔

دفعہ ۳۶۔ کبھی قدر ان لوگوں کی شہادت کو آیا امینہ کی شہادت سے مدد ملی ہے جو ایک نا سمجھ اور خوف زدہ گواہ ہے۔ لیکن اس کے بیان اور سچائی میں ذرا بھی اعتراض نہیں آ سکتی جب آخر میں اس کے اور گیکوارڈ کے گفتگو شاید اکتوبر گذشتہ میں ہوئی تھی تو تذکرہ ہوا تھا کہ یہ شریک ہوا اور کرنل فیروز صاحب کے دل رجوع کرنے میں کوشش کر دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت زہر کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا مگر یہ بھی صاف نہیں ہے کہ آیا امینہ کیونکر سمجھی کہ زہر کا ذکر ہے کیونکہ جب ٹھہراؤ سے کہا کہ کرنل فیروز صاحب کو اگر جادو کی پوڑیا اور کچھ اور ایسے دل رجوع کرنے کے لیے دین تو تم انکو دے دو گی تو اس وقت آیا امینہ بالکل ڈر گئی اور اس نے گیکوارڈ کو متنبہ کیا کہ ہرگز کرنل صاحب کی نسبت ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بہت خرابی میں پڑ گئے یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور پھر کبھی نہیں آئی۔

دفعہ ۷۳۔ امینہ آیا کے انظار کی صداقت اس کے خاوند شیخ عبداللہ سننے کی

اوسکا بیان ہے کہ ایٹہ آبانے مجھ سے دوسرے روز کہا کہ گیکو اڑ گئے تھے کہ کیا چیز دیا
کہ صاحب کا اور میرا دل ایک ہو جائے اور جو فرق آگیا ہے وہ دور ہو جائے اس پر میں نے
کہا کہ ہرگز صاحب کو کوئی چیز کھانے کو نہ دینا۔

وقفہ ۳۸۔ دمودر پنچہ سکر ٹری گیکو اڑ کی شہادت فراموش کرنا نہ چاہیے اس گواہ
کے بیان کی حالت ابھی نہیں ہے کیونکہ وہ شرکت جرم کا اقبال کرتا ہے جو اظہار اسنے
دیے بعد معافی وعدے کے دیے اور یہ اظہار اسنے قید سے تنگ آکر اس طور پر دیے تھے۔
ہر سہ ممبران کیشن نے جنگی رپورٹ متفق علیہ ہے نہایت احتیاط سے دمودر پنچہ کی شہادت
کو قلمبند کیا مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خاص امور میں تطبیق ممکن ہے اور کچھ تفاوت بغیر بعد
غور کامل کے گورنمنٹ انڈیا تحریر کرتی ہے کہ دمودر پنچہ کی شہادت کی اور گواہوں کی
گواہی سے صداقت ہوئی۔

وقفہ ۳۹۔ اول کاغذ جس پر نشان حرف ر (ریڈم) کا ہے وہ بلا شک اصل ہے۔
اوس سے ہوتا ہے کہ ۴۰۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو دمودر پنچہ کو واسطے کسی خاص کام کے شکبہ
کی خواہش تھی اور اسکی منبت دمودر پنچہ کا یہ بیان ہے کہ گیکو اڑ کو زہر چاہیے تھا۔
مگر شکبہ بوجہ نہ ملنے حکم تحریری گیکو اڑ کے میسر نہ آئی لیکن اس بیان سے دمودر پنچہ کی
صداقت نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی گواہی اور نہ چھوٹے۔

وقفہ ۴۰۔ دوم نامی وتل محافظواہر خانہ گیکو اڑ جو زہر خورانی کرنل فیروز صاحب
میں مامور نہیں ہوتا ہے اوس کے بیان سے معلوم ہوا کہ چند روز قبل ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء
کی خواہش تھی کہ کسی ادنیٰ کام کے بے مطلوب تھے بلکہ ایک دو اسکے بے ضرورت تھی کہ پسے
جائے اور کا بیان ہے کہ میں نے کبھی ایسی را کہ نہیں دیکھی تھی۔

یہ بھی ثابت ہے کہ جو بتی کھانہ گیکو اڑ کے بیان تھے وہ بھی مشکوک کر دیے گئے ہیں تاکہ کوئی
کارروائی پوشیدہ ہو مگر کاغذ حرف ر (ریڈم) سے معلوم ہوا کہ حسابات مشکوک کیے گئے یہ
دوبارہ خرید الماس کے ہیں وراو اسکے شہادت ریشتر موساجی برہمن اور ناماجی وتل
اور اون کے ماتحت آتامارام سے بھی یہی ثابت ہے کہ الماس خرید کیے گئے لیکن تاہم

الماس کے خریدنے پر اور گواہیوں کا سونا لازم ہے۔

دفعہ ۴۱۔ دموور پنٹھ کی شہادت پیش در باب خرید سونے الماس اور سنکھیا کی گئی ہے اس لیے کہ ثبوت اسکا ہر سہ ممبران کیٹی متفق لفظ کی راے پر ہے۔

اذکی راے ہے کہ شاید سنکھیا خریدی گئی ہو مگر الماس کا خرید کیا جانا ثابت ہو گیا الا گورنمنٹ انڈیا دموور پنٹ کی راے پر اصلاً توجہ نہیں کرتی ہے کیونکہ گکیوار کو سنکھیا یا الماس کا ہم چھوٹا کچھ مشکل امر تھا۔

دموور پنٹھ نے خود ہی سرکار کے رو بہ و الماس اور سنکھیا کا خرید کیا جانا بیان کیا گورنمنٹ نے اس غرض سے تحقیقات کی تھی کہ جو جرم گکیوار کے ذمہ عاید کیے گئے تھے اگر وہ ثابت ہو گئے تو بلا شک گکیوار کے لیے موجب بدنامی اور خرابی کا ہے۔

دفعہ ۴۲۔ گورنمنٹ انڈیا اب مناسب سمجھتی ہے کہ وجوہ مفصل اون ہر سہ ممبران کیشن کی جنھوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ لکھی ہے کہ جرم گکیوار پر ثابت نہیں ہے اذکی نفیر اور تحریر کی تشریح کی جاوے۔

دفعہ ۴۳۔ محاراجہ سیند پیہہ کہتے ہیں کہ منجملہ متعدد گواہوں کے جبکا تعلق اس مقدمے سے نہیں ہے صرف تین گواہ راوجی۔ نرسو۔ اور دموور پنٹھ جہاں مذکورہ بالا کی شہادت دیتے ہیں اور ان کے بیان میں بھی تناقض و تفاوت ہے شاید محاراجہ موصوف شہادۂ ایند کو مہول گئے۔ جبکہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ شہادت ایند کی ضروری ہے اور مذکور شہادت سے بڑا ثبوت جرم موہا ہے گورنمنٹ انڈیا کو نسبت شہادت راوجی نرسو اور دموور پنٹھ کے کچھ تفاوت نہیں معلوم ہوتا والڈر اعلم محاراجہ صاحب کس بیان میں تفاوت جانتے ہیں امور خاص میں انکا بیان یکساں ہے یہ بات کہ صرف تین یا چار گواہ ایک خاص جرم پر شہادت دیتے ہیں اور سوالات شہادت میں ثابت قدم رہتے ہیں تو یہ غرض نہیں ہے کہ چونکہ گواہ کم ہیں اس لیے انکی شہادت قابل اعتبار نہیں ہے۔

دفعہ ۴۴۔ محاراجہ بعد ازاں کہتے ہیں کہ شہادت پیدرو اور عبداللہ گواہ کی مفید مطلب مجرم کے ہے گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک شہادت عبداللہ کی بھی مفید

گیکو ارٹکے نہیں ہے اور پیدر دکا گواہ کو راوی بھی نے مجرم کیا تھا لیکن اسنے انکار قطعی اس کارروائی سے کیا یہ صرف راوی کی ایک بات کو رد کرنا ہے یعنی اپنی شرکت اوس کے ساتھ کچھ بیان نہیں کرنا کہ جس سے گیکو ارٹ ماخوذ ہو اور نہ اوسکی شہادت ایسی ہے کہ جو موجب برآوت گیکو ارٹ مقصور ہو اور اس شہادت کو راوی بھی تصدیق کرتا ہے کہ ملا دمان رزیدنی گیکو ارٹکے بہان آتے جاتے تھے وہ مقرر اس بات کا ہے کہ گیکو ارٹ نے جھٹکو روپیے دیے تھے اور یہ روپیے کچھ تو بار یا شادی میں نہیں دیے صرف اس لیے دیے تھے کہ ہمیشہ گیکو ارٹکے بہان آتے جاتے لیکن اسنے سالم کے کہنے کو نہ مانا۔

صفحہ ۵۴۔ بعد ازاں محاراجہ کہتے ہیں کہ سالم اور بیٹوت راؤ اور خٹو لکریا یا اور زرا دین بوہرہ اور حکیم جو عدالت میں پیش نہیں کیے گئے یہ مفید مطلب گیکو ارٹ کے لیے مگر حال اوسکا یہ ہے کہ نوزالدین بوہرہ ایک عطار ہے۔ وہ اور دینتھہ کہتا ہے کہ سنسکریا جڑ کرل فیہر صاحب کو دی گئی وہ اسی کی دکان سے منگائی گئی تھی نوزالدین کی پہلے تصویر کی گئی تھی کہ فی کتبہ نہیں ہے اگر وہ بلایا بھی جاتا تو وہ کہتا کہ منگائی گئی تھی ہے یا نہی کر کے تا کہ نہیں منگائی گئی لیکن جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایسے اظہارات و موہرہ نہ ہونے چاہئے گیکو ارٹ کے لیے نہیں ہے اور یہ بیان دینتھہ میں کہ اسنے سنسکریا نوزالدین کو دیا تھا کہ اسنے کھین نشان بھی نہیں ہے کیونکہ صداقت نہیں کی اس لیے نوزالدین نے نہیں مانا کہ اس کے دیلائے جانے سے صرف اتنی بات ہوئی کہ خریداجانا سنسکریا کا دکان نوزالدین سے نمایت ہوا مگر نوزالدین بوہرہ کی عدالت میں حاضر ہونے سے کچھ مقدمہ کو نوزالدین بچھڑا

صفحہ ۶۶۔ اور گواہوں کی نسبت دوسری بات ہے۔ قبل ازیں تحریر ہوا ہے کہ سالم اور بیٹوت راؤ گیکو ارٹ کی طرف سے عدالت میں نہیں آئے وہ ظاہر یہ ہے کہ گیکو ارٹ نے انکو اس واسطے نہیں پیش کیا کہ وہ۔ پھال جاتے ہیں ایسا نہ کہ بیچ بیچ مقدمہ کو بیان دینا اور اسی خیال سے خون لکریا یا اور حکیم ہم نہیں ہلائے گئے یہ سب لوگ تیار ہی نہ ہر مہرہ نہ تھے جو بیٹوت راؤ دینتھہ زراؤ تھے۔ غرض یہاں دوسری بات ہے۔

اگر وہ دینتھہ نے جھوٹ بیان کیا تھا تو ممکن تھا کہ گیکو ارٹ ان لوگوں کو جوتے اور

صاف صاف ان سے گواہی دلو اگر شہادت دہو در پنتھ کی تردید کرتے گھگھوڑا گھوڑا
محتاج نہ کرے گا کہ گواہی دے گا اور اس کے کلام کی تردید کر سکتے ہیں یا نہیں۔

دفعہ ۶۷۔ محاراجہ سہند ہیہ کو وقت طلب یہ امر معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا ہر کون
دیا گیا چھین اس قدر زمانہ صرف ہوا اسکی نسبت بھی ویسا ہی بیان ہو سکتا ہے جیسا کہ
اندر باتوں کے لیے بیان ہوا یہ تو معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا ہر دیا گیا اور نو مبر کی قیام
کو زیادہ دیا گیا وراے اسکے راوچی کو خوف تھا کہ اگر کیا لگی نہ ہر دیا جائیگا و جلد تراو کا
آخر ظاہر ہو جائے گا اور پردہ کھل جائے گا اور تھوڑا تھوڑا دینے سے عرصے میں اثر ہوگا
ابتداءً ہر خزانہ کی محقق نہیں ہوئی قریب سے سمجھا جاتا ہے کہ چھ سات ہفتہ پہلے سے ہر
دینا شروع ہو چکا ہے مناسب پایا تب نہ ہر دیا خود راوچی کے بیان سے معلوم ہوا کہ
دومرتیہ اسکو موقع نہیں ملا اور اس کام کے لیے اسکو بہت موثر ساز رہتا پڑا۔

دفعہ ۶۸۔ پھر محاراجہ لکھتے ہیں کہ اسکا ثبوت کچھ نہیں ہے کہ تا نیا اور الماس اور
شکھیا خرید کی گئی تھی نہ کوئی کاغذ دستخطی محاراجہ کا اس بارے میں ہے۔

دفعہ ۶۹ و ۷۰۔ میں بیان ہو چکا ہے کہ ایسی خریداری کا ثبوت کرنا فضول ہے اور
کاغذ کا جواب یہ ہے کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایسا کاغذ محاراجہ نے لکھا ہو۔
گورنمنٹ انڈیا کو کیطرح سے اسے تحریری کاغذ کا یقین نہیں ہے۔

دفعہ ۷۱۔ عذرات محاراجہ بے پور اور سر و نگر اور نسبت شہادت کے مثل محاراجہ
سہند ہیہ کے ہیں اور جو ان سے کہیں قدر زیادہ عذر ہیں وہ یہ ہیں۔

دفعہ ۷۲۔ محاراجہ بے پور خیال کرتے ہیں کہ راوچی نے بیان کیا کہ مجھ کو اور نرسو کو گھگھوڑا
نے ایک ایک لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا اور نرسو بیان کرتا ہے کہ انعام کہیں کا
وعدہ تھا روپے کی قدر وہ نہیں بیان کرتا گورنمنٹ انڈیا اس اختلاف کی نسبت یقین
کرتی ہے کہ راوچی اور نرسو کے بیان میں کچھ سازش تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ انعام کا وعدہ تھا اور یہ دونوں کی شہادت سے ثابت ہے شاید
انعام ان دونوں کو مختلف سنا دیا گئے ہوں یا انہیں دونوں کے سمجھنے میں فرق

کیونکہ سلم اور شیونت راؤ کو بھی شریک اس گفتگو کے تھے یہ ممکن نہیں کہ اگر راجہ جی اور نرسو کی سازش ہو گئی ہو تو نرسو بھی ایک لاکھ روپے کے انعام کا اقرار کرتا نہ کہ صرف انعام کا اقرار۔

دفعہ ۱۵۔ مھاراجہ پور صحیح طور سے ظاہر کرتے ہیں کہ جو بادشاہین و مودرنپتھ کے دفتر سے آئین او سیمین کچھ روپے کا ذکر نہیں ہے جو واسطے حمید الماس یا ہنکھیا وغیرہ کے دیا گیا ہو۔ اس رقم میں واسطے دعوت برہمنوں اور دیگر خیرات کے تصرف ہے اور ایک کافی شہادت اس امر کی ہے کہ روپیہ ایسے ہی کاموں میں صرف ہوا اگر گورنمنٹ انڈیا یہ نہیں کہہ سکتی کہ مھاراجہ کی رائے ایسی کیون ہے کیونکہ کتاب سے ورق جو نکالے گئے اور چاک کیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کا اختتام منظور تھا جیسا کہ کاغذ حرف رون (۱) سے ثابت ہے کتاب کے اور اوراق تبدیل کیے جانے میں کچھ تنک نہیں پایا جاتا اور نہ کوئی شہادت اسکی تردید میں ہے جس برہمن کی نسبت لکھا ہے کہ دسمبر ۱۸۷۸ء میں تین ہزار چھ سو نو روپیہ ترہ آنہ ۶۔ پائی دیا گیا مسمیٰ مذکور طلب ہوا اور عہد اکافتار منظر ہوا کہ مجھ کو کبھی ایسا روپیہ نہیں ملایا شخص ایک کاغذ چہر نشان حرف (دانی) کا ہے پیش کرتا ہے اور اسکی دوس روپیہ پانے کا اقبال کرتا ہے روپیہ حسب مندرجہ کاغذ مذکور ناجی قتل دار دفعہ جواہر خانہ لیکو اور کو دیا گیا اور صفیہ خیرات میں لکھا گیا تاکہ افشاؤں کا ہو۔ مھاراجہ پور کے نزدیک تحریری مضمون کتاب کا صحیح ہے اور بیان و مودرنپتھ کا غلط لیکن دربارہ تصدیق بیان و مودرنپتھ کے دفعہ ۸۔ ۳۔ میں لکھا گیا ہے۔

دفعہ ۵۲۔ مھاراجہ پور کہتے ہیں کہ یہ مشہور تھا کہ جواہر کرمل صاحب کو دیا گیا تھا او سیمین تا تباجی تھا لیکن جب اجزا اود کے علیحدہ کیے گئے تو تانبے کا کہیں نشان تھا۔ شہادت میں تانبے کا ذکر تھا بھابھو پونا کرنے بازاری خبر سن کے کرمل فیر صاحب سے کہا کہ ایسا دیا نہ آپ کو دیا گیا۔

دفعہ ۵۳۔ گورنمنٹ انڈیا نہیں سمجھتی کہ مھاراجہ پور نے کیا خیال کر کے یہ لکھا کہ کوئی

صورت سالم اور بیوقوف راوے دریافت کرنے کی تھی کہ انہوں نے روپر وے پولیس کے بیان کیا یا نہیں اگر کونسل گیکوارڈ یا ممبران کیشن خود بھی کچھ حال دریافت کرنا چاہتے تو انہیں پولیس اور دیگر اشخاص اور انکی باتوں کا جواب دینے۔

دفعہ ۵۴۔ سر ڈکٹر اور ڈر بار کے تفاوت تاریخوں کے متضمن ہیں اور راوچی اور مودو کے اظہار دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اختلاف بیانی کی مگر گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک کسی میں اختلاف نہیں پایا گیا۔

دفعہ ۵۵۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر چند مھاراجہ سیندھیہ اور سر ڈکٹر اور اور ان دونوں سے دیا وہ مھاراجہ جے پور کی رائے کا مل ہے مگر گورنمنٹ انڈیا کی رائے ہر سہ ممبران کیشن متفقہ رائے کے مطابق ہے یہ رپورٹ عمدہ اور منصفانہ لکھی گئی ہے اور قابل اعتبار ہے اس میں لکھا ہے کہ یہ شہادت اسی نہیں ہے کہ جبکافین ہو اور کچھ تردید اسکی نہیں ہوئی اور گیکوارڈ کے کونسل نے بھی کسی اکیٹ گیکوارڈ کو طلب نہیں کیا تاکہ وہ مقصوری گیکوارڈ کی ثابت کرے اور آخر وقت تک کہا کہ باراکام نہیں ہے کہ ہم مقدمہ کو طول میں مگر گورنمنٹ انڈیا کو اس بارے میں اور خیال ہے۔ خاص وجہ دریافت طلب اسکی یہ تھی کہ گیکوارڈ کو موقع اپنی برادرت کو حاصل کرنے کا دیا جاوے گورنمنٹ انڈیا کے نزدیک مناسب تھا کہ کونسل گیکوارڈ کے مقدمے کو قائم کرتے اور شہادت جو خلاف گیکوارڈ کے بھی اسکی تردید کرتے مگر قریب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے امکان سے وقوع اسکا باہر تھا اور وہ ضرور پیر دی اسپین کرتے کونسل گیکوارڈ نے یہ بیان کیا مگر تقریر نہیں کی کہ شاید مودو منجھ اور بھاپو پونا کراس زہر خورانی کے بانی ہوں اس بات کو نہایت احتیاط سے ہر سہ ممبران کیشن متفقہ رائے نے چند کلموں سے رد کیا ہے۔

دفعہ ۵۶۔ ہند گورنمنٹ انڈیا یہ کمال افسوس اور مجبور ہو کر اپنی استحکام رائے بیان کرتی ہے کہ وہ جرائم جو قبل از تحقیقات گیکوارڈ پر لگائے گئے تھے بروقت تحقیقات ناممکن ہوئے اور مھاراجہ نے فی الواقع راوچی اور نزو کو زہر خورانی کی ترغیب دی۔ حسب الحکم گورنر جنرل ہند یا جلاس کونسل فقط دستخط سی یو ایچ پی جی سر ڈی گورنمنٹ ہند مقام شملہ فارمن پابلسٹ

رپورٹ ممبران انگریزی

وقفہ ۱۔ سب سے پہلے اولن تاریخون کا بیان کرنا پسندیدہ معلوم ہوتا ہے جن میں بعض ضروری واقعات جو اس مقدمے سے متعلق ہیں ظہور میں آئے چنانچہ وہ یانچین حسب تفصیل ذیل ہیں۔

کرنل فیرو صاحب نے ۱۰ ماہ مارچ ۱۹۷۱ء سے عہدہ ریزیڈنٹی بڑوڈے کا کام کرنا شروع کیا تھا جو سکاتین بد انتظامی کی کرنل فیرو صاحب ریزیڈنٹ نے مہاراجہ گیکوڑ کی نسبت گورنمنٹ میں کی تھیں انکی تحقیقات کے واسطے شروع نومبر ۱۹۷۱ء - دسمبر ۱۹۷۱ء تک کمیشن نے اجلاس کیا۔

مہاراجہ گیکوڑ لکشی بانی سے اپنی شادی کرنے کے واسطے کرنل فیرو صاحب کے ۲۰ اپریل ۱۹۷۱ء کو مقام فوساری گئے اور ۱۶ مئی کو واپس آئے شادی رتی کو ہوئی لکشی بانی کے ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔

جو خریطہ مہاراجہ گیکوڑ نے حضور دیسراے بہادر کے نام بدرخواست تبدیلی کرنل فیرو صاحب کے بھیجا تھا دوسری نومبر ۱۹۷۱ء کا لکھا ہوا تھا۔

جو خریطہ حضور دیسراے بہادر نے مہاراجہ گیکوڑ کے نام مشورہ اطلاع تبدیلی کرنل فیرو صاحب کو فقیر کرنل سر لوہس پٹی صاحب کے سی ایس آئی کے بھیجا تھا وہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء کا لکھا ہوا تھا۔

وقفہ ۲۔ جو شہادت شامل مثل ہے اس سے ہماری دانست میں یہ بات ثابت ہے کہ ۹ نومبر ۱۹۷۱ء کو کرنل فیرو صاحب کو زہر دینے کا اقدام اس طرح پر کیا گیا کہ تمام سفید سنگیا اور سپرے کا چورا اوس شربت کے گلاس میں جبکو صاحب کو صبح صبح کی ہو اکھانے کے بعد ہمیشہ پیا کرتے تھے ملا دیا گیا کرنل فیرو صاحب اوس روز صبح کو بات بے پانچ منٹ پر واپس آئے اور راجی حولدہ اچرا سیون کا اون سے ملا۔ اور اوسنے صاحب کو سلام کیا بعد اس کے کرنل فیرو صاحب اوس کمرے میں گئے جہین اوکھا و فقیر رہتا تھا۔ اور جہان وہ کپڑے وغیرہ دینا کرتے تھے۔ ایک چھوٹا سا مکان ہے

اور رزیدنٹی کے خاص مکانات کے متصل واقع ہے جبکہ صاحب موصوف اوس کے
 کے اندر گئے تو انھوں نے حسب معمول شربت کا گلاس ہاتھ دھوئے کی تپائی پر رکھا
 ہوا پایا اور وہ پائین گھونٹ پی کر انہوں نے گلاس کو پھر رکھ دیا بعد اسکے وہ
 کھٹے کے واسطے بیٹھ گئے اور میں منٹ پا آؤہ گھٹے میں دفعۃً طبیعت پر امتلا معلوم
 ہوا صاحب موصوف نے اس خیال سے کہ یہ شربت میرے ناموافق ہے اور نیز اس
 اندیشے سے کہ مبادا اور زیادہ پیئے کو اذکاجی چاہے شربت کو دفتر کے کمرے سے باہر
 برآمدے میں پھینک دیا بہت سا شربت برآمدے میں رہا اور تھوڑا سا بچہ کر برآمدے
 کے باہر پھینچ گیا حیرت کرنی فیہ صاحب نے پھر اوس گلاس کو ہاتھ دھوئے کی
 تپائی پر رکھا دیکھا تو صاحب مدد ورج کا خیال دس پچھٹ کے رنگ کی جانب گیا جو
 گلاس میں باقی رہ گئی تھی اور جبین سے تھوڑی سی گلاس کے اوپر اتناک یہی
 تھی۔ صاحب مدد ورج بیان کرتے ہیں کہ یہ پچھٹ سیاہ رنگ کی سی تھی اور حیرت
 انھوں نے گلاس کو اذکاجی دیکھا تو صاحب موصوف کے دل میں یہ خیال گذرا
 کہ چھکو نہ ہو دیا گیا اس وقت قریب ساڑھے سات بجے تھے کرنل فیہ صاحب نے
 تھوڑا سا کھانا کھا کر رزیدنٹی کے کمرے میں جہیز منجے ایک دفعہ اس مضمون کا
 لکھا کہ تھوڑا سا کھانا کھا کر رزیدنٹی کے کمرے میں جہیز منجے ایک دفعہ اس مضمون کا
 قریب آٹھ بجے کرنل فیہ صاحب کے مکان پر پہنچے کرنل فیہ صاحب نے وہ گلاس
 جبین کچھ شربت باقی تھا ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے حوالہ کیا یہ شربت کرنل فیہ صاحب
 کے بیان کے بموجب چار پیسے کے ٹیڑھ یا دو چھون کے برابر اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب
 کے بیان کے بموجب بیس روپے کا تھا کہ اس کے ایک چپے سے کچھ کم تھا جس وقت ڈاکٹر سیورڈ صاحب
 نے گلاس کو ہلایا اور روشنی میں اوسکو دیکھا تو اذکاجی پچھٹ میں کچھ جھلی سی معلوم
 ہوئی اور جبکہ انہوں نے اوس میں تھوڑا سا پانی ملا یا تو اذکاجی پچھٹ کے کچھ موبے اجڑا
 پر رنگت کی جہلک نظر پڑی کرنل فیہ صاحب نے اپنی طبیعت کی کیفیت ڈاکٹر سیورڈ صاحب
 کے روبرو بیان کی اور ڈاکٹر صاحب موصوف گلاس کو مع باقیماندہ شربت کے

اپنے گھر کو اس امر کی تحقیق کرنے کے واسطے لے گئے کہ اوس شربت میں کیا چیز
ہی ہوئی تھی کرنل فیروز صاحب نے بیان کیا ہے کہ ہوقت میں نے شربت چکھا تھا
جب سے اوس وقت تک کہ وہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے حوالہ کیا کوئی آدمی اوس کے
پاس تک نہیں گیا جو کیفیت کرنل فیروز صاحب کو اپنی طبیعت کی معلوم ہوئی تھی۔
اوس کو ایک چٹھی میں لکھ کر اوس ہی روز گیارہ بجے ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے پاس
بھیج دیا جس کا انتخاب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

دوا اگرچہ میں نے اوس شربت کے جو گلاس کے اندر تھا صرف دو یا تین گھونٹ پئے
تھے تاہم قریب اودہ گھنٹے کے عرصے میں جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا تھا مجھ کو خلل
معمول معدے میں کچھ تنگی کی معلوم ہوئی اور اوس کے ساتھ دوران سر اور نگاہ
میں کچھ معلوم ہو جس کے باعث سے خیالات میں فوری پیدا ہوا اور نیز شربت میں ایک ناگوار
دما کا سامرہ معلوم ہونے لگا اور منہ میں فضول تھوک آنے لگا پتہ چند روز سے ہرگز
میری کیفیت نہیں ہوئی تھی اور میں نے اوس کو کیتھدرنجارس (جواب بالکل نفع ہو گیا
تھا) اور کیتھدراس خیال سے منسوب کیا کہ جن پہلون کا ہر روز میرے واسطے شربت
بنایا جاتا تھا وہ تازہ نہ تھے

کرنل فیروز صاحب نے بیان کیا ہے کہ اوس دما کا ذائقہ تانبے کا سا تھا
اور وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ذائقہ شربت کے پینے سے جو پیالے کے اوپر بالکل صاف
اور جس کا ذائقہ مطلق خراب تھا قریب پون گھنٹہ بعد مجھ کو معلوم ہوا۔

واقعہ دم۔ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے اون تدبیروں کو بیان کیا ہے جو پیالہ کی تلچٹ
کے اجڑا تحقیق کرنے کے واسطے عمل میں لائے تھے یعنی صاحب موصوف نے قریب ایک
ثنت کے تلچٹ سے کر جو وزن میں ایک دو گرین کے برابر تھی اور جس کی رنگت زردی
بھوری تھی اوس میں تھوڑا سا کوئلہ ملا یا اور اوس کو ایک ملی کے اندر رکھ کر ایک اسپرٹ
یمپ پر گرم کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ملی پر دما کا سا ایک حلقہ بن گیا اور جب صاحب
موصوف نے اوس ملی کو بھر گرم کیا تو اونہوں نے حلقے کے اوپر اور نیچے کچھ سفید سی

چیز دیکھیں جس میں خوردبین سے دیکھنے کے بعد ہشت پہلو بلور کے سے زیرے معلوم ہوئے
یہ گواہ بیان کرتا ہے کہ دھات کے حلقے اور ہشت پہلو بلور کے ذروں سے مراد سنسکریا
کا موجود ہونا پایا جاتا ہے اور وہ یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اور کسی معدنی زہر سے یہ شکل
پیدا نہیں ہو سکتی تھچٹ مین جھلی کا اوٹھنا بھی اسی زہر کی علامت ہے۔

باقی تھچٹ کو جب کاڈاکٹر سیورڈ صاحب نے امتحان نہیں کیا تھا صاحب موصوف نے
۱۰۔ نومبر کو ڈاکٹر گری صاحب کمیکل ایبلڈ رز گورنمنٹ بمبئی کے پاس بھیج دیا اور
جاذب کاخذ میں چھان کر اور اوسکو گرمی دے کر شکل چورے کے کر دیا۔

واقعہ ۴۔ کوئلے کے ذریعے سے امتحان کرنے سے چند روز بعد جبکہ سابق میں ذکر ہوا
ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے اوس شے کے ذریعے سے جو ملی میں باقی رہ گئی تھی ایک مرتبہ
اور امتحان کیا بنے اونھوں نے اوسکو ملی میں سے نکال کر کس قدر پانی کی سطح پر ڈال دیا
جب کہ بھاری ذرے نیچے بیٹھ گئے تو صاحب موصوف نے بہت جلد اون ذروں کو
باہر پھینک دیا جو اوپر نیرتے تھے صاحب موصوف نے چند مرتبہ یہی عمل کیا اور اسکے بعد
تھچٹ کو جمع کر کے شیشہ کے چند ٹکروں پر رکھا جبکو صاحب موصوف نے کمیشن کے بڑے
بھی پیش کیا ان شیشوں کو اونھوں نے ایک دو درمیں کے نیچے رکھا اور اوسوقت
معلوم کیا کہ تھچٹ خاص کر چکدار بلوری ریزوون سے مرکب تھی خوبت صاحب
موصوف نے ایک خاص شیشہ کا ٹکڑا بھلا اون ٹکروں کے چتر تھچٹ رکھی ہوئی تھی ایک
شیشہ پر رکھا تو اوسوقت معلوم ہوا کہ اوسکی سطح کھرجی ہوئی تھی چنانچہ اونھوں نے یہی تجربہ
کمیشن کے روبرو کیا اور خوبت صاف شیشے کا ٹکڑا اوس سے رگڑا گیا جس پر تھچٹ بھی
تو وہ فوراً اکٹ گیا ڈاکٹر سیورڈ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے تانے کے واسطے
امتحان نہیں کیا تھا بلکہ صرف سنسکریا کے دریافت کرنے کی غرض سے کیا تھا اور تھچٹ
کا زہر حصہ سنسکریا تھا کچھ ہیرے کا چورا تھا جو تھچٹ پیالے کے اندر سے نکل بھی اوسکو
صاحب موصوف نے وزن نہیں کیا تھا۔

واقعہ ۵۔ جو چورڈاکٹ سیورڈ صاحب نے ۱۰۔ نومبر کو ڈاکٹر گری صاحب کے پاس

بھیجا تھا اوس کے امتحان کے نتیجے کے بیان کرنے سے پہلے اون دو پوڑیوں کا ذکر بھی کرنا ضرور ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس بھیجی گئی تھیں اون میں سے پہلی پوڑیا میں اوس برآمدے کے فرش کا کھچرا ہوا چونا ہے جس میں کرنل فیروز صاحب نے شہادت کو پھینکا تھا کرنل فیروز صاحب کی شہادت اور او کی چٹھی موسومہ ڈاکٹر گری سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر گری صاحب کی رائے کے بموجب جبکا انظار اونہوں نے ڈاکٹر سپورٹو صاحب سے اور ڈاکٹر سپورٹو صاحب نے کرنل فیروز صاحب سے کیا تھا کرنل فیروز صاحب نے ۱۵ نومبر کی صبح کو اپنی موجودگی میں ایک چپراسی سے جنرل پنچھٹ اوس برآمدے کے فرش پر مل سکی جہاں گلاس کا شربت گرا تھا اوس سب کو کھچرا دیا اور اوسکی ایک پوڑیا باندھ کر کرنل فیروز صاحب نے بڑی احتیاط کے ساتھ ۱۶ نومبر کو ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیج دی دوسری پوڑیا ۲۵ دسمبر کو مسٹر سوڈر صاحب کسٹمر پولیس کی موجودگی میں راجی کی مٹی میں ملی جبکہ مسٹر سوڈر صاحب اپنے ساتھ بی بی کو لے گئے اور ۳۰ دسمبر کو ڈاکٹر گری صاحب کو حوالہ کر دیا۔ ۲۔ ڈاکٹر گری صاحب کیسٹریکل اینڈلارڈ گورنمنٹ بی بی کی شہادت کا خلاصہ حسب تفصیل ذیل ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس مینوں پوڑیاں جبکا صدر میں ذکر ہوا ایسی صورت اور ایسے طریقے میں پھونچیں جس سے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ راستہ میں اون میں کچھ فریب کیا گیا۔ پہلی پوڑیا جو ڈاکٹر سپورٹو صاحب نے اون کے پاس بھیجی تھیں اوس میں ڈیڑھ گرین چورس ابورے رنگ کا سا تھا جس میں کچھ چمکے ہوئے ذرے تھے صاحب موصوف نے اوس میں سے تھوڑے سے چورے کو گرمی کے ذریعے سے صاف کیا اور جب غور دین سے اوسکو دیکھا تو منہ منت پہلو بلور کے ذرے معلوم ہوئے صاحب موصوف نے اون ذرے کو پانی میں جو شش دیا اور اوس میں سے تھوڑا سا پانی لیکر چاندی کا تیز آئینہ ٹیسٹ اوس میں ملایا تو اوس کے باعث سے ایک زرورنگ کی شے نمودار ہوئی۔ تھوڑے سے پانی میں صاحب موصوف نے تابنے کا تیز آئینہ ٹیسٹ

ملایا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جم کر ایک زردی ناکل سبز شے منجھ مو گئی باقی چھوٹا پانی مین صاحب موصوف نے تیزاب ماری اینٹک ایسڈ ملا کر پھیرا اوسکو جو شش دیا اور گندہاک کی ٹائیڈ روجن گلاس کو اوسمین چھوڑا تو اوسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جم کر ایک چلتی ہوئی زرد رنگ کی چیز ہو گئی۔ بعد اس کے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اون ہنون منجھ چیزوں مین نو سادہ ملایا اور وہ سب گل گئیں لیکن میسرے منجھ شے کے ایک حصہ کو رہے تو یا۔ اوسکو صاحب موصوف نے نہایت تیز ماری اینٹک ایسڈ کے ساتھ ملایا اور وہ نہیں گلی۔ اس تمام امتحان سے ڈاکٹر گری صاحب کو اس امر کا اطمینان ہو گیا کہ جو سفید ذرے اس عمل سے چل ہوئے تھے وہ سفید سنگھیا کے ذرے تھے۔ جو چورڈاکٹر سیورڈ صاحب نے ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیجا تھا اوسکا اور طرح پر بھی صاحب موصوف نے امتحان کیا یعنی اونھون نے تھوڑا سا چور پانی اور ماری اینٹک ایسڈ کے ساتھ جو شش کیا اور جو شش کی وقت دیکر صاف تابنے کے اوس کے اندر ڈال دیے چند لمحہ کے بعد تابنے کے پتہ پر پھوڑے رنگ کی دھات کے سے ذرے جمع ہو گئے ڈاکٹر صاحب موصوف نے ان تابنے کے پتوں مین سے ایک ٹکڑے کو خشک کر کے ایک نئی مین اوسکو گرم کیا جبکی طرفون پر شش پہلو ذرے بلور کے جمع ہو گئے ان ذروں کی نسبت صاحب موصوف نے وہی عمل کیا جو سابق مین مذکور ہوا اور اوسکا نتیجہ بھی وہی ہوا۔

صفحہ ۷۔ جو چورڈاکٹر سیورڈ صاحب نے ڈاکٹر گری صاحب کے پاس بھیجا تھا اوس کے ایک حصہ مین صاحب موصوف نے کو تلا ملا کر بھی دھات کے اجڑا کو علیحدہ کیا اور جس نئی سے اونھون نے یہ امتحان کیا اوسکو مع اوس حلقے کے جو اوسپر مین گیا تھا اور جبکو وہ سنگھیا کی موجودگی کی علامت بیان کرنے مین کمیشن کے روبرو پیش کیا صاحب موصوف نے اس حلقہ کو گرمی نہیں دی جس سے وہ سفید سنگھیا ہو جاتا۔

صفحہ ۸۔ جو چلتے ہوئے ذرے اس چورے مین موجود تھے جو ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے پاس سے آیا تھا اوسکی نسبت ڈاکٹر گری صاحب بیان کرتے مین کہ مذکور اصرار

تجربوں کا اوپر کچھ اثر نہیں ہوا اور انہوں نے ایک خوردبین سے اونکو دیکھا اور اول مرتبہ یہ خیال کیا کہ شاید وہ ہا ہوا شیشہ ہے مگر جب کہ ۱۲۔ نمبر کو انہوں نے جاذب کاغذ کے ٹکڑے پر اونکو دیکھا تو خالی آنکھ کے دیکھنے کے بعد اونہوں نے یہ خیال کیا کہ اتنی چمک کے سبب سے وہ ہیرے کے ذرے تھے صاحب موصوف نے تمام معمولی تیزابوں اور کھارون میں اون کے گھلانے کیلئے کوشش کی وہ نہیں گلا اور صاحب موصوف کی یہ رائے قرار پائی کہ وہ ہیرے کا چورا تھا یہ تحقیقات اونہوں نے اپنی طرف سے کی تھی کیونکہ ۱۳۔ نمبر کو اون کے پاس اس مضمون کی کوئی اطلاع نہیں آئی تھی کہ اس چورے میں شاید ہیرے کا چورا بھی ہوگا۔

دفعہ ۹۔ دوسری پوڑیا جو کرنل فیہ صاحب نے کاغذ نمبر ۱۱ کے ساتھ بھیجی تھی وہ ۱۶۔ نمبر کو ڈاکٹر گری صاحب کے پاس پہنچی اوس کے اندر ۱۷۔ گرین مٹی تھی مگر جب کہ اونہیں طریقوں سے اوسکا امتحان کیا گیا جو پہلی پوڑیا کی نسبت عمل میں لائے گئے تھے تو اوسمیں شک کیا اور ریت اور ہیرے کا چورا ثابت ہوا جو پوڑیا ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے بھیجی اوسمیں ڈاکٹر گری صاحب کو ایک گرین اور جو کرنل فیہ صاحب نے بھیجی تھی اوسمیں سوا گرین کل سواد و گرین شک کیا کلا ڈاکٹر گری صاحب بیان کرنے میں کہ اگر شک کیا کا اثر ہو جائے تو ڈائی گرین میں ایک جو ان آدمی ہلاک ہو سکتا ہے اور اکثر صورتوں میں اوسکا اثر نصف گھنٹہ سے لے کر ایک گھنٹہ تک ظاہر ہوتا ہے نہایت معتبر سند پر یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ انسان کے جسم پر ہیرے کے چورے کا کوئی مہلک اثر نہیں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر گری صاحب خیال کرتے ہیں کہ ٹکچٹ میں جو ایک جھلی سی پیدا ہو گئی جسکا ذرہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب نے کیا ہے وہ غالباً گلاس میں شک کیا کے ہونے کا نتیجہ ہے۔

دفعہ ۱۰۔ تیسری پوڑیا جو مسٹر سوٹر صاحب نے ۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۷ء کو بھیجی تھی اوسمیں ڈاکٹر گری صاحب کو اوسی قسم اور اوسی شکل کی سات گرین سفید شک کیا ملی تھی جو باقی دو پوڑیوں میں پائی گئی تھی صاحب موصوف نے دو بین کے ذریعے سے ملاحظہ کر کے دریافت کی تھی۔

وقفہ ۱۱۔ جو شخص سنکھیا کے زہر سے بیمار ہوتے ہیں اون کے منہ میں دانت کی خبروں کا سا ذائقہ ہوتا ہے ایک ایسی بات ہے جسکا تجربہ خاص ڈاکٹر گری صاحب کو ایک مرتبہ سوچا ہے اور جسکا ہمیشہ اون مقدمات میں حوالہ دیا جاتا ہے جو بحیثیت کمیکل اینلایزر کے اون کے پاس بھیجے جاتے ہیں اور صاحب موصوف نے خود سنکھیا اس امر کے تحقیقات کرنے کے واسطے کہا ہے کہ آیا اوس میں کچھ ذائقہ ہے یا نہیں مگر اوس کو بے مزہ پایا ڈاکٹر گری صاحب نے پورے میں تابنے کے دریافت کرنے کے واسطے کوشش کی تھی مگر اوسکا کچھ نشان نہ معلوم ہوا۔

وقفہ ۱۲۔ ڈاکٹر گری صاحب فرماتے ہیں کہ سنکھیا کے کھانے کی معمولی علامتیں وزن سر اور اشتلا اور تے اور دست اور معدے میں سوزش ہوتی ہے صاحب موصوف یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اگر متواتر تھوڑا تھوڑا سنکھیا کھایا جاوے تو اوس کے باعث سے آنکھوں میں پانی جاری ہو جاتا ہے اور اگر سنکھیا زخم سے لگا یا جاوے تو وہ باعث ہلاکت مریض کا ہوتا ہے صاحب موصوف خیال فرماتے ہیں کہ کرنل فیئر صاحب نے بہت تھوڑا سنکھیا پیا ہوگا مگر یہ بھی اشتلا پیدا کرنے کے واسطے کافی تھا اور اشتلا سے منہ میں پانی اور تھوک زیادہ آنے لگتا ہے۔

وقفہ ۱۳۔ مقدس کے اس حصہ سے متعلق یہ بات قابل ذکر ہے کہ کرنل فیئر صاحب نے اپنی شہادت میں بیان کیا ہے کہ وہ وسط ماہ ستمبر ۱۹۴۷ء سے جیل تھے یعنی اوکو زکام تھا اور اوکی پستانی پر ایک پھوڑا تھا جسکا معالجہ ڈاکٹر سیورڈ صاحب کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف پھوڑے پر ایک پلاسٹر لگاتے تھے اور باقی پلاسٹر ایک میز پر اون کے دفتر کے کمرے میں رکھا رہتا تھا پس خود کرنل فیئر صاحب نے تیزاب کلوڈین اس طریقے سے پھوڑے میں لگایا کہ جس پہا سے اونہون نے اوسکو لگایا تھا اوس کے چھوٹانے میں اونکو بڑی مشکل پیش آئی ایک روز صبح کو آٹھ یا نو بجے کے درمیان یہ افراد قورح میں آیا اونکو کرنل فیئر صاحب اپنے دفتر میں ماتھے دھونے کی تہائی کے قریب کھڑی ہوئے اور وہاں سے وہ اون چیرا سیون کو نظر پڑے تھے جو اوس کمرے کے برآمدے میں کھڑے ہوئے تھے پلاسٹر

کے گلگانے سے پہلے اور اوس کے بعد بھی کرنل فیہ صاحب کو خفیف بخار آتا تھا اور
 اذکاسہ بیماری تھا اور اذکی آنکھوں سے بکثرت پانی جاری تھا پس صاحب موصوف
 کو گمان ہوا کہ شروع اکتوبر ۱۸۷۱ء سے اذکاسہ شربت مناسب طور سے تیار نہیں کیا جاتا
 ۶۔ نومبر کو ادھون نے ایک یاد و جرہ شربت کے پیے اور اذکو اپنی طبیعت ناساز معلوم
 ہوئی اور اذکاسہ بیماری ہو گیا اور غنودگی معلوم ہونے لگی غرض کہ طبیعت کی وہی
 کیفیت تھی جو شروع ۱۵ اکتوبر میں تھی ۷۔ نومبر کو بھی ادھون نے تھوڑا سا شربت پیا
 اور وہ یہ بات جانتے تھے کہ اوس روز بھی اذکی طبیعت کی وہی کیفیت تھی جیسی کہ
 پہلے دن تھی ۸۔ نومبر کو صاحب موصوف نے شربت نہیں پیا کیونکہ اگلے دن اذکو
 اپنی طبیعت نہایت ناساز معلوم ہوئی تھی۔

جو ملائین کرنل فیہ صاحب کو وسط ستمبر اور ۹۔ نومبر کے درمیان معلوم ہوئی تھیں اذکا
 ذکر لمحاظ شہادت بعض گواہوں کے جو اوس تحقیقات میں اخیر پریش کی گئی تھی کس قدر
 ضروری معلوم ہوگا۔

دفعہ ۱۲۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جس حالت میں سواد و گرین شکمیا پیائے کی تھچٹ
 اور برآمدے کی کھچرن میں نکلا تھا تو گلاس میں بہ نسبت اوس مقدار کے جو ہلاکت کے
 واسطے کافی ہو بہت زیادہ شکمیا ڈالا گیا ہو گا کیونکہ یہ بات ممکن نہیں ہے کہ جس قدر
 شکمیا شربت میں ملا ہوا تھا وہ سب برآمدے میں مل گیا ہو اور جو مقدار شکمیا کی
 ڈاکٹر نیورٹو صاحب کے تجربوں میں سفید وزن کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی وہ
 نامعلوم ہے۔

دفعہ ۱۵۔ جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ درحقیقت کرنل فیہ صاحب کے گلاس میں نہر
 ملا یا گیا تو اب یہ امر غور طلب ہے کہ یہ نہر کس شخص نے ذیابعد اللہ خان جو ہند رہ یا
 سولہ برس سے کرنل فیہ صاحب کے پاس نوکر تھا اوس کے متعلق روزانہ شربت کے تیار
 کرنے کا کام تھا مگر اوسکی غیر حاضری میں خالنامان او سکوتیار کیا کرتا تھا چنانچہ ۹ نومبر
 ۱۸۷۱ء کو عبد اللہ خاں فیہ شربت خالص عرق سے تیار کر کے گلاس کو دفتر کے کمرے کے اندر

ہاتھ دھوئے کی تپائی پر رکھ دیا اس وقت قریب ساڑھے چھ بجے صبح کے گوبند بابو اور پلٹیا
 دفتر کے کمرے کو صاف کر رہے تھے عبد اللہ خان اور سردار کے واسطے اپنے آقا کے کپڑوں کو
 لے کر کمرے سے چلا گیا گوبند بابو ملازم رزیدنٹی بھی بیان کرتا ہے کہ مین نے اور پلٹیا
 ۹ نومبر ۱۹۴۷ء کی صبح کو جبکہ کرنل فیروز جیساہ کو کہا تو کہ واسطے باہر گئے دفتر کے کمرے کو صاف کیا تھا اور
 مین نے ہی تانہ پانی اوس بوتل کے اندر بھرا جو دہات دھوئے کی تپائی پر رکھی ہوئی تھی اور
 یہ بلاشبہ وہی بوتل تھی جس میں سے ڈاکٹر سیوڑو صاحب نے تھوڑا سا پانی اوس گلاس
 میں ڈالا تھا جس میں تلچھٹ تھی اور مین نے یہ پانی اوس مٹی کے برتن میں سے لیا تھا
 جو مکان کے برآمدے میں لگا ہوا تھا اور جس میں سے رزیدنٹی کے بورڈ میں باشندوں کو پانی
 دیا جاتا تھا اور مین کرنل فیروز صاحب کی داسی سے پہلے قریب سات بجے کے کمرے سے چلا آیا
 وہ بیان کرتا ہے کہ مین نے عبد اللہ خان کو کمرے کے اندر آتے ہوئے اور اپنے آقا کے کپڑوں کو
 درست کرتے ہوئے اور باہر جاتے ہوئے دیکھا مگر مین نے اس کو شربت لاتے ہوئے نہیں
 دیکھا لکشن دریا دستنگہ چراسی کے کمرے سے باہر تھا گوبند بابو منظر ہے کہ عبد اللہ خان کے چلے
 جانے کے بعد راجی حوالدار کرنل فیروز صاحب کے دفتر کے کمرے میں آیا اور پانچ بجے منٹ
 تک اوس کے اندر ٹھہرا تا اور اس عرصے میں اوس نے کاغذات ردی کے اوس ٹوکری کو
 جو کھنے کی میز کے قریب رکھی ہوئی تھی خالی کر کے ایک دوسری ٹوکری کے اندر کاغذ بھر دیے
 جو اوس کمرے کے اندر رکھی تھی جس میں ہو کر دفتر کے کمرے میں جاؤ مین اس مقام پر سات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں
 کیشن کے عید مہرون کو بھی اوس کی ذاتی واقفیت حاصل ہوئی وہ شکر کا کہہ کر طویل و عرض میں چھوٹا ہے۔
 یہاں گوبند بابو کے اس بیان کی تصدیق کی ہے کہ وہ بھی اوس روز صبح کو دفتر
 کے کمرے کی صفائی میں مصروف تھا مگر اس سے زیادہ اون سے اور کچھ حال بیان نہیں کیا
 لکشن دریا دستنگہ بیان کرتا ہے کہ مین نے ۹ نومبر کی صبح کو کرنل فیروز صاحب کے کھنے
 کی میز درست کی اور اوس سے فرصت پا کر مین اوس جگہ بیٹھ گیا جہاں بیٹون کی واسطے
 مقرر ہے اور مین نے کوئی اور بات نہیں دیکھی۔

صفحہ ۱۶۔ پس اس بات کے گمان کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ان میں سے

کسی شخص نے شہادت میں زہر ملا یا ہو اور راؤجی خود مقرر ہے کہ میں نے زہر ملا یا نظر برین ہماری رائے میں اس امر کی نسبت اسکی شہادت کو صحیح سمجھنا چاہیے۔

صفحہ ۱۷۔ اب راؤجی اور گوہون کی شہادت پر یہ تفصیل ضرور ہے تاکہ یہ امر تحقیق ہو جائے کہ آیا راؤجی کو کرنل فیہ صاحب کو زہر دینے کی ترغیب دی گئی اور اگر نہایت ہے تو کس شخص نے اسکو ترغیب دی۔

صفحہ ۱۸۔ راؤجی کی شہادت حسب تفصیل ذیل ہے۔

عرصہ ایک یا سو اسیس کا ہوا کہ کرنل فیہ صاحب نے مجھکو چار سون کا حوالہ دار مقرر کیا تھا اور میں چھاؤنی برودہ کی بازار میں رہا کرتا تھا ستمبر ۱۸۹۷ء کے کمیشن کے اجلاس کے شروع ہونے سے دو چھپنے پہلے سالم نے مجھ سے بار بار یہ کہا تھا کہ تم مھاراجہ گیکوٹ کے ملنے کے واسطے چلو چنانچہ آخر کار میں رخصتی ہو گیا اور اسوقت یعنی کمیشن کے اجلاس سے دو چھپنے پہلے) سالم اور شیونت راؤ کے ہمراہ جو مجھکو شہر میں اپنے مکان پر ملا تھا مھاراجہ گیکوٹ کے محل گویا اور سالم اور شیونت راؤ کی موجودگی میں مھاراجہ صاحب سے ملاقات کی۔

مھاراجہ گیکوٹ نے مجھ سے کہا کہ تم مھو زبڈیٹی کی نسبت خبریں بھیجا کرو اور اگر تم خبریں بھیجو گے تو تم مھو انعام دین گے اور یہ دریافت کیا کہ نرسوسے جو زبڈیٹی کے چل سون کا جمعہ رہے تمھاری دوستی ہے یا نہیں چنانچہ راؤجی نے خبروں کا بھیجنا منظور کر لیا اور یہ کہا کہ نرسوسے دوست ہے اور حسب درخواست مھاراجہ گیکوٹ کے اون سے یہ اقرار کر لیا کہ میں نرسو کو آپ کی ملاقات کے واسطے لاؤں گا دوسرے دن راؤجی نے نرسوسے اس ملاقات اور طلبی کا ذکر کیا مگر نرسوسے عدم الفرستی کے چلے سے جانے سے مقرر کر دیا۔

صفحہ ۱۹۔ اس گواہ کی شہادت کا زیادہ تو ذکر کرنے سے پیشتر اس بات کا بیان کرنا مناسب ہو گا کہ سالم ایک عیب ہے اور شہر بڑو دے میں رہتا ہے اور وہ گیکوٹ کے پاس سواروں میں نوکر تھا اور پیشہ اونکی خدمت میں حاضر رہتا تھا شیونت راؤ جاکو مھاراجہ گیکوٹ کا خاص قاصد ہے اور شہر میں رہتا ہے اور جس کمرے میں اس ملاقات کا ہونا بیان کیا گیا ہے وہ وہی کمرہ ہے جسکے اندر وہ تمام ملاقاتیں جو مھاراجہ گیکوٹ اور

رزیدنٹی کے ملازموں کے درمیان عمل میں آئی تین اوس مکان کو کمیشن کے بعض ممبروں نے ملاحظہ کیا وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تیسری منزل پر ہے اور اوس کے اندر ایک گوشے کی طرف سے ایک تنگ زینے کے ذریعے سے جاتے ہیں یہ زینہ اس چھوٹے کمرے کے اندر ختم ہوتا ہے اور اوس میں کوئی دروازہ نہیں لگا ہوا ہے حقیقت یہ مکان راجہ صاحب سے سلام و حجاز کرنے کا کمرہ ہے اور اوس میں صرف ایک دروازہ ہے جس میں بوکر لگیو اس کے کمرے کا خاص رہنہ ہے اس کمرہ خاص میں ہمارا لگیو اس کا ایک پلنگ اور غسل کرنے کی ایک چوکی اور نہانے دہنے کا سامان تھا کمرہ مجرائی میں چند آئینے دیواروں پر لگے ہیں اور اوس میں ایک نیچی اور چوڑی لکڑی کی بیچ بڑی ہوئی ہے کتے میں کہ ہمارا لگیو اس رزیدنٹی کے ملازموں سے تحقیقات کرنے وقت ہر ایک موقع پر اپنے بیٹے تھے اب ہم پھر راؤ جی کے بیان کا ذکر کرتے ہیں۔

دفعہ ۲۰۔ راؤ جی نے ستمبر ۱۹۴۷ء کے کمیشن کے اجلاس سے میں نے تین یا چار مرتبہ اور کمیشن کے اجلاس کے وقت تین مرتبہ ہمارا لگیو اس سے ملاقات کی ان میں سے ہر ایک موقع پر وہ پھر شیونٹ راؤ کے مکان کو اور وہاں سے شیونٹ راؤ اور سالم کے ہمراہ ہمارا لگیو اس کے محل کو جاتا تھا ان ملاقاتوں میں راؤ جی ہمارا لگیو اس سے اون شخصوں کا جو رزیدنٹی کو آتے تھے اور جو واقعات وہاں ظہور میں آتے تھے اور جو نکات تین لگیو اس کے انتظام کی نسبت رزیدنٹی میں اور کمیشن کے روبرو دیکھائی تھیں ان کا ذکر کیا کرتا تھا۔

دفعہ ۲۱۔ اون میں سے ایک ملاقات میں جو جمعہ کو وقت اجلاس کمیشن کے ہوئی تھی راؤ جی نے لگیو اس سے کہا کہ میری شادی ہونے والی ہے اور لگیو اس نے شیونٹ راؤ کو یہ ہدایت کی کہ وہ ان کو اس بات کی یاد دلانے پر چنانچہ دوسرے دن صبح کو جبکہ لگیو اس رزیدنٹی کو گئے شیونٹ راؤ نے راؤ جی سے کہا کہ میں تمھارے واسطے پانچ روپیہ لانا ہوں تم میرے مکان پر شام کو اوس روپیہ کو لے آنا پس راؤ جی شام کو شیونٹ راؤ کے مکان پر ہمارا ہی جگہ کچھ قلی متغینہ رزیدنٹی کے گیا اور وہاں دلپت شیونٹ راؤ کے محرم نے جگہ کی موجودگی میں مبلغ پانچ سو روپیہ اس کو دیے شیونٹ راؤ اس وقت بالآخر

پر تھارا راجی تھے اوسین سے مبلغ چار سو روپے اپنی شادی کے واسطے دیوڑ خرم بدین
 صرف یکے اور باقی سو روپیہ جگا کے پاس جمع کر دیے کوئی ایسی شہادت شامل سئل نہیں
 ہے جس سے پھر اوس ملاقات کے جبین مبلغ پان سو روپے کے لئے کا ذکر کیا گیا ہے۔
 مذکور الصدر ملاقاتوں میں کسی اور ملاقات کی نسبت راجی کے بیان کی تصدیق ہوئی
 مگر آئندہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ان پہلی ملاقاتوں کے وقت ایک عورت اینٹا نامہ جواول
 مسٹر فیض صاحب کی مہم صاحبہ کے پاس اور بعد اوس کے مسٹر بودی صاحب اسٹنٹ زبیط
 بڑوہ کی مہم صاحبہ کے پاس جو کرنل فیض صاحب کی لڑکی تھیں بطور آیا کے نوکر رہی تھیں لیکو
 کے پاس آیا جایا کرتی تھی لیکن پان سو روپے کے دیے جانے کی تصدیق کے واسطے شہادت
 موجود ہے اور بالفعل راجی کے بیان کو ترک کرنا اور اس معاملہ کی طرف توجہ کرنا مناسب
 ہے۔ ۲۔ جگا وکدہ بگوان بیان کرتا ہے کہ چودہ یا پندرہ ٹھیکے کا عرصہ ہوا میں قریب
 دسمبر ۱۹۱۴ء کے مین راجی کے ہمراہ ایک روز شام کو یشونت راو کے مکان کو گیا تھا
 یہ بات یاد ہو گئی کہ نومبر اور دسمبر ۱۹۱۴ء میں کیشن کا اجلاس ہوا تھا اور یشونت راو
 کے کارکن یا محرر نے مبلغ پان سو روپے راجی کو دیے تھے جبین سے چار سو روپے راجی
 نے لے لیے اور سو روپے مجھ کو بطور امانت سپرد کیے۔

دلپت محری بیان کرتا ہے کہ بارہ یا چودہ ٹھیکے کا عرصہ ہوا کہ میں نے مبلغ پان سو روپے
 سکے بڑوہ یشونت راو کے حکم سے آٹھ ٹھیکے شب کو راجی اور جگا کو دیے تھے یشونت راو
 اوس وقت بالخصوص پر تھا اور سوچے و مانا موجود تھا۔ راجی وجیبا کی معرفت اپنی شادی
 کی واسطے زیور تیار کرائے تھے وہ بیان کرتا ہے کہ اوس دیوالی جو ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ہوئی تھی میں
 شیوالال اور ٹھل شمار کو راجی کی واسطے چاندی اور سونے کے مختلف زیورون کے تیار کرنے کے واسطے
 مقرر کیا تھا یہ زیور دیوالین موقعوں پر بعد تیاری کے اوسکو جو اسے کیے گئے اور وجیبا نے ان زیورون کی
 فہرست مع قیمت کے شمار سے محل کی حوشت کیشن حال کی معرفت تحقیقات ہو رہی تھی وجیبا نے اس
 فہرست کو پولیس کے جوائے کر دیا اور اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیوالال نے راجی کے واسطے
 نومبر ۱۹۱۴ء اور مارچ ۱۹۱۵ء کے درمیان پان سو اٹھاون روپیہ چھ آٹے کا زیور بنا یا۔

شیولال وٹھل زیورون کی تیساری کے وقت اور ان کی تفصیل کی نسبت وجہا کے بیان کی تصدیق کرتا ہے اور از روی بیان کے ان کی قیمت چار سو پچھتر روپیہ پایان سو روپیہ بیان کرتا ہے وجہا اور راؤ جی نے وقتاً فوقتاً زیورون کی پوری قیمت شیولال کو ادا کر دی۔

ایک دوسرے سنار دلاب نامے نے یہ اظہار دیا ہے کہ میں نے راؤ جی کے واسطے ماہ جون اور اگست ۱۹۴۷ء کے درمیان مختلف زیور قیمتی اونیسی روپیہ آٹھ آنے کے تیار کیے تھے شیولال وٹھل اور دلاب نے اوس زیور کو شہنخت کیا جو انھوں نے تیار کیا تھا اور راؤ جی تسلیم کرتا ہے کہ میری ملکیت ہے۔

اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ راؤ جی کی تنخواہ وٹھل روپیہ ماہواری تھی۔ دفعہ ۲۲- اب پھر راؤ جی کی شہادت کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں اون ملاقاتوں کا ذکر ہے جو کمیشن ۱۹۴۷ء کے بڑے سے چلے جانے کے بعد اور مہاراجہ گیکو اڑ کے قصد نو ساری کو جانے کے وقت تک ظہور میں آئی تھیں۔

راؤ جی بیان کرتا ہے کہ بڑے سے کمیشن کے چلے جانے سے آٹھ یا نو ماہ وٹھل دن بعد قریب ۳ جنوری ۱۹۴۷ء کے۔ میں نے مع نرسو جی دار کے مہاراجہ گیکو اڑ سے اون کے محل میں ملاقات کی تھی سالم نے پہلے سے راؤ جی کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں نے نرسو کو آنے پر راضی کر لیا ہے اوس روز اتوار تھا اور جس طرح پر انتظام کیا گیا تھا اوس کے بموجب نرسو جبکا گھبر بڑے میں داخل تھا شہنخت راؤ کے مکان کو گیا راؤ جی یا تو جبکا کے ساتھ اور یا تو کر بہائی کے ساتھ گیا نرسو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملاقات ۱۹- اور ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء کے درمیان ہوئی تھی۔

دفعہ ۲۳- جو رینڈن میمن ٹیکہ قلی کا کام کرتے تھے مکان سے چل کر شہنخت راؤ کے مکان کو گیا اور وہاں اون سے نرسو اور سالم کو موجود پایا اور یہ سب آدمی اوس کے اور اوس کے ہمراہی جبکا باکر بہائی کے ساتھ مہاراجہ کے محل پر گئے وہاں پھونچ کر سالم بالائے خانہ پر مہاراجہ گیکو اڑ کو اطلاع دینے کے واسطے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اوس نے شہنخت راؤ اور نرسو کو

مہاراجہ گیکو اڑکے رد برد طلب کیا اس ملاقات میں راؤ جی نرسو اور شیونت راؤ اور سالم موجود تھے راؤ جی نے اوس گفتگو کو بیان کیا ہے جو اس موقع پر مہاراجہ گیکو اڑ اور نرسو کے درمیان ہوئی تھی بیٹے گیکو اڑ نے نرسو سے کہا کہ چونکہ تم شہر میں رہتے ہو اسوجہ سے تمکو ہر روز رزیدنٹ منی کی خبر لانی چاہیے اور چونکہ تم بڑے کے ایک قیدی بھی باشندے ہو اور سرداروں سے واقف ہو اس لیے تم اون سرداروں کے نام سے حکم مطلع کرو یا کرو جو رزیدنٹ منی آتے جاتے تھے نرسو مجدد اس بات پر راضی ہو گیا اور یہ کہا کہ ہم اور راؤ جی دونوں سالم کی معرفت خبریں بھیجا کریں گے سپر مہاراجہ گیکو اڑ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر کوئی بات ضروری اطلاع کے لائق ہو تو اوسکو لکھ کر بھیجنا چاہیے جو وقت مجدد ارشہر کو اپنے گھر آوے گا وہ اوس چٹھی کو اپنے ساتھ لیتا آوے گا اور سالم کو دیدے گا نرسو نے گیکو اڑ سے کہا کہ میرے بہائی کی نیشن بند ہو گئی ہے آپ اوسکا کچھ بند و بست فرمائیے گیکو اڑ نے نرسو سے کہا کہ تم اس مضمون کی عوضی صاحب رزیدنٹ کو دو اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر صاحب رزیدنٹ اوسکا ہم سے ذکر کروں گے تو ہم کچھ بند و بست کریں گے اوسوقت نرسو کے دو بہائی مہاراجہ گیکو اڑ کے پاس ایک رسالے کے کمانڈر اور مجددار تھے۔

واقعہ ۲۴۔ جگا اور کار بہائی دونوں یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم گیکو اڑ کے محل کو راؤ جی اور نرسو اور شیونت راؤ اور سالم کے ہمراہ گئے تھے اور جو وقت یہ شخص مہاراجہ گیکو اڑ سے ملاقات کرنے کے واسطے اوپر گئے تو ہمکو اپنے چھوڑ گئے اوس شخص کی شناخت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے جو اس موقع پر ان شخصوں کے ہمراہ گیا تھا مگر اس میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کہ وہ یا تو جگا تھا یا کار بہائی تھا نرسو نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص راؤ جی کے ہمراہ تھا مگر اونے اوسکا نام نہیں بیان کیا۔

واقعہ ۲۵۔ بعد اس کے راؤ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ میں اور نرسو پھر چار یا پانچ مرتبہ مہاراجہ گیکو اڑ کی ملاقات کے واسطے اون کے نو ساری کو جانے سے پہلے ۲۰۔ اپریل ۱۹۴۷ء کو گیا تھا اور اون موقعوں پر ہم نے مہاراجہ گیکو اڑ کو رزیدنٹ منی کی کارروائی کی نسبت خبر دی اس مقام میں یہ بات بیان کرنا چاہیے کہ نرسو نے اوسوقت صرف اس قسم

کی ایک ملاقات کا بیٹے اپنی دوسری ملاقات کا ذکر کیا۔

صفحہ ۳۶۔ راؤ جی بیان کرتا ہے کہ مین اور نرسوکر نل فیبر صاحب کے ہمراہ بنساری کو گئے تھے اور وہاں پہنچے تھے اور شخصوں کے سالم اور دامو درپنت کو بھی دیکھا راؤ جی نے سالم کی معرفت بنساری مین ایک مرتبہ لگیوارٹس ملاقات کی اور لگیوارٹس نے بھابو پونا کر اور اور شخصوں کا حال اوس سے دریافت کیا جو رزیدنٹی کو جاتے تھے۔

صفحہ ۳۷۔ اب ہم راؤ جی کے بیان کا بسبب اون ملاقاتوں کے ذکر کرتے ہیں جو ان کے اور لگیوارٹس کے درمیان بنساری سے واپس آنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں قائمہ کے قریب آپس آئے تھے (سوہنی تھیں اور محکمہ معلوم ہوتا ہے کہ راؤ جی کے بیان کے بموجب اون ملاقاتوں میں جو اینک سوہنی مہاراجہ لگیوارٹس صرف رزیدنٹی کی نسبت خبریں دریافت کیں اور بنساری سے واپس آنے کے بعد اول مرتبہ مہاراجہ صاحب موصوف نے زہر کا ذکر کیا۔

صفحہ ۳۸۔ راؤ جی بیان کرتا ہے کہ مین بنساری سے واپس آنے کے بعد کبھی تو پندرہ روز کے اور کبھی نرسوکر کے ہمراہ مہاراجہ لگیوارٹس ملاقات کرنے کے واسطے گیا تھا پندرہ کر نل فیبر صاحب کا خانہ مان تھا اور اس کام پر پندرہ برس سے اور کل چھپتیس برس سے اون کے پاس نوکر تھا پیدرو ایک جھنڈے کی رخصت سے کہ مقام گوا کو کیا تھا اور اس کے ساتھ جو مین ملاقات میں مہاراجہ صاحب سے سوہنی اڈکا وقوع راؤ جی نے پیدرو کو گوا کے جانے اور ایک کا وقوع اوس کے واپس آنے کے بعد قرار دیا ہے راؤ جی بیان کرتا ہے کہ پیدرو نے مجھ سے مہاراجہ کے محل کو چلنے کی درخواست کی تھی اور پیدرو سے سالم نے کہا تھا راؤ جی نے پہلی ملاقات کا اور جو گفتگو اوس وقت مہاراجہ لگیوارٹس کے ساتھ ہوئی تھی اوس کا ذکر کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اوس وقت مہاراجہ صاحب موصوف نے اوس گفتگو کی نسبت استفسار کیا تھا جو رزیدنٹی کے کھانے کی میز پر ہوئی تھی اور یہ درخواست کی تھی کہ پیدرو سالم کی معرفت اون کے پاس خیرین بھیج دیا کرے باقی وہ ملاقاتوں کی نسبت کچھ تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے۔

راؤ جی بیان کرتا ہے کہ مہاراجہ لگیوارٹس کے ساتھ پیدرو کی پچھلی ملاقات کے گوا سے واپس

آنے سے دو یا تین دن کے بعد ہوئی تھی اب جو گواہی پیدر و سنے کمیشن کے روبرو دی ہے
 اوسین اوسے گواہوں کو واپس آنے کی تاریخ بیان نہیں کی ہے مگر جو اظہار اوسے مشرکین
 صاحب ڈپٹی کمشنر پولیس بمبئی کے روبرو ۵ جنوری ۱۹۳۸ء کو دیا تھا اوسین اوسے بیان
 کیا ہے کہ مین ۳۔ نومبر ۱۹۳۸ء کو شخصت پر سے بڑوے کو واپس آیا راؤ جی نے اوس کو گنگو
 کو بیان کیا ہے جو پیدر و اور ہمارا راجہ گنگو اڑکے درمیان ہوئی ہمارا راجہ گنگو اڑکے پیدر و سے
 اس بات کے دریافت کرنے کے بعد کہ وہ گواہ سے کب واپس آیا یہ کہا کہ اگر ہم ملو کچھ خبر
 دین تو کیا تم اوس کو زندہ پیدر و سنے جوابدہ یا کہ اگر ممکن ہو گا تو مین کرونگا بعد اس کے
 گنگو اڑکے شہوت راؤ سے گفتگو کی اور شہوت راؤ نے ایک کافذ کی پوڑیہ ہمارا راجہ صاحب کے
 حوالہ کی جبکو ہمارا راجہ صاحب نے پیدر و کو دیدیا پیدر و نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے گنگو اڑکے
 کہا کہ یہ زہر ہے اور اسکو کرل فیرو صاحب کے کھانے میں ملا یا چاہیے پیدر و نے یہ حذر کیا کہ
 اگر کرل فیرو صاحب دفعۃً مرجوین گئے تو مین پکڑا جاؤں گا اور تباہ ہو جاؤں گا۔

ہمارا راجہ گنگو اڑکے تب پیدر و کی دلچسپی کی کہ دفعۃً کوئی مروجہ نہوگا بلکہ کرل فیرو صاحب
 دو یا تین مہینے میں ہلاک ہون گے راؤ جی یہ یقین ظاہر کرتا ہے کہ پیدر و نے اوس پوڑیا
 کو اپنے پاس رہنے دیا مگر وہ یہ بات نہیں جانتا آیا اوسنے اوس بات کو استعمال کیا یا
 نہیں پیدر و نے راؤ جی سے کہا کہ گواہ کو میرے جانے سے پہلے سالم نے جھکورو پیہ دیا تھا۔
 پیدر و نے اپنے اظہار میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مین اور وہ نو ساری کو گیا اور سالم
 نے تاکید اوس سے محل کو چلنے کے واسطے کہا مگر وہ وہاں کے جانے یا ہمارا راجہ گنگو اڑکے
 ساتھ گفتگو کرنے سے انکار کرتا ہے وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ گواہ کو جانے سے چند روز
 میں نے سالم سے زاوراہ کے واسطے خرچ طلب کیا تھا اور سالم نے جھکورو پیہ ساتھ روپیہ سیکہ
 بڑوہ دیے تھے اور یہ کہا تھا کہ ہمارا راجہ گنگو اڑکے اوس روپیہ کو اوسکی زاوراہ کو دیے
 بھیجا ہے۔ وہ اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ مین نے راؤ جی کو ساتھ روپیہ ملنے کی اطلاع
 دی تھی حالانکہ مین اوس سے بہت کچھ اخلاط نہیں رکھتا تھا بلکہ صرف میرے اور اوس
 بول چال تھی یہ امر سوز نے تحقیق ہے کہ آیا پیدر و محل کو گیا یا نہیں یا حوالا قاتین ہمارا راجہ

گیکو اڑ اور اوس کے درمیان موہن راؤ جی بھی اوس کے ہمراہ گیا یا نہیں اس امر کی نسبت راؤ جی کے بیان کی تصدیق کیسے چرہ نہیں ہوتی۔

دفعہ ۲۹۔ راؤ جی بیان کرتا ہے کہ اوسکی پہلی ملاقات مہاراجہ گیکو اڑ کے ساتھ ہجری نرسو کے نوساری سے واپس آنے کے دو یا تین دن کے بعد دفرورج من آئی تھی اور سرور خاں گیا۔ ۲۰ یا ۲۱ مئی ۱۸۸۶ء کو گی کار بھائی کچھ قلی اوس کے ہمراہ گیا تھا نوساری سے واپس آنے سے پندرہ دن بعد راؤ جی کو نرسو سے مبلغ تین سو روپیے بطور حصہ اوسل غلام کے لئے جو مہاراجہ گیکو اڑ نے اؤ کو دیا تھا۔

دفعہ ۳۰۔ راؤ جی بیان کرتا ہے کہ جو وقت کرنل فیرو صاحب کی پیشانی پر بھوڑا تھا۔ ستمبر یا اکتوبر ۱۸۸۶ء اوس زمانے میں نرسو کے ہمراہ مین گیکو اڑ کی ملاقات کے واسطے گیا گیکو اڑ نے مجھ کو ایک نشینی دی جس میں پانی کے مانند ایک حق سفید تھا اور یہ کہا کہ تم کو کرنل فیرو صاحب کے غسل کرے یا ہاتھ منہ دھونے کے پانی میں ملا دو اس نشینی کا منہ دلی اور موم سے بند تھا راؤ جی نے اس نشینی کو اپنے پا جاے کے اندر رکھ لیا اور کمر بند سے خوب تنگ کر کے اوس کو اپنے پیٹ سے باندھ لیا راستہ میں چلنے کے جھٹکے اس میں سے کچھ عسکر راؤ جی کے پیٹ پر گر پڑا اور اوس کے سبب سے ایک ورم ہو گیا جس میں نہایت سوزش ہوئی تھی راؤ جی اس نشینے کو اپنے ساتھ رزمی نشینی کو لے گیا اور نرسو کے سوال کے جواب میں یہ کہا کہ میں نے اوس نشینی کے حق کو کرنل فیرو صاحب کے پانی میں ملا دیا لیکن راؤ جی بیان کرتا ہے کہ میں نے یہ ایک سوار کی دلچسپی کے واسطے کھ دیا تھا جو ہر روز اس بات کے دریافت کرنے کے واسطے کہ آیا میں نے وہ کام کیا یا نہیں میرے پاس آیا کرتا تھا حالانکہ درحقیقت میں نے اوس حق کو اس خیال سے پھینک دیا تھا کہ اوس سے میرے آقا کو نصرت چھوٹے گی راؤ جی نے نرسو کو ورم دکھایا جو اوس کے شکم پر ہو گیا تھا نشینی ایک صندوق کے نیچے رکھی ہوئی تھی جو رزمی نشینی کے برآمدے میں اوس بیچ کے قریب رکھا رہتا تھا۔ جہاں اردلی کا چہرہ اسی بیٹھا تھا یہ بوتل راؤ جی کی انگشت سبابہ کے برابر لمبی اور پٹی نخی ڈاکٹر گرس نے جن سے راؤ جی نے پیٹ کے ورم کی نسبت شہادت لی گئی یہ بیان

کیا ہے کہ جو تین نشان نشان سے اوپر اوس مقام پر نظر آتے ہیں جہاں کمر بند باندھا جاتا ہے وہ یا تو تیراب کا سٹک یا گرم لوہے کے پنجکے سے پیدا ہوتے ہیں اور شکھیا کا سٹک ہے اور شکھیا سے ضرر پھوٹ سکتا ہے اور اس قسم کے نشان ہو جاتے ہیں جیسے کہ راؤ جی کے پیٹ پر موجود ہیں بشرط کہ وہ چمڑے سے ایک گھنٹہ تک ملا رہے گو چمڑے کی سطح پر پہلے سے کچھ زخم ہو۔ ڈاکٹر گرے کی یہ رائے ہے کہ اگر نہ فرض کیا جاوے کہ نشی بین شکھیا تھا تو جو دماغ راؤ جی کے پیٹ پر ہو گئے ہیں وہ اوسی طرح پیدا ہوئے ہوں گے جیسا کہ راؤ جی نے بیان کیا ہے ہم نشی کے اس قصہ کی نسبت اپنی رائے اوس وقت دین گے جبکہ ہم دعوہ درشت کی شہادت پر غور کریں گے۔

راؤ جی بیان کرتا ہے کہ جس زمانے میں نرسون نے مجھ کو تین سو روپے دیے تھے اوس سے چار یا پانچ ہفتے بعد میں ایک مرتبہ شام کے وقت مھاراجہ گیکو راڈ کی ملاقات کے واسطے گیا تھا اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملاقات اکتوبر یا نومبر ۱۸۷۷ء میں ہوئی ہوگی راؤ جی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ ملاقات ۹ نومبر سے پندرہ یا بیس دن پہلے ہوئی ہوگی راؤ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس کمرے میں یہ ملاقات ہوئی تھی وہ مھاراجہ صاحب کا غسل خانہ تھا اور اوس وقت شام کے مار بجے ہوں گے یا کچھ دیر ہو گئی ہوگی اور سالم اور شیونٹ راؤ اور نرسو اوس وقت موجود تھے جو گفتگو درمیان میں آئی اور سکوا راؤ جی سے حسب تفضیل ذیل بیان کیا ہے۔

مھاراجہ صاحب نے ہم سے کہا کہ صاحب ہم پر نا ظلم کرتا ہے میں تم سے کچھ بات کہنا چاہتا ہوں کیا تم اوسکو سنو گے بعد اس کے مھاراجہ صاحب نے ہم سے کہا کہ صاحب کیا کھایا کرتے ہیں تب میں نے کہا کہ وہ کوئی شے میرے سامنے نہیں کھاتے ہیں مھاراجہ صاحب نے پھر ہم سے کہا کہ اگر میں نلکو کوئی چیز دوں تو کیا تم اوسکو کھانے میں ڈال دو گے ہمنے کہا کہ اوسکا کیا اثر ہو گا یہ بات نرسون نے بھی بعد اس کے مھاراجہ صاحب نے ہم سے کہا کہ میں سالم کے ہاتھ ایک پوٹیا بھیجوں گا اسپر میں نے مھاراجہ سے دریافت کیا کہ اوسکا کیا اثر ہو گا اور جبکہ میں نے یہ دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو مھاراجہ نے کہا کہ یہ زہر ہے تب میں نے مھاراجہ سے

کہا کہ اگر میں اوسکو ملا دوں اور صاحب کو دفعہ کچھ مہیا کر دوں تو کیا ہوگا مہاراجہ نے
 کہا کہ اسکا اثر فوراً ہوگا بلکہ دو یا تین مہینے میں اوسکا اثر ہوگا بعد اوس کے مہاراجہ نے ہے
 کہا کہ میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ روپیہ دوں گا اگر تم اس کام کو کر دو گے
 اور میں تمکو نوکری دوں گا اور تمھاری اولاد اور خاندان کی پرورش
 کروں گا تو تم کی طرح مت ڈرو میں نے خود مہاراجہ صاحب سے دریافت
 کیا کہ میں کس طرح سے اس زہر کو ملاؤں مہاراجہ صاحب نے جواب دیا
 کہ تم ایک چھوٹی شیشی لے کر اوس میں تھوڑا سا پانی اور چوڑا ٹوٹا اور اوسکو خوب ہلا کر ملا دو
 بعد اس کے میں نے مہاراجہ صاحب سے دریافت کیا کہ اگر چورے کو میں اس طرح پر ملا دوں
 تو اسکا کیا اثر ہوگا مہاراجہ نے کہا کہ اگر بغیر ملائے تم اوسکو شربت میں ملا دو گے تو وہ سطح پر
 آجائے گا پس تمکو ملانے سے پہلے اوسکو ملانا چاہیے بعد اس کے سالم اور شیونت راوڑ دونوں
 نے کہا کہ اگر تم اس کام کو کر دو گے تو تمھارے حق میں اچھا ہوگا تم کی طرح مت ڈرو مہاراجہ صاحب
 نے کہا کہ اسکی نین پوڑیاں بناؤ اور انکو تین دن میں ختم کرو اوسوقت مجھکو کوئی چورا نہیں
 دکھایا گیا لیکن مہاراجہ نے کہا کہ میں سالم یا شیونت راوڑ کے ماتھے بعد ار کے گھبر پر بھیج دوں گا
 میں نے کہا بہت بہتر۔

دفعہ ۲۳۔ اس ملاقات کے دوسرے دن زمرہ ایک پوڑیا لایا جس میں دو قسم کا چور تھا
 ایک سفید اور دوسرا گلابی رنگ کا اور اوسکو راؤجی کے حوالہ کر دیا دو نون پوڑیوں
 کی مقدار جیسا کہ گواہ نے عدالت کے روبرو ظاہر کیا چاہ پینے کے دو چھون کے برابر تھی گو سفید
 چور اور دوسرے چور سے کیس قدر زیادہ تھا بعد اس کے راؤجی نے ان دو چوروں میں سے
 نین چورے بنائے لئے گلابی رنگ کے چور کو تین جھکے اور اوس میں تھوڑا تھوڑا سفید چور ملا دیا
 حیکو وہ مکھیا سمجھتا تھا اس صورت میں تھوڑا سا سفید چور اچھا بنا اور راؤجی نے اوسکو کا
 میں باندھ کر اپنے پر تے کو اندر ایک پوشیدہ جیب میں رکھ لیا اور نین پوڑیوں کو دوسری جیب میں رکھ لیا
 راؤجی بیان کرتا ہے کہ میں نے ان تین مرکب چوروں کو ایک ایک کر کے تین دن متواتر کر لیا صاحب کے
 شربت میں دفتر کے کمرے کے اندر جا کر اس طرح ملا دیا کہ اول ایک شیشی میں پانی بھر کر چورے کو

بجونی ہلا لیتا تھا۔

وقفہ ۳۳۔ اس مقام پر سنکھیا کے چورے کے برآمد ہونے کے معاملے پر غور کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جسکی نسبت صدر مین یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ وہ میسری پوڑیا تھی جسکا امتحان ڈاکٹر گرس صاحب نے کیا۔ کرنل فیرو صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ شینے راجی کو ۹۔ نومبر کی شام کو بھلتا اشتباہ قید کر لیا تھا اور راجی یہ بیان کرتا ہے کہ مین ۱۱۔ نومبر کو راکر دیا گیا مگر محلو کام کرنے کی اجازت نہ تھی اور اسی وجہ سے مین اپنے گھر چلا گیا۔ راجی کا یہ بھی بیان ہے کہ ۹۔ نومبر کی صبح کو اپنی گرفتاری سے پہلے مین معطل کر دیا گیا تھا اور مین نے اپنے پرٹے کو دفتر میں رکھ دیا جس میں کرنل فیرو صاحب کام کیا کرتے تھے۔ مسٹر بڑی صاحب جو اس زمانے میں اسسٹنٹ رزٹرنٹ تھے بیان کرتے ہیں کہ جو وقت راجی سے پرٹہ لیا گیا تو اس نے اسکو ایک کٹوتی پر اس کمرے کے اندر ڈانگ دیا جو کرنل فیرو صاحب کے دفتر کے متصل ہے اور بلاشبہ یہی بیان صحیح ہے۔ پولیس نے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو راجی کو گرفتار کیا کیونکہ جو خیرین اسکی فضول خرچی کی نسبت بجا اسکی آمدنی کے پولیس کے پاس آتی تھیں ان کے باعث سے پولیس کے دل میں اسکی نسبت نہایت شبہ پیدا ہو گیا تھا ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو مسٹر سوٹر صاحب نے راجی کے بیان کو قلمبند کیا اور ۲۵۔ دسمبر کو اکبر علی ہیڈ انسپر پولیس بمبئی نے راجی سے دریافت کیا کہ جو چورے تم محل سے لاتے تھے انکو تم کہاں رکھتے تھے۔ راجی نے جواب دیا کہ مین انکو اپنے پرٹے میں رکھتا تھا جو اسوقت بھودر کے پاس موجود ہے جو میری جگہ مقرر ہوا ہے چنانچہ بھودر فوراً طلب کیا گیا اور وہ رزٹرنٹنی کے اس کمرے میں آیا جہاں اہل پولیس مسٹر سوٹر صاحب کے ماتحت جو دین رہتے تھے تحقیقات کر رہے تھے اور اس نے پرٹے کو اتار کر اکبر علی کے حوالے کر دیا مسٹر سوٹر صاحب اسوقت کپڑے پہن رہے تھے اکبر علی نے فوراً اس پرٹے کو مٹولا اور جبکہ اسکی اونچائی ایک کاغذ کے ٹکڑے سے لگی جو پاکٹ کے اندر رکھا ہوا تھا تو انھوں نے فوراً مسٹر سوٹر صاحب کو طلب کیا جو دوسرے کمرے میں تھے اور انکی موجودگی میں سنکھیا کی پوڑیا اور ایک ٹکڑا

ڈوڑے کا ملا راجی اکبر علی اور بھو در اور سٹروٹر صاحب کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ راجی کو اوس پوڑیا کا بالکل خیال نہیں رہا اور جب تک وہ پرتے میں تھیں ملی سوت تک اور اس کا خیال نہیں آیا پس اس بات کے گمان کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس پوڑیا کے برآمد ہونے کی نسبت جس سے درحقیقت راجی کے اوس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جو ایسے باقی دو پوڑیوں کی نسبت کیا ہے پولیس کی جانب سے کوئی سائنس اور تجربہ سوا ہو۔ راجی بیان کرتا ہے کہ میں اس سفید چورے کے شکم کھینچا جاتا تھا اور بٹے گلانی رنگ چورے میں سے تھوڑا تھوڑا ہر ایک پوڑیا میں اس اندیشے سے ملایا کہ مبادا زہر کا اثر بہت جلد ہو جائے۔

وقفہ ۳۳۔ (حرف الف) اب ہم مھاراجہ گنگوڑا کے ساتھ راجی کی اخیر ملاقات کا ذکر کرتے ہیں۔ راجی بیان کرتا ہے کہ یہ ملاقات نرسو کی ہمراہی میں سالم کے پیغام پر ۶۔ نومبر ۱۹۴۷ء جمعہ کو ہوئی تھی اول وہ میونسٹ رائے کے مکان کو اور وہاں میونسٹ رائے کو سلام اور نرسو کے ہمراہ مھاراجہ کے محل کو گیا اور یہ سب لوگ مھاراجہ گنگوڑا کی ملاقات کے وقت موجود تھے جس کمرے میں ملاقات کا ہونا بیان کیا گیا ہے وہ غسٹری ہے گنگوڑا نے اس وجہ سے راجی کو برا بھلا کہا کہ اس نے کچھ نہیں کیا جس پر راجی نے جواب دیا کہ میں اپنا کام کر چکا مگر اوس کے نتیجے کے ظاہر ہونے کا سبب میری سمجھ میں نہیں آیا گنگوڑا نے کہا کہ میں کچھ کچھ اور چیز لانے کے واسطے دینا چاہتا ہوں جبکہ راجی رخصت ہونے کو تھا تو سالم نے کچھ چیز اوس کے ہاتھ میں رکھ دی جس کو اس نے نہیں دیکھا۔ دوسرے دن یعنی ۷۔ نومبر ۱۹۴۷ء روز شنبہ کو نرسو نے راجی کو ایک سیاہی مائل چورے رنگ کا چوراہا ایک کاغذ کے ٹکڑے میں بندھا ہوا دیا۔ ۸۔ نومبر روز دوشنبہ کو راجی رزیدنٹی کو نہیں گیا لیکن وہ سارے ۹۔ بجے صبح کے ۹۔ تا ۱۰ بجے کو گیا اور تمام چورے اگر نبل فیہ صاحب کے شربت کے گلاس میں ملا دیا اس نے اول اوس چورے کے تھوڑے سے پانی کے ساتھ ملا کر خوب ملا لیا۔ راجی بیان کرتا ہے کہ اس نے کچھ چورے کے ٹکڑے دو دن پہلے پیدا ہونے لگا ہوا گنگوڑا کے پاس سے ایک چورہ حاصل کیا تھا اور اس کچھلی ملاقات نے جو راجی کے ساتھ

مھاراجہ گیکو اڑتے ہوئی ہیں یہ چور اگر راؤ جی کا بیان صحیح ہے تو پیر کو ۵۔ نومبر کو ملا ہوگا راؤ جی بیان کرتا ہے کہ میں نے تمام چور ایک ہی مرتبہ دے دیا کیونکہ اس کی مقدار توڑی تھی میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ اسکا اثر فوراً ہوگا اور قطع نظر اس سے جھگڑا جلدی کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔

صفحہ ۴۳۔ اب ہم نہ سو کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں راؤ جی کمیشن کے روبرو اس وعدے پر کہ وہ بشرط صحیح صحیح بیان کرنے کی سہرا معاف کر دیا جاوے گا بطور ایک ناقص گواہ کے حاضر ہوا ہے اور برخلاف اس کے سرپس پٹی صاحب نے نہ سو سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تم معاف نہیں کیے جاؤ گے اور جو بیان یا اقرار جس نے پولیس اور سرپس پٹی صاحب کے روبرو ۲۴۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کیا تھا وہ اس غرض سے ۲۶۔ تاہم ۲۷۔ ماہ مذکور تک قلمبند نہیں کیا گیا جیسا کہ سرپس پٹی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اسکو اس معاملے پر غور کرنے کی جملت ملے اور وہ کیسوجہ سے ایک ایسے بیان کرنے کی جانب مائل نہ ہو جو وقت تقبیل کے ثابت نہ ہو کے پس سوچتے ہیں اور ان کی جانب سے نہ کرنا ضرور ہے جن سے راؤ جی کی شہادت کی عدم صداقت کی تصدیق ہوئی ہو چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ جن صورتوں میں نہ سو عدالت کے روبرو حاضر ہوا ہے ان کے لحاظ سے وہ ایک سچا گواہ ہے اور اس کے طور طریق کے دیکھنے سے چارے دل پر اسکی سچائی کا اثر ہوا نہ ہو اور راؤ جی کی شہادت میں بلاشبہ اختلافات ہیں لیکن یہ اختلافات اس قسم کے ہیں کہ جب کوئی شخص ان واقعات کو بیان کرتا ہے جو مدت و راز کے بعد پہلے وقوع میں آئے ہوں تو ان کے ظہور میں آئے گا اہتمام ہوتا ہے اس بات کے ثابت کرنے کے واسطے کہ جن گواہوں کی صداقت کی نسبت کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے ان کے بیان میں بھی اختلاف کا ہونا ممکن ہے ان وجوہات کا ذکر کرنا کافی ہوگا جو مسٹر سوٹر صاحب اور سرپس پٹی صاحب نے اس بات کی بیان کی ہیں کہ نہ سو کا بیان اسی روز کیوں نہیں قلمبند کیا گیا جبکہ اسنے اول مرتبہ کیا تھا۔ مسٹر سوٹر صاحب یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جھگڑا اس روز اس کے قلمبند کرنے کی فرصت تھی اور سرپس پٹی صاحب یہ کہتے ہیں

کہ میں نے اسوجہ سے اسکو قلعہ بند نہیں کیا کہ مجھکو حکم تھا کہ نرسو کو اس معاملے پر غور کرنیکی
مہلت دیجیے۔

دفعہ ۵۴۔ نرسو بیان کرتا ہے کہ میں رزٹرنٹی کے چراسیون کا جعدار بشاہرہ چوڑی
ماہواری ہون اور اس عہدے پر قریب سترہ برس سے مامور ہوں اور کل بدت
میری ملازمت کی رزٹرنٹی میں تیس یا چونتیس برس ہے میرا گھر شہر بڑوے کے اندر ہے
اور میں رزٹرنٹی کو سارے سات بجے یا آٹھ بجے صبح کے ہمیشہ جایا کرتا تھا اور سارے
چھ بجے یا سات بجے یا آٹھ بجے رات کو واپس آیا کرتا تھا اسنے راؤجی کے اس بیان کی
تصدیق کی ہے کہ تینہ اچکے کمیشن کے جمع ہونے سے پہلے یا اس کے قریب مھاراجہ گیکو اڑ
کے پاس جانے کی اس ہمتد عاکی گئی تھی اسنے مھاراجہ گیکو اڑ کے ساتھ پہلی ملاقات کی
نسبت تمام ضروری باتوں میں تصدیق کی جسکی نسبت راؤجی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ
ملاقات مھاراجی نرسو کے کمیشن کے برخاست ہونے کے بعد ہوئی تھی اس پہلی ملاقات
اور نو ساری کے جانے کے درمیان نرسو نے راؤجی کے ہمراہ مھاراجہ گیکو اڑ کے ساتھ شام
کے وقت صرف ایک ملاقات کا اقرار کیا ہے حالانکہ راؤجی نے چار یا پانچ ملاقاتوں کا
ذکر کیا تھا نرسو بیان کرتا ہے کہ نو ساری میں میں مھاراجہ گیکو اڑ کے پاس سوے مھاراجی
صاحب رزٹرنٹ کے کبھی نہیں گیا اور راؤجی نے یہ بات نہیں بیان کی کہ نرسو مھاراجہ
گیکو اڑ کے پاس نو ساری میں میرے ساتھ گیا بلکہ نرسو نے ایک ایسی بات بیان کی ہے
جسکا ذکر راؤجی نے نہیں کیا اور یہ بات ایک معقول دلیل اسبات کی ہے کہ جو شہادت
راؤجی اور نرسو نے دی ہے اوسمیں انھوں نے کسی قسم کی چشم پوشی نہیں کی۔
نرسو منظر ہے کہ نو ساری میں راؤجی نے مبلغ دو سو پچاس روپیہ مجھکو بطور انعام کے دیا
اور جب نرسو نے یہ کہا کہ میں بہان اس روپیہ کو لے کر گیا کروں گا اسوجہ سے راؤجی نے
اس روپیہ کو سالم کے حوالہ کر دیا جو اسوقت بڑوے کو جانا تھا اور اسوقت نرسو پھر
لوٹ کر آیا تو اسنے یہ بات تحقیق کی کہ آیا وہ روپیہ درحقیقت میرے واسطے میرے ہائی کو
دیا گیا یا نہیں اگرچہ اس قصہ کی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور راؤجی نے بھی اسکا

کچھ ذکر نہیں کیا تاہم اوسپر اعتبار نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوئی اور ایس سے بابشہد یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہ روپیہ گیکوآڑ سے آیا۔

صفحہ ۶۳۔ نرسونے بیان کیا ہے کہ میری پہلی ملاقات نوساری سے واپس آنے کی بعد ہوئی اور اوسکا خلاصہ بیان راؤجی کے بیان سے مطابق ہے مگر یہ سوائے اس ثبات کی تاہم وسط جون باجولائی ۱۸۶۷ء اور راؤجی نے وسط مئی ۱۸۶۷ء بیان کی ہے۔ ہندوستانی گواہوں کا بیان کسی واقعہ کے زمانے کی نسبت ہمیشہ غیر صحیح ہوتا ہے اس قسم کے اختلافات سے اور مورہن اونی شہادت غیر معتبر نہیں ٹھہر سکتی نہ سربیان کرتا ہے کہ راؤجی نے گیکوآڑ سے کیقدر گنگوکر کرنے کے بعد یہ راس دی کہ کاشمی بانی سے جو مھاراجہ کی شادی ہوئی ہے اوسکی بابت کچھ انعام دینا چاہتے اور اسوجہ سے مھاراجہ گیکوآڑ نے انعام دینے کا وعدہ کر لیا چنانچہ اس سے وٹل یا پندرہ دن بعد سالم آٹھ سو روپیہ نرسو کے پاس لایا جنہیں چار سو روپیہ اوسنے راؤجی کو دیے جنہیں سے سورویہ جگا کے حوالے کر دیے) چار سو روپیہ اپنے واسطے لیے نرسونے اپنے حصے میں سے سورویہ سالم کو دیے اور زمین سورویہ اپنے واسطے لیے لیکن جگانے اس سورویہ کے پانے کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے جیسا کہ نرسونے دیا ہے اور اس سے شاید یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہ روپیہ اوسکو نہیں ملا حالانکہ وہ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ میں راؤجی نرسو شونرت اور سالم کے ہمراہ ایک مرتبہ مھاراجہ کے محل کو گیا تھا یہ بات یاد ہوگی کہ راؤجی نے نرسو زمین سورویہ کے لینے کا اقرار کیا ہے۔

صفحہ ۶۴۔ راؤجی بیان کرتا ہے کہ نرسو اوسوقت میرے ہمراہ تھا جبکہ میں مھاراجہ گیکوآڑ سے اوس زمانے میں ملاقات کرنے کے واسطے گیا اور مھاراجہ نے مجھکو نشینی دی تھی لیکن نرسو بیان کرتا ہے کہ میں نے نشینی کو نہیں دیکھا نشینی اوسنے روزیہ نئی میں بھی جہان راؤجی نے اوس سے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ہر کو جو اوس کے اندر تھا پانی میں ملا کر ہلایا اور وہ یہ بات جانتا ہے کہ نشینی اس صندوق کے نیچے رکھی ہوئی تھی جو رزیدنسی میں چھپا ہوا ہے کی بیٹھنے کی بیچوں کے قریب رکھا ہوا تھا۔

وقفہ ۳۔ سو قوت تک نرسو کے روبرو ہر کچھ ذکر نہیں کیا گیا اب نرسو اون
پچھلی دو ملاقاتوں کی کیفیت بیان کرتا ہے جو راؤ جی کی کچھلی دو ملاقاتوں سے مطابق
ہیں۔ یہ ایک ملاقات ۹۔ نومبر سے بیس یا بیس دن پہلے ہوئی تھی جو قریب قریب
کے ہے جو راؤ جی نے بیان کیا ہے ملاقات کی جگہ گیکو ارٹ کے پریٹ مکان کا مجبائی کمرہ
ہے نہ کہ غسٹا جیسا کہ راؤ جی نے بیان کیا ہے اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں
معلوم ہوئی کہ ان ملاقاتوں میں سے کوئی ملاقات اندر کے کمرے یا غسل خانے میں ہوئی
ہو ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ سب ملاقاتیں مجبائی کمرے میں ہوئیں نرسو بیان کرتا ہے کہ
کار بہائی میرے ہمراہ تھا مگر راؤ جی نے کار بہائی سے کچھ ذکر نہیں کیا کار بہائی کی شہادت
سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ آیا وہ اس موقع پر نرسو یا اور شخصوں کے ہمراہ گیا تھا یا
نہیں کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں مھاراجہ گیکو ارٹ کے روبرو گیا جو شخص اس ملاقات
میں موجود تھا۔ نرسو نے بیان کیا ہے اون کے نام اون ناموں سے مطابق ہیں
جو راؤ جی نے بیان کیے ہیں اور نرسو کی شہادت کے خلاصے مندرجہ ذیل ہیں۔

اوس گفتگو کا ذکر ہے جو اوس موقع پر ہوئی اور جو خاص باتوں میں راؤ جی کے بیان
کے مطابق ہے مھاراجہ نے راؤ جی سے کچھ گفتگو کی میں موجود تھا اور میں نے وہ گفتگو
سنی اور اوس میں شریک تھا مھاراجہ نے کہا کہ صاحب آپ بہت ناراض ہو جاتا ہے۔
اس بات کا کچھ بندوبست کرنا چاہیے۔ ثبوت رائے کہا کہ مھاراجہ صاحب کا یہ ارادہ ہے
کہ ملکو کچھ چیز دین گے تم اوسکو ملا دو مھاراجہ نے کہا کہ مان ملکو کوئی ایسی ترکیب کرنی
چاہیے جس سے وہ چیز صاحب کے پیٹ میں پھونچ جاوے میں نے کہا کہ کھانے سے مجھکو
کچھ تعلق نہیں ہے میں یہ بات نہیں کر سکوں گا بعد اس کے راؤ جی نے کہا کہ اگر تم چاہو
تو میں اوسکو شربت میں ملا دوں گا جس کو صاحب بیان کرتے ہیں مھاراجہ نے کہا بہت
اچھا تم اس کے کرنے میں کوشش کرو مھاراجہ نے کہا کہ میں ایک پوڑیا بھون گا اوسکو
راؤ جی کو دیدینا چاہیے۔ ثبوت راو اور سالم نے کہا کہ جو کچھ مھاراجہ صاحب کہتے ہیں
جب وہ چیز ملکو دی جائے گی تب اوسکو آوین گے مھاراجہ نے کہا کہ اگر یہ کام ہو جاوے گا

تو تمھارے حق میں بہت اچھا ہو گا۔ راؤجی نے پھر وہی بات کہی ان الفاظ سے کہ تمھارے حق میں اچھا ہو گا یہ مراد تھی کہ تم غور و نوشت سے خوش رہو گے اور نوکری کے محتاج نہ ہو گے تمھارا بھائی یہ کہا اور سالم اور ثبوت راؤتے پھر وہی بات کہی یہ ملاقات دسل منٹ یا پاؤ گھنٹہ رہی ہوگی مجھ کو یہ یاد نہیں ہے کہ یہ امر مندرہ دن یا بیس دن یا پچیس دن یا ایک مہینے قبل اس سے ظہور میں آیا ہو گا کرنل فیروز صاحب کو اپنے پیارے من نہ بہر معلوم ہوا اوس ملاقات میں مجھ کو کوئی پوچھا نہیں دی گئی جب وہ ملاقات ختم ہو گئی تو سالم نے دوسرے دن ایک پوٹریا میرے گھر پر مجھ کو دی یہ پوٹریہ میری انگشت سبابہ کے برابر تھی اور احمد آباد کے کاقد کے بنی ہوئی تھی۔

فقہ ۹۔ نز سونے راؤجی کی سہراہی میں تمھارا بھائی گیکو اڑکے ساتھ اس کی کچلی ملاقات کی تاریخ دوسری یا تیسری نومبر بیان کی مگر راؤجی کہتا ہے کہ وہ چھٹی نومبر کی تھی نز سونے حسب معمول آٹھ بجے شب کے ثبوت راؤکے مکان پر گیا اور وہاں سے راؤجی اور نز سونے کا رہائی اور بکلا جمع ہو کر تمھارا بھائی کے محل کو گئے چنانچہ ثبوت راؤ اور سالم نے اؤکو تمھارا بھائی گیکو اڑکے رو برو پیش کیا جو حسب معمول حیرانی کرے میں موجود تھے تمھارا بھائی نے کہا کہ تم کچے ہو سنئے اب تک کچھ کام نہیں کیا میں نے کہا کہ راؤجی اس بات سے واقف ہے بعد اس کے راؤجی نے کہا کہ میں نے اوس خبر کو ملا دیا اور اگر آپ کی دوا اچھی نہ تو میرا سین کیسا اختیار ہے تمھارا بھائی نے راؤجی سے کہا بہت اچھا میں ایک دوسری پوٹریا بھیجوں گا مگر تم اس کو ٹھیک ٹھیک انجام دو اور اچھی طرح ڈال دو راؤجی نے کہا بہت بہتر۔ ثبوت راؤ اور تمھارا بھائی صاحب دو دنوں نے کہا کہ سالم کل پوٹریہ تمھارے پاس لاوے گا تم اس کو راؤجی کو دے دو بعد اس کے نز سونے بیان کیا ہے کہ سالم نے مجھ کو دوسرے دن ایک پوٹریا بل پوٹریا کے اپنے مکان کے قریب دی اور میں نے زیادہ تر میں چھوچکر اؤکو راؤجی کے حوالے کر دیا راؤجی بیان کرتا ہے کہ جو وقت میں محل سے حیرت ہوئے تو تمھارا دوسرا سالم نے تمھارے ساتھ میں کچھ چیز دی تھی جو میں نے نہیں دیکھا تھا اس مقام پر ایک ایسا اختلاف ہے جو صاف صاف نزع نہیں ہوا۔

واقعہ ۴۰۔ نوین نومبر کو نرسو آٹھ بجے صبح کے رزیدنٹی کو گیا اور ڈاکٹر سیوڑو صاحب کو پہلے جانے کے بعد راؤجی نے اوس سے کہا کہ میں نے شہادت کے پبائے میں زہر ملا دیا ہے اور ڈاکٹر صاحب نے جس سے مراد ڈاکٹر سیوڑو صاحب تھی، اوس کو لے لیا نرسو رزیدنٹی میں اوس وقت تک کام کرتا رہا جب تک کہ پولیس نے ۲۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو اوس کو گرفتار کیا۔

واقعہ ۴۱۔ اب اولن چہنیا کی نسبت جو راؤجی نے تمھارا صاحب کے محل کو بھیجنے راؤجی اور نرسو کی شہادت کا ذکر کرنا مناسب ہے۔ نرسو بیان کرتا ہے کہ ۱۷۔۱۹ کی برسات میں دینے جون سے لے کر تیر تک میرے پاس راؤجی کے پاس سے میں یاچیس چہنیا جنین رزیدنٹی کے آنے جانے والوں کے نام اور اور خبریں درج تھیں سالم کے پاس چھوٹا لے کیے آئین اور میں نے اونکو اولن کے پاس چھوٹا دیا چہنیا و دیشنبہ اور پشنبہ کو نہیں لکھی گئی تھیں راؤجی کہتا ہے کہ میں نے اس قسم کی خبریں بھیجی تھیں اونہیں سے بعض میں نے اپنے ماتھے سے لکھی تھیں اور ایک یاد و جگہ سے لکھوائی تھیں جگانے اس بیان کی تصدیق کی ہے اور ایک چٹھی کو شناخت کر کے بھ بیان کیا ہے کہ راؤجی اور نرسو کی ہدایت سے بنے اوس کو لکھا تھا کاغذ نمبری (رخ) وہ چٹھی ہے جنہیں اولن ملاقاتوں کی اطلاع ہے جو بعض شخصوں سے صاحب رزیدنٹ سے کین اور جو گفتگو باہم ہوئی اوسکا بیان ہے یہ چٹھی سالم کے گھر میں پائی تھی جگن لال اور امام علی اور نے بہانی کے اظہارات کے وقت ثابت ہوا۔

واقعہ ۴۲۔ جو شہادت پیش کی گئی ہے اوس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ راؤجی اور نرسو کو اپنی گرفتاری کے بعد باہم گفتگو کرے گا کوئی موقع نہیں ملا پس اونکی شہادت اونکی ذاتی ذہنیت کا نتیجہ ہے جو وقت نرسو سے بوس پٹی صاحب کے روبرو حاضر ہوا اور ۲۴۔ دسمبر کو شہادت دی اوس وقت راؤجی کا بیان قلمبند نہیں کیا گیا تھا پس یہ بات ناممکن ہے کہ جو بیان نرسو کرنا چاہتا تھا اوسکی نسبت پولیس نے اوس کو سکھایا پڑنا یا سوہرہ دونوں گواہ وقت سوال جواب کے اپنے بیان پر قائم رہے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جن معاملات میں وہ متفق ہیں اونکی نسبت اونکی شہادت

سچ ہے جو وقت سر و نکر راؤ نے نرسو کو اوسکی شہادت کے خاتمے پر یہ حلف دیا کہ وہ ناکھ
 و خطر خدہ کو حاضر و ناظر جان کر سچا حال بیان کر دے تو ادسنے یہ بیان کیا کہ میں نے بالکل
 سچ بات کہہ دی اور معافی کے وعدے سے میں سوا اس کے اور کوئی بات نہیں کہہ سکتا
 کہ ہکویہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت مٹسروٹر صاحب نے ۲۶۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو نرسو کا بیان
 اور اقرار قلمبند کر لیا تو نرسو اس شرم سے کہ ادسنے ایک ایسے شخص کے برخلاف شہادت
 دی جسکو وہ اور راوجی دو نون ایک شفیقاۃ بیان کرتے ہیں اپنے تین رزمیہ کے
 احاطے کے ایک کنوین میں گرا دیا نرسو نے عدالت کے روبرو اس بات کے بیان کو ہمیز
 تامل کیا کہ ادسنے درحقیقت اپنے تین کنوین کے اندر گرا دیا اور یہ کہا کہ اپنے ہم عصر ملازم کی
 حالت دیکھنے سے میرا دل غم پریشان ہو گیا تھا اور میں اتفاقہ کنوین کے اندر گر پڑا۔
 لیکن کنوین کے ملا خطے کے بعد یہ بات بہ شکل جاری سمجھ میں آئی ہے کہ وہ اتفاقہ کنوین
 میں گرا ہوا سببات کے خیال کرنے کی معقول وجہ ہے کہ ادسنے عہدہ اپنے تین کنوین
 میں گرا دیا۔

صفحہ ۳۴۔ اب دامو در پنتھ کی شہادت پر نظر ڈالنی چاہیے وہ ہر روز ہمارے
 گیکوڑ کے محل کو سات بجے صبح سے جاتا تھا اور دوشل بجے رات تک رہتا تھا اور اوسکو
 دو سو روپیہ ماسواری تنخواہ ملتی تھی وہ ہمارا جہ گیکوڑ کا پریوٹ سکریٹری تھا وہ بیان
 کرتا ہے کہ ہمارا جہ صاحب کے تمام بچ کا حساب کتاب میرے قبضے میں رکھتا تھا جیسے
 بہدر پد رستمبر و اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اندھیرے پا کھ میں ہمارا جہ گیکوڑ نے مجھکو دو نوٹس لکھیا
 تنگائے کے واسطے غار ش کے علاج کے بے بدایت کی اوس کے واسطے سررشتہ فوجداری
 کو کھینے کا حکم دیا اس مضمون کا ایک حکم جاری کیا تھا کہ سنکھا صرف سررشتہ فوجداری
 سے اور پورے ہمارا جہ گیکوڑ کے حکم سے مل سکتا ہے چنانچہ دامو در پنتھ نے افسر سررشتہ
 فوجداری کو ایک چٹھی بھیجی جو عدالت میں پیش کی گئی یہ چٹھی ۴۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی لکھی
 ہوئی ہے اور اوس میں یہ بدایت ہو کہ دنگوڑے کی دو اسکے بے دو نوٹس لکھیا تنگائے کے
 بے پاسن بھیجا جاوے نوگہنت راؤ بلونت فوجدار شہر کے لڑکے نے اپنے باپ کی طرف سے

اسپر ایک حکم دیا تیرا رام چندر کے نام پانچوین اکتوبر کو مندر جہ ذیل لکھنا دوسری مرتبہ
سرکار مھاراجہ نے دو تولہ سنکھیا دینے کا بعد اپنے قیمت کے حکم دیا ہے پس اس شخص
کو سنکھیا مذکور دے دو قیمت سے (۱۰) دامودر پنٹھ بیان کرتا ہے کہ میں نے گھوڑے کا
ذکر اسوجہ سے کیا تھا کہ مھاراجہ گیکوارٹے مجھ کو یہ ہدایت کی تھی برسر حجب و بدیا حضور
فوجدار تھا اور اوس نے دامودر پنٹھ سے کہا کہ میں مھاراجہ گیکوارٹے کی اجازت کے بعد
سنکھیا دو دن کا دامودر پنٹھ نے مھاراجہ گیکوارٹے اسکا ذکر کیا اور مھاراجہ نے اوس سے
کہا کہ جس طرح سوہکے نور الدین بوہرہ سے جو بڑودہ کی چھاؤنی میں رہتا تھا اور جو
مھاراجہ گیکوارٹے کے شفا خانے سے سروکار تھا سنکھیا لاؤ چنانچہ دامودر پنٹھ نے یا تو اسکی
روتیا دوسرے دن (۱۵ یا ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۷ء) نور الدین بوہرہ سے ایک بوڑیہ منگائی
جس میں دو تولہ سنکھیا بیان کیا گیا ہے اور مھاراجہ گیکوارٹے کی اجازت سے گھوڑے عرصہ
کے بعد اوسکو سالم کے حوالے کر دیا مھاراجہ گیکوارٹے نے کہا کہ سالم خارش کے واسطے اوسکی
دوا تیار کر لاوے سررشتہ فوجداری سے کوئی سنکھیا نہیں آیا داتا تیرا رام چندر جو مھاراجہ
گیکوارٹے کے سررشتہ فوجداری میں نوکر تھا یہ بیان کرتا ہے کہ کاغذ نمبری (رض) میرے
پاس آیا اور وہ اسوقت تک دفتر فوجداری میں رہا جبکہ سررشتہ مذکور کے افسر
نے اپنی شہادت دینے سے میں ہفتہ پہلے اوسکو طلب کر لیا اوس حکم پر سنکھیا نہیں دیا گیا
کیونکہ پچھلے اٹھارہ مہینے یہ حکم جاری تھا کہ بجز حکم مھاراجہ گیکوارٹے کے سنکھیا اور ازہر
نہیں دیا جاوے اور اس کا غد میں مھاراجہ گیکوارٹے کا حکم تھا حالانکہ اوسکی پشت پر یہ
بیان کیا گیا ہے کہ مھاراجہ گیکوارٹے نے حکم دیا۔

صفحہ ۴۴- بعد اوس کے دامودر پنٹھ نے یہ بیان کیا ہے کہ سنکھیا لانے سے آٹھ
دن بعد مھاراجہ گیکوارٹے مجھ کو ایک تولہ میرے کے منگائے اور بیشونت راو کو اوس کے
دینے کا حکم دیا چنانچہ میں نے ناتاجی دتل کے پاس سے جو چاہر خانے کا محور تھا ایک بوڑیا
منگائی جس میں میرے بیان کے گئے ہیں اور مھاراجہ گیکوارٹے کی اجازت کے بموجب اوس
بوڑیا کو بیشونت راو کے حوالے کر دیا۔

وقفہ ۵۴ - وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اس سے آٹھ یا چار دن بعد گج و ملازم
 نانا خان و لکھو جو مہاراجہ گیکوار کا خسر پورہ ہوتا ہوا اور رونی وزیر ہیرے پاس ایک چھوٹی
 سی شیشی لایا جس میں کچھ دوا تھی گیکوار نے پہلے سے دوا دیر بنتھ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ بڑی
 برمی چوہنیاں اور سانپ اور سیاہ گھوڑے کا پشیا حکیم کے پاس بھیجے چنانچہ بوتل
 کے اندر انھیں چڑیوں کی ایک مرکب دوا حکیم کی بنائی ہوئی تھی چونکہ مہاراجہ گیکوار
 نے دوا دیر بنتھ سے کہا تھا کہ وہ اس کو اور ایک بوتل میں خالی کر دے سو چھوٹا دوا دیر بنتھ
 نے اپنی چھوٹی شیشی میں خالی کر دیا جو نصف انگشت کے برابر تھی اور جس میں عطر ملا کر تھا
 یہ امر متنبہ ہے کہ آیا گواہ نے لفظ عطر گلاب کا یا صرف لفظ عطر کہا اس میں گلاب کا
 عطر لکھا ہوا ہے یہ امر حذران قابل لحاظ نہیں ہے اور ہمیرے بات ظاہر ہے کہ یہ چھوٹی
 شیشی منجھلہ اور منھولی گلاب کی شیشیوں کے نہیں ہے جو یورپ میں مشہور ہیں اور جن
 صرف چند قطرے آنے میں دوا دیر بنتھ نے اس دوا کو چھوٹی شیشی میں خالی کر کے اس کا
 منہ رونی اور موم سے بند کر دیا اور مہاراجہ گیکوار کے زبانی حکم کے بموجب دوسرے دن
 اس کو سالم کے حوالے کر دیا اور سالم کو ہدایت کی کہ وہ اس شیشی کو راوجی کو دے دیے
 دوا دیر بنتھ کو وہ وقت نہایت ٹھیک ٹھیک یاد نہیں ہے جب کہ اس نے وہ شیشی حوالہ کی تھی
 مگر اس کو یقین ہے کہ ماہ اگست ۱۸۵۷ء کے بعد یہ امر وقوع میں آیا ہو اور وہ یہی بیان
 کرتا ہے کہ میں نے دوسرے کے قریب ۲۰-۱۰ کو تیرہ ماہ شیشی کو دیا تھا اور یہ بھی بیان
 کرتا ہے کہ میں اس بات سے واقف تھا کہ شیشی کے ذریعے سے کرنل فیرو صاحب کو زہر
 دیا جائے گا جس طریقے میں راوجی کے پاس یہ شیشی چھوچی اور اس کو ہم ٹھیک ٹھیک نہیں
 سمجھ سکتے مگر ہم یقین کرتے ہیں کہ مہاراجہ گیکوار کے پاس سے اس کے پاس علانیہ یا
 در پردہ ایک شیشی آئی جس میں وہ ضرر رسان عرق تھا جس سے کرنل فیرو صاحب کو
 ضرر چھوچنا منظور تھا۔

وقفہ ۵۶ - اس کے بعد دوا دیر بنتھ نے مہاراجہ گیکوار کے حکم سے دو نوٹ لکھیا
 نواز الدین پوہرے سے اور منگایا اور اس کو بھی سالم کے حوالے کر دیا۔

دفعہ ۴۷ - دامودر پنچھ نے مھاراجہ گیکوڑ کے حکم سے ایک تولہ ہیر بھی ناناجی وتلی سے اور سنگیا چھ پنچھ ناناجی وتلی نے ایک پوڑیا دامودر پنچھ کو دی اور یہ کہا کہ مہین تین مائتہ ہیرے کا چورا اور ۹ - مائتہ ہیرے دامودر پنچھ نے مھاراجہ گیکوڑ کے حکم سے پس پٹیا کو مینوت راد کو دے دیدیا جسے دامودر پنچھ کے ایک سوال کے جواب میں یہ بیان کیا کہ اسکا چورا بنا کر کرنل فیرو صاحب کو دیا جاوے گا یہ پوڑیہ ہیروں کی ۹ - نومبر ۱۸۵۸ء سے پانچ یا سات دن پہلے مینوت راد کو دی گئی تھی گیکوڑ نے دامودر پنچھ سے کہا کہ یہ ہیرے اکیس کوٹ کے ٹپے پوجاری کے تاج کے واسطے ہیں۔

دفعہ ۴۸ - اس مقام پر یہ بات واضح ہو کہ نور الدین پوہرہ سے ہیرے حاصل کرنے کی نسبت دامودر پنچھ کے بیان کی تصدیق کے واسطے کوئی شہادت نہیں ہے مگر یہ امر کہ مھاراجہ گیکوڑ سنگیا کا ہم بھونچا ناجا ہے تھے دامودر پنچھ کی شہادت اور کاغذ نمبر رض) نے ثابت ہے اور ہمارے نزدیک اس امر کا اخیال قوی ہے کہ دامودر پنچھ نے سنگیا اسی طریقے سے حاصل کیا جیسے کہ اوٹنے بیان کیا ہے۔

ہجاری دامت میں راجی اور نرسو کی شہادت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ جو ہر کرنل فیرو صاحب کو دیا گیا وہ سالم کے پاس سے آیا تھا اور بلاشبہ اس بات کا اخیال قوی ہے کہ جو سنگیا دامودر پنچھ نے سالم کو دیا تھا وہ وہی سنگیا ہے جو کرنل فیرو صاحب کو زہر دینے کے واسطے استعمال کیا گیا تھا جس حالت میں کہ دامودر پنچھ کے بیان کے محنت کی تصدیق کے واسطے کوئی شہادت موجود نہیں ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات ثابت ہے کہ جو سنگیا راجی سے آیا تھا وہ وہی سنگیا ہے جسکی نسبت دامودر پنچھ بیان کرتا ہے کہ میں نے اسکو نور الدین پوہرہ سے حاصل کیا تھا اور سالم کو دیدیا تھا

دفعہ ۴۹ - ہیروں کی خرید کی نسبت شہادت مندرجہ ذیل بھی موجود ہے۔ یعنی ناناجی وتلی داروغہ خواہر خانہ مھاراجہ گیکوڑ بیان کرتا ہے کہ پچھلے دسہرے سے ۲۰ - اکتوبر ۱۸۵۸ء) چند روز پیشتر میں نے دامودر پنچھ کے حکم سے ارسٹھ یا سارٹھ اترٹھ رتی چٹے گلابی رنگ کے ہیرے ہم ہندو لد فتح چند سے خرید کیے اوس نے اس خرید کی

ایک یا دو اشت تیار کرنے کے واسطے ایک محرر کو ہدایت کی اس سے سات یا آٹھ دن کے بعد اوسنے دامو در پنٹھ کے حکم سے ہم چند سے قریب چوتھرتی میرے اوسے قسم کے خرید کیے اور اوسے یا دو اشت میں اذکی خرید ہی ورج کر لی گئی یہ دو دنوں قسم کے میرے خریداری کے بعد دامو در پنٹھ کے حوالے کر دیے گئے اور دامو در پنٹھ نے اوس گواہ سے یہ کہا کہ ان بیرون کا چورہ بنا کر بطور دوا کے استعمال کیا جاوے گا کل قیمت اونکی چھ ہزار تین روپیہ تھی ناناجی دتل نے ہم چند کو مبلغ تین ہزار روپیہ حسب تفصیل ذیل دیے تھے بیسے دو ہزار روپیہ نان چند صراف و مید محل کی معرفت دو رقموں میں سے جبکہ مجموعہ تین ہزار چھ سو اویس روپیہ تیرہ آٹھ تین پائی ہے دیے گئے اور یہ رقمیں جینہ روشنی کی بچت اور ان شہر فوکی فروخت سے جو بطور نذرانہ کے دیجاتی تھیں اور مھاراجہ گیکوڑ کے حساب میں جمع کیجاتی تھی حاصل ہوئی تھیں اور مبلغ ایک ہزار روپیہ خود ناناجی دتل نے دیے تھے وہ منظر ہے کہ جس یا دو اشت میں ان بیرون کی خرید ورج کی گئی تھی اوسکو آتارام محسرنے لکھا تھا اور قریب دیوالی کے رہے۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو دامو در پنٹھ اوس یا دو اشت کو لے گیا اسی پر سے میرے جواہر خانے کے کسی حساب میں نہیں معلوم ہوتے میں آتارام محسرنے جواہر خانہ مھاراجہ گیکوڑ کو ناناجی دتل کا ماتحت ہے بیان کرتا ہے کہ کچھ دیوالی سے آٹھ دن پہلے میرے ہم چند سے خریدے گئے تھے اور دنا یک راؤ ولد وکیش نے اونکی ایک یا دو اشت تیار کی تھی اور جب تک کرنل فیض صاحب کو زبردستی کی غیر مشورہ ہوئی اونوقت تک وہ یا دو اشت اوسے کے پاس رہی بعد اوس کے ناناجی دتل اوسکو میرے پاس سے لے گیا اس گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ مھاراجہ گیکوڑ کے جواہر خانے میں بہت سے علیحدہ اور جڑے سوپے میرے موجود تھے اور جبوقت یہ میرے خریدے گئے تھے اوسوقت ایک تلوار کا قبضہ اور ایک پیش قبض اور ایک جاکٹ پر چھوٹے چھوٹے میرے جواہر گیکوڑ کے جواہر خانے سے لے گئے تھے جڑے جاتے تھے اس قسم کے میرے ہر سال فاضل موجود رہتے تھے اوسنے وقت سوال و جواب کے یہ بھی بیان کیا جبکہ ناناجی یا دو اشت کو لے گیا اوس کے بعد ہم چند سے یہ دریافت کیا کہ آیا اوس کے میرے اوس کے پاس واپس آئے تھے

یا نہیں اور اوسنے جواب دیا کہ واپس آئے نانا جی وتل نے بھی پا دو اشت لیجائے وقت
یہ کہا تھا کہ یہ میرے بہن خریدے جائیں گے بلکہ میں اونکو واپس کرنا چاہتا ہوں۔
صفحہ ۵۵۔ دامودر پنچہ نے اون میرون کی قیمت دینے کی نسبت جو نانا جی وتل کے
پاس سے اوس کے پاس آئے حسب مندرجہ ذیل بیان کی ہے میں نے محاراجہ گیکو اپنے اونکی
قیمت دینے کا زبانی حکم دامودر پنچہ کو دیا اور اوسنے نانا جی وتل کو یہ ہدایت کی کہ جو روپہ
محاراجہ گیکو اڑکے بچ کے حساب کے بابت اوس کے پاس آتا ہے اوسین سے اس روپہ کو
اداکرے کل تعداد اس روپہ کی جو بچ کے حساب میں جمع کیا گیا تھا میں ہزار چھ سو اوس
روپہ تیرہ آنہ ۳۔ پانی بیان کی گئی ہے۔ دامودر پنچہ بیان کرتا ہے کہ اون میرون کی
بابت جو میرون کو قیمت دینے کا حکم ۱۳۔ ستمبر ۱۸۵۷ء لکھا ہوا ہے جسین یہ مذکور ہے کہ مبلغ
تین ہزار چھ سو تیس روپہ تیرہ آنہ تین پانی محاراجہ گیکو اپنے سواے نارائن کے مندر کے
برہمنوں کی دعوت کی واسطے دیے ہیں دامودر پنچہ کہتا ہے کہ یہ سازشی حکم تھا اور جس
مقصد کے واسطے روپہ مطلوب تھا اوس کے چھپانے کے واسطے یہ حکم دیا گیا تھا اس امر
کی نسبت کہ حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہو گا کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ رامیشر جیکانام حکم
مذکور میں بطور یابندہ روپہ اور دعوت کے متمم کے بیان کیا گیا ہے بیان کرتا ہے کہ میرے
پاس روپہ نہیں آیا اور دامودر پنچہ کے اس بیان کی تصدیق کی ہے کہ یابندہ ہمیشہ
حکم کے ساتھ ایک رسید لگا دیا کرتا تھا چنانچہ اوسنے ایک اصل حکم کا حوالہ دیا ہے نمبری
رو (جس پر اسکی رسید موجود ہے اور حکم نمبری رو) پر کوئی رسید نہیں ہے مگر اسین شبہ ہے کہ آنا کاغذ
نمبری رو کا روپہ حقیقت اوس رقم کے برابر ہے جو کاغذ نمبری رو (رق) میں بیان کی گئی ہو کیونکہ
اول نو کاغذ نمبری رو (رق) کا مجموعہ میں ہزار چھ سو اوس روپہ تیرہ آنہ تین پانی اور کاغذ نمبری
رو (رق) کا مجموعہ میں ہزار چھ سو تیس روپہ تیرہ آنہ تین پانی ہے اور دوم یہ کہ کاغذ رو (رق) ۱۳۔ ستمبر ۱۸۵۷ء
کا لکھا ہوا اور کاغذ رو (رق) یکم جنوری ۱۸۵۸ء کا لکھا ہوا ہے لیکن یہ بات متناظر ہے کہ نانا جی وتل کو
جیسا کہ وہ تسلیم کرتا ہے وہ رقم وصول ہوئی جو کاغذ رو (رق) میں درج ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ
کاغذ رو (رق) کے درمیان سے دامودر پنچہ کو ایک ایسی رقم حاصل ہوئی جو خفیہ کاموں میں استعمال ہو سکتی ہے

و حقیقت دامودرنپتھ نے صاف صاف بیان کیا ہے کہ خفیہ کاموں کے واسطے وقت
 فوقتاً بہت سارے روپیہ علیحدہ کر دیا جاتا تھا کاغذ رالف سے لے کر رشتہ تک جو ۲۲
 نومبر ۱۹۴۷ء سے ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک کے لکھے ہوئے ہیں سازشی احکام میں جو سالم اور
 لیونٹ راؤ کے نام اور اس اسباب کی قیمت دینے کے واسطے جاری کیے گئے تھے جسکا خرید
 جانا محاراجہ گیکوٹ کے واسطے بیان کیا گیا ہے اور اون کے سازشی ہونے کا ثبوت بقول
 دامودرنپتھ کے ہے کہ اونہیں چیزوں یا اون سوداگروں کے نام کی تفصیل کچھ نہیں ہے
 جن سے وہ خرید کی گئیں احکام نمبر رالف سے لے کر نمبر ۲۲ تک اور نمبر ۲۳ کے
 درمیان ایک یہ اختلاف ہے کہ احکام سابق الذکر میں سے ہر ایک حکم میں یا بندہ کی پسید
 ہے اور (د) میں نہیں ہے پس یہ ظاہر ہوا کہ کاغذ (د) صرف بلحاظ مطلب کے ہے سازشی
 نہیں ہے بلکہ وہ اس غرض سے بنایا گیا ہے کہ جس شخص کو روپیہ دیا گیا تھا اسکا نام
 ظاہر نہ ہو اور اس سے دامودرنپتھ کے اس بیان کی تصدیق خیال کی جاتی ہے کہ میرے
 جوابات کے حساب میں نہیں جمع کیے گئے کیونکہ محاراجہ گیکوٹ نے یہ کہا تھا کہ وہ دو اکوڑے
 ہیں اور اس مضمون کی صرف ایک یا دو اشت جو اہر خانے میں تیار کی گئی تھی جسکی نسبت
 محاراجہ گیکوٹ نے اس وقت جبکہ دامودرنپتھ نے نوین نومبر کو کرنل فیہ صاحب کو زہر دینے
 کے ارادے کے بعد اسکو طلب کیا محاراجہ گیکوٹ نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ضائع کر دیجا
 پس دامودرنپتھ نے ناجاچی و تل سے اس یا دو اشت کے علیحدہ کر دینے کے واسطے
 کہا اور اسنے اسکو علیحدہ کر دیا اور یہ رقم سوائے نارائن کے نام لکھ دی گئی۔

واقعہ ۱۵۔ اب ان ہیروں کی نسبت ہم چند کی شہادت پر نظر ڈالنا باقی ہے اس
 گواہ نے نہایت تناقص طور پر شہادت دی اور اسکی شہادت پر علی العموم اعتبار
 نہیں ہو سکتا اسکا یہ منشاء معلوم ہوتا تھا کہ میرون کی خرید کے ہر قسم کے تعلق سے
 انکار کرے وہ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ وہ میرے کی دو پوٹریاں و نایک راز خیر پورہ ہا
 و تل و بلزم جو اہر خانے محاراجہ گیکوٹ کے پاس ۳۱ اکتوبر یا یکم نومبر ۱۹۴۷ء کو لیگیا
 مگر وہ کہتا ہے کہ وہ پوٹریاں مجھکو واپس کر دی گئیں وہ دامودرنپتھ یا ناجاچی و تل یا

و نایک راؤ کے ماتھے بیرون کے فروخت سے انکار کرتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ ۳ ستمبر
 ۱۹۴۷ء کو مین نے ناناجی وتل کے پاس سے دو ہزار روپے اور دو سو سی تیسری
 جنوری ۱۹۴۸ء کو پھر دو ہزار روپے اور اوس کے پاس سے پانے مگر وہ بیان کرتا ہے
 کہ یہ روپیہ ہندوی کے لین دین کی نسبت تھا ہندو یون کالین دین شیو چند
 خرسشمال چند کے نام سے جو پونا کے کوٹھی وال مین حساب کتاب مین لکھا جاتا ہے اور ناناجی
 وتل سے اس کو کوٹھی سے سات ہزار روپے کا اسباب خرید کیا تھا اور ہم چند کی دکان
 سے اس قدر روپیہ کی ہندو یان ہم بھوپنیا کرجی بھی یقین یہ خاطر خواہ ثابت نہیں ہوتا کہ
 ۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو اور ۲۔ ۳۔ جنوری کو جو دو دو ہزار روپے دیے گئے وہ ہندو یون
 کے لین دین کی بابت تھے بلکہ غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ حقیقت مین بیرون کے
 واسطے دیا گیا تھا جیسا کہ ناناجی وتل نے بیان کیا ہے۔ ہم چند اس بات کو تسلیم کرتا ہے
 کہ دو ہزار روپے جو ۲۔ ۳۔ جنوری ۱۹۴۸ء کو دیے گئے وہ دیہات و میلہ کے کارکن
 کے پاس سے آئے تھے جیسا کہ ناناجی وتل نے بیان کیا ہے اور تین سو روپے کی ناناجی
 وتل کے اس بیان سے مطالب ہے کہ یہ روپیہ اوس رقم کا ایک جزو تھا جو حکم نمبر (۲)
 مورخہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء مین درج ہے اور جو دو ہزار روپے ۳۔ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دیے
 گئے اس کی نسبت ناناجی وتل بیان کرتا ہے کہ مین نے یہ روپیہ ہم چند کو دیا تھا مگر مین نے
 ایک ہندوی اور نقد روپیہ یہ تعداد ایک ہزار روپے کے واپس پایا اور باقی ایک ہزار
 روپیہ اوس کے پاس جمع کیے گئے اور ہم چند تسلیم کرتا ہے کہ مین نے دکان راؤ ولد
 و نکیش و خسر پورہ ناناجی وتل کو ایک ہندوی سات سو پچاس روپے کی ۸۔ دسمبر ۱۹۴۷ء
 کو دی تھی اوس ہندوی پر مبلغ ایک سو پچپن روپیہ و سٹل آنے بابت مینشی کے تھے اور
 چوڑا نوے روپیہ چھ آنے و نایک راؤ کو دیے گئے جبکہ مجموعہ ایک ہزار روپیہ ہوا پس بات
 صاف ظاہر ہے کہ اس معاملے کو ہم مین ناناجی وتل کے پاس ایک ہزار روپیہ نقد جمع رہے
 بیرون کی قیمت سے کچھ تعلق تھا یا یہ کہ ناناجی وتل نے اوس کو قبل اس سے کہ کچھ روپیہ
 نمبرون کے خریدنے کے واسطے اوس کو دیا گیا ہو درج کر لیا ہم چند کی کتابوں سے

دوامودرنیتھ کے اوس بیان کی تصدیق میں جو اوسے نسبت خرید ہیرون کے کیا ہے بہت کم مدد ملتی ہے اوس میں صرف ایک کتاب ہمارے روبرو پیش کی گئی ہے اوس کتاب میں سائنس کی گئی ہے ہم اس خیال کی کوئی وجہ نہیں پاسے کہ پولیس کو سزا کرنے سے کچھ سروکار تھا اس کتاب میں ۱۰۰- نومبر ۱۸۷۸ء میں یہ لکھا ہے کہ نانا جی نے دوامودرنیتھ کے واسطے چھ ہزار دو سو تیس روپے کے ہیرے خریدے اور ہم چند بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ رقم خاص ہیرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے مگر وہ بیان کرتا ہے کہ گجاندہ ان پکڑ پولیس کی زیر دستی سے میں نے یہ رقم اوس روز شام کو جبکہ میں نے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو اول اپنا بیان کیا (۶- فروری ۱۸۷۸ء) درج کی تھی سابق میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ محکوم یہ یقین نہیں ہے کہ گجاندہ نے اس قسم کی زبردستی کی ہو کیونکہ یہ زمین اوس بیان سے کیس قدر برخلاف ہیں جو ہم چندے مسٹر سوٹر صاحب کے روبرو کیا اور یہ بات بھی خیال میں نہیں آتی کہ گجاندہ جو ایک ذہین اور چالاک آدمی ہے اس قسم کی خلاف بیانی کا مرتکب ہو مگر ہم اس حقیقت پر کہ یہ کتاب تبدیل کی گئی کچھ اعتبار نہیں کرتا چاہے ہم چند کی شہادت کا صرف ایک حصہ جسکو اس مقدمے سے بڑا متعلق ہے وہ وہ ہے جو محاراجہ صاحب کے محل کو ہیرون کے لیجائے اور میں اہل روپے نقد کے دیگر متعلق ہے۔

دفعہ ۲۵- ہیرون کے خرید کے معاملے کی نسبت ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جاری نسبت میں اس بات کے یقین کیسے کی وجہ معقول ہے کہ دوامودرنیتھ نے ماہ اکتوبر اور شروع ماہ نومبر ۱۸۷۸ء میں محاراجہ گنگوڑا کی ہدایت سے نانا جی وٹل کے پاس سے ہیرے منگوائے اور انکو بشوینٹ رائے کے حوالہ کر دیا اور نانا جی نے اون ہیرون کو ہم چندے خرید کیا اور محاراجہ صاحب کے محل کے حساب کتاب اور ہم چند کے حساب کتاب میں اس قسم کی سائنس کی گئی ہے جس سے ہیرون کی خرید چھپ جائے بڑو سے کے باشندے مثل مندورستان کے اور باشندہ وٹل کے خانگہ ہیرے کے چورے کی مملکت تاثیر پر اعتبار کیسے ہیں گونڈا ہیرے اس قسم کے اعتبار کی کوئی وجہ معقول نہیں معلوم ہوتی

واضح ہو کہ دامودر پنٹھ کرنل فیروز صاحب کے عہد میں کبھی رزٹڈنٹی کو نہیں گیا اور وہ
 مھاراجہ گیکوارڈ کے ہمراہ صرف ایک مرتبہ سر لوہس پٹی صاحب کے رزٹڈنٹ مقرر ہونے
 کے بعد گیا اور سسے راؤ جی کو کبھی محل میں نہیں دیکھا لیکن وہ بیان کرتا ہے کہ سالم نے
 مھاراجہ گیکوارڈ سے میری موجودگی میں اس وقت حیکہ کرنل فیروز صاحب کو ماہ ستمبر میں پھوٹے
 کی تکلیف تھی مھاراجہ گیکوارڈ سے یہ بات کہی کہ میں نے راؤ جی کو ادس پلاسٹر میں جو پھوٹے
 پر لگایا جاتا ہے شکمیا کے ملانے پر آمادہ کیا تھا اور اس سے پھوٹے میں سورش پیدا
 ہوتی اور کرنل فیروز صاحب نے اس وجہ سے پلاسٹر کو علیحدہ کر دیا دامودر پنٹھ نے اس گفتگو
 کا ذکر کیا ہے جو بقول ادس کے مھاراجہ گیکوارڈ کے ساتھ کئی مرتبہ ۹۔ نومبر سے لے کر اوکی
 گرفتاری کے زمانے تک ہوتی تھی اگر گفتگو واقعی ہوتی اور اوکی نسبت اسکا بیان
 صحیح ہے تو ادس سے معلوم ہوتا ہے کہ مھاراجہ گیکوارڈ ادس خبر سے واقف تھے جو ۹۔
 نومبر کو نسبت اقدام زہر خورانی کرنل فیروز صاحب کے مشہور ہوتی تھی ۹۔ نومبر کی
 گفتگو میں ایک ایسی بات ہے جسکی تصدیق خارجی شہادت سے ہوتی ہے اور ادس سے
 ان ملاقاتوں کی نسبت دامودر پنٹھ کے بیان کی تائید ہوتی ہے جو وقت مھاراجہ
 گیکوارڈ ۹۔ نومبر کی صبح کو رزٹڈنٹی سے واپس آتے تھے تو انہوں نے دامودر پنٹھ سے
 کہا کہ سالم آج صبح کو راؤ جی کے مکان پر اس مقصد کے واسطے دوڑا گیا کہ جو پوڑیاں
 زہر کی بانی رہی ہوں انکو لے کر آگ میں جلا دے تھا جگائے جو چھاؤنی برودہ کے
 صدر بازار کی صفائی کا منہم تھا جہاں راؤ جی رہا کرتا تھا سالم صدر بازار کی جانب
 شہر سے جاتا ہوا ۹۔ نومبر کی صبح اور پانچ منٹ بعد شہر کی طرف واپس آتے ہوئے دیکھا
 محمد علی بخش چراسی رزٹڈنٹی نے سالم سے بمقام رزٹڈنٹی قبل اس سے کہ کرنل فیروز صاحب
 صبح کی سو انوری سے واپس آؤ ہیں کچھ گفتگو کی اور جو وقت وہ صدر رینار سے ڈاکٹر
 سیور صاحب کے مکان سے نصرت ہو کر جہاں وہ کرنل فیروز صاحب کی بیٹی سے کر گیا تھا
 رزٹڈنٹی کو واپس آتا تھا تو اسے راستہ میں سالم کو شہر کی طرف واپس جاتے ہوئے دیکھا
 اب تھا جگہ اور محمد علی بخش کی اس شہادت سے گویا بات صاف صاف نہیں ثابت ہوتی

کہ سالم ۱۔ تاریخ کی صبح کو راجہ جی کے مکان کو گیا لیکن اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 غائب کیا ہوگا اور چونکہ سالم چھ راجہ گیکوڑ کے پاس قبل اس سے کہ چھ راجہ صاحب شہر
 صبح کو حسب معمول صاحب رزٹرنٹ کے لئے کو آوین واپس ہو چکا ہوگا اسوجہ سے وہ
 بات جو چھ راجہ گیکوڑ نے دامودر پنچتہ سے بیان کی ہے یہ کہ سالم راجہ جی کے مکان کو آئے
 سے گیا تھا کہ جو کچھ چور بچا ہوا ہو اسکو ضائع کر دے گا تب صحیح معلوم ہوئی ہے اور یہ بات
 بمشکل سمجھ میں آتی ہے کہ جو بیان چھ راجہ گیکوڑ نے دامودر پنچتہ سے کیا تھا اسکو اسنے
 اپنی طبیعت سے بنایا ہو۔

۲۔ دامودر پنچتہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ چھ راجہ گیکوڑ نے میری موجودگی میں
 متواتر سالم اور شیونست راو کو یہ تاکید کی کہ وہ زہر دینے کی نسبت مطلق ذکر نہ کرے یہ شخص
 اس تحقیقات میں مدعی یا مدعا علیہ کی جانب سے بطور گواہ کے طلب نہیں کیے گئے ہیں
 دامودر پنچتہ نے اس طریقے کو بیان کیا ہے جسے بموجب اس کے خانگی سرشتہ میں
 حساب رہتا تھا اس مقام پر صرف اس بات کا ذکر کرنا کافی ہوگا کہ سب سے پہلا کاغذ
 وہ یادداشت ہے جس میں اسے روپیہ کی بابت حکم ہے اور جس پر رسید یا بندہ کی ہے۔
 اس یادداشت سے ہر روز ایک روز نامچہ اور روزنامچہ سے ماہواری حساب اور ہر
 حساب سے سالانہ حساب تیار کیا جاتا ہے یادداشت اور روزنامچہ پر آسانی تلف ہو سکتے
 ہیں لیکن جبکہ ایک مرتبہ ماہواری حساب تیار ہو جائے اور سالانہ حساب میں شامل کر دیا
 جاوے تو کسی خاص رقم کا سرانح ملانے میں زیادہ وقت ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے
 جو دامودر پنچتہ نے وقت سوال جواب کے اون تمام کاغذات کے تلف نہ کرنے کی نسبت
 بیان کی جو کس طرح پر اون معاملات سے متعلق ہیں جو اس تحقیقات کے باعث ہوسے ہیں
 چار روز نامچوں میں رقموں کے ملانے کا قصد کیا گیا تھا دامودر پنچتہ کہتا ہے کہ پہلے
 بلونت راو کلرک سے کہا کہ جس مقام پر سالم کا نام درج ہے وہاں روشنائی ڈالکر مٹا دو
 بلونت راو ان قوت کے ملانے سے انکار کرتا ہے یہ رقمیں نہایت بے تمیزی کے ساتھ ملانی گئیں
 گو اومکان نشان بالکل باقی نہیں رہا دامودر پنچتہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ان رقموں کو

معلومات میں سالم کا نام چھپانے اور مھاراجہ گیکوار کو بچانے کے واسطے مٹوایا تھا اور یہ نصل میں نے مھاراجہ گیکوار کے حکم سے کیا تھا وہ اب تسلیم کرتا ہے کہ یہ بات نہایت نامناسب تھی کیونکہ روشنائی کے دافع فوراً نظر نہ جاتے ہیں یہ کاغذات دامودرنپتھ کے اون کاغذات کے حصے تھے جو مھاراجہ گیکوار کی گرفتاری کے دن محل میں ہر بندے کے لئے تھے اور گجائند اور مشر سوٹر صاحب کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت یہ کاغذات بندہ دامودرنپتھ کی موجودگی میں کھوئے گئے تو وہ اسی حالت میں تھے جیسے کہ وہ چارے روپر ویش کے لئے گئے۔ اخیر روپر دامودرنپتھ بیان کرتا ہے کہ نوزالدین کو نہ کھیا کے واسطے کچھ روپیہ نہیں دیا گیا کیونکہ اس شخص کے دے کے عوض میں اس سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ مھاراجہ گیکوار کے شفا خانے میں اس کو کچھ کام دیا جائے گا نوزالدین گرفتار کیا گیا، مگر اس کی گواہی نہیں لی گئی۔

صفحہ ۵۶۔ اس مقدمے میں باقی ماندہ شہادت ایذا آیا اور اون شخصوں کی ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں آیا مذکور ابتدا میں فیہ صاحب کی میصاحبہ کے پاس نوکر رہی اور ماہ مارچ ۱۸۸۴ء میں اون کے ہمراہ یہی کو گئی بعد اس کے وہ ایک مہینہ بیٹی میں رہی اور پڑوہ کو واپس آنے کے بعد سر بودی صاحب کی میصاحبہ کے پاس جو اسی زمانہ میں پڑوہ میں رہتے تھے نوکر ہو گئی وہ بیان کرتی ہے کہ کہ میں نے تین مرتبہ مھاراجہ گیکوار سے اون کے محل میں ملاقات کی اور اس وقت شام کا وقت تھا پہلی ملاقات اس نے فیضو چو بدار ریڈیجی کے ہمراہ اس وقت کی تھی جبکہ ۱۸۸۴ء کی کیتھن قریب درخواست کے تھی اور وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے پتھ کے کتھنے سننے گئی تھی ایذا اور فیضو کو سالم نے گیکوار کی خدمت میں پیش کیا جو: نڈانیمہ اون کو راستہ میں مل گیا تھا گیکوار نے ایذا سے دریافت کیا کہ آیا تو نے مشر فیہ صاحب کی میصاحبہ کی نوکری کیتھن کی نسبت کوئی ذکر سنا ہے اور اس کو یہ بدایت کی کہ اگر میصاحبہ نے کچھ ذکر کیا تو سالم یا شونت راو کی معرفت اس کی اطلاع بھیج دو گی یہ فیضو اس امر سے منکر ہے کہ اس نے ایذا کو مھاراجہ صاحب کے پاس جانے پر آمادہ کیا تاہم وہ بیان کرتا ہے

کہ میں مھاراجہ گیکوارٹکے پاس اوس کے ہمراہ گیا اور کار بھائی اوس وقت گاڑی بان
تھا میں نے وہ گفتگو سنی جو آیا اور مھاراجہ گیکوارٹکے درمیان ہوئی گیکوارٹ نے آیات
یہ استدعا کی کہ وہ مسٹر فریر صاحب کی مہم صاحبہ سے اونکی سفارش کرے کیونکہ بہت سے
شخص اونکی نسبت صاحب رز پڈنٹ سے عرض و عرض کر رہے تھے آیات نے جواب دیا کہ میں
فریر صاحبہ کی مہم صاحبہ سے کچھ عرض نہیں کر سکتی کار بھائی منظر ہے کہ میں ایسا آیا اور
فیض کو اس موقع پر گاڑی میں سوار کر کے مھاراجہ صاحب کے محل کو لے گیا۔

واقعہ ۵۷ - آیات نے یہ کہ میں نے دوسری ملاقات ماہ جون ۱۸۶۱ء میں
مھاراجہ گیکوارٹکے نو ساری سے واپس آنے کے بعد سالم اور کریم کی استدعا کی تھی
اوس کے ہمراہ کریم نہ گور گیا تھا سالم رستہ میں اون کے ساتھ چڑھ گیا اور آیا اور کریم
کو گیکوارٹکے پاس لے گیا مھاراجہ گیکوارٹ نے آیات سے دریافت کیا کہ آیا مسٹر ودی صاحب
کی مہم صاحبہ نے ہاری شادی کی نسبت جو نو ساری میں ہوئی کچھ تم سے ذکر کیا ہے ایسا
جواب دیا کہ میں نے کچھ نہیں سنا لیکن بوقت مسٹر فریر صاحب کی مہم صاحبہ انگلستان سے
واپس آئیں گی تو آپ کے حق میں کچھ بہتر ہوگا کیونکہ مہم صاحبہ موصوفہ اور کرنل فریر صاحب
آپ سے بہت خوش ہیں بعد اوس کے مھاراجہ گیکوارٹ نے کریم سے کہا کہ تم میری نسبت
مسٹر ودی صاحب سے کچھ کلمہ خیر کو بوقت آئنا اور کریم رخصت ہونے کو پہنچے تو ہمارے
گیکوارٹ نے سالم سے کہا کہ تم اونکو کچھ دید و تپ سالم نے کریم سے کہا کہ تم کل شہریت راؤ کے
مکان پر آنا چنانچہ دوسرے روز شام کو کریم ایسا کے پاس آیا اور کہا کہ میرے پاس
دو سو روپے ہیں جن میں سے نصف روپیہ اسنے دوسرے دن صبح کو ایسا کو دیدیے ایسا
نے خیال کیا کہ یہ انعام اوس شادی کی بابت ہے جو نو ساری میں ہوئی جو بیان آیات نے
مھاراجہ کی ملاقات اور گفتگو کے عام نشانہ کی نسبت کیا ہے اونکی تصدیق کریم نے کی ہے
لیکن وہ بیان کرتا ہے کہ مھاراجہ گیکوارٹ نے ایسا سے دریافت کیا کہ آیا صاحب رز پڈنٹ
ہے شادی کی وجہ سے جس سے مھاراجہ صاحبہ کی دلچسپی باقی کی شادی سے بھی
نا رخصت تو نہیں ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ میں دوسرے روز شہریت راؤ کے مکان کو گیا

اور وہاں سالم نے مجھ کو دوسروں کی شادی کے افہام کی بابت سوچنے
 جسین سے نصف میرے واسطے اور نصف امینا کے واسطے تھے چنانچہ میں نے سوچ دیا
 امینا کو دیدیے اس گواہ نے آیا کہ اس بیان سے کہ اوسنے امینا سے جو راجہ صاحب
 کے پاس جانے کی درخواست کی تھی اختلاف کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ وہ
 مجھ کو لگئی اس موقع پر صندل گاڑی بان تھا اور اوسنے اس بات کو ثابت کیا ہے
 کہ وہ امینا اور کریم کو گاڑی میں سوار کر کے محل کو لے گئے۔

واقعہ ۱۵۔ آیا بیان کرتی ہے کہ فیسری ملاقات ماہ رمضان میں ہوئی اور اسکے
 عاوند نے ملاقات کی تاریخ پندرہویں یا اٹھارہویں اوس مہینے کی بیان کی ہے
 ستمبر ۱۱۰۰ میں رمضان بارہویں اکتوبر ۱۱۰۱ء کو شہر دہلی میں تھا میں نے
 بیان کے بموجب یہ ملاقات ستائیسویں یا تیسویں اکتوبر کو ہوئی ہوگی امینا کہتی ہے
 کہ سالم میرے پاس اس مضمون کا پیغام لایا کہ مہاراجہ گنگوڑا تم سے ملنا چاہتے ہیں چنانچہ
 میں اور میرا خدمتگار راجا چھوٹو ایک گاڑی میں بیٹھ کر جو میرے خاوند نے بہیم چھوٹائی
 تھی مہاراجہ صاحب کے پاس گئی اور راستہ میں میں نے سالم کو طلب کیا اور اسکے
 ہمراہ مہاراجہ گنگوڑا کے روبرو گئی اور مہاراجہ صاحب کے ساتھ مجھے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔
 مہاراجہ صاحب نے اول مجھ سے یہ دریافت کیا کہ کیا میں صاحب
 کی نسبت کچھ ذکر کیا ہے میں صاحب سے مراد مسٹر بودی صاحب کی میں صاحب سے تھی
 اور نہ رشک سے مراد اوس رشک سے تھی جو مہاراجہ صاحب کے بہان پیدا کر کے
 کہا کہ میں صاحب نے کچھ ذکر نہیں کیا اور مجھ کو کچھ حال معلوم نہیں بعد اس کے مہاراجہ
 سے کہا کہ جو وقت میں صاحب آپ کے پاس واپس آئیں گی تو آپ کے حق میں کوئی بہتری
 کی بات ہوگی میں صاحب اور کرنل فیروز صاحب دونوں فیروز خواہ ہیں میں جو صاحب
 کہیں نہ کو اس پر عمل کرنا چاہیے اور کچھ خوف زدہ مت ہو اوس کے بعد سالم نے کہا
 کہ کوئی جادو بھی کام دے سکتا ہے یا نہیں چنانچہ سالم نے سب سے پہلے جادو کا ذکر کیا
 یعنی سالم نے کہا کہ اگر کوئی سحر کیا جادو تو کیا صاحب کا دل پھر حایکامیکان میں طلب کیا

ٹھیک ٹھیک میری سمجھ میں نہیں آیا بعد اس کے میں نے سالم سے اور پھر مہاراجہ صاحب سے کہا کہ آپ صاحب کے واسطے کوئی جادو نہ کیجیے کیونکہ صاحب کو اور کچھ شہر ہوگا اور اسکی میں نے یہ وجہ بیان کی کہ صاحب لوگ خدا تعالیٰ کے مقتدر ہیں بعد اس کے سالم نے مجھ سے کہا کہ کوئی شخص صاحب کو کہلا دیجائے تو تمھاری دانست میں ہو چکا کیا اثر ہوگا اوس کے سنتے مجھکو نہایت خوف ہوا کیونکہ اوس سے پہلے میں نے وہ شخصوں کی زبانی کچھ ذکر سنا تھا بعد اس کے میں نے کہا کہ مہاراجہ صاحب میں اب غصہ نہ ہوتا ہوں میں اسوقت مہاراجہ صاحب کو بہانہ نہیں دیکھتی اگر وہ پہلے موجود ہوتے تو وہ میرے بیان کی تصدیق کرتے بعد اس کے سالم نے مجھ سے غیاطب ہو کر کہا کہ جو کچھ مہاراجہ صاحب کہیں تم اوسکو کان لگا کر سنو اگر تم اون کے کہنے پر عمل کرنا شروع کر دو تمھاری ہمتیماوندہ زندگی کے واسطے تلوگدز اوقات کا کافی ذریعہ میسر آئے گا۔

بعد اوس کے سالم نے مجھ سے کہا کہ تمھارا خاوند بھی نوکر ہو جائے گا اور تلوگدز آئندہ نوکری کرنے کی کچھ ضرورت نہ رہے گی اس کے جواب میں میں نے سالم سے کہا کہ میں اب تک کچھ حالت فاقہ کشی میں نہیں رہی ہوں میں نے اب تک اپنے ایام زندگی حکام انگریزی کی ملازمت میں بسر کیے ہیں جو وقت میں مہاراجہ صاحب سے رخصت ہونے کو تھی تو میں نے مہاراجہ صاحب سے کہا کہ جو کچھ کوئی شخص ایسے رزمیدار صاحب پر عمل کرنے کی نسبت کہے اوسپر آپ التفات نہ کیجیے کیونکہ اگر صاحب کے حق میں کوئی ضرر ہو جاوے گا تو آپ تباہ ہو جائیں گے تب مجھکو یہ خیال آیا کہ مہاراجہ صاحب اسپر خفا ہو گئے کیونکہ میں نے سالم سے کہا کہ تم اس آیا کو بے جاؤ چنانچہ میں اور سالم زینے پیسے اور تر کر اوس مقام کو گئے جہاں گاڑی ٹھہری ہوئی تھی، یہ بات یاد ہوگی کہ کشتی بانی کا لڑکا سوٹھون اکوڑ پرستہ ام کو پیدا ہوا تھا جو وقت سالم دوسری مرتبہ رزمیدار ہو گیا اور اسنے ایسا سے کہا کہ میں نے پچاس روپے تمھارے بستر کے نیچے رکھ دیے ہیں چنانچہ وہ روپیہ اسنے وہاں پائے چھوڑے آیا کہ اس بیان کی کہ وہ اس موقع پر اوس کے ہجرہ محل کو گئی تائید کی ہے اور بے ہاداد اوڈو گاڑی بان نے بھی اوسکی تصدیق کی ہے جو ملاقات کی

تا بیچ پھیلی دیوالی سے دو یا چار دن پہلے بیان کرتا ہے ۱۹۷۱ء کی دیوالی ۱۹ نومبر ۱۹۷۱ء کو واقع ہوئی تھی۔

دفعہ ۵۹۔ عبد اللہ امینا کا خاوند بیان کرتا ہے کہ سالم احاطہ رزیدنٹی میں فیضیو کے مکان پر پانی پینے کے واسطے جایا کرتا تھا مجھ سے میری عورت نے پہلی اور دوسری ملاقات کا ذکر کیا اور میں اس بات سے واقف تھا کہ اس کو سو روپے ملے تھے اور عبد اللہ نے اس گفتگو کا مطلب بیان کیا ہے جو گیکوارڈ اور امینا کے باہم تیسری ملاقات میں ہوئی اور جبکا ذکر امینا نے اس سے کیا تھا عبد اللہ یہ بات جانتا تھا کہ اس کی عورت کو تیسری ملاقات کے بعد پچاس روپے ملے تھے جس زمانے میں امینا بیٹی میں اور وہ بڑودہ میں تھا اس وقت ایک چٹھی امینا کے پاس سے اس کے پاس آئی تھی اور اس میں محاراجہ گیکوارڈ کے نام ایک خط ملفوف تھا۔

دفعہ ۶۰۔ چند قطعہ چٹھیاں جو امینا اور عبد اللہ کے درمیان اس زمانے میں آئی گئیں جب کہ وہ ۱۹۷۱ء میں مختلف مقاموں میں رہتے تھے عدالت کے روبرو پیش کی گئیں ان تمام چٹھیوں میں سالم اور شیونت راڈیا اون معاملات کا ذکر ہے جو ریاست بڑودہ سے متعلق تھے چٹھی حرف ڈی مورخہ ۲۹۔ مارچ ۱۹۷۱ء میں جو امینا کی طرف سے عبد اللہ کے نام لکھی گئی ہے مکتوب ایہ سے یہ دریافت کیا گیا ہے کہ آیا اس کے پاس وہ کاغذ چھوٹا یا نہیں جو اس کی پہلی چٹھی میں ملفوف تھا امینا اور عبد اللہ اور عبد الرحمن عرف رحیم صاحب جنھوں نے یہ چٹھیاں امینا کے واسطے لکھی تھیں بیان کرتے ہیں کہ یہ چٹھی محاراجہ گیکوارڈ کے نام کی تھی عبد اللہ منظر ہے کہ میں نے یہ چٹھی امینا کو بمقام بی بی ہمالیشہ کو جانے وقت واپس کر دی اور اس امر کی نسبت شبہ کر نیکی کوئی وجہ نہیں ہے کہ امینا نے اس قسم کی چٹھی لکھی تھی جبکہ مضمون عبد الرحمن نے اسی یاد سے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں محاراجہ گیکوارڈ سے روپے کی درخواست تھی اور یہ لکھا تھا کہ صاحب گورنری کمیٹی کے مکان پر ایک دعوت ہوئی اور وہاں امینا نے کچھ حال تحقیق کیا اور اخیر پر یہ الفاظ تھے کہ تم مخالف مت ہو۔ یہ چٹھی پیش نہیں کی گئی

مگر یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ جیسی ہرگز میرا راجہ صاحب کو نہیں دی گئی، واضح ہو کہ کرنل فیروز صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ جو وقت صاحب موصوف ماہ مارچ ۱۹۷۸ء میں بمبئی میں تھے تو وہ صاحب گورنر بمبئی کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے گئے تھے۔

واقعہ ۶۱۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ایسا تین مرتبہ میرا راجہ گیکوٹا کی ملاقات کے واسطے گئی جیسا کہ سابق میں بیان ہوا اور اس قسم کی گفتگو جیسے کہ اوپر بیان کی ہے اس کے اور میرا راجہ گیکوٹا کے درمیان واقع ہوئی۔

واقعہ ۶۲۔ جو وقت مدعی کی جانب سے بیان ختم ہوا، تو میرا راجہ گیکوٹا کے وکیل نے اس کی جانب سے ایک تحریری جواب دعویٰ پیش کیا، تو میرا راجہ گیکوٹا کی طرف سے کوئی جواب طلب نہ گئے اور نہ کمیشن کے روبرو اس سے کوئی سوال دریافت کیا گیا۔ چنانچہ اس کے بیان کا اصل مطلب حسب تفصیل ذیل ہے۔

مجھ کو کرنل فیروز صاحب سے کبھی ذاتی عداوت تھی اور نہ اب ہے البتہ یہ بات سچ ہے کہ مجھ کو اور میرے وزیر ورن کو یہ یقین تھا کہ جو طریقہ کرنل فیروز صاحب نے اختیار کیا اس کی وجہ سے یہ امر ناممکن تھا کہ جو انتظام میں نے اس ہدایت کے بموجب جو سسٹم ۱۹۷۱ء کی کمیشن کی رپورٹ پر جو ۲۵ جولائی ۱۹۷۸ء کے خریطے کے ذریعے سے میرے پاس بھیجی گئی تھی تجویز کیے تھے اور جن کے پورا اکیڑ میں کو ششمن کرنا تھا ان کی خاطر خواہ تکمیل ہو سکتی اس خیال سے اور دادا بہائی نوروجی اور بالائنگٹن دیگل اور ہرسچی اور سیر و پیا اور قاضی شہاب الدین اور اپنے اور وزیر ورن سے بڑی دیر تک مشورہ کر کے بعد میں نے ۲ نومبر ۱۹۷۸ء کا خریطہ کرنل فیروز صاحب کی معرفت حضور و سیر کے بعد یقیناً بھجوا دیا اور باوجود ان کے کہنے سننے کے مجھ کو یہ یقین تھا کہ جو وقت اصل حقیقت حضور و سیر کو معلوم ہوگی تو میرے استغاثے پر اتفاقات کیا جائے گا میرے تمام وزیر ورن کو بھی یہی یقین تھا اور جو سخت مذہبی گورنمنٹ میں نے صاحب موصوف کو کی تھی اس کے علم سے ہمارے یقین اور بھی زیادہ مستحکم ہو گیا چنانچہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ء کو جو کرنل فیروز صاحب بڑے سے تبدیل کر دیے گئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری یہ رائے کچھ غلط تھی۔

پس قہر کوئی ذوق نہ کوئی ملکی سبب ایسا تھا جو مجھ کو اس مجرم کے ارتکاب پر آمادہ کرتا
 جبکہ لازم یہی رہتا ہے کہ یا گیا ہے اور میں حلفاً یہ بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے ہرگز
 نہ قوت بذات خود اور نہ اپنے کسی اہل بیت کی معرفت اس قسم کی ہدایت کی اور میں بیان کرتا ہوں
 کہ اس امر کی نسبت: بینا آیا اور راوچی اور نرسو اور دامودرمنچہ کی مکمل شہادت محض
 غلط ہے میں نے رزیدنی کے کسی ملازم کو صاحب رزیدنیٹ کی نسبت جاسوس کا کام
 دینے یا جو کچھ رزیدنی میں ہوتا تھا اسکی مجھ کو اطلاع دینے کی ہرگز ہدایت نہیں کی اور
 نہ میں نے انکو کسی مقصد کے واسطے روپیہ دیا اور نہ روپیہ دلوا یا میں ان انعاموں کا
 کچھ ذکر نہیں کرتا بخوشی یا توبہ مارون کے موصون پر مثلاً شادی وغیرہ میں شاید رزیدنی
 کے ملازموں کو دیے گئے ہوں گوان خفیف معاملات کی نسبت جو رزیدنی یا میرے
 خاص محل میں وقوع میں آئے تھے طرفین کو اطلاع ہوتی ہو مگر میں نے بذات خود اس
 مقصد کے واسطے ان ملازموں سے گفتگو نہیں کی اور نہ میں اس بات سے واقف ہوں
 کہ اس مقصد کے واسطے کچھ روپیہ دیا گیا ہے اور نہ میں نے اس قسم کے بندوبست کی اچھا
 دی جس سے رزیدنی کے رموز کی مجھ کو اطلاع دی جاے۔

صفحہ ۶۳۔ اب ہم اس تمام شہادت کا جو اس مقدمے کے سمجھنے کے واسطے ضروری
 ایک خلاصہ بیان کر چکے شہادت کے باقی حصوں کا ذکر اس عام رس میں جو آئندہ
 بیان کریں گے کیا جاے گا۔

صفحہ ۶۴۔ ہم اپنا یہ یقین بیان کر چکے ہیں کہ کرنل فیروز صاحب کے شہادت کے
 پہلے میں ۹۔ نومبر ۱۸۵۸ء کو زہر ملا یا گیا اور مجھ کو اس امر میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ یہ
 زہر کرنل فیروز صاحب کے ہلاک کرنے کی نیت سے ملا یا گیا جاری اسے میں اس یقین
 کے واسطے کہ اس سے پیشتر ماہ ستمبر کے اخیر حصہ اور ۹۔ نومبر کے درمیان کرنل فیروز صاحب
 کو زہر دینے کا قصد کیا گیا ایک کافی وجہ موجود ہے چنانچہ چند مرتبہ راوچی نے اس وقت
 صاحب نہ صرف کو زہر دینے کا قصد کیا جبکہ اسے تین مرتبہ مرکب چورون کو ملا یا اور
 اگر اسکو شکم کیا کی پوری مفاد کے دینے میں خوف نہوتا تو غالب ہے کہ کرنل فیروز صاحب

اوسوقت سخت بیمار ہو جائے گاؤنکی جان ضایع نہونی
 دفعہ ۶۵۔ ہم یہ بھی یقین ظاہر کر چکے ہیں کہ راجی نے نرسو کی ساروش سے ۹ نومبر کو
 شربت کے پیالے میں زہر ملا یا تھا گو نرسوز ہر ملائے کے وقت موجود تھا ہم خیال کرنے
 ہیں کہ راجی اور نرسو کے ان ارادوں سے اپنے آقا کو ضرر پہنچانے میں کوئی ذاتی
 غرض تھی بلکہ اور شخصوں نے انکو اسباب کی ترغیب دی تھی اور ہم یقین کرتے ہیں
 کہ وہ شخص محاراجہ گیکوڑ تھا جس نے انکو یہ ترغیب دی تھی چنانچہ ہماری دانست میں
 راجی اور نرسو اور دامودر منہ کی شہادت سے اسکا ثبوت ہوتا ہے جو درکب چورس
 اول راجی نے ملائے تھے انکا ایک خبر سنکھیا تھا اور جو چورس ۹ نومبر کو ملا یا گیا اس میں
 سنکھیا اور ہیرے کا چور تھا۔

دفعہ ۶۶۔ جس سبب سے محاراجہ گیکوڑ کرنل فیہ صاحب کو زہر دینے پر آمادہ ہوئے
 وہ یہ تھا کہ وہ صاحب موصوف سے سخت عداوت رکھتے تھے اور انکی تبدیلی چاہتے
 تھے چنانچہ جو طریقہ دادا بہانی نرسو راجی وزیر محاراجہ گیکوڑ نے گیکوڑ کی طرف سے حضور
 و سیراب ہمارے نام ۱۲۔ نومبر ۱۹۴۷ء کو لکھا تھا اوس سے وہ عداوت بخوبی ظاہر
 ہوتی ہے جو گیکوڑ کو کرنل فیہ صاحب سے تھی۔ یہ محاراجہ گیکوڑ نے لکھا تھا کہ مجھ کو
 یہ خیال آیا کہ جو طریقہ کرنل فیہ صاحب رڈیڈنٹ حال نے ہمیں سے میری نسبت اختیار کیا
 ہے اوس سے میں حضور کو مطلع کروں یا نہیں اور حضور کے غور کے واسطے یہ عرض
 کروں کہ در صورت اوس نا اتفاقی کے جو ہمارے درمیان ہے میں آئندہ صاحب
 موصوف کے ہاتھ سے بغیر کسی تعصب کے عمدہ سلوک کی کو تو توقع کر سکتا ہوں۔
 بعد اوس کے گیکوڑ نے اپنے اور اپنے انتظام کی نسبت صاحب موصوف کی دلی نفرت
 کا ذکر کیا ہے اور دو مثالیں اسبات کی بیان کی ہیں کہ سابق میں کرنل فیہ صاحب کے
 چال چلن کی نسبت تعرض کیا گیا تھا اور یہ لکھا ہے کہ یہ دو مثالیں جو میں نے بیان کیں
 ان سے اوس پریشانی اور تکلیف کی کیفیت بخوبی سمجھ میں نہیں آسکتی ہے جو مجھ کو
 بالفعل صاحب رڈیڈنٹ کے ہاتھ سے پہنچتی ہے گورنمنٹ انگریزی کے نائب کا یہ طریقہ

با بطع میرے حق میں بڑے تردد کا باعث ہوا ہے خصوصاً اوسوجہ سے کہ ایسے وقت پر اکثر لوگ موقع پا کر اپنے ذاتی نفع کی غرض سے میری نسبت غلط خبریں مشہور کرتے ہیں اور میری رعایا کو ہمیشہ مجھ سے مخالفت اور سرد مہانی کرنے پر آمادہ کرتے ہیں اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ اس سال کی آمدنی میں بڑا نقصان ہوگا اور رعایا ہمیشہ متروک رہے گی اور اسباب کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ ان باتوں سے اوس انتظام میں بڑا اخل واقع ہوگا جو میں کرنا چاہتا ہوں حضور اوس کام کی اہمیت اور اندازے سے بخوبی واقف ہیں جو مجھ کو کرنا پڑتا ہے پس میں اپنی طرف سے اور جن شخصوں کو اپنے اوس کام کے واسطے متعین کیا ہے ان کی طرف سے یہ غرض کرتا ہوں کہ اگر کرنل فیرو صاحب یہاں بستہ ہو گورنمنٹ انگریزی کے نائب رہیں گے اور میرے اہلکاروں کی نسبت اسی طرح برہنہ اور نفیست کے ساتھ پیش آویں گے تو مجھ کو اپنی کوششوں میں کامیابی کی ہرگز توقع نہوگی۔ میں یخینک نیٹی اور دیانت داری کے اور کوئی بات کرنل فیرو صاحب سے منسوب نہیں کرتا ہوں مگر صاحب موصوف کی رائے اور تدبیر ایک نرے طور کی ہے اور ان کی رائے اور خیالات بعض معاملات میں حد اعتدال سے متجاوز ہیں اور جو کچھ انھوں نے اتہک کہا ہے یا کیا ہے اسکی تائید کرنا وہ خواہ مخواہ اپنے ذر غرض سمجھتے ہیں۔

صفحہ ۶۷۔ اس جھگی کے جواب میں حضور ولیہ اسے بہادر نے اون وجوہات کی نسبت جنہر مہاراجہ گیسکو اڑنے ریڈنٹ بڑوہ کی تبدیلی جاہی تھی بحث کرنا فضول خیال کیا مگر جو معاملات طور میں آتے تھے ادھر بخوبی لحاظ فرما کر اور علاوہ اس کے گورنمنٹ ہند کو اس ارادے پر عمل کر کے کہ مہاراجہ گیسکو ایک جدید انتظام کی کامیابی کے ساتھ کرنے کو اطمینان پر متوجہ دیا جائے گا حضور مہاراجہ نے مہاراجہ گیسکو کو اپنا اس ارادے سے مطلع کیا کہ ہم سر لوئس پیلی صاحب کے سی ایس آئی کو کرنل فیرو صاحب کی جگہ بڑوہ میں ایجنٹ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔

صفحہ ۶۸۔ جو شہادت اس مقدمے کی سلسل میں شامل ہے اوسکا زیادہ تر حوالہ دینا اور اسباب کا ثابت کرنا نہایت فضول ہے کہ مہاراجہ گیسکو کرنل فیرو صاحب سے سخت عداوت رکھتے تھے یہ سچ ہے کہ جو وقت کرنل فیرو صاحب نے مہاراجہ گیسکو اڑے ۲ نومبر ۱۸۷۸

کے خریطے کا ذکر کیا تو مہاراجہ صاحب نے یہ بیان کیا کہ مشروداد اہائی نوزد جی دیوان نے اس خریطے کو لکھا تھا۔ اور دیوان موصوف اور سکے جواب دہ ہے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ مہاراجہ گیکواری کا ایک حیلہ تھا اور مہاراجہ صاحب کو جو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ خود اپنا دیوان منتخب کر لیں اور اسکا یہ منتا تھا کہ (جیسا کہ کرنل فیروز صاحب نے زبانی مہاراجہ گیکواری سے بیان کیا تھا) کہ جو خط کتابت وہ حضور دربار بہادر باگور منتا بیٹی کے نام ارسال کرین اور اس کے وہ خود جواب دہ ہوں حد وہ اس کے مہاراجہ گیکواری نے اس تحریری جواب میں جو انہوں نے ہمارے رد پر پیش کیا ہے یہ تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے وہ خریطہ بھیجا یا تھا مہاراجہ گیکواری کی شادی کی تقریب میں جو بمقام نو ساری محل میں آئی کرنل فیروز صاحب کا شریک ہونا گو وہ گورنمنٹ ہند کے حکم کے بموجب تھا مہاراجہ صاحب کو ناگوار گذرا ہو گا اور جو ذکر مہاراجہ صاحب نے اس محلے میں امینا سے کیا تھا اسکا مطلب بخیر اس کے اور کچھ تخمین ہو سکتا کہ انکو شادی کی نسبت نہایت فکر تھی اور امینا کچھ شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ فکر انکو لڑکے کی ولادت کے بعد اور بھی زیادہ ہو گئی ہوگی۔

دفعہ ۶۹۔ اس بات کا متنازعہ شکل ہے کہ مہاراجہ صاحب کرنل فیروز صاحب سے کسی ملکی وجہ سے اپنے دل میں خصوصیت رکھتے تھے یا کسی ذاتی وجہ سے اس تحقیقات میں کسی طرح یہ بات ثابت نہیں ہوئی ہے کہ کرنل فیروز صاحب نے مہاراجہ گیکواری کی نسبت کوئی ذاتی بدگمانی ظاہر کی تھی پس جہاں تک یہ معلوم ہو سکتا ہے کرنل فیروز صاحب اور مہاراجہ گیکواری کے درمیان امور سلطنت میں اختلاف اسے مہاراجہ کے سبب سے عداوت پیدا ہوئی تھی مگر اس امر میں بھی کلام نہیں ہو سکتا ہے کہ جو نفرت مہاراجہ صاحب کرنل فیروز صاحب سے رکھتے تھے وہ ملکی اور ذاتی وجوہات دونوں پر مبنی تھی اور ہم ان کے اس بیان کو صحیح نہیں تسلیم کر سکتے کہ انکو کرنل فیروز صاحب سے کوئی ذاتی عداوت تھی۔

دفعہ ۷۰۔ جس طرح مین مہاراجہ گیکواری نے رائو جی اور نرسو اور امینا آیاتے گفتگو شروع کی تھی اسکا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ صاحب ریڈنٹ کو زہر دینے کے واسطے سازش کی گئی

اور یہ بات اوس شہادت سے ثابت ہوئی ہے جسکا ہننے خلاصہ بیان کیا ہے اول سٹہ ۱۲
 کے اخیر میں اور سٹہ ۱۳ کے شروع میں مہاراجہ گیکوار کا مقصد ظاہر صرف اوس امر کی اطلاع
 حاصل کرنا تھا جو رزٹڈنٹی میں ریاست بڑودہ کے معاملات کی نسبت پیش آوے مہاراجہ صاحب
 ہر ایک بات کو بالکل اپنے اختیار میں رکھتے تھے اور سالم اور شیون راؤ سے انہیں کا کام
 لیتے تھے اور جو کچھ ہوتا تھا اوس سے اپنے پریوٹ سکرٹری دھو درپت کو بھی آگاہ نہیں
 کرتے تھے مہاراجہ صاحب راؤ جی اور نرسو سے علیحدہ ایسا گفتگو کرتے تھے جبکہ مہاراجہ
 گیکوار اس بات سے نہایت آزرده ہوئے کہ صاحب رزٹڈنٹ نے لکشمی بانی کے ساتھ
 اذکی شادی کو اور اوس کے لڑکے کی ولادت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس وقت
 اذکو نہ ہر دے کا خیال آیا اور اذخون نے ویسا ہی کیا مہاراجہ صاحب نے راؤ جی اور
 نرسو کو ذاتی ترقی اور انعام کا لالچ دیا چنانچہ اذکو اس انعام کی نسبت بڑا بھروسہ
 اون رقموں کی سبب سے ہو گیا جو اذکو دی گئی حالانکہ جس مقصد کے واسطے اذکو
 روپیہ دیا گیا تھا وہ اتنیک محبت ظاہر صرف ہی تھا کہ جو کچھ رزٹڈنٹی میں ہوتا تھا
 اوسکی خبر دیا کریں سٹہ ۱۴ کے اخیر میں مہاراجہ گیکوار نے راؤ جی کو اوسکی شادی کی وقت
 مبلغ پان سو روپے دیے بعد اوس کے ماہ می یا جون سٹہ ۱۵ میں مبلغ تین سو روپے اور
 مہاراجہ گیکوار کی شادی کے انعام کی بابت پنے کل آٹھ سو روپے نرسو کو مبلغ تین سو
 روپے نو ساری کی شادی کے انعام کی بابت اور دو سو پچاس روپے بغیر بیان
 کرنے کسی خاص کام کے اوسکو ملے کل ساڑھے پان سو روپے ہوئے جو اختلاف قیمت
 کا بڑودہ کے روپیہ اور حضور ملکہ مظفر کے روپیہ میں ہوتا ہے اوس کے مجراوے کے بعد
 بھی یہ رقم بلاشبہ اوس قلیل تنخواہ کے لحاظ سے بڑی تھیں جو راؤ جی اور نرسو کو رزڈنٹی
 میں ملتی تھی اور یہی کیفیت اوس ڈیڑھ سو روپے کی ہے جو آیا کو دو موقعوں پر ملا یعنی
 اول مہاراجہ گیکوار کی شادی کے وقت اور دوم اس وقت جب کہ اوسکو پچاس روپیہ
 اپنی اخیر ملاقات کے بعد جو ماہ اکتوبر سٹہ ۱۶ میں ہوئی تھی سے ملے تھے اور اذکو کسی خاص
 واقع سے کچھ غلق نہ تھا لہذا اس واسطے ظاہر کرنے میں کچھ تامل نہیں ہے کہ یہ انعام ان

ملازمون کو اس امر پر مائل کرنے کے واسطے دیے گئے تھے کہ جو کچھ رزیدنٹ مین ہمارا ہے
گیگوارڈ کے معاملات کی نسبت ظہور میں آوے ہمیشہ اس کی خبر دیتے رہیں اور یہ معمولی انعام
نہیں تھے جو ہمارا صاحب خوشی کے وقت صاحب رزیدنٹ کے ملازمون کو دیا کرتے
تھے پس جو روپیہ اون صورتوں میں دیا جاوے وہ ہمارے نزدیک رشوت ہے مگر ہم
یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ آیا ہمارا گیکوارڈ بھی اسکو رشوت خیال کرتے تھے یا نہیں۔

دفعہ ۱۷۔ مگر یہ سوال دریافت کیا جاسکتا ہے کہ ہمارا گیکوارڈ کو راجی یا نرسو
سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ وہ ایک ایسی رقم کے عوض میں جیکو اس کام سے کچھ مناسبت
نتیجی جیسا انجام دینا اون کے ذمہ قرار پایا تھا ایک قتل کے ترکیب میں اسکا یہ جواب
ہو سکتا ہے کہ ہمارا گیکوارڈ نے اوس روپیہ کے ذریعے سے جو اونہون نے نرسو اور راجی
کو دیا اور اپنے پاس اون کے بلے اور چیزوں کے دینے سے انکو اپنا گرویدہ کر لیا
اور در صورت کامیابی کے انکو بڑے انعام کے دینے کا وعدہ بھی کیا تھا راجی بیان
کرتا ہے کہ مجھ سے ایک لاکھ روپیہ اور نرسو سے بھی اسی قدر روپیہ کے دینے کا وعدہ
کیا گیا تھا نرسو بیان کرتا ہے کہ ہمارا صاحب نے ہمارے حین حیات اور ہمارے عیال
و اطفال کے واسطے گزراوقات کے بند و بست کرنے کا ارادہ کیا تھا پس اون غریب
آدمیوں کے نزدیک جو پہلے ہی سے ہمارا گیکوارڈ کے متعلق تھے یہ وعدہ بلاشبہ ایک
کافی ترغیب اسبات کے واسطے معلوم ہوئی کہ وہ ایک ایسے طریقے میں کرنل فیہر صاحب
کو ہلاک کریں جیسا انفر فوراً ہو اور وہ پکڑے نہ جاوین بلکہ رفتہ رفتہ انکو ہلاک کریں۔
دفعہ ۱۸۔ جو طریقہ ہمارا گیکوارڈ نے ۹ نومبر ۱۹۴۷ء کو با اوس کے بعد اختیار کیا تھا
اوس سے اونکی بے گناہی نہیں پائی جانی دامودر پنٹھ کی شہادت سے اسبات کا تھین
ہوتا ہے کہ ہمارا گیکوارڈ کو یہ بات معلوم تھی کہ زہر دینے کا قصد اسوقت کیا گیا تھا
جبکہ وہ اوس روز وٹل بجے صبح کے کرنل فیہر صاحب کی ملاقات کے واسطے گئے تھے اور
اگر اسوقت بھی انکو اسکا حال معلوم تھا تو اوس روز رٹام سے پہلے اسکی اطلاع
ہو گئی ہوگی کرنل فیہر صاحب اور اور گواسون نے یہ اظہار دیا ہے کہ زہر دینے کی خبر چھوٹی

تبرودہ میں ۹۔ نومبر کو علی العموم مشہور تھی۔

شہر چھاؤنی سے ایک میل کے فاصلے پر نہیں ہے سالم اوس روز رزیدنی میں آیا تھا اور راجی سنے اوس سے کہتا تھا کہ وہ کام ہو گیا پس یہ بات تپاس میں نہیں آتی ہے کہ سالم نے جو ہمیشہ محاراجہ گیکواریٹ کے پاس موجود رہا کرتا تھا اپنے آقا کو اس امر کی خبر نہ دی ہو مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ محاراجہ گیکواریٹ ۹۔ نومبر روز دوشنبہ کے بعد اول ہی مرتبہ اگلے بخیشندہ کو کرنل فیض صاحب سے ملاقات کرنے کے واسطے گئے اور اذیت یہ بیان کیا کہ میں نے آپ کو زہر دینے کے ارادے کی خبر پچھلے روز سنے ۱۱۔ نومبر کو سنی تھی اور چچی مندرجہ ذیل ۱۲۔ نومبر کو لکھی گئی۔

جو ملاقات پر سون میری اور آپ کے ہوئی اوس میں مجھ کو آپ کی زبانی مفصل کیفیت اس بات کی معلوم ہوئی کہ کسی بد سواش نے آپ کو زہر دینے کا قصد کیا تھا اور مجھ کو اس سے نہ نہایت افسوس ہوا لیکن یہ خدا کی مہربانی تھی کہ اس سخت ارادے میں اوس شخص کو کامیابی نہ ہوئی اگر اس مجرم کے جرم کے ثابت کرانے کے واسطے میری مدد کی ضرورت ہو تو میں بلا تامل مدد دون گا یہ چچی میں نے آپ کی اطلاع کے واسطے لکھی ہے۔
مورخہ ۱۲۔ نومبر ۱۹۰۶ء

وقفہ ۳۷۔ اب یہ سوال خواہ مخواہ پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں محاراجہ گیکواریٹ دوسری نومبر ۱۹۰۶ء کو ایک خریطہ بھیج چکے تو پھر وہ کس واسطے زہر کے ذریعے سے کرنل فیض صاحب کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرتے اگر یہ فرض کیا جاوے کہ اس خریطے سے حقیقت رزیدنیوں کی تبدیلی مقصود تھی تو اس سوال کا صرف یہ جواب ہو سکتا ہے کہ خریطے کو بھیجنے کی رائے مشرودا بھائی نوروجی نے دی ہوگی جنہوں نے اوس خریطے کو مرتب کیا تھا اور زہر دینے کے منصوبے سے بلاشبہ ناواقف تھے۔ یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ محاراجہ گیکواریٹ اس رائے کو فوراً پسند کر لیا ہوگا۔

وقفہ ۳۸۔ اگر محاراجہ گیکواریٹ اس جرم میں شریک نہ ہوتے تو انکو یہ طریقہ اختیار کرنا واجب تھا کہ وہ فوراً کرنل فیض صاحب کے پاس جا کر اپنا تردد و ظاہر کر دیتے اور بتواتر

اون کے مزاج کی تندرستی دریافت کرتے اور اون سے یہ تو یہ تھی کہ وہ ایک چٹھی اس مضمون کی کرنل فیروز صاحب کی خدمت میں پہنچے کہ مجھ سے بات ہیج ہو اور اس بات کا افسوس ہو کہ خاص چارہ ملک میں ایک بد معاش کے باعث سے جاری همان داری میں فرق واقع ہو اور یہ بات لازم تھی کہ جو نفرت اون کو کرنل فیروز صاحب سے تھی اوس کے باعث سے اونکو اس بات کی وجہ فکری ہوئی کہ اس معاملے میں گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ فوراً اپنی صفائی کر لین لیکن یہ اس کے معارضہ صاحب نے چشم پوشی کی اور بڑے عرصے کے بعد ایک باضابطہ چٹھی سر دہری کے ساتھ لکھ بھیجی معارضہ صاحب کے اس برتاؤ کی بنجر اس کے شاذ و نادر اور کوئی وجہ خیال میں آسکتی ہے کہ خود اونھوں نے زہر دینے کی ترغیب دی تھی ہم مجبوری معارضہ گنگوڑا کے اس بیان کو کہ اونکو اس معاملے کی کچھ خبر تھی قابل اعتبار نہیں خیال کرتے۔ دفعہ ۱۷۔ یہ راس جو ظاہر کی گئی ہے کہ شاید دامودر پنچہ نے کرنل فیروز صاحب کو زہر دینے کی تدبیر کی اس غرض سے ہو کہ خاص اوس کے خط میں چھپ جاوین اوسکی نسبت جاری رہا ہے کہ کسی شہادت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ دامودر پنچہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا تھا جسکو وہ معارضہ گنگوڑا سے پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا یا یہ کہ کرنل فیروز صاحب کی ہلاکت یا بڑے دوسے سے اونکی تبدیل کے چاہنے میں اوسکی کچھ غرض تھی یہ بات بھی نہیں ثابت ہوئی کہ دامودر پنچہ نے اپنے آقا کے مال میں تغلب کیا ہے جو جواب اوسنے اوس سوال کا دیا ہے کہ جو در یہ غلبہ کاموں کے واسطے مخصوص تھا اوسکی نسبت وہ معارضہ گنگوڑا کو کس طرح پر ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے وہ ہمارے نزدیک کافی معلوم ہوتا ہے یعنی یہ یا بندہ روپیہ کی رسید کے حکم کے ساتھ لگی ہوئی تھی حالانکہ حکم اس طریق میں لکھا گیا تھا جس سے اصل معاملے کی حقیقت چھپاؤ صرف کا قند نمبر رٹی کے معاملے میں اوس قاعدے پر عمل نہیں کیا گیا اگر یہ بھی فرض کر دیا جاوے کہ دامودر پنچہ مرتکب تغلب کا ہوا تو بھی یہ خیال کرنا ہے کہ اوس کو اس سے پوری پوری واقفیت تھی کہ جن معاملات کو وہ بحیثیت سکرٹری معارضہ گنگوڑا

انجام دیتا تھا اور انکی نسبت تحقیقات کرنا کرنل فیرو صاحب کے حیطہ اختیار سے باہر تھا۔
 دفعہ ۷۶۔ یہ راس بھی غلامبر کی گئی ہے بھیا پونا کرنے جو محاراجہ گنگوڑا کا مخالف
 خیال کیا جاتا ہے کرنل فیرو صاحب کو نہ ہر دوائے کا اس غرض سے بندوبست کیا کہ محاراجہ
 گنگوڑا مصیبت میں بچس جائیں یا کرنل فیرو صاحب کی تبدیلی ملتوی رہے یہ راس اس
 حالت میں قابلِ لحاظ ہوتی کہ زہر دینے کا قصد صرف ظاہری ہوتا لیکن حقیقت میں یہ
 ارادہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ اوسین ہر طرح کا میاابی ہو اور اس سے مملک
 نتیجہ صرف اسوجہ سے پیدا ہوا کہ کرنل فیرو صاحب نے ۹ نومبر کو تمام شہریت نہیں پیا۔
 دفعہ ۷۷۔ پس ہم اس مقدمے پر ہر ایک طرح نظر کرنے کے بعد کوئی کافی دلیل
 اس بات کی نہیں پاتے کہ جو جرائم محاراجہ گنگوڑا کے ذمہ قرار دیے گئے ہیں اور انکی نسبت
 جاری یہ راس ہے کہ محاراجہ گنگوڑا ان کے فریب میں واجب ٹھہر سکتے۔

دفعہ ۷۸۔ جو راس ہماری اس مقدمے میں ہے اس سے محاراجہ گنگوڑا کو ایسا روچے
 دراجہ سے ذکر اور متفق نہیں ہیں جو راس اور انکی علیحدہ رپورٹوں میں درج ہے
 جو ہر ایک ممبر کبشن نے پیش کی ہے ہٹنے اور سپر بخوبی غور کیا ہم یقین کرتے ہیں کہ گواہوں کی
 خصلت کے اعتبار پر ہر ایک قسم کی دلیلی رعایت کرنے کے بعد رویداد مقدمے سے
 مندرجہ ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

اول۔ یہ کہ اور ان شخصوں نے کرنل فیرو صاحب کو زہر دینے کا قصد کیا جسکو ٹھہرا گنگوڑا اور انکی غیبی
 دوم۔ یہ کہ ٹھہرا گنگوڑا مذکورہ فی انجینئران کی معرفت اور نیز بذات خود بعض ملازموں سے
 خفیہ گفتگو کی جو کرنل فیرو صاحب رزیدنٹ برودہ کو پاس نوکر سے یا رزیدنٹ سے متعلق رکھتے
 سوم۔ یہ کہ ٹھہرا گنگوڑا مذکورہ اور ان میں سے بعض ملازموں کو روچہ یہ دوایا ہے۔
 چہارم۔ یہ کہ اس قسم کی گفتگو کرنے اور روچہ دوانے سے انکا مقصد اول یہ تھا کہ جو کچھ رزیدنٹ میں
 اور انکی نسبت اور انکی ریاست کے معاملات کی نسبت ہوتا ہو اسکی اطلاع حاصل کریں اور دوم
 یہ کرنل فیرو صاحب کو زہر دینے کے ذریعے سے ضرر پہنچا دیں۔ نقطہ۔ دستخط۔ آر کوچ۔
 دستخط۔ آر جے میڈ۔ ایضاً۔ پی ایس ملول۔ ۳۱۔ مارچ ۱۸۷۷ء۔ مقام بمبئی۔

رپورٹ ممبران ہندوستانی

رہ اسے حضور خماراجہ جیاجی راؤ سیندھیا علیجاہ بہادر جی سی ایس آئی)

(در مقدمہ جھاراجہ ٹھیکو اور ٹیڈوہ)

ارادہ نہر خورانی کا میرے نزدیک پائیدار ثبوت کو نہیں چھوڑنا جہاں تک رویداد مقدمے سے میرے علم و یقین تک تحقیقات میں آیا۔ اور مجھ کو یقین اس امر کا نہیں ہے کہ ٹھیکو اور پر جرم نہر خورانی کا عائد ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت کافی دربارہ خرید ہونے والی اس اور سنگھیا اور تانبے کے نہیں ہے اور نہ کوئی کاغذ دستخطی ٹیکو اور کا پیش ہوا کہ جہن حکم دہانید روپیہ ضرورت خرید ان اشیاء کے پایا جاے صرف اس بارے میں وہودر منجھ کا بیان ہے کہ کوئی کاغذ دستخطی ٹیکو اور کا نہیں ہے کہ جس سے وہ اس معاملے میں ماخوذ کیے جا دیں۔

منجھ گوانان مقدمہ کے جو اس مقدمے سے متعلق ہے صرف تین گواہوں نے اس بارے میں شہادت دی یعنی راؤ جی اور نرسو۔ اور وہودر منجھ نے۔ لیکن شہادت ان تینوں میں بھی بہت بڑا اختلاف ہے وجہ اسکی رویداد مقدمے میں درج ہے لہذا یہ گواہ کیونکر قابل اعتبار کے تسلیم ہو سکتے ہیں۔

شہادت ہیدرو خانان اور عبداللہ کی اور پیش نہ کیا جانا عدالت میں سالم اور یثونت راؤ اور خان دگر گجراہ اور نور الدین باورہ اور حکیم کا یہ سب امر مفید طلب مجرم کے ہیں۔

میں ہرگز یقین نہیں کر سکتا کہ نہر خورانی کے لیے ایسی ایسی کارروائیاں حصر دراز تک بہ اعلان ہوئیں۔ ایسے کام دو یا ایک شخص جو بہت معتد ہوں اونے ہوا کرتے ہیں نہ کہ ایک مجمع کثیر شریک کیا جاوے۔ جب تھوڑی سنگھیا کے ایک مرتبہ دینے سے آوجی ہلاک ہو سکتا ہے تو وجہ اسکی کیا ہے کہ متواہر سنگھیا دی گئی اور پی گئی ہند میں کوئی وجہ رد کرنے خاص تقرر ایک لائق شخص یعنی سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب کی نہیں دیکھتا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ٹھیکو راؤ نے ذرا بھی سالم اور یثونت راؤ کو سرٹوئس

پہلی حساب کے حوالے کر دینے میں تامل نہیں کیا۔ بلکہ یہ بیان کیا کہ میں حتی الامکان سب طرح کی مدد دے گا۔

دربارہ اوس گنگو کے جو ملازمان سے رات کو یا دن کو ہونی قابل غور کے نہیں ہے۔ ایسی آمد رفت اور طلبی انعام بروقت شادی یا اور تہوار دن کے ہو کر تھی ہے۔ اور یہ کارروائی صرف بعض خوشنودی صاحب رزٹڈنٹ کے جو ریس کیا کرتے ہیں اور ریس بھی اکثر طالب اس امر کے رکھتے ہیں کہ صاحب رزٹڈنٹ کی کارروائی کے حالات سے مطلع ہوں ایسی ہی اطلاع کی خواہش نیا بین ریس اور صاحب رزٹڈنٹ کے رکھتی ہے۔ میں آخرین کہتا ہوں کہ خاص امور تفتیح طلب یہ ہیں۔

اولیٰ راوہ زہر خورانی۔ دوم۔ سازش ملازمان۔ پس جو کچھ میری رائے معائنہ مذکورہ بالا میں تھی وہ پیش کرتا ہوں۔

۲۷۔ مارچ ۱۸۶۷ء۔ دستخط حضور مہاراجہ گوالیار۔ مقام۔ بمبئی۔

راے حضور مہاراجہ جے پور جی سی ایس آئی

بعد غور کامل شہادت گواہان مہینہ اجلاس کمیشن دربارہ جرم بندہ ملخص راؤ گیکوارٹ بڑوہ راے مندرجہ ذیل اپنی پیش کرتا ہوں۔

وہ بیان جو آیا سماء اینے اور دیگر ملازمان ریاست نے کیا اوس سے یہ ثابت ہوا کہ آیا اور دیگر ملازمان ریاست کو بہ اوقات مختلف حسب الحکم گیکوارٹ کے روپے دیے گئے تھے مگر یہ اس سے پتا نہیں جاتا کہ یہ روپہ اوکو بعض سازش کے واسطے ایک ناجائز کام کے دیے گئے ہوں جو کچھ روپہ دیا گیا وہ گیکوارٹے بطور انعام کے دیا ایسے انعام شادی یا تہوار میں دیے جاتے ہیں۔

جرم سنگین کے باب میں جو گیکوارٹ پر ہے راؤ جی حوالدار کا بیان ہے کہ میں نے کرنل غیر صاحب کے شہرت کے گلاس میں حسب ترغیب گیکوارٹ کے زہر ڈالا مجھکو نہ سونے اس زہر کی پوڑیا دی تھی نہ سوکتا ہے کہ مجھکو سالم نے جو گیکوارٹ کا سوار ہے یہ پوڑیا دی تھی نہ پوڑیا سالم سے پائی اور راؤ جی حوالدار کو دے دی اور وہ موجودہ پتھ پر پوٹ سکرٹی پوٹ

بیان کرتا ہے کہ چھار اپر جو حکم دیا کہ کچھ سنگھیا اور الماس منگو اوو اور سرکار نے ہمت کی تھی کہ الماس تو بیٹھتے رادو جاسوس نے گنگو اور کو دیے اور سنگھیا سالم کو۔
سالم اور بیٹھتے رادو بموجب بیان دامودر پنٹھ کے بیٹھتے رادو اور سالم دامودر پنٹھ اور نرسر کے درمیانی تھے لیکن روبرو کمیشن کے یہ لوگ حاضر نہیں کیے گئے پس اس سے دریافت نہوسکا کہ آیا اونہوں نے روبرو سے پولیس بمبی کے اظہار اسکا کیا تھا یا نہیں واسطے ثبوت اس امر کے کہ پوڑیا دامودر پنٹھ کے پاس نرسر کو پھونچی ہو کوئی شہادت نہیں ہے۔ صرف بیان دامودر پنٹھ اور نرسر کا ہے۔

دامودر پنٹھ کا بیان درباب منگو انے سنگھیا اور الماس کے کہ جلی کوئی شہادت نہیں ہے صداقت کو نہیں پھونچا۔ وہ کہتا ہے کہ نانا جی دتل دارودہ جو اہر خانہ گنگو اور ٹکی مٹر وکان فتح چند ہم چند سے میرے خریدے گئے تھے۔ ہم چند نے روبرو سے کمیشن کے بیان کیا کہ میں نے واسطے لاسطے کے میرے پیش کیے تھے بعد لاسطے کے مجھ کو واپس لے کوئی اہل خرید نہیں گیا۔ آتھارام ایک کارندہ جو اہر خانہ نے روبرو سے کمیشن کے اظہار دیا ہے کہ واقعی ہم چند کی وکان سے میرے آئے تھے مگر ناپسند ہو کر واپس کیے گئے۔

نور الدین بوہرہ جکی نسبت یہ مذکور ہے کہ اس سے سنگھیا مول لی گئی تھی کمیشن کے برو یہ بھی حاضر تھا اور اکبر علیخان بہادر پولیس بمبی نے فیما بین سوال و جواب سار جنت میلن ٹائن صاحب کے جو بروقت اظہار اس کے کیے گئے تھے اقرار اس امر کا کیا کہ بوہرہ ہنوز مقید ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ بوہرہ نے دوبارہ خرید نہ ہر کے صداقت نہیں کی۔ جو یادداشتیں دفتر دامودر پنٹھ سے روبرو کمیشن کے پیش ہوئیں اون سے تشدیح اسکی نہیں پائی گئی کہ کوئی خاص رقم واسطے خرید الماس یا سنگھیا یا اور کسی قسم کے زہر کے لیے روپیہ دیا گیا ہو اون یا دواشتون میں واسطے برہمنوں کے کھلانے یا اور خیرات کے حکم منظور کی کا ہے اور شہادت کافی اس امر کی ہے کہ واقعی یہ روپیہ انہیں امور میں صرف کیا گیا۔

دامودر پنٹھ ایک شیشی کاڈ کر کے تین جبین ایک شے زہریلی رفیق تھی اور بڑے بڑے

سیاہ چوٹوں اور کالے ساہنوں اور شکلی گھوڑوں کے پیشاب سے اس کو حکیم نے تیار کیا تھا اور ایک شخص سہمی گجیا بالادرم خولکر مہاراجہ کے سامنے کے ماتھے دہم دور پہنچنے کے مکان پر بھجوا دی تھی مگر حکیم کمیشن کے روبرو پیش ہوا اور نہ گجیا با آجہ صداقت اس بیانی کی کرتا نہ نڈایہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیا بیان کرتے وجوہات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جو کچھ دامودر پنچہ نے دوبارہ خرید کیے جانے زہر کے بیان کیا وہ سوائے اس کے بیان کے کسی اور شخص کا بیان نہیں ہے پس کس طرح پانچپوت کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

بیان ہوا تھا کہ مانبا بھی کرنل فیہ صاحب کے شہرت میں ملایا گیا تھا کیونکہ وہ بھی ایک زہر ہے لیکن اس تانبے کا اصل پتہ نہ ملا کہ شہرت گلاس میں تھا یا تھا اور یا ڈاکٹر سیورڈ صاحب اور ڈاکٹر کری صاحب نے پچھٹ گلاس کے اجزایہ کے تب بھی اس سے کچھ صاف معلوم ہوا۔

تین گواہ۔ دامودر پنچہ۔ راجہ جی۔ نرسوہ خلی شہادت دربارہ جرم سنگین گیکواری کے ہے وہ بھی شریک جرم ہیں انکی گواہی کی صداقت کسی منتر شخص نے نہیں کی اور نہ انکی شہادت گمان فاسد اور غلطی سے بری ہے دراصل اس کے ان میں سے دو گواہوں نے بشرط معافی جرم اداے شہادت کی پس وجہ ان وجوہات کے میں کوئی وجہ اس شہادت کا نہیں قرار دے سکتا۔

کوئی شہادت تحریری قابل تسلیم کے دامودر پنچہ کی طرف سے نہیں پیش ہوئی ہر چند کہ وہ پریوٹ سکریٹری گیکواری کا تھا اور منج کے تمام دفتر برہادی تھا۔

راجہ جی۔ اور نرسوہ جو شریک جرم ہیں ان کا بیان ہے کہ مہاراجہ سے اور ہمسے بالمشافہ گفتگو ہو کر تھی اور مہاراجہ نے ہمسے کہا تھا کہ تم کرنل فیہ صاحب کو زہر دو و خاص خاص باتوں میں ان دونوں شخصوں کے بیان ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

نشاں راجہ جی نے بیان کیا کہ گیکواری نے وعدہ کیا تھا کہ ایک ایک لاکھ روپیہ ملو دیں گے نرسوہ اس بارے میں محض نادان قہیت اپنی بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو اصلاً نہیں معلوم کہ گیکواری نے ایسا وعدہ کیا تھا یا نہیں اور ایک بیان مطول راجہ جی کو پیدر و در

گرتا ہے۔ راؤ جی نے بیان کیا کہ پوڑیا زہر کی مھاراجہ نے پیدر و دیگرہ کو دی تھی۔ حالانکہ پیدر و قطعی انکار کرتا ہے اور منظر ہے کہ یہ بیان راؤ جی کا بالکل دروغ ہے ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ وغیرہ کون لوگ تھے علاوہ وجوہ مذکورہ بالا کے جو موثر سارجنٹ بیلن ٹائیٹ صاحب نے بروقت جوابات اظہار رات گواہان کے دریافت کیے ہیں اور جو اپنی اسپیش میں تقریر دربارہ شہادت کے کی تھی وہ سب قابل غور اور لحاظ کے ہے۔

میرے نزدیک مناسب ہے کہ لحاظ کیا جاوے جو وجوہ مذکورہ بالا میں اپنے تین ہر گز فیض نہیں دلا سکتا کہ لیکچرار کی طرح سے مانو اس جرم میں تھے ہر چند کہ کرنل فیض صاحب کے شریعت میں زہر ملا اور تینوں شریک جرم شہادت۔ یعنی راؤ جی۔ نرسو۔ اور دامو درپٹھہ کی اسپین مختلف ہیں۔

دستخط۔ رام سنگھ۔ مقام ممبئی۔ ۲۷ مارچ ۱۹۰۷ء

در اسے راجہ سروکر اتو کے سی ایس آئی مقام ممبئی۔ بمقدمہ ملھراؤ گینگوار پڑودہ)

مورخہ ۲۶۔ مارچ ۱۹۰۷ء

دربارہ ارادہ زہر خورانی کے تمام مقدمے کے دیکھنے اور سننے سے مجھ کو معلوم ہوا کہ مھاراجہ ملھراؤ کے ذمہ کی طرح جرم عاید نہیں ہوتا اور کوئی ثبوت دربارہ خرید کیے جانے میرے اور سنگھیا اور تانے کے نہیں ہے۔ یا دربارہ تیاری ان زہرون کے ایک روپیہ تک کے صرف کا اس بارے میں ثبوت نہیں ہے۔ اور کوئی تحریر دستخطی مھاراجہ کی یا کوئی اور کاغذ جنہیں ان زہرون کی نسبت کچھ لکھا ہو پیش نہیں ہوا ہر چند کہ اڈنکار پوٹ سکرٹر دامو درپٹھہ مخالف ہو گیا منجملہ بہت انخاص کے جبکہ اس مقدمے سے تعلق تھا صرف تین گواہوں نے راؤ جی۔ نرسو۔ دامو درپٹھہ دربارہ خریدنے زہر کے شہادت دی ہے ان سب کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہے وہو درپٹھہ کا بیان درباب خرید سوتے میرے کے شہادت آثار نام اور بہیم چند سے روہا۔ اسے بیان کیا کہ میں نے پوڑیا لکھ لکھ میرا اور سنگھیا نہیں دیکھی تھی وہو در کا نام نہ راؤ جی نے یا تھا اور نہ نرسو نے کچھ ذکر کیا

اوسکا خود بیان ہے کہ مین نے یہ بیان صرف اس غرض سے کیا کہ مین گوردن کے پہرے
مین سولہ روز تک مقید رہا اور مجھکو نہایت تکلیف اور ایذا تھی پس مین چاہتا تھا کہ کچھ
ایسا بیان کروں جو رہائی پادون اور تکلیف سے نجات ملے بیان راؤجی اور کرنل فیض
مین تارخون کا اختلاف ہو جبکہ زہر گلاس مین ڈالا گیا تھا راؤجی ظہر کہ مین نے شیشی جھاڑ
سے پانی تھی اور دودھ دیکھتا ہے کہ مین نے شیشی سالم کو دی تھی۔

راؤجی کہتا ہے کہ یہ پوڑیا زہر کی مین نے اپنی بیٹی مین رکھ لی تھی اور دودھ کے اظہار
مین کہ واسطے ولادینے ان پوڑیوں کے سالم راؤجی کے مکان پر دوڑا گیا تھا راؤجی
بھی اوس کے پیچھے پیچھے گیا۔ راؤجی یہ بھی کہتا ہے کہ مھاراجہ نے یہ پوڑیاں مجھکو اور
پیدرو اور اور لوگوں کو دی تھیں پیدرو کا قطعی انکار ان پوڑیوں کے پاس سے
ہے یہ نہیں معلوم ہوا کہ وغیرہ مین کون کون لوگ تھے اور وہ کس قدر تھے راؤجی
بیان کرتا ہے کہ مھاراجہ نے ہم دونوں کو ایک ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا
لیکن نرسو محض لاطمی اپنی ظاہر کرتا ہے۔ راؤجی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیشی
نے زہر پٹی کی ایک ٹھینہ قبل ۹۔ نومبر کے ملی تھی اور نرسو کے بیان سے ثابت ہے کہ
چندر روز پہلے ملی تھی۔

نرسو بیان کرتا ہے کہ سب لوگوں نے فیضو کا نام لکھوا دیا تھا اس لیے مین نے بھی
اوس کا نام لکھوا دیا۔ مین گواہ اپنے حاکم کے مخالفت ہو گئے اور دو گواہوں کو مین
جرم کا وعدہ ہے لہذا انکی گواہی اور اظہارات کیونکر راست تصور کیے جاسکتے ہیں۔
شہادت پیدرو خان مان اور عبد اللہ شربت سازی کی گلیکوار کے مفید مطلب ہے
اور نہ پیش کیا جانا سالم اور شہرت راؤ اور خولکر اور گجیا اور نور الدین بوہرہ اور
حکیم کا موجب بریت گلیکوار کا ہے۔ ہر گز یقین نہیں آسکتا کہ کارروائی زہر خورانی کی
ایک مدت تک ہوا کرے۔ یہ کام ایک یا دو معتمد کے ذریعے سے ہو سکتا ہے نہ کہ بخلاف
اوس کے ایک جماعت کثیرہ کی شرکت سے جب تھوڑا زہر ایک شخص کے مار ڈالنے کو کافی
ہے تو پھر کیوں متواتر ہر دیا جاسے اور پیا جاسے۔ پس انکا اور دیگر امور کا ذکر جو

سار جنت بلین ٹائن صاحب نے کیا ہے وہ قابل غور کے ہے۔
 دربارہ اوس گفتگو کے جو ملازمان سے رات یا دن کو ہوئی مقام تعجب کا نہیں ہے
 ایسے انعام و اکرام ہر خوشی اور شادی میں دیے جاتے ہیں اور اکثر مقامات پر ایسا
 ہوتا ہے کہ رئیس اور رزیدنٹ چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خفیہ طور سے ماہیت
 معلوم ہو جاتی رہی۔

اب میں اس کلام پر اپنی رائے ختم کرتا ہوں کہ بحث صرف دہر خورانی اور گفتگوی
 ملازمان میں تھی لہذا میری رائے میں جو آیا تحریر کیا فقط

دستخط۔ سر دنگر۔ او۔

دستخط۔ سی بوا بھپنسن

سر ڈی گورنمنٹ انڈیا

مراسلہ ڈاکس میسری جیسا بہادر وزیر سلطنت ہند

ہذا کلمنٹی رایت آنریبل صاحب گورنر جنرل بہادر ہندوستان
بہ اجلاس کونسل

لندن۔ دفتر ہند۔ ۳۔ جون ۱۸۵۷ء

دفعہ ۱۔ آپ کے مراسلات اور وہ شہادت جو حال کی تحقیقات میں سر رچرڈ کونج صاحب کی کمیشن کے روبرو دے گئے اور کمیشنروں کی رپورٹ اور اوسکی مثبت گورنمنٹ ہند کا رزولوشن اور وہ اشتہار جس میں آپ نے گائیکوڑ کے گدی سے اوتارے جانے کا اشتہار دیا ہے اور آپ کی لکھی ہوئی ایک یادداشت جس میں آپ نے ریاست برودہ کے حال کی تائید کا ذکر کیا ہے سب کا غلط میرے پاس بھوپنچے اور میں نے کونسل کے اجلاس میں اپنے غور کیا۔

دفعہ ۲۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ حضور ملکہ مظفر کی گورنمنٹ نے اوس طریقے کو پسند فرمایا ہے جو آپ نے ٹھہراؤ گیکوڑ سابق گدی سے اوتارے جانے کا حکم دینے میں اختیار کیا ہے۔

دفعہ ۳۔ جس کمیشن نے سر رچرڈ صاحب کی تحت میں اجلاس کیا تھا اوس نے یہ رپورٹ کی تھی کہ ریاست مذکور کی بطلی جو گورنمنٹ ہند کے تردد کا باعث تھے اوس درجہ تک بھونچ گئی ہے کہ اوس کے صلاح کی نہایت ضرورت ہے کمیشن نے یہ رائے بھی لکھی تھی کہ رئیس حال اور اوس کے مشیروں کی ذات سے اصلاح اور عمدہ بندوبست کے کسی موثر تدبیر کی توقع کرنا بے سود ہے اور یہ باتیں صرف گورنمنٹ انگریزی کی دلچسپی اور حمایت سے جاری ہو سکتی ہیں پس کمیشن مذکور نے ایک ایسے مدارالہمام کے قہر کی سفارش کی جسکو ضروری اختیارات تفویض کیے جاویں اور جو مجیز رضامندی گورنمنٹ ہند کے علیحدہ نہ ہو سکے۔

دفعہ ۴۔ آپ کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سفارش کمیشن کی قبول نہ کی جائے کیونکہ آپ کی

اسے مین ایک خود مختار وزیر مقرر کر کے ایک حکام راجہ کو حکومت سے معزول کرنے کی
تدبیر اس حالت میں کہ راجہ بھی برائے نام گدی پر بیٹھا رہے اور صورتوں میں کسی کامیاب
نہوئے تھے کہ اوپر مقرر عمل کرنا واجب ٹھہرتا پس آپ نے یہ تدبیر نہایت مناسب سوچی کہ جن
مقررہ کے ذمہ فوراً اپنے ملک کی اصلاح کرنے کا فرض قرار دیا جائے۔

و فتح ۲۵۔ جو دہائی ۱۲۸۴ء کے ایک تجربے میں آپ نے کانگوار کو اس ذمہ داری سے آگاہ
کر دیا تھا جو او کی بد عملیوں کے باعث سے گورنمنٹ انگریزی پر لازم آتی تھی آپ پر کانگوار
کی ریاست کو نجات سے محفوظ رکھنا فرض ہے پس اس لحاظ سے او کی رعایا کو بیٹھائی سے بھی
محفوظ رکھنا آپ کا ایک فرض عظیم تھا جن فخر و ن میں آپ نے کانگوار کو اس نیچے سے
مطلع کیا اور اس سے وہ اصول بخوبی ظاہر ہوئے ہیں جن کے بموجب او کی تحقیقات کا ہمیشہ رتاؤ
سونا چاہیے جو آپ کو ریاست کے ماتحت کے ساتھ میں آپ نے لکھا تھا کہ آپ نے یہ ٹھیک لکھا
ہے کہ گورنمنٹ انگریزی ہندوستان میں بلاشبہ سب سے افضل گورنمنٹ ہو اور ہندوستانی ریاستوں کی
بقا اور بہبودی او کی مرہون غایت اور حمایت پر موقوف ہے چنانچہ ریاست برودہ کی اہل
دور و ن با تو ان کی لحاظ سے کہ وہ از رو جغرافیہ کے ایک ایسے موقع پر واقع ہے کہ سب سے
انگریزی لوگوں کے ساتھ ملتی ہوئی ہے اور وہ ان ایک انگریزی ریاست کی حمایت اور
او کے والی کی حمایت اور او کی حکومت جائز کے نفاذ کے واسطے رہتی ہے خاص کر یہی کیفیت ہو
میرے دوست مین اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ جو شخص کوئی بھی کام کرنا ہو او کی
حمایت کے واسطے فوج متعین کروں جس سلطنت کی حامی گورنمنٹ انگریزی ہو او کی جانب سے
انگریزوں کو ہونا۔ ۱۵۔ کی جواب دہی میں گورنمنٹ انگریزی بھی کب قدر شریک

اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گورنمنٹ انگریزی کا صرف حق یہ حاصل نہیں ہے بلکہ
او کا خاص فرض ہے کہ جس ریاست کی یہ حالت ہو اس کے نظام کی اصلاح کی جائے
اور سخت خرابیوں کا ازالہ کیا جاوے۔

و فتح ۲۶۔ بعد اس کے آپ نے مھار
آپ کو کیا غلطی ہوئی ہے آپ نے

میں اس سے مطلع کیا کہ ان امور کے لحاظ
اپنی ریاست کی اصلاح کا

عہدہ موع دیا جاوے گا اور اگر وہ اوس سے خاندہ نہ اوٹھا دین گے تو آپ نے اون کو
اکو ضروری تیجوں سے بھی آگاہ کر دیا بیٹے آپ نے مہاراجہ صاحب کو یہ لکھا تھا کہ جو بخت خرابیان
آپ کے انتظام میں ظاہر ہوئی ہیں ان کی اصلاح کے واسطے میں آپ کو ذمہ دار سمجھتا ہوں
اور میں آپ کو یہ اختیار دیتا ہوں کہ ہر شخص کو آپ چاہیں اپنا کارپردار مقرر کریں مگر یہ
امر نجفی و منجھو کو جو فہمیت میں اب آپ کو کرنا ہوں اور جو مشورہ ردینٹ برودہ سپریم کورٹ اور کئی چوٹی
برائیت ہو آپ کو دیگا اگر اوس پر آپ کا ربنہ ہونگے اور اگر اوس پر سے برودہ کے انتظام میں کچھ اصلاح نہ ہوتی
تو بخیر اس کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ آپ حکومت سے علیحدہ کیے جا دیں گے اور اور کوئی
تدبیر جو میرے نزدیک ریاست برودہ کی خاطر خواہ انتظام کے واسطے ضروری ہوگی
اور جس سے ریاست برودہ میں دست اندازی نہ عمل میں آوے گی۔
پس آپ نے بغیر اس کے کہ آپ سال روان کے خاتمہ تک مہاراجہ کا زیادہ کو حکمران نہ
دینے کا ذمہ کریں وہ تاریخ ایک حد اس بات کی مقرر کی کہ اوس سے آگے آپ مہاراجہ صاحب
کے ساتھ رعایت نہ کریں گے۔

پچھلے ۷۔ مگر امتحان اس قدر عرصہ تک ہونے نہ پایا صرف چند مہینے تک کرنل فیض
کی نگرانی میں جاری رہا اور اگرچہ اوس عہدہ دار کی شکیل نہ تھی مگر آپ کی ہدایت پر
اوس کے کاربند ہونے سے آپ کو اوس کا تبدیل کرنا واجب ہوا تاہم اوس کے حال چلن
میں کوئی ایسی بات تھی جو گاگوار کو اپنی ریاست کے انتظام میں ضروری اصلاح کرے
باز رکھتے شہر طیکہ وہ دل سے اوس کے خواناتن ہوتے لیکن مہاراجہ صاحب کے افعال سے
اوس قسم کی خواہش ظاہر نہیں ہوتی تھی اوس وقت تک جب کرنل فیض صاحب کو نہ ہر
پہلے میں مہاراجہ کا گاگوار کی ظاہری شہادت نے آپ کو اون کے معزول کرنے پر مجبور کر دیا
ریاست کی اصلاح میں کچھ ترقی نہیں ہوتی تھی بلکہ برخلاف اوس کے جیسا کہ آپ نے اپنے
پہلے مورخہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۴۱ء میں بیان کیا ہے اسی زمانے میں مہاراجہ کی گاگوار نے
اپنے ہمائی کھانڈے راوی بی بی سے اسے سخت بدسلوکی کی کہ اوس کے سبب سے اوسکی
حکومت کا اندر چلنا ایک ایسی شادی کی جس سے سرداران ریاست اور اون کے

در میان اتفاق اور زیادہ ہو گیا اور یہ تصور اوس قسم کی فضول خرچی کرتے رہے جس سے باعث سے اوہ تو کاشتکار لوگ نہایت مایوس ہو گئے اور اوہ ہر سبب اس کے کہ بہت کم سپاہیوں کی ضروری تنخواہ ادا کرنے کا کچھ بند و بست نہ تھا سلطنت میں بڑی اتبری کے واقع ہونے کا اندیشہ تھا پس ان باتوں سے ملھراؤ کی ذاتی نالائقی میں کسی قسم کی تبدیلی ثابت نہیں ہوئی تھی اور ان کے حملہ کی تواریخ میں زہر خورانی کے الزام میں اون کے مذکور اور ان کے حملہ کے ختم ہونے سے پہلے اوس وزیر کا بلا وجہ اپنے عہدے سے نہ ریاست کے انتظام کی اصلاح کرنی شروع کی تھی اور جو سرحد و مید

نہ مقرر ہوا تھا۔

ماضی کی وجہ سے کہ ملھراؤ کے ذمہ زہر دینے کا الزام قائم ہی ہوتا تو اب زہر دینے ضرور نہیں ہے کہ او کی نالائقی کی ان علامتوں کے بنا پر عمل کرنا قرین یہاں سال کے اقسام تک فیصلہ کا منصوبہ کرنا مناسب تھا صرف اس بات کا بیان زمانہ کافی ہے کہ جو طریقہ اختیار کیا جاتا وہ صرف بزدلہ کے باشندوں کی بہبودی کی لحاظ سے ہو یا جو برا بیچلی اور خطرہ لوگوں کی طبیعت میں دفعتاً کسی تدریج ملکیت کے بدل جانے سے پیدا ہوتا ہے کچھ اوس سے درگزر کرنا بہ نسبت اوس کے مناسب ہوتا کہ معاد کے ختم ہونے سے ریاست میں زہر اصلاح کچھ نہ ہو بہت سی مصیبت زدہ فرقوں کی حالت کے لحاظ سے مناسب تھی گویا یہ ریاست کو چال چلن میں کوئی بات ایسی تھی جو اس قسم کی رعایت کے مستحق نہ تھے یا آپ کی گورنمنٹ کو عہدہ انتظام کی امید ہو مہم میں زیادہ تر انتظار و توقف کرنا لازم تھا۔

صفحہ ۹۔ جو سنگین الزام ملھراؤ کے ذمہ زہر خورانی کا عائد کیا گیا تھا اور جس کی نسبت سرحدوں پر جو صلہ نہ تحقیقات کی تھی اوس کے مقابلے میں اوس قسم کا نامل بلاشبہ محض تاخیر تھا حضور ملکہ منظر کی گورنمنٹ آپ کی اس رائے سے بالکل متفق ہے کہ آپ اس الزام سے ہرگز ختم ہو سکتے تھے ایک ایسے راجہ کے ساتھ جس کے ذمہ ایسا ہیبت ناک الزام ہو اور وہ اسی طرح حالت نے لگو یا ہو جو اپنے تئیں اسکا زندہ بیان کرتے تھے دوستانہ تعلقات اور بظاہر رسم احترام جاری رکھتا بڑی رسوائی کی بات ہوتی اور سرکار کے اون لائق ملازموں کے حق میں جو اکثر

شکل اور خطرہ کی حالت میں نہایت نازک ملکی کام کو انجام دیتے ہیں تمام دنیا میں اوس اعلان کرنا کہ آپ کی جان کو نہایت ازران خیال کرتے ہیں اضافت سے بعید ہوتا۔
 دفعہ ۱۰۔ آپ نے اس امر کا تقصیر کرنے میں کہ کس طریقہ میں اس الزام کی تحقیقات کرنی چاہیے
 لیکن امور اہم کے لحاظ سے عمل کیا تھا یعنی آپ سب لوگوں پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ جس
 شہادت پر آپ نے کارروائی کی تھی وہ کافی موافق تھی اور اس وجہ سے آپ نے یہ تجویز کی کہ وہ کاہل
 بھی عام طور سے ہو آپ کی یہ بھی خواہش تھی جیسا کہ آپ نے چھارہ سبند سہا کو لکھا تھا کہ میں کیشن
 کی ترتیب اوس طور پر ہونی چاہیے جس پر تمام ہندوستان کے باشندوں کی رائے ہو۔
 خیال سے آپ نے یہ قصد کیا کہ نصف کیشن میں ہندوستانی ہوں اور ان
 ممبروں کے قوم مرہٹہ کا راجہ اور ایک مغز بہت عظیم قوم مرہٹہ کا ہو یہ تدبیر آپ نے چھو
 ہند کی اوس ولی فکر کے سبب سے کی تھی جو ہمیشہ سے آپ کے انتظام سے پائی جاتی ہے۔
 نسبت حضور مجدد کے گورنمنٹ نے ہمیشہ اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی ہے۔
 دفعہ ۱۱۔ لیکن اس امر میں کلام ہو سکتا ہے کہ اس طریق کی کارروائی کا نتیجہ ہر ایک طرح
 آپ کی امید کے موافق ہو یا نہیں۔ بلاشبہ اوس سے بڑی بڑی ترجیحیں پیدا ہوں گی جن سے
 کافی دلیل اس بات کی پیدا ہو سکتی ہے کہ اگر خدا خواستہ آئندہ اسی قسم کو وضع پیدا ہوں اوس
 قسم کی تدبیر کا عمل میں لانا مناسب ہو گا راجے اور سردار اپنی قانونی تعلیم کی وجہ سے ایک نازک
 قانونی تحقیقات کے کرنے کے لائق نہیں ہوتے اور ہندوستان کے اوس سرداروں کو جو
 انگریزی قانونی عدالت کے دستور و ان اور ایک انگریزی وکیل کی بیادقت سے نہ واقف ہیں
 میں اس قسم کے کاموں کے کرنے میں خاص قسم کی دقت پیش آتی ہے علاوہ اذین اس معاملہ
 کے حالات کے دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک والی ملک کے جرم کی نسبت خاص قسم
 ملک کے اندر عدالت کے ضابطوں کے موجب تحقیقات کرنا کم مناسب ہوتا ہے کیونکہ کارروائی
 عدالت کے مشہور ہونے سے اور جو پانچویں ملکی مصلحت کے لحاظ سے اوسکی نسبت قرار دیتے ہیں
 ابتدا میں لازم ہوتی ہے اوس سے اوسکی بڑی دولت ہوتی ہے جو اسکی رعایا اور اور راجاؤں
 کی نظروں میں صرف جرم کے ثابت ہونے کے بعد جائز ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے وہ لوگ

ہیکو ورثہ کے شریک ہو جاتے ہیں اور یہ ہمدردی بہ آسانی اوس کے حق میں نہیں کہ طرفت داری
کے ہو جاتی ہے بعد اُس کے جو قاعدے کا رد وانی کے انگریزی قانون کی رو سے جاری
کے گئے ہیں اُن کا عمل درآمد اُن مقدمات میں مناسب نہیں ہوتا جہاں گواہوں کے ساتھ
اُن کے پہلے اظہار اور عام عدالت میں اُن کے پیش ہونے کے درمیان یہ آسانی نہایت
ہو سکتی ہے اور جہاں اس قسم کے حل کے واسطے بہت سے ذریعے موجود ہیں اور اُن کے حل
میں لائن کے واسطے بھی بہت سے لاپنج دلائل والی خبریں ہوتی ہیں پس ایسی حالتوں میں
بہت کم اندیشہ ہو گا کہ جو شہادت وقت تحقیقات مقدمے کے پیش ہوگی وہ بمقابلہ
انسانی معلوم ہوتی جو بخیر اس امر کی کہ خلائ امر کی تحقیقات مسب خطا
نہیں۔

یہ مختلف دقیقین اس قسم کی تین خلی وقت کا اندازہ آپ پہلے سے نہیں کر سکتے
تھے مگر تحقیقات کے شروع ہونے کے بعد وہ دقیقین معلوم ہوئیں اور اوپر زیادہ ہوئی گئیں
پس جو دقیقین ہندوستانی کنشرون کو پیش آئیں اُن کی وجہ اس سے صاف معلوم ہوتی
ہے اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے زیادہ تجربہ کار رفیقوں کے صاف صاف
فیصلے سے اتفاق کرنے میں کس وجہ سے تامل کیا۔

وقفہ ۳۳ جن وجوہات پر ہندوستانی کنشرون نے اپنا فیصلہ کیا ہے اُن کی تشریح کچھ ہی
کہوں نیچے مگر حضور مکملہ منظر کی گورنمنٹ کی رائے میں یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اوس فیصلہ کی
جانب سے پروائی کی جائے چنانچہ جو بدترین میں سے بدترین تار برقی کے آپ کے پاس بھی
تھیں اُن میں بھی رائے ظاہر کی گئی تھی کہ اگر ہندوستانی کنشرون کے تھریس ہندوستان
سب سے کم اور کرنا منظور نہ تو تا کہ اس عدالت میں ضرور عدل و انصاف ہو گا تو ہندوستان کا
مقرر کرنا محض بے معنی ہوتا اور یہ بھروسہ بھی صرف دہوکہ ہی دہوکہ ہوتا اگر نتیجہ کے قرار
دینے میں ہندوستانی کنشرون کی رائے پر کچھ بھی ناکیا جانا علاوہ اس کے ایک ایسے مقدمے
میں جس کا دار و مدار بالکل نہیں گواہوں کے اعتبار پر تھا اس بات پر لحاظ کرنا نہایت ضروری
تھا کہ اظہار کے وقت اُن گواہوں کے کیا ڈھنگ تھے۔ پس میں انہوں نے مجھ سے خود اس

مقدمہ کو حالات کو دیکھا ہوگا اذکی رائے کو نرمیم کے واسطے کسی ایسے حاکم کے رو برو پیش کرنا
 جسکو اوسے قسم کے موقع حاصل ہو رگو وہ حاکم کیسا ہی برا کیون نہ ہو مناسب نہوتا۔ یہ بات
 سچ ہے کہ آپ نے اون احکام میں خجلی دے آپ نے یہ کمیشن مقرر کی تھی اوسکی کارروائی
 کو سمجھیں۔ ان نہیں کیا تھا بلکہ صرف تحقیقات بیان کیا تھا مگر حضور ملک مظلہ
 کی گورنمنٹ کی رائے میں اس سے کچھ اون باتوں کی خوبی زائل نہیں ہوتی جو میں نے سابق
 میں بیان کی ہیں۔

دفعہ ۱۴۔ اگر کمیشن کے نزدیک پھر رادو اس جرم قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہ
 کیا گیا تھا تو جو سزا کسی غریب آدمی کے واسطے مناسب خیال کی جاتی ادا
 سزا دینے کی کوئی وجہ نہ ہوتی بلکہ جو تہہ اذکیو حاصل تھا اذکی وجہ سے اوس
 ہو جاتا لیکن نہ تو ان کے ذمہ جرم ثابت ہوا اور نہ وہ بری کیے گئے اگر
 اون کے خلاف پرمائل تھی تاہم وہ رائے قطعی تھی کہ چونکہ چھ ممبروں میں سے تین
 رائے نوع صاحب پریزیڈنٹ کے یہ تھی کہ جرم ثابت ہے اور ایک کی رائے بریت پرتھی پس
 ان صورتوں میں یہ لحاظ کیا جائے کہ تین کشنر جنیون نے پھر رادو کو مجرم نہیں قرار دیا
 اذکی خاص اتواہم کے آدمی تھے اور وہ کمیشن میں اس سے مشرب یک کیے گئے تھے کہ ہندوستان
 کے لوگوں کو اوس پر اعتبار ہو تو حضور ملک مظلہ کی گورنمنٹ کی یہ رائے ہے کہ پھر رادو کی نسبت
 اس طرح سلوک نہیں کیا جاسکتا کہ گویا نہ ہر خورانی کا جرم اون کے ذمہ ثابت ہو گیا پھر
 جو اشتہار آپ نے حضور ملک مظلہ کی ہایت سے جاری کیا گیا تھا اوس میں وہ مجرم نہیں فرمایا
 کیے گئے تھے اور وہ اوس سزا سے بچا دیے گئے تھے جو غالباً اوس جرم کے ثابت ہونے پر
 دفعہ ۱۵۔ مگر اس سے خواہ نخواہ یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پھر گدی پر بٹھائے جاوین تحقیقات
 کے نتیجے کی نسبت سب سے بڑہ کہ بات کہی جاسکتی ہے کہ پھر رادو کے جرم کی نہایت جو کمیشن نے
 قطعی رائے نہیں دی اوس وجہ سے وہ سزا سے بچ گئے اونہوں نے اس طرح کارد والی کی تھی
 کہ تین بڑے تجربہ کار انگریز نے اذکیو نہ ہر خورانی کا مجرم قرار دیا اور اون کے دو سہم تو مون نے
 اپنی رائے ظاہر کرتے وقت اذکیو بے گناہ قرار دینے سے اجتناب کیا گوا اس فیصلے سے کبھی

نتیجہ پیدا کیوں نہ ہو مگر وہ کیسے طرح پر ایک بڑے رتبہ کے واسطے اونکی قابلیت کی ہرگز ایک
بیس خنیں سمجھا سکتا اگر صرف اسی نتیجہ پر لحاظ کیا جاتا تو بھی بڑوے کے باشندوں پر حکمرانی کرنے
کے واسطے پھر انکو بجال کرتے ہیں بڑی دقتیں پیش آتیں۔

واقعہ ۱۶۔ لیکن علاوہ اس کے اور وجوہات بھی جو فی ہفتہ بار موصول ہوتی ہیں۔
مکررہ بجال کرنے کے واسطے موجود تھیں یعنی جو زمانہ سرچرڈ میڈ صاحب کی تحقیقات کے بعد
آٹھ اسی سال کی قید کی تخفیف اور برائے نام میں نہیں معلوم ہوئی جو ریاست بڑودہ
کی قبضگی کا باعث تھیں پھر راجہ کے گرفتار ہونے سے پہلے اور وزیروں نے اپنے حقداروں
استغفار دیدیا تھو ان کی درستی شروع کی تھی اور سرلوہیں پٹی صاحب نے آپ
سے بڑے دل سے یہ سفارش کی تھی کہ راجہ کو آزاد فتنوں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے اوس کے سروکار
میں سے اوتارنا چاہیے اس سے چند ہفتہ بعد ہجرت کے وقوع کا ثبوت حاصل ہوا کہ اگر وہ اوتار
پڑے۔ افسوس ہو جاتے تو اس غلام احمد کا بہت جلد خاتمہ ہو جاتا سرچرڈ کوچ صاحب کی
تفتیش کی کامدوانی کے شروع ہونے کے بعد سرلوہیں پٹی صاحب کے روبرو بجا و سبند ہوا
تو راجہ بڑوے کو راجہ کا آنا اور اس سے بھی زیادہ ایک اور ہیبت ناک قتل یعنی گوبند نانک
کا بڑے مذہب سے ہلاک ہونا ثابت ہو گیا تھا یہ دونوں جرم اور شخصوں نے کیے تھے جو پھر راؤ
کے تحت میں ذی اختیار تھے اور پچھلے جرم کی نسبت تو صاف یہ بت لگ گیا کہ وہ پھر راؤ کے حکم
سے ہوا تھا اگر وہ جرم اس وقت ثابت ہو جاتے جب کہ وہ گدی پر بیٹھے ہوئے تھے تو جس حکومت
سے ایسے بڑے کام کیے جاویں اوس کے تمام کرنے میں گورنمنٹ انگریزی زیادہ عرصے تک
توقف نہیں کر سکتے تھے۔

و خصوصاً سرسپان وجوہات پر اگر پھر راؤ کے ذمہ کرنل فیہ صاحب کو زہر دینے کا الزام بھی
ہوتا تو بھی اوکا گدی سے اوتارنا لازم تھا گورنمنٹ انگریزی کو جسے پھر راؤ کے سروکاروں اور
رہایا کو اپنے حقوق کے حاصل کرنے کے اختیار سے محروم کر دیا تھا یہ بات واجب ہوتی کہ وہ پھر
راؤ کو ایک ایسے راجہ کی حکومت کے قبول کرنے پر مجبور کرے جسکی لاعلاج بے ایمان تجربہ و خوبی ثابت
ہوگی تھیں پس آپ کو یہ ثابت کی گئی کہ آپ اپنی ضابطہ کے اہلکار میں پھر راؤ کے گدی سے اوتارنا سے جانے لگی

بھی عام وجوہات بیان کرین اس اندیشے سے کہ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ ایک رزیدنٹ کو زہر دینے کے جرم میں صرف گدی سے اوتا رو جائے گی سزا دی گئی اور ہر کمیشن کے ہندوستانی ممبروں کی رائے کے لحاظ سے یہ امر نامناسب تھا کہ آپ اپنے وجوہات میں اعلان کو داخل کرین جو تحقیقات سے پیدا ہوں اور اس فہم کی کارروائی گویا ایک فضول جہاں ایک ضروری مکی ہوتی اور اس کے باعث سے اس اصول میں خلل واقع ہوتا کہ سخت بد نظمی ہے۔
فی غنہ اختیارات حکومت سے محروم کرنے کی کافی وجہ ہے جو فرمن غلط ہے۔
پر عیاں ہے ہند کو جو دستور سے محفوظ رکھنے کا ہے اور سکھ۔
نہایت دل سے تسلیم کیا ہے۔

دفعہ ۱۸ میں خاتمہ پر حضور ملکہ مظفر کی گورنمنٹ کی جانب سے اور خداری نسبت بڑی قدر شہسی ظاہر کرتا ہوں جو آپ سے اور اس درونک مقدمہ میں ظہور میں آئی ہیں میں آپ سے یہ بھی شکرت کرتا ہوں کہ آپ سرلو میں پلی صاحب اور جن صاحب کے ماتحت میں کام کیا کہ دین کہ ملکہ مظفر کی گورنمنٹ کو اور ان کے عمل کا ہون کا براہ راست ہون نے لیاقت کے ساتھ انجام دیے فقط

دستخط سیلبری -